

مخزن المرجان ف خلاصة القرآن



جو رکوعات کا خلاصہ، سورتوں کی وجہ تسمیہ، شان نزول،
خلاصہ مضامین، موضوع، فضائل، ربط بین السور والایۃ
اور اسکے علاوہ دیگر قیمتیبحاث پر مشتمل ہے

افادات

محمد صفر علی

احمد علی لاہوری

ترتیب

علی عبدالقیوم قاسمی صاحب

نور محمد خاں، اسلام آباد

مناشیر

toobaa-elibrary.blogspot.com

مَحْزَنُ الْمَرْجَانِ فِي خُلَاصَةِ الْقُرْآنِ



جو کہ روایات کا خلاصہ، تفسیر کی وجہ تفسیر، شانِ نزول،
تلمیذ شاہین، موضوع، فضائل، رابطہ بین السور والایۃ
اور اسکے معنی و دیگر قیمتی ابکات پیش کرتا ہے

الفتاویٰ

امام احمد علی لاہوریؒ فیضیہ علی محمد اصغر صاحب

مترجمہ

مولانا عبد القیوم قاسمی صاحب
نویسندہ و مترجم اسلام آباد کراچی

ناشر

اسلامی کتب خانہ

خلافتہ بنوریہ ناٹن کراچی۔ فون: 4927159

~~AF-500~~

AF-720

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۵	علم تفسیر کی تعریف	۴۵	قرآن آوازِ ارمیہ
۴۵	علم تفسیر کا موضوع	۴۸	فہم القرآن مولانا مفتی شفیق الرحمن صاحب
۴۵	فرض و غایت	۴۳	مقدمہ
۴۵	علم تفسیر کی تعریف	۴۳	اسماء قرآن کریم
۴۶	قرآن کی تفسیر کے مآخذ	۴۳	قرآن کریم کی چند تفسیر
۴۹	تفسیر ہارائے	۴۵	قرآن کریم کی اصطلاحی تعریف
۵۰	تفسیر میں گمراہی کے اسباب	۴۶	قرآن پاک کے نزول کا طریقہ
۵۱	قرآن کریم کے آداب	۴۶	سب سے پہلی وحی
۵۲	رکوع کا مطلب	۴۷	دور نبوت
۵۳	رہا بین السورۃ والآیات	۴۷	آخری آیت
۵۳	اصطلاحات یا مضامین قرآن کریم	۴۸	وحی کی ضرورت
۵۳	مسائل سجدہ کی تقسیم	۴۹	وحی کا مفہوم
۶۱	قرآن کریم کے مضامین غیبی کی تشریح	۴۱	وحی کی تعلیمات
۶۲	قرآن مجید کے مضامین سنہ کا بیان	۴۱	وحی کی اقسام
۶۸	قرآن کریم کے علوم اربعہ کی تشریح	۴۳	کیفیت نزول وحی
۶۸	قرآن کریم کے حصص اربعہ کی تشریح	۴۳	کشف اور الہام میں فرق
		۴۳	وحی متلو، غیر متلو میں فرق

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: مخزن المرئیان
 مرتب: حضرت مولانا عبدالقیوم قاسمی صاحب مدظلہ
 طباعت: اول
 کمپوزنگ: صدیقی کمپوزرز۔ ماڈل کالونی کراچی
 فون: 0320-4084547, 4504007
 ناشر: اسلامی کتب خانہ علامہ بخاری ٹاؤن کراچی۔
 فون: 4927159
 طابع: ادارہ طابعات۔ کمرشل ایریا، ناظم آباد فورسز۔ کراچی۔
 فون: 0333-2136180 موبائل: 6683335

ملنے کے پتے

علمی کتب خانہ مین گیٹ جامع بخاری ٹاؤن کراچی

قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی دارالکتب اردو بازار لاہور
 علمی کتاب ہزارہ بازار کراچی مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
 مکتبہ طیبہ بخاری ٹاؤن کراچی مکتبہ رشیدیہ بلچہ بازار راولپنڈی
 در خواستی کتب خانہ بخاری ٹاؤن کراچی مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
 دارالاشاعت۔ اردو بازار۔ کراچی وحیدی کتب خانہ قہر خواجی بازار پشاور
 مکتبہ بخاریہ۔ علامہ بخاری ٹاؤن۔ کراچی مکتبہ حبیبیہ سواری بازار یو تیر سرحد
 نور محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی عمر پہلی کیشیز بازار لاہور

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۱۲	خلاصہ سورۃ	۸۳	مسئلہ "ال" قرآن و سنت اور فقہائے
۱۱۱	سورۃ البقرۃ	۸۴	اجتہاد کی روشنی میں
۱۱۱	خلاصہ سورۃ البقرۃ	۸۵	"اللہ" کا معنی
۱۱۱	توضیح الخاصہ	۸۶	مسئلہ "عقرب کل"
۱۱۲	خلاصہ درکوع: ۵، ۳، ۴، ۱۱	۸۷	مسئلہ "حاضر و غاظر" اور اس کے ادوار
۱۱۳	خلاصہ درکوع: ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶	۸۸	پہلے دور کے متعلق قرآنی تصریحات
۱۱۳	خلاصہ درکوع: ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵	۸۹	دوسرے دور اور اس کے دلائل
۱۱۴	پارہ: ۲، سيقول السفيهاء	۹۰	حضور علیہ السلام کا تیسرا دور
۱۱۴	خلاصہ درکوع: ۱۵	۹۱	پہلی بدعت کا دعویٰ اور اس کے جوابات
۱۱۵	خلاصہ درکوع: ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲	۱۰۱	مسئلہ "علم غیب"
۱۱۶	خلاصہ درکوع: ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷	۱۰۲	علم غیب کے متعلق اہل سنت والجماعت
۱۱۷	خلاصہ درکوع: ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳	۱۰۳	کا عقیدہ اور اس کے دلائل
۱۱۷	پارہ: ۳، تلک الوصل	۱۰۴	شیخ المسلمین خاتم العینین علیہ الصلوٰۃ
۱۱۷	خلاصہ درکوع: ۳۴	۱۰۵	والسلام کے متعلق اعلان کہ آپ صلی
۱۱۸	خلاصہ درکوع: ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹	۱۰۶	اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں ہیں اس پر
۱۱۸	سورۃ آل عمران مدنیہ	۱۰۷	دلائل
۱۱۸	خلاصہ درکوع: ۱	۱۰۸	(حصہ اول)
۱۱۹	خلاصہ درکوع: ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸	۱۰۹	پارہ: ۱، ائمہ
۱۱۹	پارہ: ۲، ملن شمالو الہو	۱۱۰	سورۃ الفاتحہ کی

مکرم	عنوان	مکرم	عنوان
۱۳۶	خلاصہ رکوع ۳، ۲، ۱	۱۱۹	خلاصہ رکوع ۱۰
۱۳۷	خلاصہ رکوع ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱	۱۲۰	خلاصہ رکوع ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱
۱۳۸	پارہ ۸: ولو النسا	۱۲۱	خلاصہ رکوع ۶۰
۱۳۸	خلاصہ رکوع ۳۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳	۱۲۱	سورۃ النساء مدنیہ
۱۳۸	سورۃ الاحزاب کیہ	۱۲۱	خلاصہ سورۃ
۱۳۸	خلاصہ سورۃ	۱۲۱	خلاصہ رکوع ۳۰، ۲۹، ۲۸
۱۳۹	خلاصہ رکوع ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱	۱۲۲	پارہ ۵: والمحصنات
۱۳۰	خلاصہ رکوع ۱۱، ۱۰، ۹، ۸	۱۲۲	خلاصہ رکوع ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱
۱۳۰	پارہ ۹: فالح الجلال	۱۲۳	خلاصہ رکوع ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱
۱۳۰	خلاصہ رکوع ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱	۱۲۳	خلاصہ رکوع ۲۱، ۲۰
۱۳۱	خلاصہ رکوع ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱	۱۲۳	پارہ ۲: لا یحب اللہ
۱۳۲	سورۃ الانفال مدنیہ	۱۲۳	خلاصہ رکوع ۲۳، ۲۲، ۲۱
۱۳۳	خلاصہ رکوع ۳، ۲، ۱	۱۲۳	سورۃ المائدہ مدنیہ
۱۳۳	خلاصہ رکوع ۵، ۴، ۳	۱۲۳	موضوع سورۃ
۱۳۳	پارہ ۱۰: واعلموا	۱۲۵	خلاصہ رکوع ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱
۱۳۳	خلاصہ رکوع ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱	۱۲۶	پارہ ۳: واذا سمعوا
۱۳۳	سورۃ التوبہ مدنیہ	۱۲۶	خلاصہ رکوع ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱
۱۳۳	موضوع سورۃ	۱۲۶	سورۃ الانعام کیہ
۱۳۵	خلاصہ رکوع ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱	۱۲۶	موضوع سورۃ

مجلد نمبر	عنوان	مجلد نمبر	عنوان
۱۵۳	سورۃ الانعام کیہ	۱۳۸	پارہ ۱۵: صیغین الذی
۱۵۳	موضوع سورۃ	۱۳۸	سورۃ بنی اسرائیل کیہ
۱۵۳	خلاصہ رکوع: ۲، ۵، ۱۳، ۲۱، ۲۴، ۲۵، ۲۶	۱۳۸	خلاصہ سورۃ
۱۵۳	خلاصہ رکوع: ۷	۱۳۸	خلاصہ رکوع: ۲، ۵، ۱۳، ۲۱، ۲۴، ۲۵، ۲۶
۱۵۳	سورۃ الحج کیہ	۱۳۹	خلاصہ رکوع: ۱، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲
۱۵۳	موضوع سورۃ	۱۳۹	سورۃ الکہف کیہ
۱۵۳	خلاصہ رکوع: ۲، ۵، ۱۳، ۲۱، ۲۴، ۲۵، ۲۶	۱۳۹	خلاصہ سورۃ
۱۵۵	خلاصہ رکوع: ۱، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲	۱۵۰	خلاصہ رکوع: ۲، ۵، ۱۳، ۲۱، ۲۴، ۲۵، ۲۶
۱۵۵	پارہ ۱۸: قد الفلح	۱۵۱	پارہ ۱۹: قال الم
۱۵۵	سورۃ المؤمنین کیہ	۱۵۱	خلاصہ رکوع: ۱، ۱۰، ۱۱، ۱۲
۱۵۵	موضوع سورۃ	۱۵۱	سورۃ مريم کیہ
۱۵۵	خلاصہ رکوع: ۳، ۲۱، ۲۴	۱۵۱	خلاصہ سورۃ
۱۵۶	خلاصہ رکوع: ۲، ۵، ۱۳	۱۵۱	خلاصہ رکوع: ۳، ۲۱، ۲۴
۱۵۶	سورۃ النور کیہ	۱۵۲	خلاصہ رکوع: ۲، ۵
۱۵۶	موضوع سورۃ	۱۵۲	سورۃ طہ کیہ
۱۵۶	خلاصہ رکوع: ۲، ۵، ۱۳، ۲۱، ۲۴	۱۵۲	عنوان سورۃ
۱۵۷	خلاصہ رکوع: ۹، ۱۸، ۱۷	۱۵۲	خلاصہ رکوع: ۲، ۵، ۱۳، ۲۱، ۲۴
۱۵۷	سورۃ الفرقان کیہ	۱۵۳	خلاصہ رکوع: ۸، ۱۷
۱۵۷	موضوع سورۃ	۱۵۳	پارہ ۱۷: القرب

مجلد نمبر	عنوان	مجلد نمبر	عنوان
۱۳۶	خلاصہ رکوع: ۸، ۱۷	۱۳۶	خلاصہ رکوع: ۸، ۱۷
۱۳۶	پارہ ۱۱: انہم یقولون	۱۳۶	خلاصہ رکوع: ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲
۱۳۶	خلاصہ رکوع: ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳	۱۳۶	سورۃ الرعد کیہ
۱۳۶	سورۃ یس کیہ	۱۳۶	عنوان سورۃ الرعد
۱۳۶	موضوع سورۃ	۱۳۶	خلاصہ رکوع: ۲، ۱۱
۱۳۷	خلاصہ رکوع: ۳، ۲۱، ۲۴	۱۳۷	خلاصہ رکوع: ۲، ۵، ۱۳، ۲۱، ۲۴، ۲۵، ۲۶
۱۳۸	خلاصہ رکوع: ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵	۱۳۸	سورۃ ابراہیم کیہ
۱۳۹	خلاصہ رکوع: ۱۱	۱۳۹	خلاصہ رکوع: ۱
۱۳۹	سورۃ یوسف کیہ	۱۳۹	خلاصہ رکوع: ۲، ۵، ۱۳، ۲۱، ۲۴، ۲۵، ۲۶
۱۳۹	موضوع سورۃ	۱۳۹	سورۃ الحجر کیہ
۱۳۹	خلاصہ رکوع: ۱	۱۳۹	موضوع سورۃ
۱۳۹	پارہ ۱۴: وما من دابة	۱۳۹	پارہ ۱۴: وما من دابة
۱۳۹	خلاصہ رکوع: ۵، ۱۳، ۲۱، ۲۴	۱۳۹	خلاصہ رکوع: ۲، ۱۱
۱۴۰	خلاصہ رکوع: ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶	۱۴۰	خلاصہ رکوع: ۲، ۵، ۱۳، ۲۱، ۲۴، ۲۵، ۲۶
۱۴۰	سورۃ یوسف کیہ	۱۴۰	سورۃ النحل کیہ
۱۴۰	موضوع سورۃ	۱۴۰	خلاصہ سورۃ
۱۴۱	خلاصہ سورۃ	۱۴۱	خلاصہ رکوع: ۲، ۱۱
۱۴۱	خلاصہ رکوع: ۲، ۵، ۱۳، ۲۱، ۲۴، ۲۵، ۲۶	۱۴۱	خلاصہ رکوع: ۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳
۱۴۱	پارہ ۱۳: وما ابصری	۱۴۱	خلاصہ رکوع: ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۱۳، ۲۱، ۲۴، ۲۵، ۲۶

مكرر	عنوان	مكرر	عنوان
١٨٣	خلاصة ركوع: ٣٠، ٢١، ١	١٨١	خلاصة ركوع: ٢١، ١
١٨٣	سورة البقرة مدنية	١٨١	سورة البقرة مدنية
١٨٣	موضوع سورة	١٨١	موضوع سورة
١٨٥	خلاصة ركوع: ٣٠، ٢١، ١	١٨١	خلاصة ركوع: ٣٠، ٢١، ١
١٨٥	سورة البقرة مدنية	١٨٢	سورة البقرة مدنية
١٨٥	موضوع سورة	١٨٢	موضوع سورة
١٨٥	خلاصة ركوع: ٢١، ١	١٨٢	خلاصة ركوع: ٢١، ١
١٨٦	سورة البقرة مدنية	١٨٢	سورة البقرة مدنية
١٨٦	موضوع سورة	١٨٢	موضوع سورة
١٨٦	خلاصة ركوع: ٢١، ١	١٨٢	خلاصة ركوع: ٢١، ١
١٨٦	سورة البقرة مدنية	١٨٢	سورة البقرة مدنية
١٨٦	موضوع سورة	١٨٢	موضوع سورة
١٨٦	خلاصة ركوع: ٢١، ١	١٨٣	خلاصة ركوع: ٢١، ١
١٨٤	سورة المائدة مدنية	١٨٣	سورة المائدة مدنية
١٨٤	موضوع سورة	١٨٣	موضوع سورة
١٨٤	خلاصة ركوع: ٢١، ١	١٨٣	خلاصة ركوع: ٢١، ١
١٨٤	سورة النفاذ مدنية	١٨٣	سورة النفاذ مدنية
١٨٤	موضوع سورة	١٨٣	موضوع سورة
١٨٤	خلاصة ركوع: ٢١، ١	١٨٣	خلاصة ركوع: ٢١، ١

مكرر	عنوان	مكرر	عنوان
١٤٤	خلاصة ركوع: ١	١٤٣	موضوع سورة
١٤٨	خلاصة ركوع: ٣٠، ٢١، ١	١٤٣	خلاصة ركوع: ٣٠، ٢١، ١
١٤٨	سورة البقرة مدنية	١٤٥	خلاصة ركوع: ٥٠
١٤٨	موضوع سورة	١٤٥	سورة البقرة مدنية
١٤٨	خلاصة ركوع: ٣٠، ٢١، ١	١٤٥	موضوع سورة
١٤٩	سورة البقرة مدنية	١٤٥	خلاصة ركوع: ٤٠، ٦٠، ٥٠، ٣٠، ٢١، ١
١٤٩	موضوع سورة	١٤٦	سورة البقرة مدنية
١٤٩	خلاصة ركوع: ٢١، ١	١٤٦	موضوع سورة
١٤٩	سورة البقرة مدنية	١٤٦	خلاصة ركوع: ٣٠، ٢١، ١
١٤٩	موضوع سورة	١٤٦	سورة البقرة مدنية
١٤٩	خلاصة ركوع: ١	١٤٦	موضوع سورة
١٨٠	خلاصة ركوع: ٣٠، ٢١، ١	١٤٦	خلاصة ركوع: ٣٠، ٢١، ١
١٨٠	سورة البقرة مدنية	١٤٤	سورة البقرة مدنية
١٨٠	موضوع سورة	١٤٤	موضوع سورة
١٨٠	خلاصة ركوع: ٢١، ١	١٤٤	سورة البقرة مدنية
١٨٠	سورة البقرة مدنية	١٤٤	موضوع سورة
١٨٠	خلاصة ركوع: ٣٠، ٢١، ١	١٤٤	خلاصة ركوع: ٣٠، ٢١، ١
١٨١	سورة البقرة مدنية	١٤٤	سورة البقرة مدنية
١٨١	موضوع سورة	١٤٤	موضوع سورة

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۷۳	خلاصہ سورۃ	۲۵۲	چہر تسمیہ، رابطہ، شان نزول
۲۷۵	سورۃ نمل	۲۵۷	فضائل و خلاصہ سورۃ نمل
۲۷۵	چہر تسمیہ، رابطہ، خلاصہ سورۃ	۲۵۹	سورۃ الانبیاء
۲۷۷	سورۃ القصص	۲۶۰	چہر تسمیہ، رابطہ، خلاصہ سورۃ الانبیاء
۲۷۷	چہر تسمیہ، رابطہ، خلاصہ سورۃ القصص کے تاج	۲۶۱	سورۃ الحج
۲۷۹	سورۃ العنکبوت	۲۶۱	چہر تسمیہ
۲۸۰	رابطہ، چہر تسمیہ، شان نزول	۲۶۲	رابطہ، خلاصہ مضامین سورۃ الحج
۲۸۱	خلاصہ سورۃ العنکبوت	۲۶۳	سورۃ المؤمنین
۲۸۳	سورۃ الروم	۲۶۳	چہر تسمیہ، رابطہ
۲۸۳	رابطہ، چہر تسمیہ، شان نزول	۲۶۵	فضائل و خلاصہ سورۃ المؤمنین
۲۸۶	خلاصہ مضامین سورۃ الروم	۲۶۷	سورۃ نور
۲۸۶	سورۃ لقمان	۲۶۷	چہر تسمیہ، رابطہ
۲۸۶	چہر تسمیہ، فائدہ	۲۶۹	تسمیہ، خلاصہ سورۃ
۲۸۷	رابطہ، خلاصہ مضامین	۲۶۹	سورۃ الفرقان
۲۸۸	سورۃ الحجۃ	۲۶۹	چہر تسمیہ، فائدہ، مختلف اساتذہ قرآن
۲۸۸	چہر تسمیہ، رابطہ، خلاصہ مضامین سورۃ الحجۃ	۲۷۰	رابطہ، خلاصہ سورۃ الفرقان
۲۹۰	سورۃ الزمر	۲۷۱	سورۃ شعراء
۲۹۱	چہر تسمیہ، فائدہ، رابطہ	۲۷۱	چہر تسمیہ
۲۹۱	فائدہ، مختلف غرض	۲۷۲	رابطہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۳۳	رابطہ	۲۳۳	حقیقی ایمان والوں کے پانچ اوصاف
۲۳۳	سورۃ الزمر	۲۳۳	سورۃ قہر
۲۳۳	رابطہ، خلاصہ سورۃ	۲۳۵	سورۃ قہر کے شروع میں بسم اللہ نہ ہونے کی وجہ
۲۳۵	سورۃ الحجۃ	۲۳۵	سورۃ قہر کے شروع میں بسم اللہ نہ ہونے کی وجہ
۲۳۵	فائدہ، مختلف ابواب جنم	۲۳۶	سورۃ یونس
۲۳۶	سورۃ یونس	۲۳۶	رابطہ، خلاصہ مضامین
۲۳۶	رابطہ، خلاصہ مضامین	۲۳۸	سورۃ بنی اسرائیل
۲۳۸	چہر تسمیہ، رابطہ، خلاصہ مضامین	۲۳۹	فضائل سورۃ بنی اسرائیل
۲۳۹	سورۃ کہف	۲۴۰	سورۃ کہف
۲۴۰	چہر تسمیہ، رابطہ	۲۴۱	رابطہ، شان نزول
۲۴۱	فضائل سورۃ کہف	۲۴۲	خلاصہ سورۃ کہف
۲۴۲	سورۃ مہم	۲۴۳	چہر تسمیہ
۲۴۳	فائدہ، رابطہ، خلاصہ سورۃ	۲۴۳	فائدہ، رابطہ، خلاصہ سورۃ
۲۴۶	سورۃ طہ	۲۴۳	سورۃ طہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۱۴	سورۃ المومن	۳۹۲	خلاصہ مضامین سورۃ احزاب
۳۱۲	وہ تسمیہ	۳۹۳	سورۃ سبا
۳۱۳	رابطہ فضائل سورۃ	۳۹۴	وہ تسمیہ رابطہ خلاصہ مضامین
۳۱۵	خلاصہ مضامین	۳۹۶	سورۃ فاطر
۳۱۶	سورۃ النجم	۳۹۷	وہ تسمیہ رابطہ خلاصہ
۳۱۶	وہ تسمیہ	۳۹۹	سورۃ النہل
۳۱۷	رابطہ فضائل، خلاصہ	۳۹۹	وہ تسمیہ رابطہ فائدہ متعلقہ لفظ لہجہ
۳۱۹	سورۃ الشوریٰ	۴۰۰	فضائل سورۃ
۳۱۹	وہ تسمیہ	۴۰۱	خلاصہ سورۃ النہل
۳۱۹	رابطہ	۴۰۲	سورۃ الطہ
۳۲۰	فائدہ متعلقہ قسم قسم	۴۰۳	وہ تسمیہ رابطہ
۳۲۱	خلاصہ سورۃ شوریٰ	۴۰۳	خلاصہ مضامین
۳۲۳	سورۃ زخرف	۴۰۶	سورۃ غس
۳۲۳	وہ تسمیہ رابطہ	۴۰۶	وہ تسمیہ رابطہ شان نزول
۳۲۵	خلاصہ سورۃ	۴۰۸	خلاصہ مضامین سورۃ غس
۳۲۸	سورۃ دخان	۴۰۹	فائدہ متعلقہ لفظ
۳۲۸	وہ تسمیہ رابطہ فضائل سورۃ	۴۱۰	سورۃ القمر
۳۲۹	خلاصہ سورۃ	۴۱۰	وہ تسمیہ
۳۳۲	دخان کیا چیز ہے	۴۱۱	رابطہ خلاصہ مضامین سورۃ زمر

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۵۲	وہ تسمیہ	۳۳۳	سورۃ جاثیہ
۳۵۳	رابطہ خلاصہ سورۃ الذاریات	۳۳۳	وہ تسمیہ رابطہ خلاصہ سورۃ
۳۵۳	سورۃ طور	۳۳۵	سورۃ احقاف
۳۵۴	وہ تسمیہ	۳۳۵	وہ تسمیہ
۳۵۵	رابطہ خلاصہ سورۃ	۳۳۶	رابطہ خلاصہ سورۃ
۳۵۷	فائدہ متعلقہ قسم والطور والفرقان	۳۳۸	سورۃ محمد
۳۵۷	سورۃ النجم	۳۳۸	وہ تسمیہ
۳۵۸	وہ تسمیہ رابطہ خصوصیت، فائدہ	۳۳۹	رابطہ خلاصہ سورۃ
۳۵۹	خلاصہ سورۃ	۳۴۱	سورۃ فتح
۳۶۰	سورۃ القمر	۳۴۱	وہ تسمیہ رابطہ شان نزول
۳۶۱	وہ تسمیہ رابطہ فائدہ متعلقہ زمانہ نزول	۳۴۲	خلاصہ سورۃ
۳۶۲	خلاصہ سورۃ	۳۴۳	فائدہ متعلقہ صلح حدیبیہ
۳۶۳	سورۃ رجن	۳۴۵	فائدہ متعلقہ بیعت رضوان
۳۶۳	وہ تسمیہ رابطہ	۳۴۶	سورۃ حجرات
۳۶۳	فائدہ متعلقہ فہم آیات اور کما تخذ بان	۳۴۷	وہ تسمیہ رابطہ خلاصہ سورۃ
۳۶۳	شان نزول، خلاصہ سورۃ	۳۴۹	سورۃ فتح
۳۶۶	فائدہ متعلقہ ذکر نعمت، و فائدہ متعلقہ	۳۴۹	وہ تسمیہ رابطہ
۳۶۶	جواب آیت فہم آیات (الآیۃ)	۳۵۰	فائدہ خلاصہ سورۃ فتح
۳۶۶	سورۃ القادح	۳۵۲	سورۃ الذاریات

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۱۵	سورۃ المرحل	۳۰۱	سورۃ التھم
۳۱۵	ہجرتیہ	۳۰۱	ہجرتیہ، رابطہ شان نزول
۳۱۶	فائدہ متعلقہ کتب پیش	۳۰۲	خلاصہ سورۃ
۳۱۷	رابطہ شان نزول	۳۰۲	سورۃ الحاقہ
۳۱۸	خلاصہ سورۃ	۳۰۳	ہجرتیہ، رابطہ خلاصہ سورۃ
۳۱۹	سورۃ المدثر	۳۰۵	سورۃ المعارج
۳۲۰	ہجرتیہ، رابطہ شان نزول	۳۰۵	ہجرتیہ، رابطہ شان نزول
۳۲۱	خلاصہ سورۃ	۳۰۶	خلاصہ سورۃ
۳۲۲	سورۃ القیامت	۳۰۷	سورۃ نوح
۳۲۳	ہجرتیہ، رابطہ	۳۰۷	ہجرتیہ، فائدہ
۳۲۳	شان نزول، خلاصہ سورۃ	۳۰۸	رابطہ خلاصہ
۳۲۳	سورۃ الدھر	۳۰۹	فائدہ متعلقہ اول نبی
۳۲۵	ہجرتیہ	۳۰۹	فائدہ متعلقہ فرق بنی اسرائیل
۳۲۵	فائدہ بابت سورۃ کی ہے یا نہی رابطہ	۳۰۹	فائدہ متعلقہ بت پرستی کی ابتداء
۳۲۶	خلاصہ سورۃ	۳۱۱	سورۃ النجم
۳۲۸	سورۃ المرسلات	۳۱۱	ہجرتیہ، رابطہ
۳۲۸	ہجرتیہ، رابطہ، فائدہ متعلقہ واقعہ غار منی	۳۱۲	شان نزول
۳۲۹	خلاصہ	۳۱۳	فائدہ متعلقہ مطلوبات جنات
۳۳۰	سورۃ النباء	۳۱۳	خلاصہ سورۃ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۸۲	شان نزول، خلاصہ سورۃ	۳۶۷	ہجرتیہ، رابطہ، فضائل سورۃ
۳۸۶	سورۃ الجمعہ	۳۶۸	خلاصہ سورۃ
۳۸۶	ہجرتیہ، خلاصہ سورۃ	۳۷۰	سورۃ المدینہ
۳۸۷	سورۃ المنافقون	۳۷۰	ہجرتیہ، رابطہ
۳۸۸	ہجرتیہ، رابطہ شان نزول	۳۷۱	فائدہ فضائل، خلاصہ سورۃ
۳۸۹	خلاصہ سورۃ	۳۷۳	سورۃ المجادلہ
۳۹۰	سورۃ التھابین	۳۷۳	ہجرتیہ
۳۹۰	ہجرتیہ، رابطہ، خلاصہ	۳۷۴	رابطہ، شان نزول
۳۹۲	سورۃ الطلاق	۳۷۵	فائدہ متعلقہ کفارہ کفارہ، خلاصہ
۳۹۲	ہجرتیہ، رابطہ	۳۷۷	سورۃ البقرہ
۳۹۳	شان نزول، خلاصہ سورۃ	۳۷۷	ہجرتیہ، رابطہ
۳۹۳	سورۃ التحریم	۳۷۸	فائدہ متعلقہ واقعہ یثرب
۳۹۳	ہجرتیہ، رابطہ شان نزول	۳۷۹	خلاصہ سورۃ
۳۹۶	فائدہ متعلقہ آیت یا ایہا الذین امنتم	۳۸۰	سورۃ الممتحنہ
۳۹۶	خلاصہ سورۃ	۳۸۰	ہجرتیہ، رابطہ
۳۹۷	سورۃ الملک	۳۸۱	شان نزول
۳۹۷	ہجرتیہ، رابطہ	۳۸۲	خلاصہ سورۃ
۳۹۸	فضائل سورۃ	۳۸۳	سورۃ القلم
۳۹۹	خلاصہ سورۃ	۳۸۳	ہجرتیہ، رابطہ

مکرم	عنوان	مکرم	عنوان
۳۳۰	سورة البروج	۳۳۰	چپ تسميه، رابط
۳۳۱	چپ تسميه، رابط، مشان نزول	۳۳۱	شان نزول، خلاصه سورة
۳۳۲	خلاصه سورة	۳۳۲	سورة التازعات
۳۳۳	فاكهه متعلقه واقعه اصحاب الاعداء	۳۳۳	چپ تسميه
۳۳۴	سورة الطارق	۳۳۴	رابط، مشان نزول، خلاصه سورة
۳۳۵	چپ تسميه	۳۳۵	سورة العصر
۳۳۶	رابط، مشان نزول، خلاصه سورة	۳۳۶	چپ تسميه، رابط، فاكهه متعلقه نام سورة
۳۳۷	سورة النحل	۳۳۷	شان نزول
۳۳۸	چپ تسميه، رابط	۳۳۸	خلاصه سورة
۳۳۹	سورة النجم	۳۳۹	سورة النجم
۳۴۰	چپ تسميه، رابط، خلاصه سورة	۳۴۰	چپ تسميه، رابط، خلاصه سورة
۳۴۱	سورة القدر	۳۴۱	سورة القدر
۳۴۲	چپ تسميه، رابط، خلاصه سورة	۳۴۲	سورة القدر
۳۴۳	سورة القدر	۳۴۳	سورة القدر
۳۴۴	چپ تسميه، رابط، خلاصه سورة	۳۴۴	سورة القدر
۳۴۵	سورة القدر	۳۴۵	سورة القدر
۳۴۶	چپ تسميه، رابط، خلاصه سورة	۳۴۶	سورة القدر
۳۴۷	سورة القدر	۳۴۷	سورة القدر
۳۴۸	چپ تسميه، رابط، خلاصه سورة	۳۴۸	سورة القدر
۳۴۹	سورة القدر	۳۴۹	سورة القدر
۳۵۰	چپ تسميه، رابط، خلاصه سورة	۳۵۰	سورة القدر
۳۵۱	سورة القدر	۳۵۱	سورة القدر
۳۵۲	چپ تسميه، رابط، خلاصه سورة	۳۵۲	سورة القدر
۳۵۳	سورة القدر	۳۵۳	سورة القدر
۳۵۴	چپ تسميه، رابط، خلاصه سورة	۳۵۴	سورة القدر
۳۵۵	سورة القدر	۳۵۵	سورة القدر
۳۵۶	چپ تسميه، رابط، خلاصه سورة	۳۵۶	سورة القدر
۳۵۷	سورة القدر	۳۵۷	سورة القدر
۳۵۸	چپ تسميه، رابط، خلاصه سورة	۳۵۸	سورة القدر
۳۵۹	سورة القدر	۳۵۹	سورة القدر
۳۶۰	چپ تسميه، رابط، خلاصه سورة	۳۶۰	سورة القدر

مکرم	عنوان	مکرم	عنوان
۳۶۱	سورة القدر	۳۶۱	رابط، خلاصه سورة
۳۶۲	چپ تسميه، رابط، مشان نزول	۳۶۲	سورة القدر
۳۶۳	خلاصه سورة	۳۶۳	چپ تسميه، رابط، مشان نزول
۳۶۴	سورة القدر	۳۶۴	خلاصه سورة
۳۶۵	سورة القدر	۳۶۵	سورة القدر
۳۶۶	چپ تسميه، فاكهه متعلقه نام سورة	۳۶۶	سورة القدر
۳۶۷	رابط، خلاصه	۳۶۷	چپ تسميه، رابط
۳۶۸	سورة القدر	۳۶۸	شان نزول، فاكهه متعلقه قسم
۳۶۹	رابط، خلاصه	۳۶۹	خلاصه سورة
۳۷۰	سورة القدر	۳۷۰	سورة القدر
۳۷۱	چپ تسميه، رابط، فاكهه متعلقه	۳۷۱	سورة القدر
۳۷۲	سورة القدر	۳۷۲	سورة القدر
۳۷۳	چپ تسميه، رابط، فاكهه متعلقه	۳۷۳	سورة القدر
۳۷۴	سورة القدر	۳۷۴	سورة القدر
۳۷۵	چپ تسميه، رابط، خلاصه سورة	۳۷۵	سورة القدر
۳۷۶	سورة القدر	۳۷۶	سورة القدر
۳۷۷	چپ تسميه، رابط، خلاصه سورة	۳۷۷	سورة القدر
۳۷۸	سورة القدر	۳۷۸	سورة القدر
۳۷۹	چپ تسميه، رابط، خلاصه سورة	۳۷۹	سورة القدر
۳۸۰	سورة القدر	۳۸۰	سورة القدر
۳۸۱	چپ تسميه، رابط، خلاصه سورة	۳۸۱	سورة القدر
۳۸۲	سورة القدر	۳۸۲	سورة القدر
۳۸۳	چپ تسميه، رابط، خلاصه سورة	۳۸۳	سورة القدر
۳۸۴	سورة القدر	۳۸۴	سورة القدر
۳۸۵	چپ تسميه، رابط، خلاصه سورة	۳۸۵	سورة القدر
۳۸۶	سورة القدر	۳۸۶	سورة القدر
۳۸۷	چپ تسميه، رابط، خلاصه سورة	۳۸۷	سورة القدر
۳۸۸	سورة القدر	۳۸۸	سورة القدر
۳۸۹	چپ تسميه، رابط، خلاصه سورة	۳۸۹	سورة القدر
۳۹۰	سورة القدر	۳۹۰	سورة القدر

حرف آغاز

از مرتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نصیر، دھلی جلی روموہ ڈیپری، لڑا بعد!

قرآن کریم پوری انسانیت کے لئے اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی نعمت ہے کہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی دولت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یہ وہ نسخہ کیا ہے جس کی علامت، جس کا دیکھنا، جس کا سنا سنانا، جس کا سیکھنا سکھانا، جس پر عمل کرنا اور جس کی کسی بھی حیثیت سے نشر و اشاعت سے خدمت کرنا، دنیا اور آخرت دونوں کی عظیم سعادت ہے۔ قرآن کریم کے معانی و مطالب اور الفاظ اور اس کی حرکات و سکنات اور اس کے حروف کو ٹھیک ٹھیک زبان سے ادا کرنے کی غرض سے ایسے ایسے علوم اور فنون کی بنیاد ڈالی گئی ہے، جس کی نظیر دنیا کے کسی مذہب اور کسی زبان میں نہیں ملتی۔

غرض جن مختلف جہتوں سے قرآن مجید کی خدمت کی گئی ہے، انہی میں سے ایک خاص خدمت قرآن کریم کی تفسیر ہے، سب سے پہلے مفسر قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کی ختم نبوت کے بعد یہ ذمہ داری علماء کے سپرد ہوئی، اور وہ وارث انبیاء کہلائے، اور علماء کرام نے ہر دور میں طویل و مختصر تفسیر امت کی رہنمائی کے لئے لکھی ہیں اور یہ مبارک سلسلہ رفتی دنیا تک جاری رہے گا۔ انہی میں سے امام

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۸۸	وہ تیسرے رابطہ و خلاصہ سورۃ	۳۸۸	سورۃ المزہ
۳۸۹	فائدہ متعلقہ فتح مکہ	۳۸۹	وہ تیسرے رابطہ، شان نزول
۳۹۰	فضائل سورۃ	۳۹۰	خلاصہ سورۃ
۳۹۰	سورۃ المہلب	۳۹۰	سورۃ الفیل
۳۹۰	وہ تیسرے رابطہ	۳۹۰	وہ تیسرے رابطہ
۳۹۱	شان نزول	۳۹۱	قصہ اصحاب فیل
۳۹۲	فائدہ متعلقہ نام ایولہب، خلاصہ سورۃ	۳۹۲	خلاصہ سورۃ
۳۹۳	سورۃ الاخلاص	۳۹۳	سورۃ قریش
۳۹۳	وہ تیسرے رابطہ، شان نزول	۳۹۳	وہ تیسرے رابطہ، خلاصہ
۳۹۴	خلاصہ سورۃ فضائل سورۃ الاخلاص	۳۹۴	سورۃ الماعون
۳۹۵	سورۃ الملق	۳۹۵	وہ تیسرے رابطہ، شان نزول
۳۹۵	وہ تیسرے رابطہ، شان نزول	۳۹۵	خلاصہ سورۃ
۳۹۶	خلاصہ سورۃ الملق والناس	۳۹۶	سورۃ الکہن
۳۹۶	فضائل	۳۹۶	وہ تیسرے رابطہ، شان نزول
۳۹۷	سورۃ الناس	۳۹۷	خلاصہ سورۃ، فائدہ متعلقہ لفظ کوثر
۳۹۷	وہ تیسرے رابطہ و خلاصہ سورۃ	۳۹۷	سورۃ الکافرون
۳۹۸	فائدہ	۳۹۸	وہ تیسرے رابطہ، فائدہ، شان نزول
۳۹۹	فائدہ	۳۹۹	فضائل، خلاصہ سورۃ
۳۹۹	فائدہ، فائدہ	۳۹۹	سورۃ النصر

ہا ہی ارتباط نقل فرمایا ہے۔ اسی کے ساتھ سورتوں کا شان نزول، وجہ تسمیہ، خلاصہ مضامین اور موقع یہ موقع ضروری فوائد تحریر فرمائے ہیں۔ اس میں امت کا قرآن مجید کے ساتھ ربط پیدا کرنے کے لئے بڑی کوشش کی گئی ہے، انشاء اللہ یہ دونوں مجموعے قرآن کریم کے طالبان کے لئے، قرآن کریم سے مناسبت پیدا کرنے کے لئے بہت مفید ثابت ہوں گے۔

الغرض حصہ اول نحل قرآن کی سورتوں اور رکوعات کا خلاصہ تالیف کردہ حضرت لاہوری کا ہے، اور دوسرا حصہ مکمل قرآن کریم کی سورتوں کا ربط و خلاصہ وغیرہ تالیف کردہ حضرت مولانا محمد اصغر صاحب مدظلہ کا ہے، اور مقدمہ بندہ ناچیز کا تالیف کردہ ہے۔

آخر میں، میں مولوی محمد ریاض آف ٹانک کا بے انتہا مشکور ہوں، جنہوں نے میری حضرت لاہوری کے خلاصہ رکوعات کی ترتیب و تالیف میں خوب معاونت فرمائی، اللہ تعالیٰ ان کو اپنی حفاظت میں رکھے اور علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے اور ان کے علاوہ مولوی حافظ محمد سعید، حافظ فضل محمود، حافظ اظہار الحق حبیب، حافظ محمد ریاض لودھروی، حافظ محمد اسماعیل شکر یہ کے مستحق ہیں، جنہوں نے اخلاص سے اپنی خدمات پیش فرمائیں، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اسے قبولیت عامہ سے نوازے، مفید عام و خاص بنائے۔

رحمٰنی رحمٰن تعالیٰ علیٰ حمزہ حفصہ محمد و آلہ و اصحابہ و صحبہ

بندہ عبد القیوم قاسمی علیٰ عہد

مدیر مدرسہ معارف اسلامیہ سعید آباد کراچی

۱۶/۲/۲۰۰۳ء

الاولیاء شیخ انصیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری ہیں، جنہوں نے قرآن کریم کی تفسیر لکھ کر اس امت پر بہت بڑا احسان فرمایا، اس کام کو مکمل کرنے کے لئے حضرت واہ گاؤں کے جامع مسجد کے کچھ قیام پذیر رہے، اور نیکوئی سے قرآن کریم کے خلاصہ ہائے رکوعات اور ربط آیات تحریر فرمائیں۔ جس میں انہوں نے لوگوں کو اپنے گرد نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے گرد جمع ہونے کی جھڑانہ دعوت دی ہے، اور وہ تفسیر اکثر و بیشتر نایاب ہونے کی وجہ سے عام طور پر دستیاب نہیں ہے، لہذا اسی قرآن کے حاشیہ سے امت کے فائدہ کے لئے قرآن کریم کی سورتوں اور رکوعات کا خلاصہ علیحدہ کر دیا گیا ہے تاکہ عوام الناس اس سے مستفید ہونے سے محروم نہ رہیں۔ اور اس کا نام ”مخزن المرجان فی خلاصۃ القرآن، حصہ اول“ تجویز کیا گیا ہے۔ جس کے شروع میں قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے اصطلاحات قرآن، اسماء قرآن، وحی کی ضرورت، وحی کا مفہوم، وحی کی تعلیمات، وحی کی اقسام اور مسئلہ الہ، مسئلہ علم غیب، مسئلہ حاضر و ناظر، مسئلہ بخار لکل، دل نشین مختصر انماذ میں بطور مقدمہ کے تحریر کیا گیا ہے۔

اس کتاب کا دوسرا حصہ ”قرآنی انجاز“ موجودہ نام مخزن المرجان جو آجوں اور سورتوں کے تسلسل ارتباط میں حضرت الحاج مولانا محمد اصغر صاحب مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ریوٹی تاج پورہ، ضلع سہارنپور کا ہے، اور جس کی ترتیب مولانا عبدالخالق مظاہری استاذ حدیث و تفسیر مظاہر علوم وقف سہارنپور نے دی ہے۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی وہ عظیم الشان کتاب ہے جس کے عجائبات کبھی بھی ختم نہیں ہوں گے، اور قرآن کریم کی تفسیر و تشریح پر برابر تعنیف و تالیف کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ مولانا موصوف نے اس کتاب میں آیات اور سورتوں کا تسلسل اور سورتوں کا

العصر“ لکھ کر اردو دان طبقہ کے لئے عربی گرامر کے موضوع پر ایک اچھا کام کیا ہے، اور ”مخزن المعارف“ المعروف مخزن المرجان لکھ کر اسی سلسلہ معارف میں ایک اضافہ اور کیا ہے۔ یہ دراصل قرآن کریم کی سورتوں میں بیان ہونے والے مضامین کا خلاصہ ہے، جسے کتابی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ وہ خلاصہ مضامین ہے جو برصغیر کے مشہور و معروف عالم دین ولی کامل شیخ انصیر حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے درس قرآن کی مجالس میں بیان فرمایا کرتے تھے، حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ہندو پاک کی پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے اپنی شانہ روز محنت اور لگن سے اس علاقہ میں قرآن کریم کے درس اور تفسیر کو عوام الناس تک پہنچانے کا کارنامہ سرانجام دیا۔

مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”واقعہ یہ ہے کہ ہندوستان میں درس قرآن کے عمومی رواج اور لوگوں میں اس کی مقبولیت کا سہرا انہی (حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ) کے سر ہے۔“

(پہلے چار ج: ۱ ص ۱۳۹)

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ درس قرآن کے حوالہ سے تحریک آزادی کے بھابھ مجاہد مولانا عبدالعزیز سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اور دہلی میں درس قرآن دیا کرتے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شانہ روز محنت اور روحانی قوت نے اس درس کو مقبول عام بنادیا تھا، لوگ جو در جو اس میں شریک ہونے لگے اور غائب و غالم انگریز کے خلاف لوگوں میں نفرت کے جذبات ابھرنے لگے اور بددیشی آقاؤں کے قلعہ اقتدار میں دراڑیں پڑنے کا خطرہ پیدا ہو گیا اور خادم قرآن، شیر اسلام مولانا

پیش لفظ

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمن صاحب مدظلہ

فاضل مدینہ یونیورسٹی سعودی عرب

مدیر جامعہ انجمن المسلمینہ کراچی و استاذ جامعہ نور یہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(رحمہم اللہ) (الزکوة) (الزکوة) (الزکوة) (الزکوة) (الزکوة)

(الزکوة) (الزکوة) (الزکوة) (الزکوة) (الزکوة) (الزکوة) (الزکوة) (الزکوة)

(الزکوة) (الزکوة) (الزکوة) (الزکوة) (الزکوة) (الزکوة) (الزکوة) (الزکوة)

قرآن کریم کے نظم و معانی پر علماء اسلام نے مختلف جہات اور مختلف انداز میں کام کیا ہے۔ فن قرأت کے ذریعہ نظم قرآنی کی حفاظت کی گئی ہے، اور فن تفسیر کے ذریعہ قرآن کریم کے معانی و مطالب کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا گیا ہے۔ فن تفسیر میں بھی علماء تفسیر نے اپنے اپنے انداز میں متنوع خدمات انجام دی ہیں، اکثر مفسرین کرام نے معانی و مطالب قرآنیہ کے بیان میں تفصیلی انداز اپنایا ہے، مگر بہت سے مفسرین کرام ایسے بھی ہیں جنہوں نے انتہائی اختصار کے ساتھ قرآنی مضامین کو بیان کر کے ”دریا بہ حباب اندر“ کے مصداق دریا کو کوزہ میں بند کرنے کی سعی تبلیغ فرمائی ہے۔

ہمارے عزیز دوست مولانا عبدالقیوم قاسمی صاحب، ماشاء اللہ ”صاحب المعارف“ ہیں، موصوف کا مدرسہ ”معارف اسلامیہ“ کے نام سے طلباء کی دینی تعلیم و تربیت میں اچھی خدمت انجام دے رہا ہے۔ انہوں نے صرف میں ”معارف

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے درس تین قسم کے ہوتے تھے:

۱.....عوام الناس کے لئے جو کہ فرض نماز کے بعد عمومی درس قرآن کی شکل

میں ہوتا تھا۔

۲.....جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے جو کہ مخصوص ایام میں دس سے پندرہ

روز کے لئے ایک مختصر کورس کی شکل میں ہوتا تھا۔

۳.....دینی مدارس کے فضلاء و علماء کرام کے لئے جو کہ شعبان، رمضان

اور شوال کے تین ماہ تک جاری رہتا تھا۔ اور اس میں برصغیر پاک و ہند کے مختلف

شہروں اور علاقوں سے مثنیٰ طلباء اور علماء شرکت کیا کرتے تھے۔ یہ درس مولانا حمید اللہ

سندھی رحمۃ اللہ علیہ کا مخصوص رنگ لئے ہوئے ہوتا تھا، اس درس میں ہر سورت کا

مرکزی مضمون بیان کیا جاتا تھا، جسے ”عمود السورۃ“ کا نام دیا جاتا۔ نیز ہر رکوع کے

مضامین کا خلاصہ چند جملوں میں بتایا جاتا اور اس کا مآخذ بھی بیان کیا جاتا، یہ سب

کچھ شرکاء درس کو ربانی یاد کرنا پڑتا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے درس کی تین خصوصیات ایسی تھیں جو شرکاء درس پر

اپنا خاص اثر رکھتی تھیں:

۱.....عقیدہ توحید۔ توحید خالص کا بیان اس اہتمام اور سلیقہ سے ہوتا کہ

شرکاء دورۂ تعمیر کے دنوں میں شرک سے بیزاری اور توحید باری تعالیٰ سے والہانہ لگاؤ

پیدا ہو جاتا اور عقیدہ توحید میں انتہائی چٹکی اور صلابت آ جاتی۔

۲.....بزرگان دین اور اولیاء کرام کے مؤثر اور دل آویز واقعات کا بیان

ہوتا جس سے شرکاء درس کے ایمان و عمل میں جلاء پیدا ہوتی اور اہل اللہ اور سلف

صالحین سے محبت اور قلبی تعلق پیدا ہو جاتا۔

احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی لٹکار سے انگریزوں کی سوائی قیادت اور ان کے حواری کردہ

براندام ہونے لگے تو انہوں نے اس کا اثر کم کرنے کے لئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو

دہلی بدر کرنے کا فیصلہ کیا، انگریزی فوج نے اپنی توپوں میں سے کر دہلی سے نکالا اور

لاہور میں لا کر چھوڑ دیا۔

لاہور میں آپ کی نہ کوئی جان بچان تھی اور نہ ہی حلقہ احباب تھا، آپ اللہ کا

نام لے کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور درس قرآن شروع کر دیا۔ حلقہ درس

بڑھنے لگا اور رفتہ رفتہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک غیر معروف مسجد میں منتقل ہو گئے، جو

لائسن والی مسجد کہلاتی تھی اور شیرانوالہ گیٹ سے متصل تھی، یہاں نہایت یکسوئی اور

اجتماع کے ساتھ درس قرآن شروع ہو گیا، حضرت کے اعمال میں پابندی اور استقامت

کے حوالہ سے احباب الاعمال اہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما دیم علیہ پر پورا پورا عمل

ہوتا تھا، اس لئے کبھی بھی آپ کے درس میں ناغہ نہیں ہوتا تھا، آپ کے شاگرد رشید

مفتی اسلام مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ان (حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ) کو قرآن مجید

کے درس و اشاعت کے بغیر جین نہیں آتا تھا اور وہ ان کی روح

کی غذا اور روکی دوا بن گیا تھا، ان کے نزدیک اس درس میں

ناغہ کرنا گویا گناہ کبیرہ تھا اور سخت کوتاہی تھی۔ میں نے سنا ہے کہ

ایک مرتبہ ان کے ایک بچہ کا انتقال ہوا، اس کی لاش گھر میں تھی،

لیکن اس دن بھی انہوں نے درس کا ناغہ نہیں کیا، درس کے بعد

حاضرین کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور تجویز و تحقیق میں مشغول

(پرانے چراغ ج: ۱ ص ۱۵۳)

ہوئے۔“

لکات کو حواشی کی صورت میں شامل اشاعت کیا۔

یہ مترجم قرآن شریف مع حاشیہ ”تفسیر القرآن العزیز“ کے نام سے مطبوعہ ماہ ہے، جسے انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور، نے شائع کیا ہے۔ اس تالیف میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے انہی حواشی میں سے خلاصہ سورۃ اور خلاصہ رکوع کو کتابی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے اور اضافہ کے طور پر بھارت کے ایک عالم دین حضرت مولانا محمد اعظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے تحریر شدہ خلاصہ قرآن بھی شامل کیا گیا ہے، جس سے یہ تالیف مرجع البحرین کا مصداق بن گئی ہے۔ یہ ایک مفید اور اچھی خدمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے مولانا موصوف سے لی ہے:

ایں سعادت بزرور بازو نیست

جانہ مظهر خدائے بخشندہ

اعلیٰ علم اور شائقین قرآن کریم کے لئے یہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے، اس کی قدر کرنی چاہئے اور ائمہ مساجد اور طلباء کرام کو نصیحت باردہ سمجھتے ہوئے اس کی قدر کرنی چاہئے اور اس سے بھرپور استفادہ کرنا چاہئے، خاص طور پر سالانہ دورہ تفسیر کے اساتذہ و طلباء کے لئے یہ بے بہا نعمت ہے۔

اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کے لئے صدقہ جاریہ بنا سکے اور حضرت اقدس شیخ التفسیر ولی کامل مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے تشنگان علوم دینیہ اور امت مسلمہ کے جمیع افراد کو فیضیاب فرمائیں، آمین!

لفظ بندہ بچہ داں

مفتی الرحمن

مہتمم جامعہ الحرمین الاسلامیہ

داستانہ اللہ بیٹ جامعہ حقیرہ کراچی

۱۹ جنوری ۱۴۳۳ھ

۱۸ مارچ ۲۰۰۳ م

بروز پیر

۳..... جذبہ جہاد۔ کفار و دشمنان اسلام کے خلاف جہاد پر آمادہ فرماتے،

اسلام کے دفاع اور نشر و اشاعت کے لئے جان و مال کی قربانی کا جذبہ پیدا فرماتے۔ خاص طور پر بغض فی اللہ اور انگریزوں کے خلاف شدید دشمنی اور نفرت کے جذبات میں غلام برپا کر کے ہر شریک درس کو اسلام دشمن عناصر کے خلاف شعلہ جوالہ بنادیتے۔

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے اس درس کی تاثیر کا اندازہ لگانے کے لئے مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا درج ذیل اقتباس ملاحظہ کیجئے:

”اگر مولانا احمد علی سے ملاقات نہ ہوتی تو میری زندگی

اچھی یا بری بہر حال موجودہ زندگی سے بہت مختلف ہوتی اور شاید

اس میں ادب و تاریخ، تصنیف و تالیف کے سوا کوئی ذوق و

رجحان نہ پائیا جاتا۔ خدا ری، راہ یابی اور راست روی تو بڑی

چیزیں ہیں، مولانا کی صحبت میں کم سے کم، خدا طلبی کا ذوق، خدا

کے نام کی حلاوت اور مردانہ خدا کی محبت، اپنی کئی اور اصلاح و

تحقیق کی ضرورت کا احساس پیدا ہوا۔“

(پرانے چراغ ج: ۱ ص: ۱۳۳)

درس قرآن کا یہی کمال اور خوبی ہے کہ اس کے سننے اور سنانے والے کی زندگی میں تبدیلی اور انقلاب رونما ہو جاتا ہے۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اساتذہ و مشائخ سے جو کچھ حاصل کیا اور مطالعہ قرآن سے جو کچھ اخذ کیا اسے اپنے مخصوص طرز پر قلمبند کیا اور بڑے اہتمام سے ۱۹۳۷ء میں مترجم قرآن شریف شائع کیا، جس میں حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ اور اپنے قلمبند کردہ تفسیری

ترجمہ: "جنگ اس (کتاب) کا جمع کرنا اور پڑھنا ہمارے ہی ذمہ ہے۔"

جس طرح قراء، یقرا، کا مصدر "قراءة" آتا ہے، اسی طرح قرا یقرا کا مصدر "قرآن" بھی آتا ہے۔ اس لئے اہل عرب مصدر کو اسم مفعول کے معنی میں لیتے ہیں، جیسے: مقسوء بمعنی پڑھی ہوئی کتاب، رائج قول یہی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے تو کفار مکہ یہ کہتے تھے:

"لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ۔"

(حکم سجدہ: ۳۶)

ترجمہ: "مت سنو اس قرآن کی تلاوت بلکہ اس کی تلاوت کے دوران شور مچا کر۔"

تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید کے لئے اس کا نام "قرآن" رکھ دیا، یہ مسئلہ حقیقت ہے کہ پوری دنیا میں سب سے زیادہ تلاوت کی جانے والی کتاب قرآن پاک ہے، کفار اس کو جتنا دہاتے رہے، یہ اتنا ابھرتا رہا۔

قرآن کریم کی اصطلاحی تعریف:

"هُوَ الْكِتَابُ الْمُنَزَّلُ عَلَى الرُّسُولِ الْمَكْنُوبِ

فِي الْمَصَاحِفِ الْمُنْقُولِ إِلَيْنَا نَقْلًا مَوْثِقًا بِإِسْلَامِ شَيْخِهِ۔"

ترجمہ: "قرآن کریم وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا ہے صحیفوں میں لکھا گیا ہے آپ سے بغیر کسی شبہ کے حواتر مفعول ہے۔"

(المواضع الوجع)

مفت زید

از مولانا سید احمد فاضل

اسماء قرآن کریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علامہ ابو المعالی نے قرآن مجید کے ۵۵ نام شمار کئے ہیں، اور بعض حضرات نے ۹۰ سے زائد نام بتائے ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اس میں صفاتی نام شمار کئے ہیں، مثلاً: حکیم، مجید، کریم وغیرہ ذالک۔ مگر صحیح معنی میں قرآن مجید کے پانچ نام ہیں: القرآن، الفرقان، الذکر، الکتاب، العزیز۔ یہ بطور علم، قرآن کے اندر موجود ہیں، ان سب میں سے زیادہ مشہور "القرآن" ہے جو کہ کم از کم ۶۱ مرتبہ قرآن مجید کے اندر مذکور ہے۔

قرآن کی وجہ تسمیہ:

قرآن، قراء، یقرا (از باب فتح) سے ماخوذ ہے، اس کا لغوی معنی جمع کرنا ہے، پھر یہ پڑھنے کے معنی میں استعمال ہونے لگا، اس کی دلیل یہ ہے کہ سورۃ القیامہ میں ہے:

"إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ۔" (القیامہ: ۵)

یہ تعریف سب کے نزدیک متفق علیہ ہے۔

قرآن پاک کے نزول کا طریقہ:

قرآن پاک کے نزول کے دو طریقے ہیں:

۱..... لوح محفوظ سے آسمان دیا پر۔ ۲..... آسمان دنیا سے زمین پر۔

۱..... لوح محفوظ سے آسمان دیا پر دفعۃً واحدۃً یعنی یکبار نازل ہوا، تو اس

جگہ کا نام بیت عزت ہے۔

۲..... آسمان دنیا سے زمین پر، آنحضرت پر ۲۳ سال میں مکمل نازل ہوا۔

قرآن کریم میں دو لفظ استعمال ہوئے ہیں ایک انزال اور دوسرا تنزیل۔ انزال کے

معنی ہیں کسی چیز کو ایک ہی دفعہ میں مکمل نازل کر دینا۔ اور ”تنزیل“ کے معنی ہیں تھوڑا

تھوڑا کر کے نازل کرنا چنانچہ قرآن کریم نے اپنے لئے پہلا لفظ جہاں کہیں استعمال کیا

ہے اس سے مراد عموماً وہ نزول ہے جو لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف ہوا، ارشاد

ہے: ”اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مَبْرُكَةٍ“ (الذہان: ۴)

سب سے پہلی وحی:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جبل نور کی چوٹی عارحہ میں مہابت کیا کرتے تھے، پھر

کے دن صبح کے وقت سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیتیں نازل ہوئیں۔

مسلم شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پھر اور جمعرات کے دن

روزہ کا اہتمام کیا کرتے تھے، تو صحابہؓ نے پوچھا کہ: آپ ہر جمعہ اور جمعرات کے دن

کیوں روزہ رکھتے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا: ”یوم ولدت فیہ ویوم بعثت۔“

(مسلم ج: ۱ ص: ۲۴)

دور نبوت:

آپ نبوت کے بعد ۱۰ سال مکہ میں رہے اور ۱۳ سال مدینہ منورہ میں رہے،

قرآن کریم کی کل ۱۱۴ سورتیں ہیں۔ ۸۶ سورتیں مکہ میں نازل ہوئیں (الافتان ترجمہ

اردو ج: ۱ ص: ۶۴) اور ان کے علاوہ باقی مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں۔

آپ پر کبھی ایک سورۃ، کبھی ایک آیت، کبھی ایک لفظ بھی نازل ہوا ہے،

جب سورۃ بقرہ کی آیت:

”حَسْبِيَ يٰحَسْبِيَ لَكُمْ الْخِطَابُ الْاَيْبُضُ مِنَ الْخِطَابِ“

(البقرہ: ۱۸۷)

نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے دو دھاگے رکھے ہوئے تھے، صبح کا وقت معلوم

کرتے کرتے لئے سفید اور کالا، تو جب عدی بن حاتم کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

سامنے ہوا تو اس وقت ”من القدر“ کا لفظ نازل ہوا، تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ پر

کبھی ایک لفظ بھی نازل ہوا ہے۔

آخری آیت:

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری آیت:

”اَلْقُرْآنُ اَنْزِلْنَاهُ لَكُمْ ذِكْرًا وَمَا نُمِطُ عَنْكُمْ

بِغَضِي وَرَضِيَّتْ لَكُمْ الْاِسْلَامَ ذِينًا“ (نازل ہوئی (المائدہ: ۳)

جمعہ کے دن عصر کا وقت تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو وحی کا

سلسلہ جبل نور کی چوٹی سے شروع ہوا تھا آج وہ سلسلہ ختم ہو گیا ہے، تو اس کے بعد

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۸۲ یا ۸۳ دن زندہ رہے، وحی تو آتی رہی لیکن اس وحی کا تعلق

اللہ تعالیٰ کو پسند ہے؟ اور کون سا ناپسند ہے؟ معلوم کرنا علم کے بغیر ناممکن ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ تین چیزیں پیدا فرمائیں:

۱..... حواس ۲..... عقل ۳..... وحی۔

۱..... حواس یعنی کان، ناک، منہ، پاؤں وغیرہ۔ دوسری چیز عقل ہے، تیسری چیز وحی ہے۔ بعض چیزوں کا علم حواس کے ذریعے سے حاصل ہوگا اور بعض چیزوں کا علم وحی کے ذریعے سے حاصل ہوگا، مذکورہ تینوں اشیاء کا ایک دائرہ کار مقرر ہے، مذکورہ تینوں چیز کی ترتیب کچھ یوں بنتی ہے، مثلاً کچھ اشیاء جو حواس کے ذریعے معلوم ہوں اور عقل کے ذریعے سے معلوم نہیں ہوتی ہیں، اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک شخص میرے سامنے بیٹھا ہے، میں حواس کے ذریعے سے کہہ سکتا ہوں اس شخص کا رنگ گندمی گورا یا آنکھیں بڑی ہیں یا چھوٹی ہیں ناک اس کا لمبا ہے یا چپٹا ہوا ہے قد و قامت میں تمام اعضاء موزوں ہیں یہ ساری باتیں حواس کے ذریعے معلوم ہوتی ہیں عقل کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہیں۔ مثلاً اگر میں ایک منٹ کے لئے آنکھیں بند کر کے اس شخص کے متعلق یوں کہوں اس کی رنگت سفید ہے یا سیاہ ہے وغیرہ ذالک۔

تو یہ چیزیں عقل کے ذریعے معلوم نہیں ہو سکتیں بلکہ حواس سے ہی صحیح معنی میں معلوم ہوگی، تو ایک شخص کے متعلق عقل کے ذریعے یہ تو کہا جاتا سکتا ہے کہ اس کی ماں ہے اس کا باپ ہے اگرچہ وہ یہاں موجود نہ ہوں جہاں یہ دونوں چیزیں حواس اور عقل اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے کام کرنا چھوڑ دیں گی، مثلاً اسی شخص کے متعلق یہ کہا جائے یہ کس مقصد کے لئے پیدا ہوا ہے اس دنیا میں آنے کے بعد اس پر کیا فرائض عائد ہوتے ہیں دنیا میں جو بھی کام کریں گے کون سے کام میں اللہ کی رضا ہے اور کس کام میں اللہ کی رضا نہیں ان سب چیزوں کا علم نہ حواس کے ذریعے سے معلوم کیا

لیکن اس وحی کا تعلق قرآن مجید سے نہیں تھا۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ ایک یہودی عالم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ: اگر یہ آیات ہم پر نازل ہوتیں تو ہم اس دن کو حید قرار دیتے، تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: ہم اس دن کو جانتے ہیں اور اس جگہ کو بھی جس میں یہ آیت آپؐ پر اتری تھی وہ جہد کا دن تھا جب آپؐ عرفات میں کھڑے تھے۔ (بخاری ج: ۱ ص: ۱۱) اسحاق کی روایت میں ہے: "وكلهما بحمد الله لنا عید۔" (فتح الباری ج: ۱ ص: ۱۰۵) باب زیادۃ الایمان و تقصائد۔ یعنی جہد اور غزوہ دونوں دن ہمارے لئے عید ہیں۔

وحی کی ضرورت:

ہر مسلمان جانتا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے آزمائش کے لئے بھیجا ہے، اور اس کے ذمے کچھ فرائض عائد کئے ہیں، پوری کائنات کو اس کی خدمت میں لگا دیا ہے، لہذا دنیا میں آنے کے بعد انسان کے لئے دو کام کرنے ضروری ہیں: ایک یہ ہے کہ جو پوری کائنات چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے، اس کو نمیک شاک استعمال کرے۔

دوسرا کام یہ ہے کہ اس کائنات کے استعمال کرنے کے لئے احکام خداوندی کو مد نظر رکھنا، کوئی ایسی حرکت نہ کرے جیسے جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہو۔ چنانچہ ان دونوں کاموں کو کرنے کے لئے علم کی ضرورت ہے، جب تک علم حاصل نہیں ہوگا، کائنات کی حقیقت وہ نہیں سمجھ سکے گا کہ وہ کیا ہے؟ اور اس کائنات میں فلاں چیز کے خواص کیا ہیں؟ اور اس کا فائدہ کیا ہے؟ اور اس کا فائدہ کس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے؟ اور اس چیز میں فائدہ حاصل کرنے میں احکام خداوندی کیا ہیں؟ اور کون سا عمل

وحی کا اصطلاحی معنی: ”مُحَمَّدًا ﷺ اللَّهُ الْمُسْتَوْثَلُ عَلٰی نَبِيِّ هُنَّ الْاَنْبِيَاءُ“ عمدۃ القاری شرح بخاری ص: ۱۸۰۔ اللہ تعالیٰ کا وہ کام جو اس کے کسی نبی پہ نازل ہو۔ علامہ انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں ”وَحْيٌ“ اور ”الْاِنْخَاءُ“ یہ دونوں الگ الگ لفظ ہیں ”الْاِنْخَاءُ“ کا لفظ عام ہے وہ انبیاء غیر انبیاء دونوں کو شامل ہیں کہ کسی غیر نبی کے دل میں بات ڈالنا اس کے مفہوم میں داخل ہے۔ اور وحی انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے۔

(فتح الباری ج: ۱ ص: ۱۹۰ طبع قاہرہ)

وحی کی تعلیمات:

اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ اپنے بندوں کو ان باتوں کی تعلیم دی ہے جن کا تعلق نہ حواس خمسہ سے ہے اور نہ عقل سے ہے بلکہ وہ باتیں خالص مذہبی نوعیت کی ہو سکتی ہیں اور دنیوی معاملات کے متعلق بھی وحی نازل ہوئی ہے جیسے روح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی کے ذریعہ سے حکم دیا کہ کشی بناؤ قرآن کریم میں باری تعالیٰ فرماتے ہیں: ”وَأُضْمِرَ الْفُلُكُ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيُنَا“ اور حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے زور بنانے کا حکم دیا اور ازل آیت سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ وحی دنیوی معاملات کے متعلق بھی نازل ہوئی ہے۔

وحی کی اقسام:

حضرت انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں وحی کی ابتدا تین قسمیں ہیں، ان کا حاصل یہ ہے:

۱:..... وحی قلبی۔ ۲:..... وحی کلامی۔ ۳:..... وحی مکی۔

۱:..... وحی قلبی: کی تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کا دل سحر کر کے

جاسکتا ہے اور نہ عقل کے ذریعے ہے، لہذا ان سوالوں کا جواب ہمیں وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوگا۔

وحی کا مفہوم:

اس تمہید کے بعد وحی کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کریں۔ ”وَحْيٌ“ اور ”الْاِنْخَاءُ“ دونوں عربی زبان کے لفظ ہیں، ان کا لغوی معنی جلدی سے اشارہ کر دینا خواہ وہ اشارہ رمز یا کتنا یہ سے ہو یا خواہ کوئی بے معنی آواز نکالنے کے ساتھ ہو یا کسی چیز کو حرکت دینے کے ساتھ ہو یا تحریر و نقوش وغیرہ کے ساتھ ہو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ذکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ بیان فرمایا:

”فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحَى إِلَيْهِمْ

أَنْ سَبِّحُوا بُحْرَةً وَعُسْجًا“

بس ذکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قوم کے سامنے محراب سے نکلے اور انہیں اشارہ کیا کہ صبح و شام تسبیح بیان کرو۔ اس سے واضح معلوم ہوا کہ اشارہ کا مقصد مخاطب کے دل میں بات ڈالنا ہے پھر یہ کسی کے دل میں بات ڈالنے کے معنی میں استعمال ہونے لگا قرآن کریم میں متعدد آیات میں یہی معنی مراد ہیں سورہ نمل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”أَوْحَىٰ إِلَيْكَ الْغُلُّكَ أَنْ اتَّبِعْدَنِي

(نمل: ۶۸)

الْجِبَالُ يَنْتُونَا“

آپ کے پروردگار عالم نے شہد کی ٹکلیوں کے دل میں بات ڈالی کہ وہ اپنے گھر پہاڑوں میں بنائیں۔ تو اس آیت میں وحی کا معنی کسی کے دل میں بات ڈالنا۔

کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رو بروکام کرے مگر وہ جودل میں بات ڈالے یا پردے کے چھپے سے یا کسی پیغمبر فرشتے کو بھیج کر اپنی طرف سے وحی نازل کرے۔ اس آیات کریمہ میں ”وحيًا“ سے مراد وحی قلبی ہے ”حسن وراء حجاب“ سے وحی کاہی مراد ہے ”او یوسل دسولا“ سے وحی منکلی مراد ہے۔
کیفیت نزول وحی:

بخاری شریف میں روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں عارض بن ہشام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی تو کھنکی کی آواز سنائی دیتی ہے، اور یہ وحی کی صورت سب سے زیادہ ختم مجھ پر گزرتی ہے، پھر جب وہ آواز کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے جو اس آواز نے کہا ہوتا ہے وہ مجھے یاد ہو چکا ہوتا ہے وحی کی اس قسم کو ”صلصلة الجوس“ کہتے ہیں، اس حدیث کے آخر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ سردیوں کے موسم میں بھی اس وحی کے نزول کی سختی ظاہر ہوتی تھی کہ جب سلسلہ وحی ختم ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پسینہ سے شرابور ہو چکی ہوتی تھی۔ مسند احمد کی روایت میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب یہ وحی نازل ہوتی ہے تو مجھے ایسا محسوس ہوتا کہ میری روح کو کھینچا جا رہا ہے (اللطخ اربانی مسند احمد بحوالہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ج ۲۰ ص ۲۱۱) کتاب اسیرۃ النبیؐ، مطبع قاہرہ ۱۳۷۵ھ) اور کبھی اس وحی کی ہلکی آواز سنائی دیتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے سامنے شہد کی کھپوں جیسی جھنجھٹا ہٹ کی آواز آتی تھی (اللطخ اربانی ایضاً ج ۲۰ ص ۲۱۲)۔ وحی کی دوسری قسم کبھی فرشتہ رحمتہ

اس میں کوئی بات ڈال دی اس میں نہ کسی فرشتہ کے واسطے سے نہ آواز سننے کا تعلق ہے نہ حواس اور نہ قوت سامعہ کا تعلق ہے، بلکہ دل میں بات جاگزین ہو جاتی ہے ساتھ یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ بات اللہ کی طرف سے آتی ہے یہ وحی کی کیفیت اللہ کی طرف سے حالت بیداری حالت خواب میں دونوں طرح سے ہو سکتی ہے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا اور انہیں سینے کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا اور اس کو وحی قلبی کہتے ہیں۔

۲..... وحی کاہی: اس کی تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو شرف وکلام بخشے ہیں اس میں کسی فرشتہ کا واسطہ نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ سے اس کا رسول براہ راست کلام کرتا ہے اور اس کلام کی کیفیت اس کا رسول آسان طریقہ سے سمجھتا ہے اور اس میں آواز سنائی دیتی ہے جو مخلوقات سے عجیب و غریب ہوتی ہے جس کا ادراک ہماری سمجھ سے بالاتر ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا یہ وحی کا سب سے افضل اور اعلیٰ طریقہ ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا: ”كَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا“ اور اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے خوب باتیں کیں۔ (النساء: ۱۶۳)

۳..... وحی منکلی: اس کی تعریف یہ ہے اللہ تعالیٰ فرشتے کے ذریعے سے اپنے نبی پر وحی نازل کرتے ہیں کبھی وہ فرشتہ انسان کی شکل میں آ جاتا ہے اور کبھی وہ فرشتہ اپنی اصلی صورت میں نظر آتا ہے مگر یہ شاذ و نادر ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں وحی کی ان تینوں قسموں کو اس آیت میں ذکر فرمایا ہے:

”فَاتَّخَذَ الْبَشَرِ اَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ اَوْ رَحْمًا اَوْ مِنْ

وَرَاءَ حِجَابٍ اَوْ يُوسِلَ رَسُوْلًا“ (الشوری: ۵۱)

علم تفسیر کی تعریف:

علم تفسیر کے تعریف سے پہلے علم تفسیر کا موضوع و غرض و غایت سمجھیں۔

علم تفسیر کا موضوع:

قرآن کریم کا مطالب اور معانی معلوم کرنا یہ علم تفسیر کا موضوع ہے۔

غرض و غایت:

قوت علیہ اور عملیہ کی تکمیل کرنا تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔

علم تفسیر کی تعریف:

لفظ تفسیر فرسے ماخوذ ہے جس کا لفظی معنی ہے کھولنا اور اصطلاحی تعریف قرآن مجید کے معنی بیان کئے جانے اور اس کے احکام اور حکمتوں کو کھول کر واضح کیا جائے (البرہان) قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ الْبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ

إِلَيْهِمْ“ (آل عمران: ۴۳)

رحمۃ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے: ”الْبَيِّنَ لِلنَّاسِ“ کہ ہم نے قرآن کریم کو آپ پر اس لئے اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کے سامنے وضاحت سے بیان فرمائیں جو ان کے طرف اتاری گئی ہے دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ

رُسُلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ“ (آل عمران: ۱۶۴)

البتہ تحقیق بڑا احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنین پر جب کہ ان کے درمیان

عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انسانی عقل اختیار کر کے آتا تھا اللہ تعالیٰ کا پیغام دینے کے لئے اکثر و بیشتر رحمۃ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت وحید بھی رضی اللہ عنہ کے عقل میں وحی لے کر آتا۔ علامہ بدر الدین عینی فرماتے ہیں حضرت وحید کی عقل میں فرشتہ اس لئے آتا تھا کیونکہ وہ اپنے وقت کے حسین ترین انسانوں میں تھے اور اکثر اپنے چہرے کو ڈھاپ کر چلتے تھے (عمدة القاری ج: ۱ ص: ۴۷۷)۔ وحی لانے والا فرشتہ تحقیق قول کے مطابق حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔

کشف اور الہام میں فرق:

وحی انبیاء کے ساتھ خاص ہے۔ کشف اور الہام عام ہے، کشف حیات میں سے ہے یعنی کسی واقعے یا کسی چیز کو آنکھوں سے دیکھ لے اور الہام وجدانیت میں سے ہے، یعنی کسی بات کو دل میں ڈال دے الہام کشف سے زیادہ صحیح ہے۔

(فیض الہادی ج: ۱ ص: ۱۹)

وحی متلو، غیر متلو میں فرق:

وحی متلو وہ جس کے معنی اور لفظ دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوں جیسے قرآن کریم ہے اور اس کو تلاوت کیا جاتا ہے وحی غیر متلو وہ ہے جس کے الفاظ رحمۃ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوں اور معانی و مطالب اللہ کی طرف سے ہوں اور یہ وحی قرآن کریم کا جز نہیں ہوتی اس کی تلاوت نہیں کی جاتی ہے عموماً وحی متلو یعنی قرآن کریم میں اصولی عقائد اور بنیادی تعلیمات کی تشریح پر اکتفا کیا گیا ہے اور حدیث پاک میں زیادہ تر ان کی جزئیات کی تفصیل ہے۔

سب سے اعلیٰ قسم کی تفسیر قرآن کی قرآن سے کی جائے گی، کیونکہ اس سے جامع معنی کوئی تفسیر نہیں ہے قرآن کی جمل آیت کی تفسیر دوسری آیت سے معلوم کی جائے گی جس طرح سورۃ فاتحہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "هَٰذَا آيَةُ الْيَوْمِ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" ان لوگوں کا راستہ جس پر آپ نے انعام فرمایا۔ اب یہ آیت جمل ہے اس کی تفسیر دوسری آیت میں موجود ہے:

"فَأَنزَلْنَاكَ مِنَ الْبَلَدِ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّالِحِينَ وَالشَّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ" (النساء: ۶۹)

جن پر اللہ کا انعام ہے، وہ چار طبقات ہیں: ۱۔ انبیاء۔ ۲۔ صدیقین۔ ۳۔ شہداء۔ ۴۔ صالحین۔

دوسرا ماخذ:..... صحیح حدیث ہے کیونکہ قرآن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے جتنا آپ سمجھتے تھے اتنا کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

تیسرا ماخذ:..... صحابہ کی حیات طیبہ ہے اور ان کے اقوال سے اور افعال سے تفسیر لی جائے گی کیونکہ انہوں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کی تفسیر سیکھی ہے جتنا انہوں نے سمجھا ہے کوئی اور اتنا نہیں سمجھ سکتا۔

چوتھا ماخذ:..... تابعین کی تفسیر سے کیونکہ انہوں نے صحابہ سے تفسیر سیکھی ہے ان جیسا کوئی اور نہیں سمجھ سکتا۔

پانچواں ماخذ:..... تبع تابعین کی تفسیر سے کیونکہ قرآن کی تفسیر میں حضرت امام حسن بصری، سعید ابن جبیر، سعید بن المسیب وغیرہ مشہور ہیں کیونکہ انہوں نے قرآن کریم صحابہ کرامؓ کے تربیت یافتہ حضرات سے سیکھا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وغير القرون قولي ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم" "قرن

انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو اس کی آیات تلاوت کرے اور ان کو پاک صاف کرے اور انہیں کتاب اور روانائی کی تعلیم دے۔ اس آیت سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ رحمتہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف قرآن کریم کے الفاظ کی تعلیم نہیں دی بلکہ الفاظ کے ساتھ ساتھ معنی اور تفسیر کی بھی تعلیم دی صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کے متعلق آتا ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کی ایک سورت سیکھنے کے لئے کئی سال لگا دیے جس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ صحابہ کرامؓ رحمتہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تفسیر بھی سیکھتے تھے رحمتہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں صحابہ کرام کو جب کسی آیت یا سورۃ کے متعلق مشکل درپیش آتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمائیے تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو تسلی بخش جواب مل جاتا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآن کی تفسیر محفوظ کرنے کی صورت درپیش آئی تو علمائے کرام نے جس طرح قرآن کریم کے الفاظ کی حفاظت کی سختی فرمائیں اسی طرح قرآن کی تفسیر کے لئے بھی سخت فرمائی تاکہ کوئی گمراہ اپنی من مانی کی تفسیر نہ کرے آج ہم شوق سے کہہ سکتے ہیں کہ جو تفسیر آپ اور آپ کے سچے چاہنوں نے فرمائی تھی وہ من وعن محفوظ ہے۔

قرآن کی تفسیر کے ماخذ:

۱۔..... قرآن۔

۲۔..... حدیث۔

۳۔..... صحابہ کی حیات طیبہ ان کے اقوال اور افعال۔

۴۔..... تابعین کی تفسیر۔

۵۔..... تبع تابعین کی تفسیر۔

ص: ۵۳۱) آپ کی دعا کا یہ نتیجہ تھا کہ اگرچہ حضرت عبداللہ بن عباس کم سن تھے اللہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس کو قرآن کا عظیم مفسر بنا دیا، بخاری میں روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شوری کا انتخاب فرمایا تو شوری میں حضرت عبداللہ ابن عباس کا ام گرامی بھی تھا حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے اس پر اعتراض کیا کہ طلحہ اور زبیرؓ عبداللہ بن عباسؓ جب شوری میں شامل ہو گئے تو بچوں کا شوری پر قبضہ ہو جائے گا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اچھا آپ اکابر حضرات تشریف رکھتے ہیں مجھے بتائیں کہ سورہ فتح میں کون سی راز کی بات ہے سب اکابر حضرات خاموش رہے جب حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: "فیہ اجل رسول اللہ" کہ ہمیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ہے حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام قرآن کریم کے عرض وطلو اور حق کو پہچانتے تھے ہم لوگ صرف طول اور عرض کو جانتے ہیں۔

تفسیر بالرائے:

اس کی کئی صورتیں ہیں جو شریعت اسلام میں ناجائز اور حرام ہیں۔ ایک صورت: یہ ہے قرآن کی تفسیر کرنے والا ایسا شخص ہو جو اہلیت نہ رکھتا محض اپنی رائے اور منہائی سے تفسیر کرنا شروع کر دے۔ دوسری صورت: یہ ہے کسی آیت کی تفسیر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ اور تابعین کے اقوال اور افعال سے صراحتاً ثابت ہے، مگر وہ شخص اس کو نظر انداز کر کے محض اپنی عقل سے معنی بیان کرنا شروع کر دے۔ تیسری صورت: کسی آیت کی تفسیر صحابہ اور تابعین سے کوئی صریح تفسیر منقول

کے معنی خاکہ من اناس" تین اور اخیر قرون کہلاتے ہیں اگرچہ بڑے لوگ بھی ان زمانوں میں تھے مگر اچھے لوگوں کی اکثریت تھی بڑے لوگوں میں مروان اور حجاج بن یوسف جنہوں نے ترمذی کی روایت کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمانوں کو شہید کر دیا تھا۔

صحابہ میں سے حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس قرآن کریم کے عظیم مفسر تھے اور ان دو حضرات میں سے حضرت عبداللہ بن مسعود جزوی طور پر خلفائے راشدین سے بھی بڑا کر مفسر قرآن تھے کیونکہ انہوں نے ۸۶ سورتوں کی تفسیر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھی ہے بخاری شریف میں ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "استقروا القرآن من اربعة من عبد اللہ بن مسعود....." (بخاری ج: ۱ ص: ۵۳۱) جو لوگ قرآن مجید پڑھنا چاہیں دو چار اشخاص سے پڑھیں ان میں سے ایک حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے خود ارشاد فرمایا:

اگر دنیا میں مجھ سے زیادہ کوئی قرآن کا ماہر موجود ہو اور مجھے سواری میسر ہو جائے تو میں وہاں پہنچ کر قرآن کریم کی تفسیر کا علم حاصل کر دوں گا۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہیں جنہیں ترمذی ان القرآن سے یاد کیا جاتا ہے ایک مرتبہ کا واقعہ ہے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجب کے لئے تشریف لے گئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے پیچھے سے ڈھیلے اور پانی کا انتظام فرمایا رحمت عالم نے پوچھا یہ کس نے انتظام کیا تو حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے اپنا نام ظاہر فرمایا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر رقت طاری ہو گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے حق میں یہ دعا فرمائی: "اللہم علمہ الکتاب" (بخاری ج: ۱)

کہتی ہے جب تک ماہرین سے علم حاصل نہ کریں اسی طرح اگر کوئی شخص انجینئرنگ کے فنون کی کتب کا مطالعہ کرنے سے انجینئر نہیں بن سکتا ہے جب تک کہ کسی ماہر سے تربیت حاصل نہ کرے تو اسی طرح مصلح عربی زبان جاننے سے آدمی قرآن کا مفسر نہیں بن سکتا جب تک کسی ماہر صاحب علم سے ایسے علوم حاصل نہ کرے جو قرآن کی تفسیر کے لئے ضروری ہیں آج کل گمراہی کے اسباب بھی ہیں جن جو علوم تفسیر کے لئے ضروری ہیں ان کو حاصل کے بغیر ہر شخص قرآن کی تفسیر کرنے کا دعوے دار ہے۔

قرآن کریم کے آداب:

ادب:۱:..... تمام اللہ کا اتفاق ہے: "لا یسمیہ الا المظہرون۔" جب تک آدمی پاک نہ ہو قرآن کریم کو ہاتھ نہ لگائے خواہ وہ آدمی بے وضو ہو یا حالت جنابت میں ہو یا عورت حالت حیض میں ہو ہاں اگر عورت بطور دعا کے حالت حیض و نفاس میں پڑے تو اجازت ہے اور مرد بے وضو ہونے کی صورت میں زبانی تلاوت کر سکتا ہے۔

ادب:۲:..... جب آدمی قرآن کی تلاوت شروع کرے تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ پہلے تعوذ پڑھے جیسا کہ نص قطعی ہے: "فإذا قرأت القرآن فاستعذ بالله من الشیطان الرجیم۔" کشاف بیضاوی وغیرہ میں ہے "اردت القرآن" جب بھی آپ قرآن کی تلاوت کا ارادہ کریں تو پہلے تعوذ پڑھ لیا کریں اور یہ حکم اس لئے ہے کہ جب آدمی نیکی کا کام کرتا ہے تو شیطان قسم قسم کے دواں دل میں ڈالتا ہے کیونکہ شیطان انسان کا دشمن ہے، اور دشمن دوطرح کا ہوتا ہے ایک ظاہری دشمن جس سے مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ دوسرا باطنی دشمن جو آنکھوں کے سامنے نظر نہیں آتا یہ سب سے

نہیں ان میں لغت اور زبان و ادب کے اصول کو پامال کر کے تشریح بیان کرنا شروع کر دے۔

چوتھی صورت: جو شخص قرآن و سنت سے احکام مستنبط کرنے کے لئے اجتہاد کی اہلیت نہ رکھتا ہو اور وہ اجتہاد کرنے لگ جائے۔

پانچویں صورت: قرآن کے مقابہات جن کی تشریح اور توضیح کا علم سو فیصد اللہ کو ہے ان کی تشریح اور توضیح جزم اور وثوق سے شروع کر دے اور اس پر مصر ہو۔

چھٹی صورت: جہاں پر اللہ نے تفسیر کرنے میں عقل اور فکر کو اجازت دی ہے وہاں قطعی دلائل کو نظر انداز کر کے محض اپنے عقل سے تفسیر کرنا شروع کر دے اور دوسرے مجتہدین کی آراء کو قطعی طور سے باطل قرار دے، اور اپنی ذاتی رائے کو قطعی طور سے درست کہے۔

ساتویں صورت: قرآن کی ایسی تفسیر کرے جس سے اسلام کے اجماعی مسلم طے شدہ احکام مجروح ہونے لگیں یہ سب صورتیں تفسیر بارائے کی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب قسموں کو اس حدیث پاک میں منع فرمایا ہے: "مَنْ قَسَّ قَسَى الْقُرْآنَ بَغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيُنَبِّئْهُ مَغْفِدَةً مِنَ النَّارِ۔" جو شخص قرآن کریم کی تفسیر میں بغیر علم کے کوئی بات کہے ہنس چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔

تفسیر میں گمراہی کے اسباب:

کوئی شخص صرف عربی زبان جاننے سے قرآن کی تفسیر نہیں کر سکتا جب تک کہ ماہرین سے قرآن کی تفسیر کا علم حاصل نہ کرے جس طرح ایک شخص انگریزی کے جاننے سے میڈیکل کے کتب کا مطالعہ کرنے سے ڈاکٹر نہیں بن سکتا نہ اسکو دنیا ڈاکٹر

”رابط بین السورۃ والآیات“

رابط کا معنی باندھ دینا جوڑ دینا مطلب یہ ہے کہ سورۃ اور آیات کا آپس میں رابطہ ہے یا نہیں علماء کا اس میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک سورۃ اور آیات آپس میں کوئی رابطہ نہیں کیونکہ یہ شای کلام ہے اور بادشاہ کے کلام میں رابطہ ضروری نہیں ہے بادشاہ کا کام ہے حکم دینا مانتوں کا کام ہے کہ حکم بجالانا بعض حضرات فرماتے ہیں کلام اگرچہ شای ہے لیکن اس میں رابطہ ضرور ہے حضرات حقدین میں سے علامہ آلوسی صاحب روح المعانی، امام فقر الدین رازی وغیرہ نے رابطہ کا اہتمام فرمایا ہے حضرات متاخرین میں مولانا عبدالحق حقانی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا حسین علی اور ہمارے استاذ محترم امام اہل سنت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ رابطہ کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے ہیں۔

اصطلاحات یا مضامین قرآن کریم:

قرآن کے مضامین کو سمجھنے کے لئے چند اصطلاحات کا جاننا ضروری ہے جن کے جاننے کے بعد قرآن کریم کے سمجھنے میں انشاء اللہ آسانی اور تحمل بصیرت حاصل ہوگی۔ ان اصطلاحات کو علماء کرام نے سات سلاسل پر تقسیم کیا ہے۔

سلاسل سبعہ کی تقسیم:

- (۱) پہلا سلسلہ دہائی (۲) دوسرا دلائل (۳) شکایات منکرین (۴) تخطیفات
- (۵) تنبیہات (۶) تسلیات (۷) ازالہ شبہات۔

۱: پہلا سلسلہ دہائی: دہائی یا موضوع: یہ دونوں ایک چیز ہیں ان سے مراد

بڑا خطرناک دشمن ہے یہ نہیں کسی وقت حملہ آور ہو جائے گا، تو شیطان پلٹنی دشمن ہے مستدرک کی روایت میں آتا ہے اٹلیس پانی پر ساکن ہے چھوٹے شیاطین کو ادھر ادھر بھیجتا ہے تو شیاطین آکر جب اپنی اپنی کارگزاری سناٹے ہیں تو کوئی شیطان کہتا ہے کہ میں نے جھگڑا کر دیا کوئی کچھ کہتا کوئی کچھ کہتا ہے الغرض اٹلیس کہتا ہے کہ میں سب سے ناخوش ہوں ایک چھوٹا سا شیطان آتا ہے کہ وہ کہتا ہے میں نے فلاں آدمی کو مشرک بنا دیا اس پر اٹلیس بہت خوش ہوتا ہے۔

ادب: ۳:..... حدیث پاک میں آتا ہے: ”کمل امر ذی سال لم یسد! بسم اللہ فہو امیر۔“ جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ تسبیہ کو پہلے پڑھنا چاہیے لیکن تعوذ نص قطعی سے ثابت ہے اور تسبیہ خبر واحد سے ثابت ہے تو نص قطعی خبر واحد سے مقدم ہوتی ہے لہذا تعوذ کو تسبیہ سے پہلے پڑھا جائے نیز تعوذ میں سلب ہے تسبیہ میں اثبات ہے تو قانون یہ ہے کہ عدم وجود سے پہلے ہوتا ہے لہذا تعوذ پہلے تسبیہ بعد میں پڑھی جائے گی۔

رکوع کا مطلب:

رکوع کا معنی ”حمد“ قرآن میں رکوع کا مخفف ”ع“ حاشیہ پر لکھا ہوا ہوتا ہے اس ”ع“ کے اوپر ایک ہندسہ اور ایک چہیت میں اور ایک نیچے ہوتا ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ اوپر کے ہندسے سے مراد سورۃ کا رکوع ہوتا ہے جو چہیت میں ہوتا ہے اس سے مراد آیات کی تعداد بتاتا ہے، اور جو نیچے ہوتا ہے اس سے مراد پارے کے رکوعات کی تعداد بتاتا ہے۔

جس نے تم کو پیدا کیا اور ان لوگوں کو جو تم سے پہلے گزرے ہیں
تا کہ تم حج جاؤ وہی رب ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش
آسمان کو چھت بنایا اور آسمان کی طرف سے پانی برسایا ہے پھر
اس کے ذریعے پھلوں سے تمہارے لئے روزی نکالی ہے پس نہ
خضر اور اللہ کے لئے شریک پس تم جانتے ہو۔

"اعبدوا" میں دعویٰ توحید ہے "الذی خلقکم" سے توحید پر دلائل ہیں
کہ جس نے تم کو تم سے پہلے والوں کو پیدا کیا اسی نے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت
بنایا اور آسمان سے پانی اتارا، پھر اس کے ذریعے سے پھلوں سے تمہارے لئے روزی
نکالی تو جس نے یہ سب کچھ کیا، تو جس کے قبضہ قدرت میں یہ سب کچھ ہے تو دعویٰ
توحید سے ثابت ہوا کہ عبادت بھی اسی کی کرنی چاہئے۔ پھر دلیل عقلی دو قسم پر ہے (۱)
دلیل انفسی: وہ دلیل ہے جس میں انسان کی ذات کا ذکر ہو جیسے "الذی خلقکم"
(۲) دلیل آفاقی: وہ دلیل ہے جس میں اطراف کا ذکر ہو جیسے "الذی جعل لکم
الأرض فیراها والسماء بناءً" ان دونوں کی تائید میں فرمایا "سنسویہم اياتنا فی
الافاقی وھو انفسہم۔" سورۃ حم مجیدہ ۵۳۔ تقریب ہم دکھائیں گے ان کو اپنی
نشانیاں اطراف میں اور ان کی جانوں میں۔

(۲) دلیل عقلی مع اعتراف انھم: یہ وہ دلیل ہے جس میں مدعے مقابل
سے بطور استفہام کے سوال کیا جائے، اس کے تسلیمی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اللہ
تعالیٰ نے سورۃ یونس میں ارشاد فرمایا:

"قُلْ مَنْ يُرِزُّكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمْنُ
يَمْلِكُ السَّعْفَ وَالْأَنْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ

سورۃ کا مرکزی مضمون ہوتا ہے جو ساری سورۃ کے لئے بمنزلہ مرکز اور محور کے ہوتا ہے
ساری سورۃ کا مضمون اس دعویٰ اور موضوع کے ارد گرد گھومتا ہے جس کی وجہ سے وہ
سورۃ دوسری سورتوں سے ممتاز نظر آتی ہے۔ دعویٰ میں چار اصولوں کا ذکر ہوتا
ہے۔ (۱) توحید (۲) رسالت (۳) صداقت قرآن (۴) قیامت۔ جن کو بطور دعویٰ
اور موضوع کے پیش کیا جاتا ہے جیسے الحمد للہ میں دعویٰ توحید ہے "ذَٰلِكَ الْكِتَابُ
لَا رَيْبَ فِيهِ" میں صداقت قرآن ہے "يَسْـَٔلُ الْفَرِيقَانِ الْحَكِيمِ. اِنَّكَ لَمِنَ
الْمُؤْمِلِينَ۔" میں اثبات رسالت ہے "كَذٰلِكَ يَحْيٰى اللّٰهُ الْمَوْتٰى" میں قیامت کو
بطور دعویٰ کے پیش کیا گیا ہے۔

۲۔۔۔۔۔ دوسرا سلسلہ دلائل: یہ چار قسم پر ہیں (۱) دلیل عقلی محض (۲) دلیل عقلی
مع اعتراف انھم (۳) دلیل نقلی (۴) دلیل وحی۔ (۱) دلیل عقلی محض۔ اس کا تعلق
عقل سے ہے کہ انسان دعویٰ کو عقل سے سمجھ سکے اگرچہ مخاطب کافر اور مشرک ہی
کیوں نہ ہو وہ عقل سلیم کے ذریعے سے دلائل کو سامنے رکھ کر اس بات کو ماننے پر مجبور
ہو جائے جو ان دلائل میں مذکور ہو وہ سب اللہ کے اختیار میں ہے جیسے سورۃ بقرہ میں
ہے:

"يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ
وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ
فِرَاقًا وَالسَّمَاءَ بِنَآءٍ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَآءً فَالْخَرْجُ مِنْهَا
النَّسْرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ۔" (البقرہ ۲۲۰)

ترجمہ:..... "اے لوگو! عبادت کرو اپنے پروردگار کی

(۳) دلیل نقلی از انبیاء سابقین تصریحاً: جیسے اللہ تعالیٰ نے سورۃ مریم میں

”حضرت ابراہیم کا قصیدہ“ تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ الْإِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ تَكُنْ صِدِّيقًا
لِّبَا إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا
يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا“ (مریم: ۴۱)

ترجمہ:..... ”اور آپ تذکرہ کریں کتاب یعنی قرآن
میں حضرت ابراہیم کا وہ حقے بہت بڑے سچے اور اللہ کے نبی
جب کہا انہوں نے اپنے باپ سے اے میرے باپ! تو کیوں
عبادت کرتا ہے اس کی جو نہیں سنتا ہے اور نہ دیکھتا اور وہ نہ کام
آ سکتا ہے تجھ سے کسی بات میں۔“

(۴) دلیل نقلی از علماء سابقین: جو حضور کے دور میں موجود تھے اللہ نے سورۃ

بقرہ میں ارشاد فرمایا:

”الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ الْكِتَابُ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ
أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ“ (البقرہ: ۱۲۱)

ترجمہ:..... ”جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی
 تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے یہی لوگ
 اس پر ایمان رکھتے ہیں۔“

(۵) دلیل نقلی از جنات سورہ جن میں ہے کہ:

”قُلْ أَوْسَىٰ إِلَىٰ اللَّهِ اسْمَعُ لَقَدْ مِّنَ الْجِنَّةِ قَلِيلًا
إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا“ (الجن: ۱)

وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ“ (یونس: ۳۱)

ترجمہ:..... ”اے پیغمبر آپ کہہ دیجئے کون ہے وہ جو
 رزق دیتا ہے ہمیں آسمان سے اور زمین سے یا کون ہے وہ جو
 مالک ہے کانوں کا اور آنکھوں کا اور کون ہے وہ جو نکالتا ہے زندہ
 سے مردہ اور نکالتا ہے مردہ سے زندہ اور کون ہے جو تدبیر کرتا
 ہے تمام معاملے کی یقیناً کہیں گے یہ (مشرک) لوگ کہ اللہ ہی
 ہے۔“

(۳) دلیل نقلی سے سات قسم پر ہے، (۱) دلیل نقلی از کتب سابقہ جیسے سورۃ بنی

اسرائیل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”وَأَنشَأْنَا مَوْسَىٰ الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي
إِسْرَآئِيلَ أَلَّا يَتَّبِعُوا مِنْ دُونِيَ وَاكْبَرًا“ (بنی اسرائیل: ۲)

ترجمہ:..... ”اور دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب
 اور بنایا ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت کا ذریعہ اور
 ان کو حکم دیا کہ نہ بناؤ میرے لئے کسی کو کار سار۔“

(۲) دلیل نقلی از انبیاء سابقین اجمالاً:

”وَمَا أَوْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ وُضُولٍ إِلَّا نَوْجِي
إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ“ (الانعام: ۲۵)

ترجمہ:..... ”اور نہیں بھیجا ہم نے اس سے پہلے کوئی
 رسول مگر یہ کہ ہم وحی کرتے تھے اس کی طرف کہ کوئی نہیں معبود
 مگر میں، پس میرے ہی عبادت کرو۔“

اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں کہتا بلکہ جو مجھے بذریعہ وحی جو حکم دیا گیا ہے میں آپ لوگوں کی طرف پہنچا رہا ہوں سورۃ مؤمنین میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قُلْ إِنِّي نُهَيْتُ أَنْ أَخْبِذَ الدِّينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَمَّا جَاءَ عِيسَى الْبَنِيُّ مِنَ رُوحِي وَآمَرْتُ أَنْ أَتْلُمَ لِيُوبَ الْعَالَمِينَ" (المؤمن: ۶۶)

ترجمہ: "آپ فرما دیجئے مجھے ان کی عبادت سے روکا گیا ہے جن کو آپ اللہ کے سوا پکارتے ہو جب کہ میرے پاس رب کی واضح نشانیاں آج بھی ہیں بلکہ مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دوں گا۔"

تیسرا سلسلہ شکایات منکرین:

ان کا مطلب یہ ہے دعویٰ پیش کرنے والے کو منکرین ذلیل و عاجز کریں تاکہ لوگ ان کی کمزوری کو دیکھ کر چھوڑ جائیں تو انہیں حالات میں اللہ تعالیٰ سے شکایات کی جاسکتی ہیں۔ شکوے کا ابتدا "قال یا قالوا" ہوگا اکثر و بیشتر اور کبھی شکوہ کے ساتھ جواب شکوہ بھی ہوگا جیسے اللہ تعالیٰ نے سورۃ ملک میں ارشاد فرمایا:

"وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ" (الملك: ۲۶، ۲۵)

ترجمہ: "اور وہ کہتے ہیں کہ قیامت والا وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم اپنے وعدے میں سچے ہو اے پیغمبر! آپ فرمادیجئے جب تک یہ علم اللہ کے پاس ہے۔"

ترجمہ: "آپ کہہ دیجئے کہ میری طرف اس بات کی وحی کی گئی ہے کہ جہنم کے ایک گروہ نے قرآن سنا تو کہنے لگے ہم نے تو بڑا عجیب قرآن سنا ہے۔"

(۶) دلیل نقلی از مائتہ: سورۃ آل عمران میں ہے:

"شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَانِمًا بِالْقِسْطِ" (آل عمران: ۱۸)

ترجمہ: "یہ اللہ نے گواہی دی ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور فرشتوں نے بھی اور اہل علم نے بھی کہ وہ قائم ہے انصاف کے ساتھ۔"

(۷) دلیل نقلی از طہور: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا سورۃ نمل

"أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السُّبُوتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ. اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ" (النمل: ۲۶، ۲۵)

ترجمہ: "کیوں نہیں سجدہ کرتے اللہ کے سامنے جو نکالتا ہے پوشیدہ چیز کو آسمان اور زمین میں اور جانتا ہے جس کو تم چھپاتے ہو اور جس کو تم ظاہر کرتے ہو وہ اللہ ہے تمہارا کوئی معبود نہیں اس کے سوا وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔"

(۸) دلیل نقلی: اس کا مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو

یہ اعلان کرنے کا حکم دیتے ہیں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب اللہ کی طرف سے ہے میں تو

(۴) سلسلہ تحقیقات:

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو دعویٰ کو نہ مانے اس کو اللہ کے عذاب اور گرفت سے ڈرایا گیا ہے تحقیقات دو قسم پر ہے (۱) تحقیقات دنیوی (۲) تحقیقات اخروی۔ دونوں کی مثال: "قُلْ لِلَّهِ يَسْجُدُونَ كَسَجُودُوا لِلشُّعُوبِ" یہ توحید دنیوی ہے۔ "وَتُسَجَّدُونَ لِلّٰہِ جَهَنَّمَ" یہ توحید اخروی ہے اس کے مقابلے میں مومنین کے لئے بشارات ہیں۔ (۵) تنبیہات۔ یہ تین قسم پر ہیں۔ (۱) تنبیہ انبیاء علیہم السلام جیسے حضرت نوح علیہ السلام کو فرمایا: "فَاٰتِلَآءُ نَسْلِكَ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ" (ہو: ۳۶) (سو مجھ سے مت پوچھ جس کا تجھے علم نہیں)۔ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: "عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لَمَ اَذْنَبْتَ لَهُمْ" (توبہ: ۴۳) (اللہ نے تمہیں معاف کر دیا تم نے انہیں کیوں رخصت دی) (۲) تنبیہ مومنین جیسے: "هَآ اَنْتُمْ اَوْلَآءُ تُجْبُوْهُمْ وَلَا يُجْبُوْكُمْ" (آل عمران: ۱۱۹) (میں لو تم ان کے دوست ہو اور وہ تمہارے دوست نہیں) (۳) تنبیہ مکرمین اس کو ذکر سے تعبیر کریں گے جیسے: "اَوَاٰنْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی عِبْدَہٗ اِذَا صَلَّی" (اعلق: ۱۰/۹) (کیا آپ نے اس کو دیکھا جو منع کرتا ہے۔ ایک بندے کو جبکہ وہ نماز پڑھتا ہے) یہ ابوجہل کو ذکر ہے۔ (۶) تسلیات: یہ دو قسم پر ہے، (۱) تسلی انبیاء علیہم السلام جیسے: "وَإِنْ یَسْکَبْکَ الْوُفْکَ فَقَدْ کَذَّبْتَ رُسُلًا مِنْ قَبْلِکَ" (قاطر: ۴) (اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو آپ سے پہلے بھی کئی رسول جھٹلائے گئے) (۲) تسلی مومنین جیسے: "إِنْ یُفْسِدْکُمْ فِرَاقٌ فَقَدْ مَسَّ الْفُؤَادَ فِرَاقٌ مِّثْلُہٗ" (آل عمران: ۱۴۰) (اگر تمہیں رزم پہنچا ہے تو انہیں بھی ایسا ہی رزم پہنچ چکا ہے)۔

اللہ..... ازالہ شبہات:

معاندین کے شبہات مذکورہ یا غیر مذکورہ کے جوابات جیسا کہ سورۃ بقرہ میں

ارشاد فرمایا:

"وَإِنْ كُنْتُمْ فِی رَیْبٍ مِّمَّا قَوْلُنَا عَلٰی عِبْدِنَا.....

الحج" (البقرہ: ۲۳)

ترجمہ:..... "اور اگر تم اس چیز میں سے شک میں ہو جس کو ہم نے نازل کیا ہے اپنے بندہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر پس تم لاؤ ایک سورۃ اس کے مانند اور لاؤ اپنے مدعا گوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔"

قرآن کریم کے مضامین خمسہ کی تشریح

امام ابنہ شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے نزدیک قرآن کریم میں پانچ مضامین مقصودی طور پر مذکور ہیں:

۱..... علم الخاص: جس کا دوسرا نام "علم المناظرہ" ہے۔ یعنی فرق باطلہ کے عقائد باطلہ اور اعمال فاسدہ کا بذریعہ دلائل اربابہ ابطال اور ازالہ شبہات، نیز عقائد صحیحہ کا اثبات۔

۲..... علم الاحکام: یعنی امر و نہی کا ذکر۔

۳..... تذکیر بآلاء اللہ: یعنی انعامات خداوندی کا تذکرہ۔

۴..... تذکیر بایام اللہ: یعنی اہم سابقہ کے حالات۔ اس کا دوسرا نام

"تخویف و دہش" ہے۔

واجب:..... وہ حکم شرعی جس کا کرنا مطلوب اور چھوڑنا ممنوع ہو۔

كَقَوْلِهِ تَعَالَى فِي الْعِبَادَاتِ: "وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ

وَأَتُوا الزَّكَاةَ." (البقرة: ۴۳)

ترجمہ:..... "اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔"

قوله تعالى: "كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ."

(البقرة: ۱۸۳)

ترجمہ:..... "تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔"

وفي المعاملات: "وَأَتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ."

(النساء: ۲)

ترجمہ:..... "اور یتیموں کو ان کے مال دے دو۔"

وقال تعالى: "وَأَتُوا النِّسَاءَ صَدُقِهِنَّ نِحْلَةً."

(النساء: ۴)

ترجمہ:..... "اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے

دو۔"

وفي تدبير المنزل: "فَوَافِقُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَنْفُسُكُمْ

(التحریم: ۶)

کافوا۔"

ترجمہ:..... "اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ

سے بچاؤ۔"

وفي السياسة المدنية: "وَالسَّائِقِ وَالْمَارِقَةِ

(المائدہ: ۳۸)

فَالْفُطْرَةِ الْيَدِيَّتِيْمَا."

۵:..... تذکیر بما بعد الموت: یعنی موت کے بعد آنے والے حالات کا

بیان۔ اس کو "تخولیف اخروی" بھی کہتے ہیں۔

قرآن مجید کے مضامین ستہ کا بیان

شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی قدس سرہ کے نزدیک قرآن میں چھ مضامین

بیان کئے گئے ہیں:

۱:..... توحید۔

۲:..... رسالت۔

۳:..... احکام۔

۴:..... قیامت۔

۵:..... ماننے والوں کے احوال۔

۶:..... نہ ماننے والوں کے احوال۔

علم الاحکام

مختصر ترمیم: "احکام" حکم کی جمع ہے، جس سے حکم شرعی مراد ہے۔ "وهو

عبارة عن حکم الله تعالى المتعلق بافعال المكلفين." (کتاب تہذیبات)

یعنی باری تعالیٰ کے وہ احکام و نواہی بندوں کو جن کا پابند کیا گیا ہے۔ "علم

الاحکام" سے مراد "احکام عملیہ فرعیہ" ہیں، اور ان کی تفصیلات فقہاء کرام کے ذمہ

ہیں۔ حضرت شاہ صاحب کا خیال ہے کہ احکام عملیہ (عقائد) علم الخاصہ کے ذیل

میں داخل ہیں۔ اور علم الخاصہ کے تفصیلات کی ذمہ داری متکلمین پر ہے۔

ترجمہ:....."اور پور خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کے

ہاتھ کاٹ دو۔"

مندوب:.....وہ حکم شرعی ہے جس کی قیام مطلوب و محمود ہو، لیکن ترک

کی بھی اجازت ہو۔

"فَكَفَّيْنَاهُمْ أَنْ عِلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا وَأَنَّهُمْ مَن

شَالِ اللَّهُ الَّذِي اتَّخَذَ" (النور: ۳۳) (و انظر المدارك

وبیان القرآن)

ترجمہ:....."تو انہیں لکھ دو بشرطیکہ ان میں بہتری کے

آثار پایا اور انہیں اللہ کے مال میں سے دو جو اس نے جنہیں دیا

ہے۔"

و کذا قوله تعالى: "وَيَسْتَلْزِمُكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ

فَلِي الْعَفْوَ" (البقرہ: ۲۱۹)

ترجمہ:....."اور آپؐ نے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ

کریں؟ کہہ دو جو زائد ہو۔"

مباح:.....وہ حکم جس کا نہ فعل مطلوب ہو نہ ترک، بلکہ دونوں جہات

اختیاری ہوں، جیسے:

"وَإِذَا خَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا" (المائدہ: ۴)

ترجمہ:....."اور جب تم احرام کھول دو پھر شکار کرو۔"

و کذا: "وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَى سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا مَخَاجِنًا

لَكُمْ مِنْ مَقْبُوضَةٍ"

(البقرہ: ۲۸۳)

ترجمہ:....."اور اگر تم سفر میں ہو اور کوئی لکھنے والا نہ

پایا تو گروی پر قبضہ کیا جائے۔"

و کذا: "فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِلَمَ عَلَيْهِ،

وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِلَمَ عَلَيْهِ" (البقرہ: ۲۰۳)

ترجمہ:....."پھر جس نے دو دن کے اندر کوچ کرنے

میں جلدی کی تو اس پر کوئی گناہ نہیں، اور جو تاخیر کرے تو اس پر

بھی کوئی گناہ نہیں۔"

مکروہ:.....وہ حکم ہے جس کا ترک ہی محمود ہو، اگرچہ جانب فعل کی بھی

اجازت ہو۔ نتیجہ پیش و تلاش بسیار کے باوجود حکم مکروہ کی مثال تک ذہن کی رسائی نہ

ہو سکی، واللہ اعلم!

حرام:.....جس کا کرنا ممنوع اور چھوڑنا لزوماً مطلوب ہو، جیسے:

"قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّيَ عَلَيْكُمْ عَلَىٰ

نُفْسِكُمْ ظُوهْرَ يَوْمٍ ذَيْنَا" (الانعام: ۱۵۱)

ترجمہ:....."کہہ دو آؤ میں تمہیں سناؤں جو تمہارے

رب نے تم پر حرام کیا ہے، یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ

ہوگا۔"

و کذا: "حَرَّمَ عَلَيْكُمْ الْمَيْمَنَةَ وَالْيَمَنَ"

(المائدہ: ۳)

۳:....."فَلَا تَقُلْ لِهَٰمًا اَنْبَ." (فی اسرائیل: ۲۳)

ترجمہ:....."انہیں ان بھی نہ کہو۔"

سیاست مدنیہ:

معاشرہ، سوسائٹی اور سماج سے تعلق رکھنے والے امور کا علم "سیاست مدنیہ" کہلاتا ہے۔ جس میں حدودِ خانہ سے لے کر حدودِ جنگ تک سارے انسانوں کے لئے مفید ضوابط و اصول کا سوچنا سمجھنا داخل ہے۔ مثال:

۱:....."وَالشَّارِقِ وَالشَّارِقَةُ..... الخ."

(المائدہ: ۳۸)

۲:....."اِنَّمَا حَرَّمَ الذِّہْنُ يُخَارِبُونَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ

وَيُسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُضْلَبُوْا اَوْ يُضْلَبُوْا اَوْ يَنْقُطَعَ

اَنْبِیٰہُمْ وَاَزْجُلُہُمْ بَيْنَ جَنَاحِیْ..... الخ." (المائدہ: ۳۳)

ترجمہ:....."ان کی بھی نیکی سزا ہے جو اللہ اور اس کے

رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرنے کو دہڑتے ہیں یہ

کہ انہیں قتل کیا جائے یا وہ سولی پر چڑھائے جائیں یا ان کے

ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹے جائیں۔"

۳:....."تُحِبُّ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ..... الخ."

(البقرہ: ۱۷۸)

ترجمہ:....."تم پر فرض کیا گیا ہے مقتولوں میں برابری کرنا۔"

ترجمہ:....."تم پر مردار اور بوجھل کرنا گیا ہے۔"

وَكَلِمًا: "وَقَطَعِيْ رَیْبُکَ اَلَا تَغْبِلُوْا اِلَّا اِنۡشَاءً

وَبَالُوْا الذِّہْنِ اِحْسَانًا." (فی اسرائیل: ۲۳)

ترجمہ:....."اور تیرا رب فیصلہ کرچکا ہے کہ اس کے

سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔"

تدبیر منزل:..... خانگی اصلاح سے تعلق رکھنے والے تمام امور کا علم،

"تدبیر منزل" کہلاتا ہے۔ ارسطو و ابن سینا کے مطابق اس کے ارکان: والدین،

زوجین، اولاد اور خدام و مال ہیں۔

تدبیر منزل کی مثالیں:

۱:....."اَسْكُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ مَسَّكُنْتُمْ."

(الطلاق: ۶)

ترجمہ:....."طلاق دی ہوئی عورتوں کو وہیں رکھو جہاں

تم رہتے ہو۔"

۲:....."عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ." (النساء: ۱۹)

ترجمہ:....."اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح سے

زندگی بسر کرو۔"

۳:....."وَصَاحِبٰہُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا."

(النساء: ۱۵)

ترجمہ:....."اور دنیا میں ان کے ساتھ نیکی سے پیش

قرآن کریم کے علوم اربعہ کی تشریح

قدوة السالکین امام غزالی قدس سرہ کے نزدیک قرآن مجید میں چار مضامین

مقصودی ہیں:

۱.....علم الاصول: جس میں توحید، رسالت، معاد کا ذکر ہے۔

۲.....علم الاحکام۔

۳.....علم القصص: جس میں انبیاء سابقین اور ان کی اقوام کا تذکرہ ہے۔

۴.....علم السلوک: هو الثقة بالله واعتماد علی اللہ۔

قرآن کریم کے حصص اربعہ کی تشریح

مضامین کے اعتبار سے قرآن مجید کے چار حصے ہیں۔ اور ہر حصہ ”المحدثہ“

سے شروع ہوتا ہے۔

۱..... پہلا حصہ: سورۃ فاتحہ سے سورۃ مائدہ کے آخر تک ہے۔ اس حصہ میں

زیادہ تر ”خالفیت“ کا بیان ہے۔

۲..... دوسرا حصہ: سورۃ انعام سے سورۃ نبی اسرائیل کے آخر تک ہے۔ اس

حصہ کا مرکزی مضمون ”ربوبیت باری تعالیٰ“ ہے۔

۳..... تیسرا حصہ: سورۃ کہف سے سورۃ الزاب کے آخر تک ہے۔ اس میں

اکثر ”تصرف باری تعالیٰ“ کا ذکر ہے۔

۴..... چوتھا حصہ: سورۃ سبا سے آخر قرآن مجید تک ہے۔ اس میں بیشتر

”مالکیت باری تعالیٰ“ اور ”نشی شفع قہری“ کا بیان ہے۔

مسئلہ ”اللہ“

قرآن و سنت اور فقہائے احناف کی روشنی میں

قرآن کریم نے جتنا زور شرک کی تردید اور توحید کے اثبات پر دیا ہے، اتنا زور کسی دوسرے مسئلہ پر نہیں دیا۔ اور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر جناب سید الرسل و خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے بھی خدا کے نبی اور رسول تشریف لائے ان کی پہلی دعوت ہی یہی رہی ہے کہ: ”فَمَا لَكُمْ بَيْنَ اللَّهِ وَغُيُورِهِ“ اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی بھی الٰہ نہیں، لہذا اسی ہی کی عبادت کرو۔

مشرکوں کو ”رب، عبادت اور اللہ“ ہی کے معنی میں غلط فہمی ہوئی اور اسی غلط فہمی کا شکار ہو کر وہ جاہلہ توحید سے بھٹک کر شرک کے عمیق گڑھے میں جا گرے۔

”اللہ“ کا معنی:

”اللہ“ کا معنی جس میں مشرکین کو بڑا اختلاف تھا، قرآن کریم اور حدیث شریف کی رو سے بیان کیا جاتا ہے، جس میں زمانہ سابق و حال کے شرک اور زمانہ قدیم و حدیث کے جاہل جتنا تھے اور ہیں۔ اور تکالیف کے وقت غیر اللہ کو ”اللہ“ یعنی معبود سمجھتے تھے، اور اب بھی سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اگر یہ معنی کھول کر نہ بیان کیا جائے تو نہ تو عبادت خدا تعالیٰ کے لئے مخصوص ہو سکے گی، اور نہ ہی توحید و شرک کا مفہوم سمجھ آ سکے گا، اور قرآن کریم پر ایمان اور یقین رکھنے کے باوجود عقیدہ نامکمل رہے گا، ہر ایسی سمجھ والا زبان سے ”لا الٰہ الا اللہ“ تو کہتا رہے گا، مگر سنگتوں کو ”اللہ“ بناتا رہے گا۔ وہ زبانی یہ دعویٰ تو ضرور کرے گا کہ میں اللہ کے بغیر کسی کو رب نہیں سمجھتا، لیکن

ہاں ہمارے بہتوں کو ”ارباہا من دون اللہ“ بنا رکھا ہوگا۔ وہ پوری نیک نیتی کے بغیر کسی کی عبادت نہیں کرتا، مگر پھر بھی بہت سے معبودوں کی عبادت میں مشغول رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

”اِنَّهُمْ لَشَيْبَةُ الْمَظْطَرِّ اِذَا دَعَا وَتَجَنَّبُ السُّوءَ وَيَتَخَفُكُمْ خُلَفَاءُ الْاَوْصِيَاءِ عَالَةً مَعَ اللّٰهِ، فَلَيْلًا مَا تَذَكَّرُوْنَ۔“ (اسل ۶۳)

ترجمہ:..... ”بھلا کون بچتا ہے بے کس کی پکار کو جب اس کو پکارتا ہے؟ اور کون دور کرتا ہے سختی اور کرتا ہے تم کو تائب انگوں کا زمین؟ کیا کوئی الہ ہے اللہ کے ساتھ؟ تم بہت کم دھیان دیتے ہو۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر یہ بیان فرمایا ہے کہ مجبور اور بے کس کی پکار کو سننا اور اس کی تکلیف کو دور کرنا اور اس کی مدد کرنا ”اللہ“ کا کام ہے، گویا فریاد رس اور تکلیف کو دور کرنے والا ”اللہ“ ہوتا ہے، اور اس کے بغیر کوئی بھی ”اللہ“ نہیں ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام نے جب مچھلی کے پیٹ میں دعا کی تو یہ فرمایا کہ:

”لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔“ (الانبياء: ۸۷)

ترجمہ:..... ”کوئی الہ نہیں مگر صرف تو۔“

مطلب یہ کہ اے اللہ! نہ تیرے بغیر کوئی فریاد رس ہے، اور نہ تکلیف دور کرنے والا ہے، نہ کوئی حاجت روا ہے اور نہ مشکل کشا ہے۔ مشرکین غیر اللہ کو فریاد رس اور تکلیف دور کرنے والا سمجھ کر پکارتے تھے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک

طرف مشرکین کی ”دعا“ (تذخو) کے الفاظ کو سامنے رکھ کر (تردید فرمائی ہے کہ جن کو تم پکارتے ہو وہ نہ تو نفع کے مالک ہیں اور نہ ضرر کے، اور نہ ہی ان کو تمہاری تکلیفوں اور مصیبتوں کی اطلاع ہے۔ اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کو یہ حکم ارشاد فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے نیچے کسی کو نہ پکارو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”اِنَّ الْاٰلِهِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوْ اَجْتَمَعُوْا لَهٗ۔“ (الحج ۷۳)

ترجمہ:..... ”بے شک وہ لوگ جن کو تم پکارتے ہو، اللہ کے سوا وہ ہرگز کبھی نہیں بنا سکیں گے، اگرچہ سارے جمع ہو جائیں۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کا شرک یہ بتایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نیچے حقوق کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر پکارتے تھے۔

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ ”باب: اقسام الشک“ کو ان الفاظ سے شروع کرتے ہیں:

”حقیقۃ الشک ان يعتقد انسان في بعض

المعظمين من الناس ان الآثار العجيبة الصادرة منه إنما

صدرت لكونه متصفا بصفة من صفات الكمال مما لم

يعهد في جنس الانسان بل يخص بالواجب جل

مجده، لا يوجد في غيره الا ان يخلع هو خلعة الالهية

وقال تعالى: "فلا تدعوا مع الله أحدا." وليس المراد من الدعاء العبادة كما قاله بعض المفسرين، بل هو الاستعانة لقوله تعالى: بل اياه تدعون فيكشف ما تدعون. (الانعام: ۳۶). " (حجة الله البالغة ج: ۱ ص: ۶۲) ترجمہ:..... "ان شرک کی قسموں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ لوگ بیمار کی شفا، فقیر کی غنا وغیرہ اپنی حاجتوں میں غیر اللہ سے استعانت کرتے اور ان کے ناموں کی نذریں دیا کرتے تھے، تاکہ ان کو اپنے مقاصد میں ان نذروں کی وجہ سے کامیابی حاصل ہو، اور تحصیل برکت کے لئے ان کے ناموں کو پڑھتے تھے، سو اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ واجب کر دیا کہ اپنی نماز میں یہ پڑھا کریں کہ: "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔" اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: "سومت پکارو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو دعا سے۔" اس جگہ مراد عبادت نہیں ہے، جیسا کہ بعض مفسرین کرام نے کہا ہے، بلکہ اس دعاء سے استعانت مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بلکہ تم اسی کو پکارو گے سو وہ تمہاری تکالیف دور کرے گا۔"

اللہ تعالیٰ عام انسانوں کو سمجھانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ، فَيَأْتِيَنَا فَعَلْتُ لِمِائِكَ أَقَاتِيَنِ الظَّالِمِينَ. وَإِنْ

علیٰ غیرہ او یغنی غیرہ فی ذاتہ ویبقی بذاتہ او نحو ذالک ممّا یظنہ هذا المعتقد من انواع الخرافات.

(پیر اللہ الہانہ ج: ۱ ص: ۶۱ طبع نور محمد کراچی)

ترجمہ:..... "شرک کی حقیقت یہ ہے کہ کوئی انسان انسانوں کی کسی بڑی ہستی میں عجیب وغریب کرامات دیکھے اور یہ اعتقاد کر لے کہ یہ آثار جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں، اور کسی دوسرے میں ہرگز نہیں پائے جاسکتے، یہ بزرگ ہستی چونکہ صفات کمال سے موصوف ہے، اور اس میں آثار اس لئے پائے گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو "الوہیت" کی خلعت سے نوازا ہے، یا اس بزرگ نے فناء فی اللہ کا درجہ حاصل کر لیا ہے، اور اپنی ذات بالکل مٹا دی ہے، اب اس سے جو کچھ صادر ہوتا ہے گویا خدا تعالیٰ کر رہا ہے، اور اس قسم کے اور کوئی خرافات اس معتقد کے ذہن میں آتے ہیں۔"

دنیا میں سب سے پہلے "شرک" بزرگ ہی کی ذات سے شروع ہوا ہے۔

حضرت حکیم الامت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ لکھتے ہیں:

"ومنہا انہم کسانوا یستعینون بغیر اللہ فی

حوادثہم من شفاء المریض، وغناء الفقیر، وینفرون

لہم یتوقعون انجاح مقاصدہم بتلک التذویر ویتلون

اسماءہم رجاء برکتہا فواجب اللہ تعالیٰ علیہم ان

یقولوا فی صلاتہم: "ایاک نعبد وایاک نستعین."

يَسْتَسْكِنُ اللَّهُ بِضَرْبٍ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ، وَإِنْ يُرْذَكْ
بِخَيْرٍ فَلَا رَاقَةَ لِفَضْلِهِ....“
(یونس: ۱۰۶-۱۰۷)

ترجمہ: ”اور مت پکارو اللہ تعالیٰ کے نیچے ایسے کو
کہ نہ بھلا کرے تیرا اور نہ برا، پھر اگر تو ایسا کرے تو تو بھی اس
وقت ہوگا ظالموں میں۔ اور اگر پہنچائے تجھ کو اللہ تعالیٰ ضرر تو
کوئی نہیں اس کو بنائے والا اور اگر پہنچائے تجھ کو بھلائی تو کوئی
پھیرنے والا نہیں اس کے فضل کو۔“

ان آیات میں یہ بات بخوبی اور بلا شک و شبہ ثابت ہو چکی ہے کہ غیر اللہ کو
ما فوق الاسباب طریق پر حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر مصیبت کے وقت پکارنا
”شرک“ ہے، اور یہی شرکین عرب کا شرک تھا۔

یہ یاد رہے کہ پیاس کے وقت اپنے نوکر کو پانی کے لئے پکارنا، بیماری میں
علاج کے لئے حکیم اور ڈاکٹر کو بلانا کسی اور ایسی ہی تکلیف اور مصیبت میں اپنے کسی
دوست، عزیز اور رشتہ دار یا عام انسان کی توجہ اپنی طرف منعطف کرنا یہ نہ تو شرک ہے
اور نہ اس سے ڈاکٹر یا حکیم وغیرہ کو ”اللہ“ بنانا لازم آتا ہے، کیونکہ یہ سب کچھ سلسلہ
اسباب کے تحت ہے، نہ کہ سلسلہ اسباب سے مافوق، بخلاف اس کے جو شخص بھوک،
پیاس، بیماری یا دکھ درد میں کسی پیغمبر، ولی، شہید اور بزرگ کو پکارتا ہے، جو سینکڑوں اور
ہزاروں میل دور اپنی قبر میں آرام فرما رہے ہیں، تو اس پکارنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ
ان کو حاضر و ناظر اور عالم الغیب سمجھتا ہے، اور ان کو اس معنی میں متصرف فی الامور مانتا
ہے کہ یہ مشکل کشائی، حاجت روائی، دہنگی، امداد و اعانت و خیر گیری و حفاظت میں
فوق الطبیعی طور پر اسباب کو حرکت میں لاسکتے ہیں، اور یہی اصل ”شرک“ ہے۔

ما فوق الاسباب طریق پر امید و تعلق اور دفع مضرت کے وقت غیر اللہ کو پکارنا
اس لئے شرک ہے کہ شرک کے اصولی طور پر تین ستون ہیں:

۱..... یہ کہ پکارنے والے کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ جس کو میں پکار رہا ہوں، وہ
میرے حال سے آگاہ اور میری مصیبت کی اس کو خبر اور علم ہے۔ یعنی عالم الغیب یا
عالم ماکان و مایکون ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: اللہ کے نیچے دوسروں کو
قیامت تک بھی اگر پکارا جائے تو ان کو اس کی خبر نہیں ہو سکتی: ”وَهُمْ عَنْ ذَعَابِهِمْ
غٰفِلُونَ“ (الاحقاف: ۵) (اور ان کو خبر نہیں ان کے پکارنے کی)۔

۲..... یہ کہ پکارنے والا سمجھتا ہے کہ جس کو میں پکارتا ہوں وہ میری حالت
کو دیکھتا اور میری آواز کو سنتا ہے، یعنی حاضر و ناظر ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
”إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دَعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا
مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ.“ (فاطر: ۱۸۳)

ترجمہ: ”مگر تم ان کو پکارو وہ سنیں نہیں پکارتھاری،
اور اگر سنیں بھی نہ سکیں تمہارے کام پر۔“

بھلا دور سے بجز پروردگار کے اور کون آواز سنتا ہے؟ اور پھر کام پورا کر سکتا
ہے؟

۳..... پکارنے والا یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ جس کو میں پکارتا ہوں وہ مجھے نفع
دینے اور تکلیف دور کر کے کا اختیار رکھتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ جن کو تم
پکارتے ہو، وہ ذرہ بھر کے مالک نہیں، نہ زمینوں میں، نہ آسمانوں میں۔ ایک اور جگہ
ارشاد ہوتا ہے:

”فَلَا يَسْلُبُكَوْنَ كَشْفَ الضَّرِّ عَنْكُمْ وَلَا

حق کی چشم کشائی:

وہ لوگ جو شرک صرف بتوں کے ساتھ ہی حقیقت وایت رکھتے ہوئے کہتے ہیں، وہ حضرات فقہائے کرام کی ان عبارات کا کیا جواب ارشاد فرمائیں گے، جن میں مشائخ اور میت کے الفاظ موجود ہیں؟ کیا مشائخ اور میت بھی کوئی بت ہوتے ہیں؟ (العباد باللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ حقائک سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (مصلہ گلدستہ توحید)

مسئلہ ”مقارن کل“

مقارن کل صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے، مقارن کل کا معنی مبتدی طالب علم بھی جانتے ہیں کہ ”مقارن“ اسم فاعل کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے اور اسم مفعول کا بھی، اگر اسم فاعل کا صیغہ ہو تو اس کا معنی ہوگا: ”مختیار رکھنے والا“، اور اگر اسم مفعول کا صیغہ ہو تو اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ: ”مختیار دیا گیا“، اور دوسرا یہ کہ: ”چنا ہوا اور انتخاب کیا ہوا“۔ اگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ”مقارن کل“ کا جملہ بولا جائے اور اس سے مراد اسم مفعول کا دوسرا معنی ہو تو میرا اور میرے تمام اکابر کا بھی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات سے علو مرتبت اور جلالت شان اور عظم نبوت کے لئے صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی چنا اور انتخاب فرمایا ہے، اور اس شان اور صفت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ہم پلہ نہیں، اور اختصار یوں کہا جاسکتا ہے کہ:

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اور یہی ہے مومن کی خوبی ہے کہ خدا کو خدا سمجھے، اور رسول کو رسول، اس

بَنُو نِیْلَا۔“ (فی اسرائیل: ۵۲)

ترجمہ: ”سو وہ اختیار ہی نہیں رکھتے کہ کھول دیں

تمہاری تکلیف اور نہ بدل دیں۔“

جب علمائے امت نے اس مسئلہ کی حقیقت کو سمجھا تو نہایت واضح اور غیر مبہم الفاظ میں ان تینوں چیزوں کا عقیدہ رکھنے والی کی تحفہ کی، چنانچہ حضرات فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

”من قال ادواح المشائخ حاضرة تعلم،

یکفر۔“ (فتاویٰ بزازیہ ص ۳۲۲، بحر الرائق ج ۵: ص ۲۳)

ترجمہ: ”جو شخص یہ کہے کہ بزرگوں کی ادواح

حاضر ہیں اور وہ جانتی ہیں، تو ایسا شخص کافر ہو جائے گا۔“

اس عبارت میں حضرات فقہائے کرام نے پہلی دو چیزوں کو (یعنی غیر اللہ کو عالم الغیب اور حاضر ناظر سمجھنا) بیان کر کے ایسا عقیدہ رکھنے والے کی تحفہ کی ہے۔ اور تیسری چیز کا حضرات فقہائے حنفیہ کفر اللہ تعالیٰ بنا سمجھنے نے یوں قلع قمع کیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ولی اور بزرگ کے لئے نذر و منت مانے تو وہ کافر ہو جاتا ہے، کیونکہ نذر ماننے والے کا خیال ہوتا ہے کہ:

”ان السمیت يتصرف فی الامور دون الله

واعتقاده بحد الک کفر۔“ (بحر الرائق ج ۵: ص ۲۹۸ مصری و

شامی ج ۳: ص ۱۷۵، مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحق مکتوبی ج ۲: ص ۹۳)

ترجمہ: ”سمیت اللہ کے درے معاملات میں تصرف

کرتی ہے، اور اس کا یہ اعتقاد کفر ہے۔“

اس آیت سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ مشرکین عرب کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ تمام چیزوں کا اختیار رکھنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”فَاتَيْتُ لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا“

(بخاری ج ۳ ص ۷۰۲، مسلم ج ۳ ص ۱۱۳، ابوداؤد ج ۱ ص ۱۰۳، مسند احمد ج ۲ ص ۱۸۷)

ترجمہ:..... ”میں بے شک! میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔“

اس حدیث سے صرف اتنا ہی پتلا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا آخری پیغمبر، قرآن کریم اور صحیح حدیث اس بات پر متفق ہیں کہ حقارِ کل اور مالکِ کل صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مالکِ کل اور حقارِ کل نہیں ہیں۔

اہلِ اہل سنت والجماعت کے چند اقوال اور عبارتیں ملاحظہ فرمائیے۔

تمام اہل سنت والجماعت کا اشیاء کی حالت اور حرمت کے باب میں تحقیق مسلک یہ ہے کہ یہ تنها خدا تعالیٰ کے اختیار کی چیز ہے، کسی چیز کو حلال یا حرام کرنا صرف اسی کا کام ہے، وہ اس میں مضبوط ہے، اور یہ خالص اسی کا حق ہے، کسی دوسرے کو اس نوع سے دخل نہیں ہے، نہ بالذات کسی کو یہ اختیار حاصل ہے، اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار کسی کو تفویض کیا ہے، چنانچہ شیخ محقق کمال الدین ابن الہمام اٹلی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

میں تو یقین نہیں بلکہ یقین محبت ہے اور حقیقت یہ ہے کہ سچے مومن سے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو جدا کرنا ناخن سے گوشت کو جدا کرنے کے مترادف ہے۔ اور اگر اسمِ مفعول کا پہلا معنی (کہ جملہ جہان کے اختیارات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیے گئے تھے) مراد لیا جائے یا اسمِ فاعل کا یہ معنی مراد لیا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان کے اختیارات رکھنے والے ہیں، تو میرا اور میرے تمام اکابر بلکہ حضراتِ صحابہ کرامؓ، تابعینؓ، اور تمام ائمہ اہل سنت والجماعت کا اتفاقِ عقیدہ ہے کہ کھوئی اور تشریفی طور پر حاکم اور مختار صرف اللہ ہی ہے، اس نے مافوق الاسباب اختیارات کسی کو نہیں دیئے۔

قرآن مجید کا یہ دعویٰ ہے کہ مومن تو ہر حال میں اس کا اقرار کرتے ہی ہیں کہ مالکِ کل اور حقارِ کل صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، لیکن قرآن کریم کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ مشرکین عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ وہ تمام کائنات کا مدبر (مدبر الامر) صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مانتے تھے، سورہ یونس وغیرہ میں اس کی پوری تشریح موجود ہے۔

یہاں صرف ایک ہی آیت پیش کی جاتی ہے:

”قُلْ مَنْ يَمْلِكُ مِنْ يَدِهِ مُلْكُكَوْثُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجْزِيْ وَ لَا يُجَاوِزُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. سَيَقُولُوْنَ اللّٰهُ“

(مؤمنون: ۸۸، ۸۹)

ترجمہ:..... ”آپ یہ بھی کہئے کہ وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں تمام چیزوں کا اختیار ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا، اگر تم جانتے ہو؟ وہ ضرور کہیں گے کہ یہ سب صفتیں بھی اللہ ہی کی ہیں۔“

ترجمہ:....."ہم حاضر ہیں! حیرا (ذاتی اور مستقل طور

پر) کوئی شریک نہیں ہے، مگر وہ شریک کہ (جس کو تو نے
اختیارات دے رکھے ہیں اور) تو اس کا مالک ہے اور وہ (ذاتی
اور مستقل طور پر) کسی چیز کا مالک نہیں ہے۔"

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہ لکھتے ہیں کہ مشرکین
عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ:

"ان الله هو السيد وهو المبدئ لكنه قد يخلع
على بعض عبده لباس الشرف والثالة ويجعله متصرفا
في بعض الامور الخاصة ويقل شفاعته في عبادہ بمنزلة
ملك المملوك بيعت على كل فطر ملكا ويقلده نديبر
تلك المملكة فيما عدا الامور العظام."

(تجۃ الہدایہ ج ۱ ص ۲۱ طبع نور محمد کراچی)

ترجمہ:....."آقا تو خدا ہی ہے اور وہی مدبر بھی ہے،

لیکن وہ کبھی اپنے بعض بندوں کو بزرگی اور الوہیت کا لباس پہنا
دیتا ہے، اور ان کو بعض خاص کاموں میں تصرف کرنے کا اختیار
دے دیتا ہے، اور ان کی اپنے بندوں کے حق میں شفاعت قبول
کرتا ہے، جیسے شہنشاہ جو بڑے کاموں کے علاوہ خاص خاص
صوبوں میں اپنے نائب مقرر کرتا ہے، اور ان خاص صوبوں کے
کچھ اختیارات ان کے سپرد کر دیتا ہے۔"

"الحاکم لا خلاف فی انه الله رب العالمین۔"

(تحریر ص ۲۶)

ترجمہ:....."اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ حکم

دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو پرورش کرنے والا ہے سب
جہانوں کا۔"

اور علامہ محبت اللہ بھاری الحنفی رحمہ اللہ مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں:

"لا حکم الا من الله۔" (ص ۱۲)

ترجمہ:....."حکم صرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہی

ہوتا ہے۔"

بعض نے یہاں ایک الجھن پیدا کر دی ہے کہ حضرات انبیاء عظام علیہم
السلام اور اولیاء کرام کو جو عطا کر رکھا جاتا ہے، تو اس کا معنی یہ ہے کہ ان کو یہ اختیارات
عطا کی طور پر حاصل ہوئے ہیں، مستقل اور ذاتی طور پر صرف اللہ تعالیٰ ہی عطا کر رکھ ہے،
اور عطا کی طور پر کسی کو عطا کر رکھنا شرک نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب کا یہی عقیدہ تھا کہ
اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو جہان کے مخصوص خطوں میں تصرف کرنے کا اختیار
دے دیا ہے، چنانچہ مشرکین کا یہ عقیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں
یوں بیان فرمایا ہے کہ: جب وہ کعبہ کا طواف کرتے تھے تو یہ تکبیر کہا کرتے تھے:

"لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ..... إِلَّا ضَرَبْتُكَ هُوَ

لَكَ تَبْلِيْغُهُ وَمَا مَلِكٌ۔"

(مسلم ج ۱ ص ۳۷۰، مشکوٰۃ ص ۲۳۳)

کرے غیر مگر بت کی پوجا تو کافرا!
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافرا!
بچکے آگ پر بہر سجدہ تو کافرا!
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافرا!
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راجیں!
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں!
تبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں!
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں!
حزاروں پہ دن رات نذرین چڑھائیں!
شہیدوں سے چا جائے مانگیں دعائیں!
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے!
نہ اسلام بگڑے! نہ ایمان جائے!
(مسدس حالی)

اور پھر شاہ صاحب قدس سرہ نام لے کر فرماتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ اور
مشرکین کا یہی عقیدہ تھا، بلکہ فرماتے ہیں کہ:

”والعلاء من منافقین دین محمد صلی اللہ علیہ

وسلم فی یومنا هذا.“ (بدور ہازنہ ص ۱۳۳)

ترجمہ:..... ”حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا

نام لینے والے اعلیٰ درجہ کے منافقوں کا یہی یہی عقیدہ ہے،

ہمارے اس زمانہ میں۔“

حضرت شاہ صاحب کے بیان سے معلوم ہوا کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین
عرب کا یہ عقیدہ ہرگز نہ تھا کہ احبار اور رہبان اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور
اولیاء اللہ کو ذاتی اور مستقل طور پر یہ اختیارات حاصل تھے، بلکہ ان کا عقیدہ تھا کہ
عطائی اور غیر مستقل طور پر سارے جہان کے بھی نہیں بلکہ امور عظام کے علاوہ چھوٹے
چھوٹے امور میں ان کو تصرف کا اختیار تھا، مگر باوجود اس عقیدہ کے یہود و نصاریٰ اور
مشرکین کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کافر اور مشرک کہا ہے، اب فیصلہ آپ کے
ہاتھ میں ہے کہ جو فرقہ دینا اور آخرت کے تمام اختیارات غیر اللہ کے لئے ثابت
کرے، کیا مسلمان رہے گا یا نہیں؟ یہ سابیوں نے تو صرف تین ”الہ“ تسلیم کئے تھے،
اور وہ کافر ٹھہرائے گئے، لیکن یہاں تو ”الہوں“ کی حد ہی نہیں، ہر نبی اور امام، ہر جبر
اور ولی، ہر قہر اور گنبد والا ان کے ”الہ“ ہیں، (تعبادق باطنیہ!)

اور ابھی تک معلوم نہیں کہ یہ عہدہ کہاں کہاں اور کس کس تک پہنچنے والا ہے؟

(مصلحہ دل کا سرور)

مولانا الطاف حسین حالی نے کیا ہی خوب کہا ہے:

مسئلہ ”حاضر و ناظر“ اور اس کے ادوار

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ زندگی کے تین دور ہیں:

۱..... پہلا دور وہ ہے جبکہ ابھی تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح جسم اقدس میں جلوہ گر نہیں ہوئی تھی۔

۲..... دوسرا دور وہ ہے جبکہ حضور علیہ السلام نے ظاہر ہو کر فیر آباد دنیا کو آباد کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وجود باوجود سے کائنات کو مستحیر و مستغنی فرمایا۔

۳..... تیسرا دور وہ ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو داغ مفارقت دے کر عالم برزخ میں قدم رکھا۔

ہمارا دعوئی ہے کہ ان تینوں دوروں میں حضور علیہ السلام کی ذات پاک ہر جگہ موجود نہیں رہی۔

پہلے دور کے متعلق قرآنی تصریحات

پہلی دلیل:

”ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيْهِ اِلَيْكَ، وَمَا

كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اِلَيْهِمْ يَكْتَفِيْ لَهُمْ وَاَمَّا

كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ“ (آل عمران ۴۳)

ترجمہ: ”یہ غیب کی خبروں میں سے ہم نے آپ کو

بذریعہ وحی مطلع کیا ہے، اور آپ ان کے پاس موجود نہیں تھے،

جبکہ وہ قلموں کو ڈالتے تھے کہ ان میں سے کون شخص (سیدہ)

مریم کی پرورش کرے اور آپ ان کے پاس اس وقت بھی موجود

نہیں تھے جبکہ وہ جھگڑ رہے تھے۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی کلمات اور ان کے کفیل حضرت

ذکر یا علیہ السلام کے واقعہ کی تفصیل بیان فرمائی اور وہی تفصیل آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم نے لوگوں کو بتایا حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان واقعات کے ظہور کے

وقت وہاں موجود نہ تھے، اللہ تعالیٰ واقعات الفاظ میں فرمایا کہ یہ غیب کی خبریں ہم نے

آپ کو وحی کے ذریعہ بتائی ہیں تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے عالم روحانیت

میں ہر جگہ موجود ہونے کی نفی فرمائی ہے۔

دوسری دلیل:

”وَمَا كُنْتَ بِبَحَابِ الْغُفْرِ اِذْ قُضِيَ اِلَى مُؤَسِّسِ

الْاَمْرِ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ“ (قصص ۴۴)

ترجمہ: ”اے محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ

کو وہ طور کے چبچپے کی طرف موجود نہ تھے، جب ہم نے موسیٰ

(علیہ السلام) کو تئیر بنایا اور آپ وہاں حاضر نہ تھے۔“

اس آیت میں فرمایا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر عنایات

خداوندی سے سرفراز فرمایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح وہاں موجود نہ تھی۔

تیسری دلیل:

”ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيْهِ اِلَيْكَ وَمَا

السَّحَابِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَرَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ
مِنَ الْبَيْتِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ۔“ (نبی اسرائیل:۱)

ترجمہ:.....”شریکوں سے پاک ہے خدا تعالیٰ کی
ذات جس نے اپنے (پیارے) بندے کو رات کے کچھ حصے میں
مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی، جس کے ارد گرد ہم نے
برکت نازل فرمائی ہے، تاکہ ہم (سرور کائنات کو) اپنے بعض
دلائل قدرت دکھائیں، بے شک اللہ ہر بات کا سننے والا اور ہر
چیز کا دیکھنے والا ہے۔“

اس آیت مقدسہ میں قدرے معراج کے واقعہ کو ذکر کیا گیا ہے، اور اس میں
دو لفظ قابل غور ہیں:

۱.....أَسْمَى۔ ۲.....لِنُرِيَهُ۔

سیر کے لئے ضروری ہے کہ نقل مکانی ہو، اور ارامہ کے لئے ضروری ہے کہ
ایسی چیز دکھائی جائے جو پہلے اسے نہ دیکھ چکے ہوں، یا نہ دیکھ رہے ہوں۔
پس پروردگار عالم نے ”اسمٰی“ سے سرور کائنات کے ہر جا حاضر ہونے کی
لفی فرمائی، اور ”لنرٰیہ“ سے ہر جا ناظر ہونے کی، اور اپنی ذات کے متعلق تصریح
فرمادی کہ یہ شان خدا تعالیٰ کے لئے خاص ہے، ”انہ هو السميع البصير“ یعنی ہر
ایک کی آواز و پکار سنا اور ہر چیز کو ہر وقت دیکھنا خدا تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔

حضور علیہ السلام کا تیسرا دور

چودہ سو سال کے فقہاء اور امت نبویہ علیہا الصلوٰۃ والسلام کے محققین علماء کا

كُنْتُ لَدَيْهِمْ إِذَا جَعُوا أَمْرًا مِّنْهُمْ يَمْكُرُونَ۔“
(یوسف: ۱۰۳)

ترجمہ:.....”یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم
تیرے ہاں بھیجتے ہیں اور آپ ان کے پاس موجود نہیں تھے بلکہ
وہ اپنی بات طے کر رہے تھے اور وہ اپنی تجویزیں کر رہے تھے۔“
اس آیت میں فرمایا جب یوسف علیہ السلام کا واقعہ پیش آیا اس وقت آپ کی
روح وہاں موجود نہ تھی بلکہ اللہ نے فرمایا یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم نے آپ کو وحی
کے ذریعہ بتلائی۔

دوسرا دور اور اس کے دلائل

پہلی دلیل:

”لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ۔“

(الحجرات: ۲)

ترجمہ:.....”اپنی آوازوں کو نبی کریم کی آواز پر بلند نہ
کرو۔“

اس آیت سے روز روشن کی طرح واضح ہوا اگر حضرت رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم ہر جگہ موجود ہوتے تو مسلمانوں کے لئے ہر جگہ زور سے بولنا ناپسندیدہ بلکہ جہل
اعمال کا باعث بنتا حالانکہ ایسا نہیں ہے کہ بلکہ یہ روضہ رسول کے ساتھ خاص ہے۔

دوسری دلیل:

”سَمِعْنَا اللَّيْلَةَ أَمْرًا يُعْبِدُهُ لَيْسَ بَيْنَ الْمَسْجِدِ

اہل بدعت کا دعویٰ اور اس کے جوابات:

اہل بدعت کا دعویٰ یہ ہے کہ "حاضر و ناظر" تو اللہ تعالیٰ کی صفت ہی نہیں ہو سکتی، کسی اور کو شریک ماننا "شرک" کیسے ہوا؟ بلکہ "حاضر و ناظر" تو مخلوق کی صفت ہے، اور خصوصاً حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی، اس دعوے کی یہ دلیل پیش کرتے ہیں۔ اول تو اللہ کے ثنائے نام ہیں، ان ناموں میں "حاضر و ناظر" کا کوئی نام نہیں آتا۔ دوسرے "حاضر" اس کو کہتے ہیں جو پہلے نہ ہوا اور پھر آجائے، اور یہ معنی تو اللہ کی شان کے لائق ہی نہیں اور "ناظر" اس کو کہتے ہیں جو اپنی آنکھوں سے دیکھے، جب اللہ تعالیٰ کی جسمانی آنکھیں ہی نہیں تو وہ ناظر کیسے ہوا؟ بلکہ "حاضر و ناظر" تو جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر بزرگان دین تھے جو پہلے نہ تھے اور پھر دنیا میں تشریف لے آئے اور اپنی حسی اور جسمانی آنکھوں سے دیکھا بھی کرتے تھے، لہذا یہی "حاضر و ناظر" ظہر ہے۔

چنانچہ مفتی احمد یار خان صاحب لکھتے ہیں کہ:

"ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں،
خداے پاک جگہ اور مکان سے پاک ہے..... خدا کو ہر جگہ میں
ماننا بے دینی ہے، ہر جگہ میں ہونا تو رسول خدا ہی کی شان ہے۔"
(جہاد الحق و دھن اہل ص ۱۵۳)

یہ اہل بدعت کی منطوق یا "مہمہ دانہ" مقالہ ہے۔ اب اس مقالہ کے
جوابات ملاحظہ فرمائیے کہ صحیح دلائل کے سہارا میں یہ کاندھ کی گھنٹی کس طرح ڈونگی
ہے۔

مذہب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر نہ تھے، صرف ایک حوالہ لکھ دیتا
ہوں۔

پتھری، پانچویں صدی کے عالم عبدالرشید ابوالفتح ظہیر الدین ابو الوابی لکھی
التوفی ۵۴۰ھ کا مذہب و فتویٰ:

"تزوج امرأة ولم يحضر شاهد فقال
تزوجك بشهادة الله ورسوله، يكفر، لانه يعتقد بان
النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب، اذ لا شهادة لمن
لا علم له ومن اعتقد هذا فقد كفر."

(بحوالہ فتاویٰ و اجابہ باب النکاح)

ترجمہ: "کسی شخص نے عورت سے نکاح کیا اور
وہاں گواہ موجود نہیں تھے، پس کہا: "میں نے حیرے ساتھ نکاح
کیا اور گواہ خدا اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا
ہے" کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ اس نے یہ اعتقاد رکھا ہے کہ حضور
علیہ السلام عالم الغیب ہیں، کیونکہ جسے علم نہ ہو اس کی گواہی نہیں
ہوتی، اور جس نے یہ اعتقاد رکھا پس یقیناً وہ کافر ہے۔"

حضور علیہ السلام کو گواہ ماننے سے لازم آئے گا کہ یا تو ناک حضور علیہ السلام
کو یہاں حاضر و ناظر سمجھتا ہے اور یا حضرت کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو روضہ اقدس
میں سمجھتا ہے، لیکن عقیدہ یہ رکھتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل ہے، لہذا
خفیوں کا یہ مسئلہ مسئلہ ہے کہ ایسے شخص کا نہ تو نکاح صحیح ہوگا، اور نہ اس کا ایمان
باقی رہے گا۔

جواب اول:

جب تمام علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام انجی نانوے میں
مختصر نہیں، تو ان کا یہ سوال کہ ہمیں ان ناموں میں "حاضر و ناظر" کے نام نہیں مل سکے،
باطل ہے:

تجھ کو کرنے ہیں ہزاروں دشت طے
مضطرب کیوں؟ پہلی ہی منزل میں ہے!

جواب دوم:

چلئے ہم دو منٹ کے لئے یہ تسلیم کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے صرف یہی
نانوے نام ہیں، لیکن یہ تو فرمائیے کہ کیا ان ناموں میں سے کسی نام کا عربی وغیرہ
زبان میں سہولت اور آسانی کے لئے ترجمہ بھی کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

اگر آپ کا جواب نفی میں ہے، تو فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ کو "خدا" کہنا جائز ہے
یا نہیں؟ اگر آپ ہوں لب کشائی فرمائیں کہ "خدا" کہنا جائز ہے، تو کیا ہم یہ سوال
کر سکتے ہیں کہ ان نانوے ناموں میں تو "خ، د، ا" (یعنی خدا) کوئی نام نہیں آیا، پھر
یہ جائز کیسے ہو گیا؟ یہی تو آپ کہیں گے کہ یہ "مالک" یا "رب" وغیرہ کا فارسی یا کسی
اور زبان میں ترجمہ ہے، یعنی عربی زبان میں "مالک"، فارسی زبان میں "خدا"، اسی
طرح آپ یہاں بھی سمجھ لیجئے کہ ان نانوے ناموں میں سے کسی کا ترجمہ شاید "حاضر
و ناظر" ہو، کیا یہ احتمال ہے یا نہیں؟ بلکہ آپ ذرا بین السطور مشکوٰۃ شریف (ج: ۱)
ص: ۱۹۹) صبح الطالع نکال کر دیکھیں کہ "اشہید" کا معنی لکھا ہے: "الناظر"۔ اور مشہور
لغت اور دکنی صراح (ص: ۱۳۳) میں لکھا ہے: شہید، حاضر و گواہ۔ اسی طرح
"بصیر" کا یہ معنی کیا ہے کہ: بٹھا، دیکھنے والا، یعنی "ناظر"۔ دیکھو صراح (ص: ۱۶۰)۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ جگہ اور مکان کا محتاج نہیں ہے، اور اس
کے مشہور و معروف نام نانوے ہیں، لیکن کیا ان ناموں کے علاوہ اور نام خدا تعالیٰ
کے نہیں؟ اگر اہل بدعت کو عربوں اور جنوں سے فرصت نہیں مل سکی تاکہ وہ کتابوں کی
طرف رجوع کر سکے تو آئیے میں آپ کو صرف چند حوالے بتاتا ہوں، علامہ نووی رحمہ
اللہ شرح مسلم شریف (ج: ۲، ص: ۳۲۲) میں اور علامہ خازن رحمہ اللہ تفسیر خازن
(ج: ۲، ص: ۲۶۳) میں رقمطراز ہیں کہ:

"تمام علماء کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سب نام
صرف یہی نانوے نہیں ہیں، بلکہ ان کے علاوہ اور بھی ہیں۔ اس
کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام ابو بکر بن العربی رحمہ اللہ
نے اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار نام جمع کئے ہیں، پھر صاف لکھا ہے
کہ: "و خدا قلیل" یہ بھی ابھی تھوڑے ہیں۔"
امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"علماء کے نزدیک ایک ہزار ایک (۱۰۰۱) نام اللہ
تعالیٰ کے مشہور و معروف ہیں، جو کتاب و سنت میں پائے جاتے
ہیں۔"
(تفسیر کبیر مقدمہ ج: ۱، ص: ۳)
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ کے پانچ ہزار وہ نام ہیں جو قرآن کریم،
صحیح حدیث اور سابق آسمانی کتابوں میں نازل کئے گئے ہیں۔"
(تفسیر ابن کثیر ج: ۱، ص: ۱۹۰)

اب فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ ”شہید“ اور ”صبر“ بھی ہے یا نہیں؟ اور کیا ”شہید“ کا معنی ”حاضر“ اور ”الصبر“ کا معنی ”صبر“ یعنی ”ناظر“ درست ہے یا نہیں؟
ہمارا اور اہل بدعت کا منصف اور حاکم صرف خدا ہی ہے، کیا خوب کہا گیا ہے:

خدا داؤ بیٹا ہے ہر نیک و بد کا

اب آپ اپنی توپ کا دہانہ، شراح حدیث اور ان کے لفت کی طرف پھیر دیجئے کہ تم نے ”شہید“ کا معنی ”حاضر“ کیوں کیا؟ ”حاضر“ تو ہماری خانہ ساز منطق کی رو سے صرف وہی ہو سکتا ہے جو پہلے نہ ہو، اور پھر آجائے:

اور ہوں گے جو کہیں اُن کی جگہاں بے محل

ہم کسی کا غمزہ بے جا اٹھا سکتے نہیں

باقی رہا یہ سوال کہ جب ”شہید“ کا معنی ”حاضر“ ہے، تو یہ لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت پر یوں لایا گیا ہے، لہذا وہ ”حاضر“ ہوں گے، تو اس کا جواب سورۃ البقرہ کی آیت ۱۴۳ میں ہے: ”الضکونوا شہداء علی الناس ویكون الرسول علیکم شہیدا“ کے تحت تفسیر کنز المعارف اور دیگر تفاسیر میں دیکھیں۔

جواب سوم:

اہل بدعت کا یہ بھی کہنا ہے کہ ”ناظر“ وہی ہو سکتا ہے جو جسمانی آنکھوں سے دیکھے۔ اس لئے اس قاعدہ کو سامنے رکھ کر ہم ان کا علمی اور تحقیقی شکر یہ بجا لائیں گے کہ ہمیں ذیل کی آیات اور احادیث کا مطلب سمجھا دیں:

۱۔ قرآن کریم، حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ واقعہ اور قصہ جس

میں انہوں نے اپنی قوم کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا، ان الفاظ سے بیان کیا گیا ہے:

”قَالَ غَسَّيْتُ زُكُّكُمْ اَنْ يُهْلِكَ عَذُوْكُمْ

وَيَسْتَعْلِفُكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُ خَيْفَ تَعْمَلُوْنَ“

(الاعراف: ۱۲۹)

ترجمہ: ”کہا نزدیک ہے کہ تمہارا رب ہلاک

کر دے تمہارے دشمن کو اور تمہیں زمین کا خلیفہ بنائے پھر وہ نظر

کرے تم کیسے کام کرتے ہو۔“

اگر نظر کرنا اسی کا کام ہے جو جسمانی آنکھیں دیکھتا ہو تو بتائیے کہ اس آیت

میں ”فینظر“ (یعنی خدا نظر کرے) کے کیا معنی ہوئے؟ ارشاد تو فرمایا ہے!! دیدہ پاید۔

۲۔ اللہ تعالیٰ ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

”فَمَجَعَلْنَاهُمْ خَلِیْفَ فِی الْاَرْضِ مِنْ تَعْدِهِمْ

لِنَنْظُرَ خَيْفَ تَعْمَلُوْنَ“

(یونس: ۱۳)

ترجمہ: ”پھر تم کو ہم نے نائب کیا زمین میں ان

کے بعد کہ نظر کریں تم کیا کرتے ہو۔“

اس آیت میں بھی ”النظر“ کا لفظ موجود ہے۔

۳۔ مسند طحاوی (ص ۲۸۲) میں ایک طویل حدیث کے ضمن میں یہ

جملہ بھی ہے:

”اِنَّ اللّٰهَ مُتَعَلِّفٌ لِّكُمْ فِیْهَا فَيَنْظُرُ خَيْفَ

تَعْمَلُوْنَ“

اسی طرح وہ ہر ایک کے ساتھ ہے، مگر جس طرح اس کی شان کے شایان ہے۔ "وہو معکم ایمن ما حکمت۔" خدا کی معیت کا انکار کرنا سراسر بے دینی اور قرآن کریم کی قطعی بغاوت ہے، اور اہل سنت والجماعت کے مسئلہ و متفقہ عقیدہ کی صریح خلاف ورزی ہے۔

۵..... بلکہ ترمذی شریف (ج: ۲، ص: ۴۲)، ابن ماجہ (ص: ۲۹۷)، مستدرک (ج: ۳، ص: ۵۰۵) اور مشکوٰۃ شریف (ص: ۳۳۷) اور الجامع الصغیر (ج: ۱، ص: ۶۵) میں یہ جملہ صاف طور پر مذکور ہے:

"إِنَّ اللَّهَ يَنْسَخُ خَلْقَكُمْ فِيهَا فَنَاسِطِرٌ خَفِيفٌ تَعْمَلُونَ."

ترجمہ:..... "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ تمہیں زمین کا غلیظہ بنائے والا ہے، اور پھر دیکھنے والا ہے کہ تم کیا کرتے ہو؟"

اس حدیث میں تو اللہ تعالیٰ کے لئے صاف "ناظر" کا لفظ موجود ہے، یہ بھی ملاحظہ کر لیجئے اور مولوی احمد سعید صاحب کاظمی امروہوی قم ملتانی کا یہ بیان بھی دیکھ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں "حاضر و ناظر" کوئی نام نہیں، اور قرآن و حدیث میں کسی جگہ "حاضر و ناظر" کا لفظ ذات باری تعالیٰ کے لئے وارد نہیں ہوا، نہ سلف صالحین نے اللہ تعالیٰ کے لئے یہ لفظ بولا، کوئی شخص قیامت تک ثابت نہیں کر سکا کہ صحابہ کرام یا تابعین یا ائمہ مجتہدین نے بھی اللہ تعالیٰ کے لئے "حاضر و ناظر" کا لفظ استعمال کیا ہو۔ بلطف (تسکین القواطر ص: ۳)

کاظمی صاحب ہی اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر یہ فرمائیں (بشرطیکہ ان کا دل بھی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ تمہیں زمین کا غلیظہ بنائے گا، پھر نظر کرے گا تم کیا کام کرتے ہو؟

۳..... صحیح مسلم (ج: ۲، ص: ۳۸۵) اور مشکوٰۃ کی ایک طویل حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ نَظَرَ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَمَقَّنَهُمْ عَرَبِيَّةً وَغَجَمَهُمْ إِلَّا بَقَايَا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ." الحدیث.

یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین والوں پر نظر کی اور دیکھا تو تمام عرب و عجم والوں پر ناراض ہوا، مگر اہل کتاب میں کچھ آدمی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچ گئے۔

ایک حدیث میں یوں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صَوْرَتِكُمْ..... وَلَكِنْ يَنْظُرُ

إِلَى أَعْمَالِكُمْ." (مسلم ج: ۲، ص: ۳۷۷، مشکوٰۃ ج: ۲، ص: ۳۵۳، الجامع الصغیر ج: ۱، ص: ۷۳)

کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا (ہاں طور کہ کون خوبصورت ہے اور کون بد شکل ہے) لیکن تمہارے اعمال کو وہ دیکھتا ہے۔

ان دونوں حدیثوں میں صاف طور پر مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے "نظر" کی، اور "نظر" کرے گا، اور "دیکھتا" ہے، لیکن اہل بدعت کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نظر نہیں کر سکتا کیونکہ اس کی جسمانی آنکھیں ہی نہیں، مگر آپ کو مذکور بالا دلائل سے معلوم ہو چکا ہوگا کہ یہ اہل بدعت کی قرآن و حدیث سے جہالت اور بغاوت ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی طرح نظر کرتا ہے، جو اس کی شان کے لائق اور مناسب ہے، کیونکہ: "لیس کمثلہ شیء۔" "لیکن نظر بہر حال وہ کرتا ہے۔"

جو اب چہارم:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ”وَمَا تَحْشَا غَايِبِينَ“ (اعراف: ۷) (اور نہیں ہیں ہم غائب)۔

اور بخاری شریف (ج: ۲ ص: ۶۰۵) اور مسلم شریف (ج: ۴ ص: ۳۳۶) وغیرہ میں یہ حدیث آتی ہے کہ حضرات صحابہ کرام کسی وقت آواز بلند ذکر کر رہے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز کے ساتھ ذکر کرنے سے ان کو منع کیا اور فرمایا:

”إِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا“

ترجمہ: ”تم کسی بھرے اور غائب کو نہیں پکار رہے (بلکہ تم تو صبح اور قریب کو پکار رہے ہو، پھر بلند آواز سے چلانے کا کیا فائدہ؟)۔“

قرآن کریم کی اس آیت سے بھی یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ غائب نہیں ہے، اور اس حدیث سے بھی جہاں بلند آواز سے ذکر اور اذکار کی ممانعت ثابت ہوتی ہے، یہ چیز بھی ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح ارشاد کے مطابق ”غائب“ نہیں، یعنی اہل بدعت کی منطقی کی رو سے اللہ تعالیٰ ”حاضر“ نہیں، اور نص قرآنی اور ارشاد نبوی کے مطابق وہ ”غائب“ نہیں، اب بتائیے ہم بھارے کیا کریں؟ اور کہاں جائیں؟ نہ چائے ماند نہ پائے رقت! ہم تو یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ”حاضر“ ہے، غائب نہیں، اور اہل بدعت جو مناسب سمجھیں کہیں کیونکہ:

نبی اہنا! امام اہنا! اہنا!

ہو) کہ کیا یہ حدیث نہیں ہے؟ اور کیا اس میں ”ناظر“ کا لفظ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات باری تعالیٰ کے لئے اطلاق نہیں کیا؟ اور کیا اس حدیث کے پہلے راوی حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ صحابی نہیں ہیں جو اس حدیث میں لفظ ”ناظر“ کا باری تعالیٰ پر اطلاق کر رہے ہیں؟ اور کیا ابوسعید تابعی نہیں ہیں، جو یہ روایت نقل کر رہے ہیں؟ اور کیا مجھے راویوں اور اسی طرح حضرت مجدد الف ثانی اور شیخ عبدالقدوس گنگوہی وغیرہ ”سلف صالحین“ میں شامل نہ تھے؟ کالمی صاحب کو سوچ کر ہانا ہوگا کہ انہوں نے یہ بے بنیاد اور باطل دعویٰ کس طرح کر دیا ہے؟ اور اس سے بڑھ کر کالمی صاحب کا یہ لفظ دعویٰ بھی ملاحظہ کیجئے کہ: ”اور اسی طرح متاخرین کے زمانہ میں جب بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو ”حاضر و ناظر“ کہنا شروع کیا تو اس دور کے علماء نے ان پر انکار کیا (کس عالم نے انکار اور کب کیا؟ مگر یہ نہ پوچھئے!)۔ بلکہ بعض علماء نے اس اطلاق کو کفر قرار دے دیا (وہ کب اور کس دور میں؟ شاید کالمی صاحب نے کوئی خواب دیکھا ہوگا)۔

یہ ہے اہل بدعت کا مبلغ علم اور تحقیق ”معیار“، سبحان اللہ! اب اہل بدعت کو چاہئے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے دھم فاسد کی بنا پر ”حاضر و ناظر“ ہیں، تو ان سے پوچھ لیں کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے لئے ”ناظر“ کا لفظ کیوں استعمال کیا ہے؟

ایک تو اس لئے کہ خانوے ناموں میں ہمیں یہ نام مل نہیں سکا، اور دوسرے اس لئے کہ اس کی جسمانی آنکھیں ہی نہیں ہیں، تو وہ کیونکر ناظر ہوا؟

نوٹ چائے نہ بیچ اے قافل
سخت جان ہوں ذرا سمجھ کر کھینچ

اور "مسلم فی البدن والقری" وغیرہ وغیرہ نہ ہوں گے، جو مخلوق کی شان کے لائق ہیں، مکمل صراح، مختار الصحاح، مجمع البحار اور مفردات کے حوالے نقل کر دینے سے کیا ہوتا ہے؟ دعویٰ اور دلیل میں تطابق بھی اہل علم و انصاف کے نزدیک شرط ہے۔

نہایتاً..... شرح حدیث نے "الشہید" کے معنی جو "الحاضر" کے لئے ہیں، اور اسی طرح حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی نے اللہ تعالیٰ کے لئے جو "حاضر" کا لفظ اطلاق کیا ہے وہ کیسا ہے؟ کیا یہ سمجھا جائے کہ ان بزرگوں نے ناجائز لفظ بول کر اللہ تعالیٰ کی توہین کا ارتکاب کیا ہے؟ اعیاذ باللہ تعالیٰ! سوچ اور ذرا سنبھل کر بتلانا کیونکہ عند اللہ جواب دہی ہوگی، نہ بھول اس زندگی پر غافل نہیں ہے کچھ اعتبار اس کا کہ راہ لے گی یہ اپنی اک دن عدم کا رستہ تجھے بنا کر۔

لطیفہ:

اگر اہل بدعت نامور نہ سمجھے تو اہل بدعت کے اس قول کی (کہ اللہ تعالیٰ "ناظر" نہیں) ایک توجیہ اور صحیح محل عرض کر دوں وہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے اقرار اور اپنی قسموں پر تھوڑا مال خریدتے ہیں، ان کا آخرت میں کچھ بھی حصہ نہیں، اور ان سے اللہ تعالیٰ بات نہ کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا قیامت کے دن، اور نہ ان کو پاک کرے گا، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

اسی طرح بخاری (ج: ۳ ص: ۸۶۱) اور مسلم (ج: ۳ ص: ۱۹۵) میں یہ حدیث آتی ہے:

"لَا يَنْظُرُ اللَّهُ مَنْ حَرَّمَ قَوْلَهُ حَيْثُ كَانَ."

اور حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ:

"حق سبحانہ و تعالیٰ براحوال جزئی و کلی او مطلع است و حاضر و ناظر شرم پایہ کر۔"

(مکتوب نمبر: ۸، دفتر اول حصہ دوم ص: ۶۸)

اور شیخ عبدالقدوس گنگوہی لکھتے ہیں:

"و بدانکہ خدا تعالیٰ حاضر است غائب نہ۔"

(مکتوبات قدسیہ ص: ۱۲۹)

مولوی احمد سعید صاحب کاظمی نے کتب لغت سے "حاضر" کے چند معانی نقل کر کے پھر یہ لکھا ہے کہ لفظ "حاضر" اپنے حقیقی لغوی معنی کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی شان کے ہرگز لائق نہیں۔ اہ (تسکین الخواطر ص: ۷)

اور نیز لکھا ہے کہ اہل علم غور فرمائیں کہ معانی منقولہ کے اعتبار سے کیا اللہ تعالیٰ پر لفظ "حاضر" کا اطلاق ممکن ہے؟ نہیں! ہرگز نہیں! اہ (حاشیہ تسکین الخواطر ص: ۶) یہ ان کی جہالت یا علمی خیانت ہے۔

اولاً:..... اس لئے کہ منقولہ معانی جو ائمہ لغت نے نقل کئے ہیں وہ مخلوق کے حال کے مناسب نقل کئے ہیں، انہوں نے یہ کب کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر لفظ "حاضر" کا اطلاق ناجائز ہے؟ اور انہوں نے یہ کب کہا ہے کہ "حاضر" کا لفظ جب خدا تعالیٰ کے لئے اطلاق کیا جائے تو اس سے یہی منقولہ معانی مراد ہوں گے؟ یہ کتنی اور کیسی اخلاق پسندی کا ثبوت دیا ہے، مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ لفظ "حاضر" جو "شہید" کا لفظی ترجمہ ہے) کا اطلاق جب اللہ تعالیٰ پر ہوگا تو اسی طرح ہوگا جو اس کی جلالت شان کے لائق اور مناسب ہوگا، اور اس کے لئے "حاضر" کے معنی "ساکن المحضر"

ترجمہ:....."اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر نہ کرے گا

جس نے اپنے منہوں سے نیچے شلوار اور تہبند لٹکا یا۔"

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ: نماز کی حالت میں ایک شخص نے اپنا تہبند منہوں سے نیچے لٹکا رکھا تھا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دوبارہ وضو کرنے اور نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ (ابوداؤد ج: ۱ ص: ۹۳، ج: ۲ ص: ۲۰۹، ترمذی ج: ۱ ص: ۱۰۰)

مذکورہ آیت اور حدیث سے یہ امر ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نظر شفقت سے وہی لوگ محروم ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہیں، چونکہ اہل بدعت شرک اور بدعت میں ایسا منہمک ہیں کہ ان کو توحید اور سنت سے تو ذاتی عداوت ہے، لہذا اگر ایسے مجرموں پر اللہ تعالیٰ نظر شفقت نہ کرے تو قرین قیاس بھی ہے، اس لئے اگر اہل بدعت یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ "ناظر" نہیں، تو وہ بھاری ٹھیک کہتے ہیں، کیونکہ ان کی طرف واقعی اللہ تعالیٰ نظر شفقت کرتا ہی نہیں:

ہستی سے تا بہلک عدم ایک جست حتی

جھپکی نہ آنکھ بھی کہ ادھر سے ادھر گیا

(ماخوذ: آنکھوں کی خطک انصیر مولانا محمد رفیع خان صدر مدظلہ)

مسئلہ "علم غیب"

جہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کا تعلق ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو اس قدر عطا فرمائے ہیں کہ کوئی ملک مقرب اور کوئی پیغمبر ان کی برابری نہیں کر سکتا، مگر ہر وقت، ہر واقعہ کا علم صفات نبوت میں سے نہیں ہے، بلکہ صفات ربوبیت میں سے ہے۔

"علم غیب" کے متعلق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ:

شرح عقائد میں ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ "علم غیب" ایسا امر ہے جس سے اللہ تعالیٰ اکیلا موصوف ہے، بندوں کا اس کی طرف کوئی راستہ نہیں ہے، ہاں اللہ تعالیٰ اگر بتادے یا الہام بطور مجرہ و کرامت کے فرمادے یا چند نشانوں سے جو کہ ممکن ہو پتہ چل جائے۔ (شرح عقائد ص: ۱۲۲، شرح فقہ اکبر ص: ۱۸۵)

اس تصریح کے بعد قدرِ ذہن میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے، اگر "علم غیب" صرف ذاتِ خداوندی کا خاصہ ہے تو پھر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، نیز اولیاء اللہ سے جس قدر غیب کی خبریں ثابت ہیں ان کا کیا مطلب ہے؟ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ "علم غیب" اس کو کہتے ہیں جو بلا واسطہ اور بغیر کسی ذریعے کے آئے، اور جو واسطہ اور ذریعے کے ساتھ مثلاً: اطلاعِ خداوندی، یا اطلاعِ جبرائیل یا کشفِ الہام کے ذریعے سے دل پر وارد ہو، وہ اطلاعِ غیب، اظہارِ غیب، انبیاء غیب تو کہلائے گا مگر علمِ غیب نہیں کہلائے گا۔ اسی بناء پر آنے والے دلائل سے ہمارا مقصد یہ ہوگا کہ "علم غیب" کا اطلاق ذاتی طور پر کیا جاتا ہے عطا کی کو نہ آج تک کتبِ شریعت میں "علم غیب" کہا گیا ہے اور نہ اسے "علم غیب" کہنا جائز ہے،

”علوم ہوا“علم غیب“ خاصہ خداوندی ہے۔

دلیل نمبر: ۳.....

”وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ

الْغُيُوبِ.“ (المائدہ: ۱۱۶)

ترجمہ: ”اور جو تیرے دل میں ہے، وہ میں نہیں جانتا بے شک تو ہی چھپی ہوئی باتوں کو جاننے والا ہے۔“

انفوس کے اندر کا علم جانتا ہی ”عالم الغیب“ ہونے کی علامت ہے۔

دلیل نمبر: ۴.....

”وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ، وَيَعْلَمُ

مَا فِي السَّيْرِ وَالْبَحْرِ، وَمَا تَسْفِطُ مِنْ وَرْقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا

خَبْرٌ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٌ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ

مُحِيطٍ.“ (الانعام: ۵۹)

ترجمہ: ”اور اسی کے پاس غیب کی کھیاں ہیں،

جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے

وہ سب جانتا ہے، اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اسے بھی جانتا ہے،

اور کوئی دانہ زمیں کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور اور نہ کوئی

تراور خشک چیز ہے، مگر یہ سب کچھ کتاب روشن میں ہیں۔“

دلیل نمبر: ۵.....

”عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ.“ (الانعام: ۷۳)

نیز غیر اللہ کا غیب پر قبضہ ہونا کہ جب چاہے جان لے، یہ بھی نصوص قطعید سے ثابت نہیں، یہی وجہ ہے کہ لفظ ”علم“ اور لفظ ”غیب“ دونوں مل کر غیر اللہ کے لئے قرآنی آیات اور متواتر و مشاہیر روایات میں ثابت نہیں ہے، اب ذیل میں پہلے ان دلائل کا بیان ہوگا جن میں ”علم غیب“ کو صفات خداوندی میں شمار کیا گیا ہے۔

دلیل نمبر: ۱.....

”إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ.“

(البقرہ: ۳۳)

ترجمہ: ”میں آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی

چیزیں جانتا ہوں۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بطور دعوے کے فرمایا ہے کہ آسمانوں اور زمیں کے غیبات کلی کا علم مجھے حاصل ہے۔

دلیل نمبر: ۲.....

”قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ.“

(المائدہ: ۱۰۴)

ترجمہ: ”وہ کہیں گے ہمیں کچھ خبر نہیں تو ہی چھپی

باتوں کو جاننے والا ہے۔“

اس آیت میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے جب قیامت کے دن سوال ہوگا کہ ان لوگوں نے آپ کی کیا قدر کی؟ انبیاء عرض کریں گے کہ خداوند! انہی رازوں کو تو ہی جاننے والا ہے، ہمارا علم تیرے علم کے مقابلے میں کوئی چیز نہیں ہے، اس سے

دلیل نمبر: ۹.....

”قُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ“ (ہنس: ۲۰)

ترجمہ: ”سو تو کہہ دے کہ غیب کی بات اللہ ہی

جاتا ہے۔“

دلیل نمبر: ۱۰.....

”وَاللَّهُ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالنَّاسِ يُرْجَعُ

الْأَمْرُ كُلُّهُ“ (نور: ۱۲۳)

ترجمہ: ”اور آسمانوں اور زمین کی پشیدہ بات اللہ

ہی جاتا ہے، اور سب کام کا رجوع اسی کی طرف ہے۔“

سب امور کا منبع تو حق ہو سکتا ہے کہ جبکہ عالم الغیب ہو۔

دلیل نمبر: ۱۱.....

”لَهُ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ“ (الکہف: ۲۶)

ترجمہ: ”تمام آسمانوں اور زمینوں کا علم غیب اسی کو

ہے۔“

دلیل نمبر: ۱۲.....

”إِنَّ اللَّهَ عَلِيمُ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، إِنَّهُ عَلِيمٌ

بِذَاتِ الصُّدُورِ“ (فاطر: ۳۸)

ترجمہ: ”بے شک اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کے

ترجمہ: ”چھپی اور ظاہری باتوں کا جانتا والا ہے۔“

دلیل نمبر: ۶.....

”أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَأَنَّ

اللَّهُ عَلِيمُ الْغُيُوبِ“ (التوبہ: ۷۸)

ترجمہ: ”کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ ان کا مجید اور

ان کا مشورہ جانتا ہے اور یہ کہ اللہ غیب کی باتیں جانتے والا

ہے۔“

مخفی چیزوں، سرگوشیوں کا جانتا ”علام الغیوب“ ہی کا کام ہے۔

دلیل نمبر: ۷.....

”ثُمَّ تَرْجِعُونَ إِلَىٰ عَلِيمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ“

(التوبہ: ۹۳)

ترجمہ: ”پھر تم غائب اور حاضر کے جاننے والے کی

طرف لوٹائے جاؤ گے۔“

دلیل نمبر: ۸.....

”وَسَتَرْجِعُونَ إِلَىٰ عَلِيمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ“

(التوبہ: ۱۰۵)

ترجمہ: ”اور عنقریب تم غائب اور حاضر کے جاننے

والے کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔“

غائب جانتا ہے، بے شک وہ سینوں کے پیچہ خوب جانتا ہے۔“

ترجمہ:..... ”بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کی سب

مخفی چیزیں جانتا ہے۔“

ان تمام آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام اشیاء کا تفصیلی علم، صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔ ہر ظاہر و مخفی اشیاء کا جاننے والا اللہ تعالیٰ ہے، دلوں کے خیالات جن کا تعلق روحانی طور پر قلب کے وسط سے ہے، اس کو بھی صرف اللہ ہی جانتا ہے، آسمانوں اور زمین کی درمیانی فضا میں رہنے والے تمام حیوانات، زمین کے غاروں میں ہر چھپے والی اشیاء، خزانوں و دفائن، ہر چھپے بڑے واقعات کا علم، شانِ خداوندی کے لائق ہے، اسی کے لئے خاص و لائق ہے، جس میں نہ کوئی نبی شریک ہے، نہ کوئی جن و ملک اور نہ اولیاء اللہ۔

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اعلان کہ آپ عالم الغیب نہیں ہیں:

دلیل نمبر: ۱۱:.....

”قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ رَحْمَةِ وَلَا أَعْلَمُ

الْغَيْبِ“ (النعام: ۵۰)

ترجمہ:..... ”کہہ دو میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے

پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں۔“

اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عقیدے کا اپنی زبان

فیض ترجمان سے اعلان فرمایا۔

”علم غیب“ اور ”علم الصدور“ کا یکجا لایا جانا قابل غور ہے، جس سے واضح سمجھا جاسکتا ہے کہ آسمان اور زمین کی مخفی چیزوں اور سینوں کے رازوں کو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔

دلیل نمبر: ۱۳:.....

”قُلْ نَسِیْتُ ذُرِّيَّتِي فَأَتَيْتُكُمْ عَلِيمُ الْغَيْبِ لَا يَغُوبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ“ (۳۰:۱)

ترجمہ:..... ”کہہ دو ہاں! (آئے گی) قسم ہے میرے رب غائب کے جاننے والے کی! البتہ ضرور تم پر آئے گی جس سے آسمانوں اور زمین کی کوئی چیز ذرہ کے برابر بھی غائب نہیں اور نہ ذرہ سے چھوٹی اور نہ بڑی کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو۔“

اگر آسمانوں اور زمین کے ذرے ذرے کا علم کسی اور کے لئے ثابت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کا اپنے متعلق عالم الغیب فرما کر یہ تصریح کرنا یقیناً خلاف واقعہ رہتا۔

دلیل نمبر: ۱۴:.....

”إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ“

(الحجرات: ۱۸)

دلیل نمبر: ۲:.....

”يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا. قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي.“
(الاعراف: ۱۸۴)
ترجمہ:..... ”قیامت کے متعلق تجھ سے پوچھتے ہیں کہ اس کی آمد کون سا وقت ہے؟ کہہ دو اس کی خبر تو میرے رب ہی کے ہاں ہے۔“
اس آیت میں علم قیامت کے متعلق خداوندی فیصلے کا ذکر ہے۔

دلیل نمبر: ۳:.....

”قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا، إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ، وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَاسْتَكْنُوتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَشَيْتُ السُّوءَ.“
(الاعراف: ۱۸۸)
ترجمہ:..... ”کہہ دو میں اپنی ذات کے نفع اور نقصان کا بھی مالک نہیں، مگر جو اللہ چاہے، اور اگر میں غیب کی بات جان سکتا تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھے کبھی تکلیف نہ پہنچتی۔“

اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق علم غیب کی نفی فرمائی۔

دلیل نمبر: ۴:.....

”قُلْ إِنْ أَقْرَبَ أَقْرَبْتُ مَا تُوعَدُونَ أَمْ يَمْجَعِلُ لَهُ

”يَوْمَ أَقْدًا.“
(الحج: ۲۵)

ترجمہ:..... ”کہہ دو مجھے خبر نہیں جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا اس کے لئے میرا رب کوئی مدت ٹھہراتا ہے۔“
گزشتہ دلائل کا خلاصہ یہ ہے کہ:

”علم غیب“ خاصہ خداوندی، اطلاع بذریعہ وحی یالقاء اللہ تعالیٰ بوقت ضرورت متغیروں کو بھی دیتے ہیں، اور اولیاء اللہ کو بھی، اسی طرح غیب پر قبضہ اور قدرت بھی اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے، انبیاء علم الغیب کی نفی کرنے کی وجہ سے ان کی شان میں کوئی کمی نہیں آتی، جب اللہ تعالیٰ ان کو اطلاع نہ دے تب بھی وہ تمی رہتے ہیں، اور جب ان کو بارگاہ رب العزت سے اطلاع مل جائے، جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اطلاع ملی۔ ظاہر ہے کہ بتا دیا تو جیوٹی اور جبرن کا پتہ بتا دیا، نہ بتایا تو ہمدرد اور یوسف علیہ السلام کے متعلق نہ بتایا۔

اس مسئلے کو دو عقلی مثالوں سے سمجھیں۔ ”غیب“ مشاہدہ کے خلاف ہے، جو چیز مشاہدہ میں ہے وہ ”غیب“ نہیں، اور جو ”غیب“ ہے وہ ”مشاہدہ“ میں نہیں ہے۔

پہلی مثال:

”الف“ نے مکہ معظمہ کی سیر کی اور واپسی پر ”ب“ کو بتایا کہ مکہ معظمہ میں اتار فروخت ہو رہے ہیں۔ ”ب“ نے ”ا“ کو یہ خبر ”ج“ کو بتادی، ”ج“ کو یہ پتہ تھا کہ ”ب“ مکہ معظمہ نہیں گیا، ”ج“ نے تصدیق کرنے کے لئے تجاز جانے کی ٹھان لی، برحمت خداوندی دین اے کر پاسپورٹ بنا کر مکہ معظمہ پہنچ گیا، وہاں جا کر دیکھا تو واقعی

بازار میں اتار پک رہے تھے، واپس آکر اس نے یہ خبر مشہور کر دی کہ ”ب“ عالم الغیب ہے، کیونکہ یہاں رہ کر اس نے عرب کی خبر بتادی ہے۔ جب یہ خبر مشہور ہوئی تو ”ذ“ نے آکر عرض کیا: جناب! آپ حیران نہ ہوں، یہ خبر تو ”ب“ کو ”الف“ نے بتائی تھی، تب جاکر ”ج“ نے یقین کیا کہ واقعی ”ب“ کو علم غیب نہیں تھا، کیونکہ علم غیب وہ ہوتا ہے جو بغیر ذریعے کے آئے، ورنہ ماننا پڑے گا کہ ”ب“ عالم الغیب ہے۔

دوسری مثال:

ایشین ماسٹر بذریعہ تار معلوم کر لیتا ہے کہ گاڑی پہلے ایشین سے چل چکی ہے، حکم دیتا ہے کہ گھنٹی بجا دو، مسافر دیکھتے ہیں کہ ابھی تک گاڑی نظر نہیں آ رہی، چندرہ منٹ کے بعد مسافروں میں ہلچل مچ جاتی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ گاڑی نظر آنے لگی ہے، یقین جاسے کہ کوئی شخص بھی ایشین ماسٹر کو ”عالم الغیب“ ماننے کے لئے تیار نہیں ہے، محض اس لئے کہ اسے کسی واسطے سے پتہ چلا ہے، جو چیز واسطے سے معلوم ہو وہ ”علم غیب“ نہیں، اور جو ”علم غیب“ ہے وہ واسطے اور ذریعہ کا محتاج نہیں ہے۔

(ہدایۃ اہل سنت)

الغرض: علم غیب خاصہ ذات خداوندی کا ہے، کسی دلی اور بزرگ، کسی نبی اور فرشتہ حتیٰ کہ امام الانبیاء خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی علم غیب نہیں تھا اور اس کے برعکس عقیدہ سراسر غیر اسلامی ہے، اللہ تعالیٰ مجھے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

بندہ عبد القیوم قاسمی عفی عنہ

معارف اسلامیہ کراچی

(حصہ اول)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پارہ: ۱: اَلَمْ

سورة الفاتحة مکیت:

خلاصہ: یہ سورت سارے قرآن حکیم کے مضامین کا اجمالی نقشہ ہے۔
ماخذ: توحید آیت: ۲۱۔ قیامت آیت: ۳۔ رسالت وغیرہ: آیت: ۶۔
برگزیدگان آیت: ۶۔ مردودین آیت: ۷۔

سورة البقرة:

خلاصہ سورة البقرة: رکوع: ۱۸ تا ۱۹۔ اصلاح الیہود فی ضمن علم الخالصہ
(قاسمی)۔ رکوع: ۱۹: تہذیب اخلاق۔ رکوع: ۲۰ تا ۲۳ تہذیب منزل۔ رکوع: ۲۳ تا ۳۰
سیاست مدنیہ کے دو شعبے ملک گیری، ملک داری۔ رکوع: ۳۳ تا ۴۰ خلافت کبریٰ۔

توضیح الخلاصہ:

اس سورت میں علم الاصول یعنی توحید و رسالت اور معاد۔ تذکیرات ثلاثہ
یعنی تذکیر بالاء اللہ، تذکیر بالیام اللہ اور تذکیر بما بعد الموت۔

قرآن کریم سے فائدہ حاصل کرنے والے اور نہ حاصل کرنے والوں کے
نتائج۔ مفسرین قرآن کے شبہات اور اس کے جوابات۔ حضرت آدم علیہ السلام کا
قصہ۔ بنی اسرائیل پر خصوصی احکامات اور ان کے اباء و اہلاد کی خباثتیں اور اس کے

یہی پر عمل کرنے سے جی چراتے ہیں ورنہ اتباع قرآن سے اور کون سی چیز مانع ہے
ماخذ: آیت ۴۳۔

خلاصہ رکوع: ۶..... (۱) تذکیر بآلاء اللہ و بما بعد الموت سے یہود کو دھوکہ الی
الکتاب۔ (۲) اور ان کا بدوی قروی زندگی میں فحل و ناکام ہونا۔ ماخذ: (۱) آیت ۴۷: ۴۷
۵۶۲۔ (۲) آیت ۵۸، ۵۷۔

خلاصہ رکوع: ۷..... یہود کا مصری زندگی میں ناکام ہونا یعنی مادی اور کثیف
چیزوں کا مطالبہ کرنا وغیرہ۔ ماخذ: آیت ۲۱۔

خلاصہ رکوع: ۸..... یہود کے امراض عظامہ لونی، جلیہ سازی اور تعفن یعنی
معاطے کی بدبک بچنے کی کوشش کرنے لگے۔ ماخذ: آیت ۲۳، ۲۵، ۲۷۔

خلاصہ رکوع: ۹..... (۱) یہود مسلمانوں کے مساوی رہ کر بھی کام نہیں کر سکتے
یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جماعتوں کے مل کام کرنے کی عطا آئین صورتیں ہو سکتی
ہیں مثلاً۔ دو قومیں ہیں۔ پہلی کو متبوع اور دوسری کو تابع مانا جائے اور دوسری صورت
یہ ہے، کہ دونوں قومیں برابر ہوں۔ تیسری صورت یہ ہے، کہ دوسری قوم متبوع اور پہلی
قوم تابع ہو۔ اس سے پہلے گزر چکا کہ یہود میں متبوع بننے کی قابلیت نہیں رہی، کہ ان
کی اتباع کی جائے۔ اس آیت میں (۷۵) بتلایا جاتا ہے، کہ ہمیں اس کی طمع نہیں
رکھنی چاہئے کہ یہود ہماری بات مان جائیں گے اور ہمارے ساتھ مساوی رہ کر کام
کریں گے۔ اور آگے قالو قل لو بنا غلف: (۸۸) یہ بتلایا جائے گا کہ وہ یہود ہمارے
ماتحت رہ کر بھی کام نہیں دے سکتے لہذا وہ ہر لحاظ سے بیکار ہیں۔ (واللہ اعلم) (۲) اور
ان کی علی کمزوریاں۔ ماخذ: (۱) آیت ۷۵۔ (۲) آیت ۷۸، ۷۹۔

خلاصہ رکوع: ۱۰..... یہودی علی کمزوریاں۔ ماخذ: آیت ۸۳، ۸۵۔

نتائج۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ اور ملت ابراہیمی کی تحریک۔ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا اور آپ کی قلبی اسباق کا ذکر یعنی تہذیب اخلاق، تدبیر منزل،
سیاست مدنیہ اور اس کے دو شعبے ہیں۔ ملک گیری کے قوانین اور ملک داری کے
قوانین۔ اصلاحی معاشرہ خلافت کبریٰ کا بیان غلطی کے اوصاف جہاد کی ترفیع اور اس
کے نتائج۔ سفاقت کی فضیلت اور اتفاق فی سبیل اللہ۔ بھل کی مذمت اور بخیلوں کے
نتائج۔ سودی حرمت اور سود خوروں کے نتائج۔ تجارت اور اس کے مشروع طریقے۔
الغرض اس سورت کو تعلق باللہ اور اہل ایمان کی کامیابی کے اعلان پر ختم کیا گیا ہے۔
خلاصہ رکوع: ۱۱..... یہود کو دعوت الی الکتاب (القرآن) و اوصاف متقین۔
ماخذ: آیت ۳، ۳، ۳۔

خلاصہ رکوع: ۱۲..... امراض المنافقین و اقسامہ یعنی ناقابل اصلاح اور قابل
اصلاح۔ ماخذ: آیت ۹، ۱۰، ۱۳، ۱۳، ۱۳، ۱۷، ۱۹۔ پہلی قسم کے منافقین کا ذکر ہے جو
ناقابل اصلاح ہو چکے ہیں۔ آیت ۲۰ میں قابل اصلاح منافقین کا ذکر ہے۔
خلاصہ رکوع: ۱۳..... تذکیر بآلاء اللہ سے منافقین نمبر: (۲) یعنی جن کی
حالت قابل اصلاح ہے اس کے قانون کا ذکر ہے۔ ماخذ: آیت ۲۱، ۲۲۔

خلاصہ رکوع: ۱۴..... ضرورت الہام یعنی جب آدم علیہ السلام کے تعلق باللہ
کی درستی بغیر الہام کے نہیں ہوئی تو نسل آدم کے لئے یہ چیز بطریق اولیٰ ضروری
ہوگی۔ ماخذ: آیت ۳۷۔

خلاصہ رکوع: ۱۵..... غنی علم من اللہ جماعت کی ضرورت۔ (اور وہ مسلمانوں
کی جماعت ہے) کیونکہ یہود بیکار ہو چکے ہیں حالانکہ ان کو تذکیر بآلاء اللہ سے دعوت
الی الکتاب دی گئی۔ ماخذ: آیت ۳۱، ۳۲، ۳۳۔ لوگوں کی نیکی کی رغبت دلاتے ہیں اور خود

خلاصہ رکوع: ۱۸..... (۱) تین استقامت علی القلم یعنی دنیا کے کسی حصہ میں جاؤ قبلہ تمہارا بھی رہے گا۔ (۲) اور باب تہذیب اخلاق کے دو مسائل، ذکر شکر۔
ماخذ: (۱) آیت: ۱۳۹۔ (۲) آیت: ۱۵۳۔
خلاصہ رکوع: ۱۹..... باب تہذیب اخلاق کے بقیہ مسائل علاؤ: صبر، دعا،
تعلیم شعائر اللہ۔ ماخذ: آیت: ۱۵۸، ۱۵۴۔
خلاصہ رکوع: ۲۰..... تدبیر منزل کے پانچ مسکوں میں سے پہلا مسئلہ کب
رزق یعنی اللہ نے عقل دے دی ہے لہذا عقل کے ذریعے ترکیب و تحلیل اشیاء سے
رزق کماد۔ ماخذ: آیت: ۱۶۳۔

خلاصہ رکوع: ۲۱..... مسئلہ دوم صرف کرنے کے اصول یعنی جب انسان کو
کوئی خصلت پیدا کرنا منظور ہو تو وہ اپنے طرز کو ایسے رنگ میں بدل لیتا ہے جس کے
پیش نظر مقصد پورا ہو جائے۔ مثلاً پہلوان بننے کے لئے دودھ، گوشت، اٹلے اور
دوسری مقوی غذاؤں کو لازم کر لیا جاتا ہے، اسی طرح جس شخص کو دنیا میں بڑا کام کرنا
ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے روحانی مربی یعنی نبی کے مشورہ سے چیزیں
صرف کرے تاکہ اس کا مطلب اور ارادہ پورا ہو جائے۔ نبی کی تعلیم کا یہ اثر ہوتا
ہے کہ انسان کی عقل میں ایسے علوم اور خیالات بھر دیے جاتے ہیں جن سے اس کے
ارادہ میں جھٹکی پیدا ہو اور وہ جلد منزل مقصود پر پہنچ سکے، اس کے برعکس اللہ شیطانی
اور اجراع شیطان کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان کی ہمت پست ہو جاتی ہے اور نہ منزل
مقصود پر پہنچنا نصیب ہوتا ہے لہذا اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی ہر چیز کو اجازت لے کر حلال
پھر سختی اور پند پر چیزوں کا استعمال کیا کرو، واللہ اعلم۔ ماخذ: آیت: ۱۶۸۔

خلاصہ رکوع: ۲۲..... مسئلہ سوم نظام فوجداری و مسئلہ چہارم نظام دیوانی یعنی

خلاصہ رکوع: ۱۱..... بیود کے امراض مستمرہ ہیں، اور وہ مسلمانوں کے ماتحت
رہ کر بھی کام نہیں کر سکتے۔ ماخذ: آیت: ۸۷، ۸۸۔
خلاصہ رکوع: ۱۲..... حالت انحطاط میں بیود کا مشغلہ یعنی خدائی تعلیم
(تورات) کو چھوڑ کر شیطانی تعلیم کے پیچھے لگ گئے، اور ہاروت و ماروت کی تعلیم کے
درپے رہتے تھے۔ ماخذ: آیت: ۱۰۲۔
خلاصہ رکوع: ۱۳..... اہل کتاب سے مقابلہ اور (۲) بحث فتح فی
الشرائع۔ ماخذ: (۱) آیت: ۱۰۴۔ (۲) آیت: ۱۰۶۔
خلاصہ رکوع: ۱۴..... بیود بحث فتح فی الشرائع چھیڑ کر مساجد الہیہ کو غیر آباد
کرنا چاہتے ہیں۔ ماخذ: آیت: ۱۱۳۔

خلاصہ رکوع: ۱۵..... مسلمات بیود پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ بیت
اللہ الحرام ہونا چاہئے۔ ماخذ: آیت: ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۹۔
خلاصہ رکوع: ۱۶..... دین میں ہمارا مسلک بیود کے مسلم اعظم بزرگوں
والا ہے یعنی ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد اور جو موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کو دیا گیا
ہے۔ ماخذ: آیت: ۱۳۶۔

پارہ ۳: سيقول

خلاصہ رکوع: ۱۷..... (۱) تحویل قبلہ کا تحقیقی جواب (۲) اور اہل کتاب کی
خوشنودی بیت المقدس کو قبلہ بنانے سے حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ ان کی خواہشات کے
اجراع سے حاصل ہو سکتی ہے اور وہ بدترین جرم ہے۔ ماخذ: آیت: (۱) ۱۳۳،
(۲) ۱۳۵۔

نظام حکومت میں دو صیغے ہیں۔ فوجداری اور دیوانی۔ ان دو آیتوں (۱۷۹، ۱۷۸) میں نظام فوجداری سکھایا گیا ہے، ابتدائی سلسلہ اس کا گھر سے شروع ہوتا ہے، مثلاً اگر گھر میں لڑائی ہو تو کس طرح فیصلہ ہوگا۔ گھر کا بڑا آدمی اس قسم کے فیصلے کرے گا کہ گھر میں سیاست کا مادہ پیدا ہو سکے۔ نظام دیوانی جس طرح بالدار کے لئے وصیت میں انصاف کا خیال رکھنا لازمی ہے اسی طرح مال کے ہر معاملہ میں عدل و انصاف کا ملحوظ رکھنا لوازم انسانیت میں سے ہے۔ ماخذ: آیت: ۱۷۸، ۱۷۹۔

خلاصہ رکوع: ۴۳..... مسئلہ پنجم نمبر: (۱) اشاعت تعلیم۔ (۲) اور اصلاح معاملات۔ ماخذ: (۱) آیت: ۱۸۵۔ (۲) آیت: ۱۸۸۔

خلاصہ رکوع: ۴۳..... باب سوم ملک گیری یعنی قانون الہی کے لئے اگر کوئی شخص مانع ہو اور روک پیدا کرے اور وہ تم سے لڑنے کے لئے تیار رہتا ہو تو تم بھی اس سے لڑنے کے لئے ہر وقت تیار رہو اور جو لوگ فطرتاً لڑنے سے عاجز ہیں ان پر زیادتی نہ کرو اگر زیادتی کر دو گے تو برکات الہی سے بند ہو جائیں گی۔ ماخذ: آیت: ۱۹۰۔

خلاصہ رکوع: ۴۵..... اقسام الحجاج۔ ماخذ: آیت: ۲۰۱، ۲۰۰۔

خلاصہ رکوع: ۴۶..... تمہید قتال کے بعد اعداد و حکم قتال یعنی سوال پیدا ہوا تھا کہ جہاد کا حکم تکب تک رہے گا۔ اس کا جواب ہے۔ ماخذ: آیت: ۲۱۶۔

خلاصہ رکوع: ۴۷..... مسائل متفرقہ متعلقہ قتال۔ یعنی حیلہ ساز آدمی اگر جہاد سے بچنے کا حیلہ سوچتا چاہیں تو ان کے لئے جواب ہے کہ قتال سب کے لئے اور ہمیشہ کے لئے لازم ہے اگر امن پیمانہ ضروری ہے لیکن اگر جہاد کے لئے ہمیشہ کے لئے تیار نہیں رہو گے تو بدنامی پھیلے گی (لا یزالون یقاتلونکم) کفار چونکہ ہمیشہ کوشاں

رہیں گے کہ تمہیں اپنے دین سے پسلائیں، اس لئے تمہیں بھی ہمیشہ لڑنے کے لئے تیار رہنا ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (الجهاد ماض الی یوم القیامۃ) اگر جہاد کے لئے ہر وقت تیار نہ رہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم خدا خواست مرتد ہونے کے لئے تیار ہو گئے (جہلت) مثلاً ساری عمر ایک شخص بادشاہ کا وقادار رہ کر اخیر میں بغاوت شروع کر دے تو اس کے سارے غزشت اعمال غیر معتبر ہو جائیں گے۔ شروع باب پنجم ملک داری۔ ماخذ: آیت: ۲۱۷، ۲۱۸۔

خلاصہ رکوع: ۲۸..... مسائل ملک داری۔ ماخذ: آیت: ۲۲۲، ۲۲۸۔

خلاصہ رکوع: ۲۹..... مسائل ملک داری۔ ماخذ: آیت: ۲۲۹، ۲۳۱۔

خلاصہ رکوع: ۳۰..... مسائل ملک داری۔ ماخذ: آیت: ۲۳۲، ۲۳۵۔

خلاصہ رکوع: ۳۱..... مسائل ملک داری۔ ماخذ: آیت: ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸۔

۲۳۱۔

خلاصہ رکوع: ۳۳..... قانون ملک گیری اور ملک داری کے بعد اقدام عمل

یعنی اللہ تعالیٰ کے نام پر جان دینے کے لئے کمر بستہ ہو جاؤ۔ ماخذ: آیت: ۲۴۳، ۲۴۵۔

۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸۔

خلاصہ رکوع: ۳۳..... انتخاب امیر کے بعد خود امیر کو گول کا امتحان لے گا،

نالائق اور لائق کو الگ الگ کرے گا، پھر خدا پرست لائق آدمیوں کی برکت سے

کامیابی ہوگی، ضرورت خلافت۔ ماخذ: آیت: ۲۳۹، ۲۵۱، ۲۵۳۔

پارہ: ۳: تلک الرسل

خلاصہ رکوع: ۳۳..... فرائض خلیفہ، خلیفہ کا سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ

خلاصہ رکوع: ۴۰..... مخالفین مسلک صحیح کی بربادی اور منافقین کی سرفرازی کا

اطلاق۔ ماخذ: آیت: ۱۵۱، ۱۴۰۔

خلاصہ رکوع: ۳۰..... مسلک صحیح کے معاندین کا راہ راست پر آنا مشکل ہے،

لہذا مسلمانوں کو اپنی کامیابی کے لئے گمراہوں سے دور رہنا چاہئے۔

خلاصہ رکوع: ۳۰..... اللہ تعالیٰ کے دربار سے عزت پانے کے لئے

(المصلحین الاخیار) خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور چنیدہ بندوں کے نقش قدم پر چلنا ہوگا۔

ماخذ: آیت: ۳۱، ۳۳۔

خلاصہ رکوع: ۵۰..... بشارت پیدائش عیسیٰ علیہ السلام اور خلاصہ تعلیم عیسیٰ علیہ

السلام۔ ماخذ: آیت: ۵۱، ۴۵۔

خلاصہ رکوع: ۶۰..... موعید اور بعد عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر۔ ماخذ: آیت: ۵۵۔

خلاصہ رکوع: ۷۰..... اہل کتاب کو مسلک صحیح کی طرف دعوت اور ان کا

اعتراف بلکہ وہ مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ ماخذ: آیت: ۶۴، ۶۹۔

خلاصہ رکوع: ۸۰..... اہل کتاب کا مسلمانوں کے خلاف سعی کرنا۔ ماخذ:

آیت: ۷۰۔

خلاصہ رکوع: ۹۰..... تمہارے مقتداؤں (یعنی انبیاء علیہم السلام) نے تو رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کا اقرار کیا تھا تو تمہیں بطریق اولیٰ آپ کے اتباع کو کفر

خیال کرنا چاہئے۔ ماخذ: آیت: ۸۱۔

پارہ: ۴: لن تنالوا البر

خلاصہ رکوع: ۱۰..... (۱) یہود کے شہ کا جواب (۲) درس گاہ ابراہیمی کی

مخالفت توحید میں اپنی اور اپنے تعین کی جان اور مال خرچ کر دے۔ ماخذ:

آیت: ۲۵۳، ۲۵۵۔

خلاصہ رکوع: ۳۵..... واقعات مؤیدہ توحید کی نشر و اشاعت بھی خلیفہ کی

ذمہ ہے یعنی مسلمانوں کے خلیفہ کو چاہئے اس قسم کے واقعات کی (یعنی جو اس رکوع

میں مذکور ہیں) نشر و اشاعت کرتے تاکہ مومنوں کو مزید اطمینان حاصل ہو اور شاید

مخالفین کو بھی اس سے کچھ فائدہ پہنچ جائے۔ ماخذ: ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰۔

خلاصہ رکوع: ۳۶..... قرض معاہدین خلافت اور شرائط اتفاق فی سبیل اللہ کی

شرائط اور علم من الغمہ یعنی معاہدین خلافت دو قسم کے ہوں گے، اہل دولت اور اہل

علم۔ اس رکوع میں اہل دولت کے فرائض مذکور ہیں اور دولت خرچ کرنے کی چار

شرطیں مذکور ہیں۔ ماخذ: آیت: ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۵۔

خلاصہ رکوع: ۳۷..... اتفاق مال کی پانچویں شرط یعنی عمدہ چیزیں اللہ کے

نام دو۔ اور اہل علم کے فرض کی طرف اشارہ۔ ماخذ: آیت: ۲۶۶، ۲۶۹۔

خلاصہ رکوع: ۳۸..... اتفاق فی سبیل اللہ کی ضد یعنی سود خوری کی ممانعت۔

ماخذ: آیت: ۴۷۔

خلاصہ رکوع: ۳۹..... قانون دین۔ ماخذ: آیت: ۲۸۲۔

خلاصہ رکوع: ۴۰..... شوروی خلافت کا تعلق باللہ۔ ماخذ: آیت: ۲۸۴۔

سورة آل عمران:

خلاصہ رکوع: ۱۰..... نصاریٰ کو دعوت الی الکتاب اور تعلیم کتاب میں صحیح اور

غلط کی تمیز۔ ماخذ: آیت: ۳، ۷۔

لازمی ہے، (۱) نکل، (۲) کتمان حق۔ ماخذ: (۱) آیت: ۱۸۱۔ (۲) آیت: ۱۸۷۔
خلاصہ رکوع: ۴۰..... نصاریٰ کی پاکیزہ خصال کی قیّم۔ ماخذ: آیت: ۱۹۹۔

سورة النساء مدنیہ:

خلاصہ سورة النساء..... سورة النساء میں اصلاح عرب ہوگی، اس میں دو باب آئیں گے:

۱..... تدبیر منزل۔ ۲..... سیاست مدنیہ۔

اور تدبیر منزل کا باب دو فضلوں پر مشتمل ہے:

۱..... قانون اصلاح مال۔ ۲..... قانون اصلاح ازواج۔

اصلاح ازواج میں اصلاح اولاد خود بخود ہو جائے گی، اور اگر مال کی درآمد صحیح ہو جائے یعنی مال کو صحیح اور مشروع طریقہ سے حاصل کیا جائے، تو خیر کا سنگ بنیاد قائم ہو جائے گا، ورنہ سنگ بنیاد ہی میں کچی اور خرابی آجائے گی، کیونکہ جس کا لقمہ حرام ہے نہ اس کے قلم میں نور ہوگا، نہ اس کے کام میں برکت ہوگی، نہ اس کی عبادت درجہ قبول پائے گی، اور نہ دعا مستجاب ہوگی، سب نعمتیں جمع ہوں گی اور قلب مسخ ہوتا جائے گا، پھر اولاد بھی اسی طرح ہوگی۔ فرض ان خرابیوں کا اختتام مشکل ہوگا۔

خلاصہ رکوع: ۱۱..... درآمد مال ناجائز کی روک تھام۔ ماخذ: آیت: ۶، ۳۔

خلاصہ رکوع: ۲..... درآمد مال کا صحیح قانون۔ ماخذ: آیت: ۱۱، ۱۲۔

خلاصہ رکوع: ۳..... قانون اصلاح معائب ازواج اور مدارج معائب۔

ماخذ: آیت: ۱۵، ۲۱، ۲۱۔

خلاصہ رکوع: ۴..... ایسا طرز معاشرت جس سے اخلاقی خرابیاں پیدا نہ

طرف دعوت (۳) مقابلہ عن اہل الکتاب۔ ماخذ: آیت: ۹۳، ۹۶، ۱۰۰۔

خلاصہ رکوع: ۱۱..... تم میں سے ہمیشہ مسلک صحیح کی طرف ایک جماعت کو دائمی ہونا چاہئے، اور اس کی طرف دعوت دینے والی جماعت کے نتائج اخروی۔ ماخذ: آیت: ۱۰۳، ۱۰۷۔

خلاصہ رکوع: ۱۲..... امت مسلمہ کا فرض یعنی بحیثیت امت کے یہ فرض ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے لہذا جو شخص بھی اس امت کا فرد کہلائے گا اس کے ذمہ یہ فرض عائد ہو جائے گا۔ اور منافقین سے مقابلہ۔ ماخذ: آیت: ۱۱۰، ۱۱۸۔

خلاصہ رکوع: ۱۳..... غزوہ بدر کی کامیابی کا راز کفار اور منافقین سے علیحدگی ہی تھا، اس لئے کہ طہانے میں استقامت تھی۔ ماخذ: آیت: ۱۲۳۔

خلاصہ رکوع: ۱۴..... اصلاح لغزش واقعہ احد۔ ماخذ: آیت: ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۳۔

خلاصہ رکوع: ۱۵..... کام فقط اللہ تعالیٰ کے بحروسہ پر ہونا چاہئے نہ کہ کسی خاص مقتدا کے اعتبار پر۔ ماخذ: آیت: ۱۳۳۔

خلاصہ رکوع: ۱۶..... احد کی شکست تمہاری فطرت یعنی تمہاری اپنی غلطیوں کی وجہ سے فتح ہوتے ہوئے شکست ہوگی۔ تنازع اور عصیان الرسول کا نتیجہ ہے۔ ماخذ: آیت: ۱۵۲۔

خلاصہ رکوع: ۱۷..... آپ نے شیرازہ منتشرہ کو کن خوبیوں سے جمع فرمایا، بزمیت احد فتح بدر کا تہہ ہے۔ ماخذ: آیت: ۱۵۹، ۱۶۵۔

خلاصہ رکوع: ۱۸..... بدر صغریٰ کی کامیابی کا باعث۔ ماخذ: آیت: ۱۶۳۔

خلاصہ رکوع: ۱۹..... (۱) تذکرہ امراض یہود جن سے مسلمانوں کو احتراز

ہوں۔ ماخذ: آیت ۲۳، ۲۴۔

پارہ ۵: والمحصنات

خلاصہ رکوع: ۵:..... قانون اصلاح محاصل۔ ماخذ: آیت ۲۹۔

خلاصہ رکوع: ۶:..... تقسیم مراتب زوجین اور فرضی مشترک۔ ماخذ:

آیت ۳۳، ۳۶۔

خلاصہ رکوع: ۷:..... (۱) اختصار قانون الہی کے لئے سبقت کی ضرورت۔

(۲) ترک حقیقت سے مخ فطرت کا خطرہ۔ (۳) قانون الہی کو چھوڑ کر غیر اللہ کے قانون

کو وہ دہرہ دینا اس میں بھی ایک طرح کی شرک کی بو ہے۔ ماخذ: آیت ۳۳۔

(۲) آیت ۳۷۔ (۳) آیت ۳۸۔

خلاصہ رکوع: ۸:..... ترک تمسک (۱) کتاب اللہ سے اتباع جہت و طاغوت

کرنا پڑے گا۔ (۲) اور اتباع جہت و طاغوت کا نتیجہ نزول لعنت الہی ہے۔ ماخذ:

(۱) آیت ۵۱۔ (۲) آیت ۵۲۔

خلاصہ رکوع: ۹:..... (۱) مسلک صحیح کے ترک کرنے پر عہدہ الی طاغوت

کرنا پڑے گا۔ (۲) قبیل حاکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحدید۔ ماخذ:

(۱) آیت ۶۰۔ (۲) آیت ۶۵، ۶۶۔

خلاصہ رکوع: ۱۰:..... اشاعت قانون عدل میں قتال کی ضرورت بالخصوص

مستضعفین کی حمایت کے لئے۔ ماخذ: آیت ۷۳، ۷۵۔

خلاصہ رکوع: ۱۱:..... (۱) موت کا خیال دل سے نکال کر مکمل تیاری کر کے

لکھنا پڑے گا۔ (۲) اس سفر قتال میں ہر ضرور کو نقد پر لائی پر محمول کر کے اطاعت

امیر سے گریز نہ کی جائے۔ (۳) اور جہاں تک ہو سکے جمیع غزوات کو بڑھانے کی سعی

کی جائے۔ ماخذ: آیت (۱) ۷۷، ۷۸۔ (۲) آیت ۷۹۔ (۳) آیت ۸۳، ۸۵۔

خلاصہ رکوع: ۱۲:..... اقسام الکفار اقسام مٹانے سے قتال ممنوع ہے، اور قسم

رائع سے مصالحت ممنوع ہے۔ ماخذ: وہ جن سے قتال ممنوع ہے۔ آیت ۹۰۔ وہ جن

سے مصالحت ممنوع ہے۔ آیت ۹۱۔

خلاصہ رکوع: ۱۳:..... مسلمانوں میں قتال کا انداز، میدان قتال میں مومن

کی تہذیب اعلان جنگ کے بعد مسلمانوں کی اقسام اربعہ میں سے اقسام مٹانے کا ذکر۔

ماخذ: آیت ۹۳، ۹۴، ۹۵۔

خلاصہ رکوع: ۱۴:..... حکم قتال کے بعد مسلمانوں کی قسم رائع کا ذکر۔ ماخذ:

آیت ۹۷۔

خلاصہ رکوع: ۱۵:..... اہمیت قتال۔ ماخذ: آیت ۱۰۱، ۱۰۲۔

خلاصہ رکوع: ۱۶:..... اہل صل و عقد کو خزان (خیانت کرنے والے) اور آشیم

(گناہگار مجرم) کی طرف داری نہیں کرنی چاہئے۔ ماخذ: آیت ۱۰۵۔

خلاصہ رکوع: ۱۷:..... مومنین کو اپنے مسلک صحیح سے ہرگز نہیں ہٹنا چاہئے۔

ماخذ: آیت ۱۱۵۔

خلاصہ رکوع: ۱۸:..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلک سے ہٹنے والے

مرض شرک میں مبتلا ہو کر شیطان لعین کے تتبع ہوں گے۔ ماخذ: آیت ۱۱۸، ۱۱۹۔

خلاصہ رکوع: ۱۹:..... مسائل ملک داری۔ ماخذ: آیت ۱۲ تا ۱۳۰۔ مسائل

ملک داری کی جو تہمید سورہ بقرہ میں ذکر ہو چکی ہے، اس کو ضرور ملاحظہ فرمایا جائے۔

اشارات ضروریہ:

سورۃ النساء میں دو باب ہے۔ تدبیر منزل، سیاست مدنیہ۔ سیاست کے پھر دو باب ہے: ملک گیری، ملک داری۔ ملک گیری ختم ہو چکی اب ملک داری شروع ہوتی ہے۔

خلاصہ رکوع ۲۰:..... (۱) تلقین استقلال۔ (۲) بے استغالی کے آثار۔ (۳) اور اس کے نتائج۔ ماخذ: (۱) آیت ۱۳۵۔ (۲) آیت ۱۳۷۔ (۳) آیت ۱۳۸، ۱۳۹۔

خلاصہ رکوع ۲۱:..... (۱) نقض منافقین۔ (۲) مقابلہ عن الکفار۔ ماخذ: (۱) آیت ۱۴۳، ۱۴۴۔ (۲) آیت ۱۴۳۔

پارہ ۶: لا یحب اللہ

خلاصہ رکوع ۲۲:..... نقض اہل کتاب۔ ماخذ: آیت ۱۵۳، ۱۵۵۔

خلاصہ رکوع ۲۳:..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ادیان سابقہ سے

اصولاً متحد ہے۔ ماخذ: آیت ۱۶۳۔

خلاصہ رکوع ۲۴:..... اہل کتاب کے انبیاء علیہم السلام تو عالی نہیں تھے، لہذا وہ تو اس تعلیم کے حامی تھے جس کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حامی ہیں۔ ماخذ: آیت ۱۷۴۔

سورۃ المائدۃ مدنیہ:

موضوع سورۃ:..... اصلاح عرب۔

خلاصہ رکوع ۱:..... ایضاً عہد الہی کی تکفیل۔ ماخذ: آیت ۱ تا ۳۔

خلاصہ رکوع ۲:..... طریقہ تیز طیبات اور تاکید ایضاً عہد الہی۔ ماخذ:

آیت ۶، ۷۔

خلاصہ رکوع ۳:..... نقض یشاق کے نتائج۔ ماخذ: آیت ۱۳۔

خلاصہ رکوع ۴:..... نقض عہد کے باعث لعنت جس کا ذکر پہلے رکوع میں

آیا ہے (لعنت سے بڑی پیدا ہوئی۔ ماخذ: آیت ۲۳۔

خلاصہ رکوع ۵:..... لعنت الہی کا دوسرا اثر سلب عقل ہے، عقل پر ایسا پردہ

پڑ جائے کہ حیوانوں سے بھی کم عقل ہو جائے۔ ماخذ: آیت ۳۰، ۳۱۔

خلاصہ رکوع ۶:..... ایسا طریقہ عمل جس سے نقض عہد کی نوبت نہ آئے۔ ماخذ:

آیت ۳۵۔

خلاصہ رکوع ۷:..... قرب الی اللہ کے لئے اتباع کتاب اللہ ضروری ہے۔

ماخذ: آیت ۳۹۔

خلاصہ رکوع ۸:..... اہل الہی سے مقابلہ، تاکہ اتباع کتاب اللہ

ہو سکے۔ ماخذ: آیت ۵۱۔

خلاصہ رکوع ۹:..... دشمنان خدا سے مقابلہ کا سبب استہزاء علی الدین ہے۔

ماخذ: آیت ۵۷، ۵۸۔

خلاصہ رکوع ۱۰:..... امت مقصدہ کی تبلیغ اور مسائل تبلیغیہ۔ ماخذ:

آیت ۶۷۔

خلاصہ رکوع ۱۱:..... اہل کتاب کی تبلیغ میں نصاریٰ مقدم اور یہود و مشرک ہیں۔

ماخذ: آیت ۸۳۔

پارہ ۷: واذا سمعوا

خلاصہ رکوع: ۱۲..... دورہ تبلیغ میں افراط و تفریط سے احتراز رہے۔ ماخذ: آیت: ۸۷۔

خلاصہ رکوع: ۱۳..... مسلمان جہاں جائیں مرکز اصلی (بیت الحرام) سے تعلق منقطع نہ ہونے پائے۔ ماخذ: آیت: ۹۴، ۹۵، ۹۷۔

خلاصہ رکوع: ۱۴..... سوالات لایعنی اور رسوم جاہلیت سے مسلمانوں کو احتراز لازمی ہے۔ ماخذ: آیت: ۱۰۱، ۱۰۳۔

خلاصہ رکوع: ۱۵..... قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام بطور شاہد عدل کے پیش ہوں گے۔ ماخذ: آیت: ۹۰۔

خلاصہ رکوع: ۱۶..... تمنائے انبیاء علیہم السلام بوقت شہادت۔ ماخذ: آیت: ۱۱۸۔

سورة الانعام مکیہ:

موضوع سورة الانعام: اصلاح مجوس۔

خلاصہ رکوع: ۱..... (۱) توحید۔ (۲) کتاب اللہ۔ (۳) رسالت۔ ماخذ: (۱) آیت: ۱، ۲، ۳۔ (۲) آیت: ۷۔ (۳) آیت: ۸۔

خلاصہ رکوع: ۲..... حصول جذبہ توحید کے لئے تمسک بہ کتاب اللہ تعالیٰ لازمی ہے۔ ماخذ: آیت: ۱۹۔

خلاصہ رکوع: ۳..... (۱) شرک اتباع کتاب اللہ سے اعتناء فی الشرک۔ (۲) اور مشرکین کی ندامت۔ ماخذ: (۱) آیت: ۲۲، ۲۳۔ (۲) آیت: ۲۳۔

خلاصہ رکوع: ۴..... تکذیب رسل انسان کی عادت مستمرہ ہے، اور انبیاء علیہم السلام کا صبر اور صبر پر نزول نصرت الہی۔ ماخذ: آیت: ۳۴۔

خلاصہ رکوع: ۵..... تذکیر پیام اللہ سے دعوت الی التوحید۔ ماخذ: آیت: ۴۲۔

خلاصہ رکوع: ۶..... توحید پرست ہی معیت محمدیہ کے مستحق ہیں۔ ماخذ: آیت: ۵۲۔

خلاصہ رکوع: ۷..... مخالفین توحید سے مقابلہ۔ ماخذ: آیت: ۵۶۔

خلاصہ رکوع: ۸..... قدرت الہی کے سامنے تم سب مقہور و مغلوب ہو۔ ماخذ: آیت: ۶۱۔

خلاصہ رکوع: ۹..... مسلک توحید میں اسوۂ ابراہیمی۔ ماخذ: آیت: ۷۳۔

خلاصہ رکوع: ۱۰..... مسئلہ توحید میں ہمارا مسلک وہی ہے جو ابراہیم علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام کا تھا۔ ماخذ: آیت: ۸۵، ۸۸، ۹۰۔

خلاصہ رکوع: ۱۱..... قرآن حکیم خلق علیہ توحید کی طرف داعی ہے۔ ماخذ: آیت: ۹۲۔

خلاصہ رکوع: ۱۲..... جس خدائے تعالیٰ کی طرف ہم نے تمہیں دعوت دی ہے اس کی قدرت کے کرشموں کی تفصیل کو دیکھ کر چاہئے تو یہ تھا کہ سبق توحید میں پختہ کار ہوتے، لیکن بجائے توحید کے اللہ تعالیٰ کے واسطے بیٹے اور بیٹیاں تجویز کرتے ہیں۔ ماخذ: آیت: ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۹، ۱۰۰۔

خلاصہ رکوع: ۱۳..... اسباب بصائر ہم نے تمہیں دکھائے ہیں، اب بھی اندر سے رہو تو تم جانو۔ ماخذ: آیت: ۱۰۳۔

پارہ ۸: ولو اننا

خلاصہ رکوع: ۱۴۰..... اس قسم کی مسخ شدہ ہستیاں انبیاء علیہم السلام کی معاند ہوتی آتی ہیں۔ ماخذ: آیت: ۱۱۲۔

خلاصہ رکوع: ۱۵۰..... توحید کے موافق و مخالف یکساں نہیں ہو سکتے، اور مخالفین کی رسوائی۔ ماخذ: آیت: ۱۲۲، ۱۲۳۔

خلاصہ رکوع: ۱۶۰..... مخالفین توحید کا احساس حق اور ان کا موجودہ مسلک خلاف نقل و عقل ہے۔ ماخذ: آیت: ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲۔

خلاصہ رکوع: ۱۷۰..... (گزشتہ رکوع میں آپکا ہے کہ کفار کی حلت و حرمت خلاف عقل و نقل ہے) اب بتلایا جاتا ہے کہ ہماری حلت اشیاء منقول اور معقول ہے۔ ماخذ: آیت: ۱۳۱، ۱۳۲۔

خلاصہ رکوع: ۱۸۰..... مسلمانوں کی حرام کردہ اشیاء کی حرمت منقول ہے، اور علاوہ اس کے معقول بھی ہے۔ ماخذ: آیت: ۱۳۵۔

خلاصہ رکوع: ۱۹۰..... ماکولات کے سوا بقیہ خلاصہ قانون اسلام۔ ماخذ: آیت: ۱۵۱۔

خلاصہ رکوع: ۲۰۰..... تم تو قرآن سے اعراض کرتے ہو اور ہم اس کتاب بابرکت کا اتباع کرا کے تمہیں مسلک ابراہیمی کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ ماخذ: آیت: ۱۵۵، ۱۶۱۔

سورۃ الاعراف مکیہ:

سورۃ البقرۃ میں یہود کو دعوت الی الکتاب دی گئی تھی، سورۃ آل عمران میں

نصاری کو دعوت الی التوحید دی گئی تھی، سورۃ النساء اور المائدہ میں اصلاح عرب پیش نظر تھی، سورۃ الانعام میں اصلاح مجوس مقصود تھی، سورۃ الاعراف میں بقیہ اقوام عالم کو دعوت الی القرآن دی جاتی ہے۔

خلاصہ رکوع: ۱۰۰..... تذکیر پیام اللہ بجا بعد الموت و پالاء اللہ سے دعوت الی کتاب اللہ۔ ماخذ: آیت: ۳، ۴، ۵، ۸، ۱۰۔

خلاصہ رکوع: ۲۰۰..... ضرورت اتباع کتاب اللہ تعالیٰ۔ ماخذ: آیت: ۲۳۔

خلاصہ رکوع: ۳۰۰..... اتباع کتاب اللہ سے تمہیں لباس تقویٰ نصیب ہوگا اور لباس تقویٰ لباس جسمانی ہے، اچھا ہے۔ ماخذ: آیت: ۴۶۔

خلاصہ رکوع: ۴۰۰..... لباس جسمانی ممنوع نہیں ہے، (لباس تقویٰ روحانی مرجع ہے) اور اگر لباس روحانی سے کوئی محروم رہا تو ملعونین کی فہرست میں داخل ہوگا۔ ماخذ: آیت: ۳۲، ۳۸۔

خلاصہ رکوع: ۵۰۰..... لباس تقویٰ کے لمبوں اور اس سے اعراض کرنے والوں سے سلوک اچھی۔ ماخذ: آیت: ۴۰، ۴۲۔ (یہ لباس تقویٰ سے اعراض کرنے

والوں کی سزا ہے) اور آیت ۴۲، ۴۳ یہ لباس تقویٰ سے لمبوں جماعت کی جزاء ہے۔

خلاصہ رکوع: ۶۰۰..... اس قیمری جماعت کا منکرین لباس تقویٰ کو سرزنش کرنا اور ان کی سزا کا ذکر۔ ماخذ: آیت: ۴۸، ۵۱۔

خلاصہ رکوع: ۷۰۰..... تذکیر پالاء اللہ سے دعوت الی الکتاب۔ ماخذ: آیت: ۵۳۔

خلاصہ رکوع: ۸۰۰..... تذکیر پیام اللہ سے دعوت الی الکتاب۔ ماخذ:

خلاصہ رکوع: ۱۹:..... (۱) گوسالہ پرستی پر نزول غضب و ذلت، (۲) موسیٰ علیہ السلام کی امت کی دعا کی نصرت کے شرائط۔ ماخذ: آیت: ۱۵۲، ۱۵۶، ۱۵۷۔
خلاصہ رکوع: ۲۰:..... (۱) دعوت امت موسیٰ علیہ السلام اور (۲) اس کے درجے۔ ماخذ: (۱) آیت: ۱۵۸۔ (۲) آیت: ۱۵۹۔
خلاصہ رکوع: ۲۱:..... دعوت الی الحق کے بعد دعا کی بری الذمہ ہے۔ ماخذ: آیت: ۱۶۵۔

خلاصہ رکوع: ۲۲:..... (۱) کتاب اللہ کی طرف دعوت دینے کی ضرورت اس لئے محسوس ہو رہی ہے کہ تم میں سے ہر ایک براہ راست خدا تعالیٰ کی غلامی کا عہد کر آیا ہے، لہذا اس کے ایلا کے لئے ہدایت کی ضرورت تھی تاکہ تم قیامت کے دن عدم اطاعت کا عذر نہ کرنے پاؤ۔ (۲) ایک دوسری وجہ بھی بڑی زبردست موجود ہے کہ شیطان تمہیں گمراہ کرنے کے لئے کمر بستہ ہے، چنانچہ بطور باغور کو اس نے بہکا ہی لیا۔ (۳) دعوت کتاب اللہ کو رد کرنے والے انعام سے بھی بدتر ہیں۔ ماخذ: (۱) آیت: ۱۷۳۔ (۲) آیت: ۱۷۵۔ (۳) آیت: ۱۷۹۔

خلاصہ رکوع: ۲۳:..... دعویٰ کو اعراض کی حالت میں استدراجاً مہلت کا ملنا سنت اللہ میں داخل ہے۔ ماخذ: آیت: ۱۸۴۔
خلاصہ رکوع: ۲۴:..... کتاب اللہ کا اتباع چھوڑ کر احزاب عن الشریک مشکل بلکہ نامکن ہے، لہذا اتباع کتاب اللہ ضروری ہے۔ ماخذ: آیت: ۱۸۹ تا ۱۹۰۔
۲۰۳

آیت: ۶۳، ۵۹۔
خلاصہ رکوع: ۹:..... تذکیر بایام اللہ سے دعوت الی الکتاب۔ ماخذ: آیت: ۶۲، ۶۵۔
خلاصہ رکوع: ۱۰:..... تذکیر بایام اللہ سے دعوت الی الکتاب۔ ماخذ: آیت: ۷۳، ۷۴۔
خلاصہ رکوع: ۱۱:..... تذکیر بایام اللہ سے دعوت الی الکتاب۔ ماخذ: آیت: ۸۵، ۹۳۔

پارہ ۹: قال الملا

خلاصہ رکوع: ۱۲:..... پہلی جاہ شدہ امتوں پر تنقیدی نگاہ اور مخالفین اسلام کے لئے تنبیہ۔ ماخذ: آیت: ۹۳، ۹۴، ۹۵۔
خلاصہ رکوع: ۱۳:..... اہم ساریت کی تابی کا باعث تکذیب رسل ہی تھا، درقص حضرت موسیٰ علیہ السلام و فرعون۔ ماخذ: آیت: ۱۰۱، ۱۰۳۔
خلاصہ رکوع: ۱۴:..... بقیہ قصہ موسیٰ علیہ السلام و فرعون۔ ماخذ: آیت: ۱۰۹۔
خلاصہ رکوع: ۱۵:..... بقیہ قصہ موسیٰ علیہ السلام و فرعون۔ ماخذ: آیت: ۱۱۷۔
خلاصہ رکوع: ۱۶:..... بقیہ قصہ موسیٰ علیہ السلام و فرعون۔ ماخذ: آیت: ۱۳۰۔
خلاصہ رکوع: ۱۷:..... موسیٰ علیہ السلام اپنی امت اجابت کے لئے قانون لینے کے واسطے کوہ طور پر تشریف لے گئے۔ ماخذ: آیت: ۱۳۳۔
خلاصہ رکوع: ۱۸:..... موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانے کے بعد امت نے بت پرستی شروع کر دی۔ ماخذ: آیت: ۱۳۸۔

سورة الانفال مدنیہ:

تہمید:..... (تمام اقوام عالم کی تبلیغ) یہاں تک تمام اقوام عالم کو مسلمانوں نے تبلیغ کر دی، سورة البقرة میں یہود کو، سورة آل عمران میں نصاریٰ کو، سورة النساء اور سورة المائدة میں عرب کو، سورة الانعام میں جنوں کو، سورة الاعراف میں بقیہ اقوام عالم کو۔ جامعیت قانون، قانون وہ جامع ہوتا ہے جو اپنے تقصین کو جلب نفع اور دفع ضرر کے راستے بتلائے، لہذا تبلیغ کے ذریعہ سے غیر مسلموں کو مسلمان بنانے کا طریقہ بتلادیا گیا ہے، مسلمان اگرچہ کتنی ہی حکمت عملی سے کام لے گا اور موقع حسن سے سمجھائے گا، بالآخر نتیجہ یہی ہوگا کہ غیر مسلم اپنے مذہب سے علیحدہ ہو کر اسلام میں داخل ہو جائے گا۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ مذہب خواہ کتنا ہی غلط اور غیر معقول ہو انسان اس پر جان دینا اپنی سعادت خیال کرتا ہے۔ اس لئے چنداں عہد نہیں کہ مسلمانوں کو ایسے واقعات پیش آئیں کہ غیر مسلم اپنے مذہب کی حفاظت کے لئے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اس وقت مسلمانوں کے سامنے تین صورتیں ہوں گی:

۱:..... بھاگ کر جان بچائے۔

۲:..... بعض ہندوؤں کے اصول کے مطابق ستیا گرہ کر دے یعنی خاموش ہو کر مار کھائے، یہاں تک کہ مارنے والا تھک جائے اور مارنا چھوڑ دے۔

۳:..... پاؤٹ کر مقابلہ کرے۔

اگر باطل پرست اپنے جھوٹے مذہب پر جان دینے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں تو مسلمان کو اپنے سچے آسمانی یعنی خدائی مذہب پر بطریق ادنیٰ جان دینے کے لئے تیار سر یکف رہنا چاہئے۔ پہلی دو صورتیں حریت، غیرت اور شجاعت کے خلاف

اں، لہذا مسلمانوں کے لئے فقط تیسری راہ عمل ہے، کیونکہ مذہب، جذبات حریت و غیرت کا مربی ہے، نہ کہ ان کا فنا کرنے والا۔

قانون جنگ کی دفعات:

سورة الانفال قانون جنگ کے اس حصہ پر مشتمل ہے جو دفع ضرر سے تعلق رکھتا ہے، یعنی اس سورت میں بتایا گیا ہے کہ اگر دشمن مقابلہ کرنا چاہے تو مسلمانوں کے اصول جنگ کیا ہوں گے؟ ان اصول کو تیرہ دفعات میں بیان کیا گیا ہے، اور دنیا کا کوئی قانون جنگ ان تیرہ دفعات سے باہر نہیں جاسکتا۔

ابتداء دفعات:

دفعات قانون کی ابتداء دوسرے رکوع کی آیت: "ایہا الذین امنوا اذا لقیتم" الایہ سے ہوگی۔ اس سے پہلے ذیہ رکوع میں تہمید ہے، جس میں بیان کیا گیا ہے کہ صحابہ کرام کو مال غنیمت میں اختلاف نہیں کرنا چاہئے، اس کی تقسیم اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کریں گے، جتنا مال ملے اسی پر قناعت کرو اور اپنے حقوق نہ جٹاؤ۔

خلاصہ رکوع:..... رفع اختلاف متعلق غنیمت بدر۔ ماخذ: آیت: ۱۰ تا ۱۳۔

خلاصہ رکوع:..... قانون جنگ کی دفعہ اول (صف قبل میں

استقامت)۔ ماخذ: آیت: ۱۵۔

خلاصہ رکوع:..... (۱) دفعہ دوم میدان جنگ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع رہو۔ (۲) دفعہ سوم اس اطاعت کو زندگی سمجھو۔ (۳) دفعہ چہارم ادائے فرض میں خیانت نہ کرو۔ ماخذ: (۱) آیت: ۲۰۔

علم۔ (۲) اور مسیحین کی قسم خاص کا ذکر۔ ماخذ: (۱) آیت ۷۳۔ (۲) آیت ۷۵۔
 خلاصہ رکوع: ۱۱:..... (۱) نتیجہ تحلف۔ (۲) تحدید کے بعد ان کی حالت میں
 نصیر۔ ماخذ: (۱) آیت ۸۱۔ (۲) آیت ۸۳۔
 خلاصہ رکوع: ۱۲:..... نتیجہ تحلف پر ترتیب آثار۔ ماخذ: آیت ۹۰۔

پارہ: ۱۱: يعتذرون

خلاصہ رکوع: ۱۳:..... اقسام منافقین۔ (۱) ناقابل معافی کیونکہ ان میں نفاق
 اعتقادی ہے، اور ان کا نصب العین افتراق بین المسلمین ہے۔ (۲) قابل معافی ان
 میں نفاق عادی ہے، اعتقادی نہیں۔ ماخذ: (۱) آیت ۱۰۱۔ (۲) آیت ۱۰۲، ۱۰۶۔
 خلاصہ رکوع: ۱۴:..... (۱) مخلص مومنوں کا مسلک۔ (۲) اور قابل معافی
 حضرات کا مخلصین سے الحاق منافقین کے بعد اب مخلصین کا مسلک واضح کیا جاتا
 ہے۔ ماخذ: (۱) آیت ۱۱۲، ۱۱۱۔ (۲) آیت ۱۱۸۔
 خلاصہ رکوع: ۱۵:..... اسناد تحلف کے لئے اشاعت تعلیم۔ ماخذ:
 آیت ۱۲۳۔

خلاصہ رکوع: ۱۶:..... طریق جنگ کی تعلیم۔ ماخذ: آیت ۱۲۳۔

سورة يونس:

موضوع سورة:..... دعوت الی القرآن۔ دعوتی تسلیک آیات الکتاب
 الحکیم۔ (سورة یونس کی سب سے پہلی آیت) نتیجہ: واقعہ مایوسی الیک (آیہ،
 سورة یونس کی سب سے آخری آیت) شاہد شاہد وہ چیز ہے جس میں کسی طریقہ سے
 موضوع کا ذکر آجائے۔ (۱) کان للناس عجباً۔ (۲) ان الذین لا یرجون لقاءنا۔

(۴) ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت۔ (۳) جائنهم رسلهم بالبینت۔
 (۵) اذا تسلی علیهم آیاتنا۔ (۶) قل هل من شر کاتکم۔ (۷) وما کان هذا
 القرآن ان یفتی۔ الآیہ۔ (۸) ام یقولون الفتری۔ الآیہ۔ (۹) ومنهم من یؤمن
 به ومنهم من لا یؤمن به۔ (۱۰) یا ایہا الناس قد جاءکم موعظة۔ (۱۱) وما
 تکتون فی شان وما تنلو منه من قرآن۔ (۱۲) الذین امنوا وکانوا یظنون۔
 (۱۳) واول علیهم نباء لوح۔ (۱۴) واغفرنا الذین کذبوا بایاتنا۔ (۱۵) کلم
 بعثنا من بعده رسلا۔ (۱۶) کلم بعثنا من بعدهم موسیٰ۔ الآیہ۔ (۱۷) فان کنت
 فی شک مما انزلنا الیک۔ (۱۸) کولا تکتون من الذین کذبوا۔ (۱۹) کولو
 شاء ربکم۔ (۲۰) قل یا ایہا الناس ان کنتم فی شک۔ (۲۱) قل یا ایہا الناس
 قد جائکم الحق من ربکم۔

خلاصہ رکوع: ۱:..... ہم نے انہیں کتاب حکیم دی، اور احسان یہ کیا کہ انہی
 کے ہم جنس انسان کی معرفت پیغام وحی پہنچایا، یہ احمق بجائے اس کے کہ فائدہ
 انہیں، اس کی تائید کو چاہو کہہ کر اعراض کر رہے ہیں۔ ماخذ: آیت ۲: ۱۰۔
 خلاصہ رکوع: ۲:..... (۱) پیغام الہی کی قبولیت سے تو انکار کرتے ہیں، اور
 جب معیت آتی ہے تو اسی کے دروازے پر آکر ہاتھ پھیلاتے ہیں، معیت ٹل جاتی
 ہے تو پھر نافرمان ہو جاتے ہیں۔ ماخذ: آیت ۱۲۔

خلاصہ رکوع: ۳:..... اے نافرمانو! جس دنیا کی زندگی پر تم مغرور ہووہ ہے
 حقیقت ہے، اس پر مغرور ہو کہ تم پیغامات الہی کے تسلیم کرنے سے اعراض نہ کرو۔
 ماخذ: آیت ۳: ۲۲۔

خلاصہ رکوع: ۴:..... (۱) یہ لوگ خدا تعالیٰ کو خالق، رازق، مدبر مانتے ہیں۔

خلاصہ رکوع: ۱۱:..... (۱) اے لوگو! تمہارے شک کی بنا پر میں اپنا مسک پہننے کے لئے تیار نہیں۔ (۲) جو شخص اس قرآن کو مانے گا خود نفع اٹھائے گا، ورنہ انکار کا وبال اس کے سر عاید کیا جائے گا۔ ماخذ: (۱) آیت: ۱۰۳۔ (۲) آیت: ۱۰۸۔
سورۃ ہود مکیہ:

موضوع سورۃ:..... دعوت الی التوحید۔

خلاصہ رکوع: ۱:..... مقصد منزل کتاب جذبہ توحید کی تکمیل اور سابقہ فروگزاشتوں سے استغفار ہے۔ ماخذ: آیت: ۳، ۴۔

پارہ ۱۲: وما من دابة

خلاصہ رکوع: ۳:..... (۱) منکرین توحید، رحمت الہی کو زوال مصائب کا سبب نہیں سمجھتے بلکہ ایک اتفاقی امر جانتے ہیں۔ (۲) اطاعت کتاب اللہ سے ہی چراتے ہیں، اسے بیکار بنانے کے لئے طرح طرح کے حیلے تراشتے ہیں۔ (۳) یہی ان کے خسران کا باعث ہوگا اور اہل توحید کا مایاب ہوں گے۔ ماخذ: (۱) آیت: ۱۰۔ (۲) آیت: ۱۱، ۱۲۔ (۳) آیت: ۱۱، ۱۲۔

خلاصہ رکوع: ۳:..... تذکیر بایام اللہ، حضرت نوح علیہ السلام توحید کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ ماخذ: آیت: ۲۶۔

خلاصہ رکوع: ۴:..... معاندین توحید بالآخر برباد ہوتے ہیں۔ ماخذ: آیت: ۴۳۔

خلاصہ رکوع: ۵:..... تذکیر بایام اللہ، واقعہ قوم عاد، (۱) انہیں توحید کی طرف

(۲) پھر بھی اس کے احکام کی تعمیل سے ہی چراتے ہیں۔ (۳) اور قرآن پر خود ساختہ ہونے کا الزام لگاتے ہیں۔ ماخذ: (۱) آیت: ۳۱۔ (۲) آیت: ۳۳۔ (۳) آیت: ۳۵۔

خلاصہ رکوع: ۵:..... (۱) اگر تکذیب سے باز نہ آئیں تو ان سے بیزاری کا اعلان کر دیجئے۔ (۲) یہ باطن کے اندھے اور بہرے، قرآن حکیم کو کس طرح سمجھ سکتے ہیں؟ ماخذ: (۱) آیت: ۴۱۔ (۲) آیت: ۴۲، ۴۳۔

خلاصہ رکوع: ۶:..... یہ منکرین معطل و شفا (قرآن) آئندہ ساری دنیا کے خزانے دے کر بھی جان چھڑانے کے لئے تیار ہوں گے۔ ماخذ: آیت: ۵۴، ۵۵۔

خلاصہ رکوع: ۷:..... (۱) ہم آپ کی تلاوت قرآن اور بقیہ اعمال حیات سے پورے واقف ہیں۔ (۲) ایسے اللہ والوں کو بارگاہ الہی کی حاضری میں کوئی خطرہ نہ ہوگا۔ (۳) اور آپ مخالفین کی بدزبانی سے کبیدہ خاطر نہ ہوں۔ ماخذ: (۱) آیت: ۶۱۔ (۲) آیت: ۶۲۔ (۳) آیت: ۶۵۔

خلاصہ رکوع: ۸:..... تذکیر بایام اللہ، دیکھ لیجئے نوح علیہ السلام اور بعد کے انبیاء علیہم السلام سے معاذ رکھنے والے برباد ہو گئے۔ ماخذ: آیت: ۷۱، ۷۲۔

خلاصہ رکوع: ۹:..... تذکیر بایام اللہ، دیکھ لیجئے فرعون اپنے لشکر سمیت موسیٰ علیہ السلام سے معاذ رکھنے کے باعث فرق ہو گیا۔ ماخذ: آیت: ۹۰۔

خلاصہ رکوع: ۱۰:..... (۱) اے حاطین قرآن! اس میں شک مت کرو۔ (۲) اور محض شک کی بنا پر اس کی تکذیب نہ کرو۔ (۳) ورنہ تمہارا بھی وہی حشر ہوگا جو پہلے جھٹلانے والوں کا ہوا۔ ماخذ: (۱) آیت: ۹۴۔ (۲) آیت: ۹۵۔ (۳) آیت: ۱۰۳،

خلاصہ سورۃ:..... جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو بعد استحکاف راحت اور سرفرازی نصیب ہوئی اور ان کے بھائی تادم ہوئے، اسی طرح قریش مکہ بھی فتح مکہ کے روز تادم ہوئے۔

خلاصہ رکوع: ۱..... حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی تعبیر سرفرازی۔ مافذ: آیت ۶، ۴۰۔

خلاصہ رکوع: ۲..... حضرت یوسف علیہ السلام کی علیحدگی کی درخواست، اور ان کا انتقال فی غیابات الحب۔ مافذ: آیت ۱۵، ۱۴، ۱۱۔

خلاصہ رکوع: ۳..... امتحان امانت حضرت یوسف علیہ السلام۔ مافذ: آیت ۲۳۔

خلاصہ رکوع: ۴..... باوجود ثبوت برأت کے یوسف علیہ السلام کو بعض مصارع کی بنا پر انہوں نے جیل خانہ بھیجا۔ مافذ: آیت ۳۵۔

خلاصہ رکوع: ۵..... حضرت یوسف علیہ السلام کی فراست کا چھوٹا امتحان۔ مافذ: آیت ۴۱۔

خلاصہ رکوع: ۶..... حضرت یوسف علیہ السلام کی فراست کا ایک بڑا امتحان۔ مافذ: آیت ۴۵، ۴۴، ۴۳۔

پارہ ۱۳: وما ابرئ

خلاصہ رکوع: ۷..... امتحان امانت و فراست کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کی سرفرازی۔ مافذ: آیت ۵۳۔

خلاصہ رکوع: ۸..... حضرت یوسف علیہ السلام کی سرفرازی کے بعد کنان

دعوت دی جاتی ہے۔ (۲) انکار کے باعث ہلاک ہوتے ہیں۔ مافذ: (۱) آیت ۵۰۔ (۲) آیت ۶۰۔

خلاصہ رکوع: ۶..... تذکیر پیام اللہ (۱) قوم خود نے دعوت توحید کو رد کیا۔ (۲) اور ہلاک ہوئی۔ مافذ: (۱) آیت ۶۱۔ (۲) آیت ۶۷۔

خلاصہ رکوع: ۷..... تذکیر پیام اللہ قوم لوط تعلق باللہ بگاڑنے کے باعث ہلاک ہوئی ہے۔ مافذ: آیت ۸۰، ۸۲۔

خلاصہ رکوع: ۸..... تذکیر پیام اللہ (۱) شعیب علیہ السلام کی دعوت الی التوحید۔ (۲) قوم کا انکار کے باعث ہلاک ہوتا۔ مافذ: (۱) آیت ۸۴۔ (۲) آیت ۹۳۔

خلاصہ رکوع: ۹..... تذکیر پیام اللہ (۱) فرعون کا جرم خلق اللہ کو اللہ تعالیٰ سے توڑنا تھا۔ (۲) اس لئے تابع اور متبع دونوں ملعون ہوئے۔ (۳) تمام برباد شدہ قوموں کا جرم انکار توحید ہی تھا۔ مافذ: (۱) آیت ۹۷۔ (۲) آیت ۹۹۔

(۳) آیت ۱۰۱۔

خلاصہ رکوع: ۱۰..... (۱) آپ کی دعوت پر بھی مخالفین ویسے ہی سراٹھائیں گے۔ (۲) آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شامل رہیں، اسی پر اعتد کریں پھر دیکھیں کیا نتائج نکلتے ہیں۔ مافذ: (۱) آیت ۱۲۲، ۱۲۱۔ (۲) آیت ۱۲۳۔

سورۃ یوسف مکیہ:

موضوع سورۃ:..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مستقبل کے متعلق پیش گوئی۔

گوئی۔

میں قتل کا پڑنا اور پہلی دفعہ ان کے بھائیوں کا مصر میں آنا۔

خلاصہ رکوع: ۹..... حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا دوبارہ آنا اور اپنے حقیقی بھائی کو حکمت عملی سے رکھ لینا۔ ماخذ: آیت: ۶۹، ۷۰۔

خلاصہ رکوع: ۱۰..... حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا تیسری دفعہ آنا اور آپس میں تعارف کرانا۔ ماخذ: آیت: ۹۰، ۸۸۔

خلاصہ رکوع: ۱۱..... بنی اسرائیل کے سارے خاندان کا مصر میں آنا اور بچپن والے خواب کی تعبیر کا انجام پانا۔ ماخذ: آیت: ۹۹، ۱۰۰۔

خلاصہ رکوع: ۱۲..... حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں مقلندوں کے لئے جیش گوئی ہے۔ ماخذ: آیت: ۱۱۱۔

سورة الرعد مکیہ:

عنوان سورة الرعد..... آفتاب نبوت کے طلوع ہونے کے بعد بھی بعض ہستیاں منور نہیں ہوئیں، بلکہ اپنے کفر و فسادات کی غلٹ میں مجبور رہتی ہیں۔

خلاصہ رکوع: ۱..... (۱) نازل شدہ کتاب تو ضروریات کے مطابق تھی، لیکن معاندین اس کے سامنے سے انکار کرتے ہیں۔ (۲) لوگ رب کی تدبیر کا فطرتاً ایک حصہ (مرئی) مانتے ہیں۔ (۳) اور دوسرے سے انکار کرتے ہیں، اس لئے قرآن کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ ماخذ: (۱) آیت: ۱۔ (۲) آیت: ۲، ۳، ۴۔ (۳) آیت: ۵۔

خلاصہ رکوع: ۳..... (۱) علم الہی ان کی ہر حالت پر حاوی ہے۔ (۲) اگر یہ لوگ اصلاح نہیں کرنا چاہتے تو اللہ تعالیٰ بھی ان سے بے پرواہ ہے۔ (۳) لیکن آنکھ نہ چل کر اللہ تعالیٰ سے یہ بھی بھلائی کی امید نہ رکھیں۔ ماخذ: (۱) آیت: ۹، ۸۔

(۲) آیت: ۱۱۔ (۳) آیت: ۱۸۔

خلاصہ رکوع: ۳..... (۱) اس کتاب کو صحیح ماننے اور نہ ماننے والے برابر نہیں ہو سکتے۔ (۲) جس طرح دونوں کے طرز عمل میں فرق ہے، اسی طرح جزائے اعمال میں بھی فرق ہوگا۔ ماخذ: (۱) آیت: ۱۹۔ (۲) آیت: ۲۰، ۲۱، ۲۵۔

خلاصہ رکوع: ۴..... (۱) مخالف کہتے ہیں کوئی ایسی نشانی ظاہر ہوتی جس سے ہمارے دل قرآن پر مطمئن ہو جائے۔ (۲) ایمان والوں کو اس ذکر الہی (قرآن حکیم) سے اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔ (۳) قرآن مجید تو اعلیٰ درجہ کا مؤثر ہے، لیکن تمہارے دل پہاڑ زمین اور مردوں سے بھی زیادہ بے کار ہو چکے ہیں۔ ماخذ: (۱) آیت: ۲۷۔ (۲) آیت: ۲۹۔ (۳) آیت: ۳۱۔

خلاصہ رکوع: ۵..... (۱) آپ سے پہلے بھی نبیوں کا تسخیر اڑایا گیا، ایسے لوگوں کو پہلے اللہ تعالیٰ نے مہلت دی، پھر دنیا میں عذاب پکھایا۔ (۲) اس کے بعد آخرت کے عذاب میں جلا ہو جائیں گے۔ ماخذ: (۱) آیت: ۳۲۔ (۲) آیت: ۳۵۔

خلاصہ رکوع: ۶..... (۱) اگر انہیں آپ کے بیوی بچوں سے شہہ ہو رہا ہے، تو کیا پہلے انبیاء علیہم السلام کے بیوی بچے نہ تھے۔ (۲) بہر حال آپ کا کام پیغام پہنچانا ہے اس کے بعد ہم خود ان سے بحث لیں گے۔ ماخذ: (۱) آیت: ۳۸۔ (۲) آیت: ۴۰۔

سورة ابراہیم:

عنوان عام ساری سورة کا:..... مقصد بعثت انبیاء علیہم السلام۔

خلاصہ رکوع: ۱..... مقصد بعثت محمدی و موسوی ایک ہے۔ ماخذ: آیت: ۱، ۵۔

خاص اہتمام کر رکھا ہے۔ (۲) اسی طرح روحانی غذا کے لئے بھی خاص اہتمام ہے کہ آسمان پر تمہارا کوئی دشمن نہیں پہنچ سکتا۔ مآخذ: (۱) آیت ۱۹۔ (۲) آیت ۱۷۔

خلاصہ رکوع ۳:..... (۱) اگر تم نے قرآن حکیم کی تعلیم نہ پائی (۲) تو فطری کمزوری کے باعث شیطان تمہیں گمراہ کر دے گا۔ (۳) پھر آخرت میں تمہارا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ مآخذ: (۱) آیت ۲۶۔ (۲) آیت ۳۹۔ (۳) آیت ۳۳۔

خلاصہ رکوع ۴:..... اگر تم (پڑھو) تعلیم قرآن (متقی بن گئے) تو پھر ٹھکانا جنت ہوگا۔ مآخذ: آیت ۳۵۔

خلاصہ رکوع ۵:..... تذکیر بایام اللہ، دیکھو لو حق سے اعراض کرنے والوں کا کیا نتیجہ نکلا۔ مآخذ: آیت ۷۳، ۷۸، ۷۹۔

خلاصہ رکوع ۶:..... (۱) تذکیر بایام اللہ۔ (۲) اگر یہ لوگ نہیں مانتے تو ان سے منہ موڑ لو۔ (۳) اور قرآن عظیم کو مضبوط پکڑ لو۔ (۴) ان ٹھکانا کرنے والوں کے شر سے بچانے کے لئے ہم کافی ہیں۔ مآخذ: (۱) آیت ۸۰ تا ۸۳۔ (۲) آیت ۸۵۔ (۳) آیت ۸۷۔ (۴) آیت ۹۵۔

سورة التخل مکیہ:

خلاصہ سورۃ:..... مقصد وحی دعوت الی التوحید ہے۔

خلاصہ رکوع ۱:..... (۱) مقصد وحی دعوت الی التوحید ہے۔ (۲) تذکیر بآلاء اللہ۔ مآخذ: (۱) آیت ۳۔ (۲) آیت ۳ تا ۸۔

خلاصہ رکوع ۲:..... تذکیر بآلاء اللہ کے ذریعہ سے دعوت الی التوحید۔ مآخذ: آیت ۱۰ تا ۱۷۔

خلاصہ رکوع ۳:..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد ایک ہی ہے۔ مآخذ: آیت ۹، ۱۰۔

خلاصہ رکوع ۴:..... مخالفین انبیاء علیہم السلام سے ان کے مقبوضین کی بیزاری۔ مآخذ: آیت ۲۱۔

خلاصہ رکوع ۵:..... مخالفین انبیاء علیہم السلام کا مقتدرائے اعظم اور اس کی قیامت میں بیزاری۔ مآخذ: آیت ۲۴۔

خلاصہ رکوع ۵:..... مقبضین حق کو محسن حقیقی کی اطاعت کی تلقین۔ مآخذ: آیت ۳۱۔

خلاصہ رکوع ۶:..... (۱) اتباع حق میں نمونہ ابراہیمی پیش نظر رہے۔ (۲) اور درس گاہ ابراہیمی سے تعلق رہے۔ مآخذ: (۱) آیت ۳۵۔ (۲) آیت ۷۷۔

خلاصہ رکوع ۷:..... معرشت حق کی قیامت کے دن احساس اور تردید درخواست۔ مآخذ: آیت ۴۴۔

سورة الحج مکیہ:

موضوع سورۃ:..... دعوت کے بعد مخالفین کو مہلت کا ملنا سنت اللہ ہے۔

پارہ ۱۴: ربما

خلاصہ رکوع ۱:..... (۱) پہلی آیتوں کی طرح مخالفین اسلام کی تباہی کی ایک مبعوثین ہیں۔ (۲) ان کی مخالفت سے کیا بکڑ سکتا ہے، ہم اس قرآن کے محافظ ہیں جو اسلام کا ترجمان ہے۔ مآخذ: (۱) آیت ۴۳۔ (۲) آیت ۹۔

خلاصہ رکوع ۲:..... (۱) جس طرح ہم نے تمہاری جسمانی غذا کے لئے

خلاصہ رکوع ۳۰:..... (۱) تمہارا معبود ایک ہے۔ (۲) اس کے ساتھ کسی درست کرنے کے لئے اتباع قرآن ضروری ہے۔ مافذ: (۱) آیت ۲۳۔ (۲) آیت ۲۴۔

خلاصہ رکوع ۳۱:..... (۱) منکرین توحید دنیا میں برباد۔ (۲) اور آخرت میں جہنم رسید ہوں گے۔ (۳) اور اللہ والے قرآن حکیم سے حسن عقیدت رکھتے ہیں، اور اس کی جزائے خیر پائیں گے۔ مافذ: (۱) آیت ۲۶۔ (۲) آیت ۲۹۔ (۳) آیت ۳۰۔

خلاصہ رکوع ۳۲:..... (۱) منکرین توحید کا مسئلہ تقدیر کو آؤ بتانا۔ (۲) اگر مشیت الہی شرک کو جائز رکھتی تو ہر نبی پیغام توحید کیسے لاتا؟ مافذ: (۱) آیت ۳۵۔ (۲) آیت ۳۶۔

خلاصہ رکوع ۳۳:..... (۱) توحید پرستی کے باعث جن لوگوں کو وطن مآلوف چھوڑنے پر مجبور کیا گیا ہے انہیں دنیا اور آخرت میں جزائے خیر ملے گی۔ (۲) تعلق باللہ کی اصلاح کے واسطے قرآن حکیم نازل ہوا۔ مافذ: (۱) آیت ۳۸۔ (۲) آیت ۳۹۔

خلاصہ رکوع ۳۴:..... (۱) تمہارا معبود ایک ہے۔ (۲) وہی تمہارا محسن اور مصیبت میں کام آنے والا ہے۔ (۳) یہ لوگ ایسے بے سمجھ ہیں کہ بجائے اس کی قدر کرنے کے گستاخی کرتے ہیں، اور اس کی طرف محض جھوٹ سے بیٹیاں منسوب کرتے ہیں۔ مافذ: (۱) آیت ۵۱۔ (۲) آیت ۵۳۔ (۳) آیت ۵۴۔

خلاصہ رکوع ۳۵:..... (۱) پہلی امتوں کی طرح ان پر بھی شیطان مسلط ہو چکا ہے۔ (۲) ان تمام اہل باتوں کی اصلاح فقط قرآن حکیم سے ہو سکتی ہے۔ مافذ:

(۱) آیت ۶۳۔ (۲) آیت ۶۴۔

خلاصہ رکوع ۹:..... اس شہ کا ازالہ کہ انسان کی زبان سے کلام الہی کس طرح ظاہر ہو سکتا ہے۔ مافذ: آیت ۶۶۔ ۶۷۔

خلاصہ رکوع ۱۰:..... ضرورت توحید کی اشد۔ مافذ: آیت ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔

خلاصہ رکوع ۱۱:..... (۱) قیامت کے دن ان منکرین کا کوئی عذر نہیں سنا جائے گا۔ (۲) یہ لوگ اپنے شرک و کفر سے اس دن خود بیزار ہوں گے۔ (۳) اگر آپ اپنی اصلاح کرنا چاہیں تو قرآن رہنمائی کے لئے موجود ہے۔ مافذ: (۱) آیت ۸۳۔ (۲) آیت ۸۷۔ (۳) آیت ۸۹۔

خلاصہ رکوع ۱۲:..... قرآن حکیم کا اصلاحی نظام (پروگرام) یہ ہے۔ مافذ: آیت ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔

خلاصہ رکوع ۱۳:..... (۱) بوقت ضرورت نظام نامہ میں جب تبدیلی ہوتی ہے تو بے کجی سے اسے قرآن حکیم کے خود ساختہ ہونے کی دلیل بنالیتے ہیں۔ (۲) یہ غافل قیامت کے دن نقصان اٹھائیں گے۔ مافذ: (۱) آیت ۱۰۱۔ (۲) آیت ۱۰۸۔ ۱۰۹۔

خلاصہ رکوع ۱۴:..... (۱) قیامت کے دن گرفت سے بچنے کے لئے بہتر راہ چکڑا کریں گے، لیکن بداعمالی کی سزا پا کر رہیں گے۔ (۲) ہاں اگر سزا سے بچنا چاہتے ہیں تو اس وقت اپنی اصلاح کر لیں۔ مافذ: (۱) آیت ۱۱۱۔ (۲) آیت ۱۱۹۔

خلاصہ رکوع ۱۵:..... اگر اللہ تعالیٰ کے شرک بندے بننا چاہتے ہیں اور دنیا اور آخرت کی بھلائی کے خواہاں ہیں تو ابراہیم علیہ السلام کا نمونہ اختیار کریں۔ مافذ:

پارہ: ۱۵: سبحان الذی

سورۃ بنی اسرائیل مکیہ:

خلاصہ سورت:..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی باقی ادیان سے نسبت کیا ہے؟ جس طرح آپ امام الانبیاء علیہم السلام ہیں، اسی طرح آپ کا دین امام الادیان ہے۔

خلاصہ رکوع: ۱:..... دعوت حقہ اور اس پر لبیک کہنے کی ضرورت۔ ماخذ: آیت: ۱۰۹۔

خلاصہ رکوع: ۲:..... جس طرف ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں وہ نہار روحانی ہے جس میں بیدار ہو کر اپنی قوتوں کو کام میں لانے کی ضرورت ہے۔ ماخذ: آیت: ۱۲۔

خلاصہ رکوع: ۳:..... تفصیل احکام دعوت حقہ۔ ماخذ: آیت: ۲۲ تا ۳۰۔

خلاصہ رکوع: ۴:..... تفصیل احکام دعوت حقہ۔ ماخذ: آیت: ۳۱ تا ۴۰۔

خلاصہ رکوع: ۵:..... دعوت حقہ پر لبیک کہنے میں جو موانع ہیں، ان کی تردید۔ ماخذ: (۱) آیت: ۲۲۔ (۲) آیت: ۲۵۔ (۳) آیت: ۲۷۔ (۴) آیت: ۲۹۔

خلاصہ رکوع: ۶:..... دعوت حقہ پر لبیک کہنے میں جو موانع ہیں، ان کی تردید۔ ماخذ: آیت: ۵۳، ۵۶۔

خلاصہ رکوع: ۷:..... اگر دعوت حقہ پر لبیک نہ کہی تو گزرگاہ دنیا میں ایک زبردست ڈاکو ہے جو تمہارے متاع ایمان کو سلب کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہے،

لہذا اگر تم نے اس دعوت پر لبیک کہہ کر یہ خطرناک راستہ طے کیا تو متاع ایمان

سلامت لے جاؤ گے۔ ماخذ: آیت: ۶۱ تا ۶۵۔

خلاصہ رکوع: ۸:..... اگر اس دعوت پر لبیک نہ کہی تو جی باطن قائم رہے گا، جس کے نتائج قیصر آخرت میں بھگتے پائیں گے۔ ماخذ: آیت: ۷۲۔

خلاصہ رکوع: ۹:..... اگر مٹی دنیوی اور اخروی سے پکنا چاہے ہو تو ضعیف شفا و رحمت سے جرمہ نوشی کیا کرو۔ ماخذ: آیت: ۸۲۔

خلاصہ رکوع: ۱۰:..... سوالات غیر متعلقہ سے احتراز لازمی ہے۔ ماخذ: آیت: ۸۵، ۹۰ تا ۹۳۔

خلاصہ رکوع: ۱۱:..... غیر متعلقہ سوالات سے احتراز لازمی ہے۔ ماخذ: آیت: ۹۴، ۹۸۔

خلاصہ رکوع: ۱۲:..... دعوت حقہ پر لبیک کہنے والوں کے اوصاف۔ ماخذ: آیت: ۱۰۷ تا ۱۰۹۔

سورۃ الکہف مکیہ:

خلاصہ سورۃ:..... تمہید کے بعد انسان کی چار قسم کی زندگی کی تمثیل ہے، اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ہر شعبہ زندگی میں تعلق باللہ درست ہونے پر اصلی عزت اور پوری راحت نصیب ہوتی ہے۔

اقسام زندگی:..... (۱) ادنیٰ درجہ کا دیندار۔ (مثال) اصحاب کہف۔ رکوع: ۱۔

۴ تک۔

(۲) ادنیٰ درجہ کا دنیا دار۔ (مثال) اصحاب الکھنیز۔ رکوع: ۵ سے ۸ تک۔

(۳) اعلیٰ درجہ کا دیندار۔ (مثال) حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ رکوع: ۹، ۱۰۔

لے سز کرنا۔ (۲) اور ملاقات کے بعد شرائط استفادہ کا طے پانا۔ ماخذ:
(۱) آیت: ۶۰۔ (۲) آیت: ۶۶ تا ۷۰۔

پارہ: ۱۶: قال الم

خلاصہ رکوع: ۱۰۔ (۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تین مرتبہ شرائط تکذ کو
توڑا۔ (۲) اور چدرہ کر دیے گئے۔ ماخذ: (۱) آیت: ۷۱، ۷۲، ۷۳۔ (۲) آیت: ۷۸۔
خلاصہ رکوع: ۱۱۔ (۱) ذوالقرنین کے پاس ہر طرح کا دنیاوی ساز و
سامان موجود تھا۔ (۲) لیکن اس کے باوجود باغی اور طاعنی نہیں تھا، اس لئے اس کا ذکر
خیر قرآن میں آیا۔ ماخذ: (۱) آیت: ۸۳، ۸۵۔ (۲) آیت: ۹۸۔
خلاصہ رکوع: ۱۲۔ (۱) مشرک کی سزا جہنم ہے۔ (۲) اور اس کے سارے
اعمال رائیگاں ہوں گے۔ ماخذ: (۱) آیت: ۱۰۳۔ (۲) آیت: ۱۰۵ تا ۱۰۷۔
سورۃ مریم مکیہ:

خلاصہ سورہ: خیالات فاسدہ متعلقہ عیسیٰ علیہ السلام کی اصلاح۔
خلاصہ رکوع: ۱۔ ذکر پیدائش یحییٰ علیہ السلام جو معتاد قانون کے خلاف
ہوئی تھی۔ ماخذ: آیت: ۷۔

خلاصہ رکوع: ۲۔ (۱) واقعہ ولادت عیسیٰ علیہ السلام۔ (۲) اور خلاصہ تعلیم
عیسیٰ علیہ السلام۔ ماخذ: (۱) آیت: ۱۲، ۱۴۔ (۲) آیت: ۳۰، ۳۲۔
خلاصہ رکوع: ۳۔ بعض انبیاء علیہم السلام کی خصوصیات مختصہ کا ذکر۔ ماخذ:
آیت: ۴۱، ۵۰۔

خلاصہ رکوع: ۴۔ بعض انبیاء علیہم السلام کی خصوصیات مختصہ کا ذکر۔ ماخذ:

(۴) اعلیٰ درجہ کا دنیا دار۔ (مثال) ذوالقرنین۔ رکوع: ۱۱، ۱۲۔
خلاصہ رکوع: ۱۔ (۱) تمہید۔ (۲) اصحاب الکہف کا کہف میں بچپنا۔
(۳) اور اٹھنا۔ ماخذ: (۱) آیت: ۱۰۔ (۲) آیت: ۱۰۔ (۳) آیت: ۱۳۔
خلاصہ رکوع: ۲۔ اصحاب کہف کے چھپنے کا سبب توحید پرستی تھی۔ ماخذ:
آیت: ۱۶۔
خلاصہ رکوع: ۳۔ (۱) اٹھنے کے بعد ایک کو خرید طعام کے لئے بھیجنا۔
(۲) لوگوں کا اطلاع پانا کہ اس پر قیاس کر کے قیامت کے قائل ہوں۔ ماخذ:
(۱) آیت: ۱۹۔ (۲) آیت: ۲۱۔
خلاصہ رکوع: ۴۔ غار میں سو کر اٹھنے کی میعاد تین سو نو سال تھی۔ ماخذ:
آیت: ۲۵۔

خلاصہ رکوع: ۵۔ (۱) ایک توحید پرست کا دو باغوں والے مشرک ساتھی
کو تبلیغ کرنا۔ (۲) بارغ کی چابی کے بعد مشرک کی ندامت۔ ماخذ: (۱) آیت: ۳۷،
۳۸۔ (۲) آیت: ۴۳۔

خلاصہ رکوع: ۶۔ تیرہ مضمون سابق اعمال صالحہ کے مقابلہ میں متاع دنیا
کی بے وقعتی۔ ماخذ: آیت: ۳۵، ۳۶۔

خلاصہ رکوع: ۷۔ تعلق باللہ توڑنے والے مشرک اپنے دشمن شیطان کے
ساتھ رشتہ جوڑ رہے ہیں۔ ماخذ: آیت: ۵۰۔

خلاصہ رکوع: ۸۔ رب کے بلاوے پر بھی جو شخص اس سے تعلق نہ
جوڑے اس سے بڑھ کر اور کون بد نصیب ہے۔ ماخذ: آیت: ۷۷۔

خلاصہ رکوع: ۹۔ (۱) موسیٰ علیہ السلام کا خطر علیہ السلام کی ملاقات کے

آیت: ۵۶، ۵۳، ۵۱۔

خلاصہ رکوع: ۵..... اثناء فی الشکر یم الحجازۃ کے نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔

ماخذ: آیت: ۸۱، ۶۶۔

خلاصہ رکوع: ۶..... ذکر تہجد سورۃ مریم۔ ماخذ: آیت: ۸۸، ۹۱۔

سورۃ طہ مکہ:

عنوان سورۃ..... دعوت الی التوحید۔

خلاصہ رکوع: ۱..... رحمن کی رحمت کا یہ تقاضا ہے کہ انسان کی رہنمائی کے

لئے ہدایت بھیجی جائیں، لیکن مستفید فطرت سلیمہ والے ہی ہوں گے۔ ماخذ: آیت: ۳۔

۵۲۔

خلاصہ رکوع: ۲..... ہارون علیہ السلام کی نبوت کے لئے موسیٰ علیہ السلام کی

سفارش مع ذکر احسانات موسیٰ علیہ السلام۔ ماخذ: آیت: ۳۴، ۳۵، ۳۶۔

خلاصہ رکوع: ۳..... (۱) مموغ الفطرت والوں کا تسلیم حق سے انکار کرنا۔

(۲) اور سلیم الفطرت والوں کا تسلیم حق کرنا۔ ماخذ: (۱) آیت: ۵۶۔ (۲) آیت: ۷۰۔

خلاصہ رکوع: ۴..... اتمام حجت کے بعد موسیٰ علیہ السلام کا مصر سے خروج

اور معاندین حق کا ان کے پیچھے پڑ کر تباہ ہونا۔ ماخذ: آیت: ۷۷، ۷۸۔

خلاصہ رکوع: ۵..... (۱) ہارون علیہ السلام کا بنی اسرائیل کی اصلاح سے

عاجز آجانا۔ (۲) اور موسیٰ علیہ السلام کے آنے سے اصلاح ہونا۔ ماخذ:

(۱) آیت: ۹۱۔ (۲) آیت: ۹۷۔

خلاصہ رکوع: ۶..... معرضین حق کے لئے شفاعت نہیں ہوگی۔ ماخذ:

آیت: ۱۰۹۔

خلاصہ رکوع: ۷..... (۱) واقعہ عصیان آدم علیہ السلام۔ (۲) اور عصیان کے

ازالہ کے لئے تذکیر کی ضرورت ہے۔ (۳) اور اعراض ذکر سے غمی کا باقی رہنا۔ ماخذ:

(۱) آیت: ۱۲۱۔ (۲) آیت: ۱۲۳۔ (۳) آیت: ۱۲۵۔

خلاصہ رکوع: ۸..... تحقیق صبر اور تعلق باللہ کی درستی کے لئے شب و روز سعی

جاری رہے۔ ماخذ: آیت: ۱۳۰۔

پارہ ۷: اقرب

سورۃ الانبیاء مکہ:

موضوع سورۃ..... دعوت الی الذکر، اور انبیاء علیہم السلام کا آقا فی نفسی

مصائب میں بامداد اٹنی نجات پانا۔

خلاصہ رکوع: ۱..... دعوت الی الذکر۔ ماخذ: آیت: ۲۔

خلاصہ رکوع: ۲..... تذکیر بایام اللہ۔ ماخذ: آیت: ۱۵، ۱۶۔

خلاصہ رکوع: ۳..... (۱) تذکیر بآلاء اللہ۔ (۲) اور اخیر میں تذکیر بما بعد

الموت۔ ماخذ: (۱) آیت: ۳۱، ۳۲۔ (۲) آیت: ۳۵۔

خلاصہ رکوع: ۴..... تذکیر بما بعد الموت۔ ماخذ: آیت: ۷۷۔

خلاصہ رکوع: ۵..... (۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ (۲) اور لوط علیہ السلام

کا مصائب آفاقی سے نجات پانا۔ ماخذ: (۱) آیت: ۶۹، ۷۰۔ (۲) آیت: ۷۶، ۷۷۔

خلاصہ رکوع: ۶..... متعدد انبیاء علیہم السلام کا اپنی اپنی مصیبت سے نجات

پانا۔ ماخذ: آیت: ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶۔

خلاصہ رکوع: ۷:..... جب انبیاء علیہم السلام نے حق کی آواز اٹھائی، تو شیطان نے بھی مقابلے کے لئے ہتھیار سنہالے۔ ماخذ: آیت: ۵۴۔
خلاصہ رکوع: ۸:..... تعلق باللہ درست کرنے والے ضرورت کے وقت ملن و دیار کو غیر یاد نہیں گئے، ان کی ضروریات کا کفیل اللہ تعالیٰ ہوگا۔ ماخذ: آیت: ۵۸۔
خلاصہ رکوع: ۹:..... آٹھویں رکوع کا تہہ ہے، یعنی وسائل رزق اسی نے مہیا فرمائے ہیں۔ ماخذ: آیت: ۶۵۔

خلاصہ رکوع: ۱۰:..... (۱) غیر اللہ سے تعلق جوڑنے والوں کے ضعف کا بیان۔ (۲) اور متعلقین باللہ کی کامیابی کا ذکر۔ ماخذ: (۱) آیت: ۶۳۔ (۲) آیت: ۷۷۔

پارہ: ۱۸: قد افلح

سورة المؤمنون مکیہ:

موضوع سورۃ:..... تعلق باللہ کی درستی پر دنیا اور آخرت کی عزت کا دار و مدار ہے۔

خلاصہ رکوع: ۱:..... (۱) تعلق باللہ درست کرنے والوں کے اوصاف۔ (۲) اور اس تعلق کی ضرورت۔ ماخذ: (۱) آیت: ۱۱ تا ۱۱۔ (۲) آیت: ۱۲ تا ۱۶۔
خلاصہ رکوع: ۲:..... تذکیر بایام اللہ جن لوگوں نے تعلق باللہ درست نہیں کیا، انہیں ذلیل ہونا پڑا۔ ماخذ: آیت: ۲۳ تا ۲۷۔
خلاصہ رکوع: ۳:..... تذکیر بایام اللہ، جن لوگوں نے اپنا تعلق باللہ درست نہیں کیا انہیں رسوا کیا گیا۔ ماخذ: آیت: ۳۱۔

خلاصہ رکوع: ۷:..... (۱) عود الی المقصود یعنی اعلان توحید کا اعادہ۔ (۲) اور توحید پرستوں کا مملکت الہی میں فاتح ہو کر رہنا۔ ماخذ: (۱) آیت: ۱۰۸۔ (۲) آیت: ۱۰۵۔
سورة الحج مدنیہ:

موضوع سورۃ:..... نجات یوم الحجازات تعلق باللہ کی درستی پر موقوف ہے۔
خلاصہ رکوع: ۱:..... جو قادر مطلق انقلابات پریمہ نظام عالم پر قادر ہے وہ سارے نظام کے انقلاب پر بھی قادر ہے۔ ماخذ: آیت: ۶۵، ۶۷۔
خلاصہ رکوع: ۲:..... بعض آدمی تعلق باللہ درست کرنے کے بعد ابتلاء و افتتان کے وقت تعلق توڑ کر بے کس مخلوق کے ساتھ جا کر جوڑتے ہیں۔ ماخذ: آیت: ۱۱۔

خلاصہ رکوع: ۳:..... (۱) تعلق باللہ قائم کرنے والوں کی جزائے خیر کا ذکر۔ (۲) اور درس گاہ توحید سے روکنے والوں کی سزا۔ ماخذ: (۱) آیت: ۲۳۔ (۲) آیت: ۲۵۔

خلاصہ رکوع: ۴:..... تعلق باللہ درست کرنے والے تعظیم شعائر اللہ سے تقویٰ قلبی کا ثبوت دیتے ہیں۔ ماخذ: آیت: ۳۲۔
خلاصہ رکوع: ۵:..... تعلق باللہ درست کرنے والے اپنے طیب مال قربان کر کے اپنے جذبہ صادق کی تصدیق کرتے ہیں۔ ماخذ: آیت: ۳۳، ۳۷۔
خلاصہ رکوع: ۶:..... متعلقین باللہ ہمیشہ امن کے حامی ہیں، لیکن مملکت الہی میں بغاوت پھیلانے والوں کی سرکوبی کے لئے سرکف ہیں۔ ماخذ: آیت: ۳۹۔

خلاصہ رکوع: ۷: نور الہی سے کما حقہ مستفید ہونے والوں کے لئے خلافت ارضی کا وعدہ۔ ماخذ: آیت ۵۵۔

خلاصہ رکوع: ۸: قانون الہی کا غلط استعمال نہ ہونے پائے چونکہ قانون حجاب خوفہ اخلاق کے لئے تھا، اس لئے جہاں بد اخلاقی کا شائبہ نہیں ہے، وہاں حجاب ضروری نہیں ہے۔ جیسے: "الذین لم یسلخوا الحلم منکم" اور "النقواعد من النساء"۔ ماخذ: آیت ۵۸، ۶۰۔

خلاصہ رکوع: ۹: داعی نور الہی کے ساتھ حسن صحبت کی تلقین۔ ماخذ: آیت ۶۲، ۶۳۔

سورة الفرقان مکیہ:

موضوع سورۃ: سورۃ نور دعوت الی النور تھی، اتباع نور الہی میں جو موافق ہیں ان کا دفع سورۃ فرقان میں ہے۔ تالفین نور کو توحید قرآن حکیم اور رسالت میں شک ہے، ان مسائل کے حلق حجابات اتحادیے جائیں گے، اس کے بعد آدمی دو قسم کے ہو جائیں گے۔

خلاصہ رکوع: ۱: اجمال مسائل غلاظہ (۱) توحید۔ (۲) قرآن حکیم۔ (۳) رسالت۔ ماخذ: (۱) آیت ۳۲۔ (۲) آیت ۶۵۔ (۳) آیت ۹۵۔

خلاصہ رکوع: ۲: مسئلہ رسالت۔ ماخذ: آیت ۲۰۔

پارہ ۱۹: وقال الذین

خلاصہ رکوع: ۳: تعظیم مسئلہ قرآن۔ ماخذ: آیت ۳۲۔

خلاصہ رکوع: ۴: بقیہ مسئلہ کتاب اللہ (بضم تنذیر بایام اللہ)۔ ماخذ:

خلاصہ رکوع: ۳: (۱) تمام انبیاء علیہم السلام کا نصب الامین توحید۔

(۲) نتائج تعلیم یکساں اور مقصد تعلق باللہ کی اصلاح۔ ماخذ: (۱) آیت ۵۱، ۵۲۔ (۲) آیت ۵۳۔

خلاصہ رکوع: ۵: تذکیر بآلاء اللہ سے تعلق باللہ کی طرف توجہ۔ ماخذ: آیت ۷۸، ۷۹۔

خلاصہ رکوع: ۶: (۱) تعلق باللہ کوڑنے والوں کا یوم النجازۃ میں احساس (۲) اور طریق فیصلہ۔ ماخذ: (۱) آیت ۱۰۶۔ (۲) آیت ۱۰۳، ۱۰۴۔

سورة النور مدنیہ:

موضوع سورۃ: قانون السداد بد اخلاقی۔

خلاصہ رکوع: ۱: (۱) بد اخلاقی ثابت ہونے کے بعد سزا میں رعایت نہ کی جائے۔ (۲) بد اخلاق کو جماعت شرفاء سے خارج کر دیا جائے۔ (۳) ثبوت جرم میں پوری تحقیق ہو، اگر تہمت لگانے ثبوت نہ دے تو اسے سزا دی جائے۔ ماخذ: (۱) آیت ۳۔ (۲) آیت ۳۔ (۳) آیت ۳۔

خلاصہ رکوع: ۴: واقعہ ایک تمہید قانون حجاب۔ ماخذ: آیت ۱۱۔

خلاصہ رکوع: ۵: بقیہ واقعہ انک جو قانون حجاب کی تمہید ہے۔ ماخذ: آیت ۲۲۔

خلاصہ رکوع: ۶: قانون حجاب۔ ماخذ: آیت ۲۷۔

خلاصہ رکوع: ۷: تمثیل نور الہی۔ ماخذ: آیت ۳۵۔

خلاصہ رکوع: ۸: مدارج استفادہ نور الہی۔ ماخذ: آیت ۳۶، ۳۷۔

خلاصہ رکوع: ۵:..... تصنیف مسئلہ توحید۔ ماخذ: آیت: ۳۵، ۳۷، ۳۸۔

خلاصہ رکوع: ۶:..... اوصاف عباد الرحمن جن کے حجابات رفع ہو گئے ہیں۔

ماخذ: آیت: ۶۳ تا ۷۳۔

سورة الشعراء مکیہ:

موضوع سورة:..... سورة نور کے اخیر میں ذکر نور تھا، سورة فرقان میں مخالفین کے حجاب رفع کئے گئے تھے، سورة شعراء میں یقین نور اور معاندین نور الہی کے ساتھ سلوک الہی صفت عزیز و رحیم ہوگا، یعنی ہمیشہ یقین کے ساتھ صفت رحیم کا سلوک رہا، اور معاندین کے ساتھ صفت عزیز نے سلوک کیا، حاصل یہ ہے کہ اس سورة میں عزیز و رحیم کے مظاہر کا بیان ہوگا۔

خلاصہ رکوع: ۱:..... (۱) مخالفین کے قرآن پر ایمان نہ لانے سے آپ زیادہ مغموم نہ ہوں۔ (۲) اگر ہم چاہیں تو فوراً ان کی گردنیں تم کرا دیں۔ (۳) جس چیز کی یہ تکذیب کرتے ہیں، اس کے متعلق چند قوموں کے واقعات ان کے سامنے آجاتے ہیں۔ ماخذ: (۱) آیت: ۳۔ (۲) آیت: ۴۔ (۳) آیت: ۶۔

خلاصہ رکوع: ۲:..... قصہ موسیٰ علیہ السلام و فرعون، اس سورة میں اہم ساریات کے واقعات بحفاظت ان کے جراثیم کے مذکور ہیں۔ چنانچہ فرعون اپنی خدائی کا دعویدار ہے، اس لئے اس کا قصہ سب سے پہلے آیا ہے۔ ماخذ: آیت: ۱۰۔

خلاصہ رکوع: ۳:..... بقیہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و فرعون۔ ماخذ:

آیت: ۳۳۔

خلاصہ رکوع: ۴:..... بقیہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و فرعون۔ ماخذ:

آیت: ۵۲۔

خلاصہ رکوع: ۵:..... فرعون اپنی خدائی منواتا تھا (جس کا ذکر قصہ ماسبق میں

ہے) ابراہیم علیہ السلام کی قوم مشرک ہے، اور اجرام علویہ کو شریک خدا بناتی ہے۔

ماخذ: آیت: ۷۷۔

خلاصہ رکوع: ۶:..... مظہر صفت عزیز و رحیم دکھانے کے لئے حضرت نوح

علیہ السلام اور ان کی قوم کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے۔ ماخذ: آیت: ۱۰۵۔

خلاصہ رکوع: ۷:..... ہود علیہ السلام اور ان کی قوم عاد کا ذکر (بضمین تذکیر

بایم اللہ)۔ ماخذ: آیت: ۱۲۳، ۱۲۴۔

خلاصہ رکوع: ۸:..... صالح علیہ السلام اور قوم ثمود کا قصہ (یہ قصہ بھی صفت

عزیز و رحیم کا مظہر ہے)۔ ماخذ: آیت: ۱۳۱ تا ۱۵۹۔

خلاصہ رکوع: ۹:..... لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کا واقعہ۔ ماخذ: آیت: ۱۶۰ تا

۱۷۵۔

خلاصہ رکوع: ۱۰:..... حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم کا واقعہ (یہ بھی

صفت عزیز و رحیم کا مظہر ہے)۔ ماخذ: آیت: ۱۷۵ تا ۱۸۰۔

خلاصہ رکوع: ۱۱:..... مخالفین قرآن کو کہا جاتا ہے: اگر تم بھی رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو تسلیم نہیں کرو گے تو تمہارے ساتھ بھی صفت عزیز اسی قسم کا

سلوک کرے گی۔ ماخذ: آیت: ۲۱۶، ۲۱۷۔

موضوع سورۃ:..... معاندین حق پر اتمام حجت ہونے کے بعد عذاب نازل ہوگا، جس طرح مادہ فاسدہ جب تک پک نہ جائے، جراح نثر نہیں لگاتا، اسی طرح مصلح روحانی عذاب کی نثر اس وقت لگائے گا جس وقت مادہ فساد پختہ ہو جائے گا، گویا معاندین کا کفر زہریلے پھوڑے کی طرح ہے، اس عضو کو کاٹ دیا جاتا ہے جس میں وہ پھوڑا ظاہر ہوتا کہ باقی جسم اس کے اثر سے بچ جائے۔ اسی طرح شرک و کفر میں مبتلا ہونے والوں کو ایک مدت تک علاج کرنے کے بعد کاٹ دیا جاتا ہے تاکہ بقیہ ملت کی روحانی زندگی بچ جائے۔

خلاصہ رکوع:..... (۱) معاندین حق پر اتمام حجت ہونے کے بعد عذاب نازل ہوتا ہے۔ (۲) چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے مخالفین کو جب آپ کی صداقت کا یقین ہو گیا (و جحدوا بها، الآیہ) اور پھر بھی اصلاح نہ کی تو تباہ کر دیئے گئے۔
ماخذ: (۱) آیت ۵، ۳۰۔ (۲) آیت ۱۳۰۔

خلاصہ رکوع:..... حضرت سلیمان علیہ السلام یثقیس کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔ ماخذ: آیت ۳۱۔

خلاصہ رکوع:..... (۱) یثقیس نے مشورہ کے بعد ہدیہ بھیجا۔ (۲) سلیمان علیہ السلام نے ہدیہ واپس کیا اور اتمام حجت پر مادہ فاسدہ کے اخراج کی دھمکی دی۔ (۳) دھمکی سے ان کی اصلاح ہو گئی، اور بچ گئے۔ ماخذ: (۱) آیت ۳۲، ۳۵۔ (۲) آیت ۳۷، ۳۸۔ (۳) آیت ۳۳۔

نظامہ رکوع:..... (۱) مصالح علیہ السلام کی قوم مادہ فاسدہ پختے کے بعد تباہ

اولیٰ ہے۔ (۲) علیٰ ہذا القیاس لوہ علیہ السلام کی قوم۔ ماخذ: (۱) آیت ۴۹۔ (۲) آیت ۵۶۔

پارہ: ۲۰: امن خلق

خلاصہ رکوع:..... تذکیر بآلاء اللہ (ما قبل سے ربط کیا، اس درجہ کے منعم کے احسان فراموش کو مذکورۃ الصدر سزاؤں کا ملنا خلاف انصاف ہے، ہرگز نہیں! ماخذ: آیت ۶۰، ۶۲۔

خلاصہ رکوع:..... (۱) معاندین حق کا انکار مجازات۔ (۲) اور اس کی تردید۔ ماخذ: (۱) آیت ۶۷۔ (۲) آیت ۶۹۔

خلاصہ رکوع:..... اعادہ دہمکی (جس دن مادہ فاسدہ کے اخراج کا وقت آئے گا یہ بول نہیں سکیں گے)۔ ماخذ: آیت ۸۵۔

سورۃ القصص مکہ:

موضوع سورۃ:..... اس سورۃ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مستقبل کی پیش گوئی ہے، جس طرح فرعون پر موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل نے فتح پائی، اسی طرح کفار مکہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان فاتح ہوں گے۔

خلاصہ رکوع:..... موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے واقعہ میں مسلمانوں کے لئے پیش گوئی ہے۔ ماخذ: آیت ۳۰۔

خلاصہ رکوع:..... موسیٰ علیہ السلام کا جوان ہونے کے بعد بلا اجازت فرعون مصر سے لگنا (فرعون کے گھر محض تربیت کے لئے رکھے گئے تھے، اب اگر بلا اجازت جاتے تو شاہزادگی کے طور پر سفر کرتے اور مشغور یہ ہے کہ انہیں غلامی کی

خلاصہ رکوع: ۹..... عود الی المصود یعنی تعقی والوں کی چابی اور یکسوں کی سر فرازی اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ ماخذ: آیت: ۸۳، ۸۵۔

سورة العنكبوت مکیہ:

موضوع سورة: سورة عنكبوت سورة قصص کے مضمون کا تہہ ہے، سورة قصص میں اس امت کی کامیابی اور سر فرازی کا جو وعدہ کیا گیا ہے، وہ جہاد اور ہجرت سے پورا ہوگا، چونکہ بنی اسرائیل کے جذبات حریت و غیرت مدت ہائے مدیدہ کی غلامی سے مردہ ہو چکے تھے اس لئے ان کی کامیابی کو اے غیبیہ سے ہوئی، یہاں وہ قصہ نہیں ہے، اس کے بظاہر قوت بازوئے مسلم اور حقیقت میں اعانت الہی سے کامیابی ہوگی۔ خلاصہ رکوع: ۱..... امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کا اقتتان جہاد سے ہوگا۔ ماخذ: آیت: ۶، ۲۔

خلاصہ رکوع: ۳..... تذکیر بایام اللہ اور شروع واقعہ ابراہیم علیہ السلام۔ ماخذ: آیت: ۱۶، ۱۳۔

خلاصہ رکوع: ۳..... تذکیر بایام اللہ، بقیہ واقعہ ابراہیم علیہ السلام، اور لوط علیہ السلام۔ ماخذ: آیت: ۲۸، ۲۲، ۲۱۔

خلاصہ رکوع: ۳..... تذکیر بایام اللہ (بقیہ واقعہ لوط علیہ السلام اس کے بعد شعیب علیہ السلام کا واقعہ اور پھر تیسرو۔ ماخذ: آیت: ۳۱، ۳۲، ۳۱، ۳۰۔

پارہ: ۲۱: اقل ما اوحی

خلاصہ رکوع: ۵..... معاندین حق کی پروا نہ کریں اور تعلق باللہ کو بذریعہ قرآن مضبوط سے اضبط بنالیں۔ ماخذ: آیت: ۳۵۔

زندگی کا احساس ہوتا کہ بنی اسرائیل کی تکالیف کو سمجھیں۔ ماخذ: آیت: ۲۱۔

خلاصہ رکوع: ۳..... موسیٰ علیہ السلام کا شعیب علیہ السلام کی خدمت میں جانا، اور دس سال تک خدمت کرنا، تاکہ جھگڑی کی زندگی کا انہیں پورا احساس ہو۔ ماخذ: آیت: ۲۵، ۲۷۔

خلاصہ رکوع: ۳..... جھگڑی کی دس سالہ زندگی بسر کرنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کا مع الہیہ کے مصر کی طرف جانا اور راستہ میں نبوت کا عطا ہونا۔ ماخذ: آیت: ۲۹، ۳۲۔

خلاصہ رکوع: ۵..... (۱) فرق فرعون کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو تورات ملی، بنی اسرائیل کی طرف موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تو (۲) بنی اسرائیل کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہیں، اور ان پر اتمام حجت ہو رہا ہے۔ ماخذ: (۱) آیت: ۳۳۔ (۲) آیت: ۳۶، ۳۷۔

خلاصہ رکوع: ۶..... (۱) جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی تابعدار ایک جماعت پیدا ہو گئی تھی، اسی طرح اب بھی ہوگا۔ (۲) اور جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو ام القرئی میں بھیج کر تعقی اختیار کرنے والوں کو تباہ کیا گیا تھا، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ام القرئی (مکہ معظمہ) میں بھیجا گیا ہے اور تعقی اختیار کرنے والوں کو تباہ کیا جاوے گا۔ ماخذ: (۱) آیت: ۵۴۔ (۲) آیت: ۵۹۔

خلاصہ رکوع: ۷..... معاندین حق جن جن معبودوں کی عبادت کر رہے ہیں، قیامت کے دن وہ ان سے بیزار ہوں گے۔ ماخذ: آیت: ۲۳۔

خلاصہ رکوع: ۸..... کفار مکہ معظمہ کا گھمنڈ توڑنے کے لئے قارون کی مثال دی جاتی ہے۔ ماخذ: آیت: ۷۶۔

سورة لقمان مکیہ:

موضوع رکوع:..... اس کتاب سے فقط محسنین فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

خلاصہ رکوع: ۱:..... نیکوکاروں کو اس کتاب سے ہدایت، رحمت اور دانشمندی عطا ہو سکتی ہے۔ ماخذ: آیت: ۳۱۔۲۰۔

خلاصہ رکوع: ۲:..... ایک حکیم دانشمند کا طرز عمل دکھایا جاتا ہے (کہ قرآن حکیم کو جو لوگ عملی جامہ پہنائیں گے وہ ایسے ہو جائیں گے)۔ ماخذ: آیت: ۱۳۔

خلاصہ رکوع: ۳:..... تذکیر بآلاء اللہ (جس محسن کے یہ احسانات ہوں کیا اس کے ارشاد کی تعمیل کرنا دانشمندی نہیں؟) ماخذ: آیت: ۲۰، ۲۱۔

خلاصہ رکوع: ۴:..... تذکیر بآلاء اللہ (کیا اس محسن کے احکام کی تعمیل کرنا جس کے یہ احسانات ہوں دانشمندی نہیں؟) ماخذ: آیت: ۳۱۔

سورة السجدة مکیہ:

خلاصہ سورة السجدة:..... دعوت الی الکتاب۔

خلاصہ رکوع: ۱:..... جس قادر مطلق نے مٹی سے مختلف تخلیقات دے کر زمین

و آسمان و بحر و فضاء و انسان بنایا، کیا اس کی ربوبیت کا تقاضا نہیں تھا کہ تہا رہاری روحانی تربیت کے لئے ہدایت بھیجے۔ ماخذ: آیت: ۲، ۳، ۷، ۹۔

خلاصہ رکوع: ۲:..... رب العالمین کی کتاب سے استفادہ کرنے والوں اور ترک استفادہ والوں سے سلوک الہی۔ ماخذ: آیت: ۱۹، ۲۲۔

خلاصہ رکوع: ۳:..... جس طرح موی علیہ السلام کے قہقین کی ایک جماعت پیدا ہو گئی تھی، اسی طرح اب بھی ہوگا۔ ماخذ: آیت: ۲۳، ۲۴۔

خلاصہ رکوع: ۶:..... جہاد فی سبیل اللہ کے لئے اگر ہجرت کی ضرورت پیش آئے تو ہجرت کرنی ہوگی۔ ماخذ: آیت: ۵۶۔

خلاصہ رکوع: ۷:..... اعادہ دعویٰ بطور نتیجہ (یعنی مسلمان جہاد کریں گے، اور جہاد سے کامیابی ہوگی)۔ ماخذ: آیت: ۶۹۔

سورة الروم مکیہ:

موضوع سورة:..... غلبہ اسلام کا اعلان، اس کے بعد دلائل غلبہ اور اصول غلبہ بتلائے جائیں گے۔

خلاصہ رکوع: ۱:..... اعلان غلبہ اسلام۔ ماخذ: آیت: ۴۰ (جس دن رویوں کو فتح ایرانوں پر ہوگی، اسی دن مسلمانوں کو جنگ بدر میں کفار کے پر فتح ہوگی)۔

خلاصہ رکوع: ۲:..... دلائل غلبہ۔ ماخذ: آیت: ۱۱، ۱۹۔

خلاصہ رکوع: ۳:..... دلائل غلبہ۔ ماخذ: آیت: ۲۰، ۲۷۔

خلاصہ رکوع: ۴:..... اصول غلبہ اور وہ آٹھ ہیں، جن کی تفصیل اس رکوع میں

آئے گی۔ ماخذ: آیت: ۳۰، ۳۸۔

خلاصہ رکوع: ۵:..... موجب فساد بر و بحر و آسمانی مخلوقات ہے، لہذا مسلمان جب غلبہ پائیں گے تو اسے منائیں گے۔ ماخذ: آیت: ۴۱۔

خلاصہ رکوع: ۶:..... وہ قادر مطلق جس کے قبضہ میں ضعف اور قوت کی باگیں ہیں، وہ اس خدا پرست کمزور جماعت کو طاقتور اور دشمنان خدا کی طاقت ور جماعت کو کمزور بنا سکتا ہے۔ ماخذ: آیت: ۵۳۔

سورة الاحزاب مکیہ:

موضوع سورة..... آپ اپنے فرض مٹھی کے ادا کرنے میں کفار اور منافقین کی پروا نہ کریں، بلکہ اقارب بھی اداے فرض میں حارج نہ ہونے پائیں۔

خلاصہ رکوع ۱:..... اجمال مسائل ثنائیہ۔ ماخذ: آیت: ۳۲-۱ (۲) وما جعل اللہ سے امہاتکم تک۔ (۳) وما جعل ادعیاتکم سے غفورا رحیما تک۔ (۴) آیت: ۶۔ (۵) ازواجہ امہاتہم۔ (۶) واولوا الارحام سے فی الکتاب مسطورا تک۔ (۷) آیت: ۷۔ (۸) آیت: ۸۔

خلاصہ رکوع ۲:..... تفصیل اجمال خبر: ۱۔ (ملاحظہ ہو پہلا رکوع)۔ ماخذ: آیت: ۲۰ تا ۲۹۔

نوٹ:..... دوسرے اور تیسرے رکوع میں ثابت کیا جائے گا کہ آپ نے کفار اور منافقین کی پروا نہیں کی۔

خلاصہ رکوع ۳:..... تفصیل اجمال اول۔ ماخذ: آیت: ۳۱۔

پارہ ۲۲: ومن یقنت

خلاصہ رکوع ۴:..... تفصیل اجمال دوم یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دل نہیں ہیں کہ ایک سے اللہ تعالیٰ کو راضی کریں، اور دوسرے سے ازواج کو راضی رکھیں۔ ماخذ: آیت: ۲۸۔

خلاصہ رکوع ۵:..... تفصیل اجمال سوم (چونکہ ادویا (حقیقی) حقیقی بیٹے نہیں ہوتے، اس لئے ان کی ازواج کے ساتھ نکاح کی اجازت ہے)۔ ماخذ: آیت: ۳۷۔

خلاصہ رکوع ۶:..... تفصیل اجمال چہارم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنین

کے مفاد کو ان کے نفسوں سے زیادہ سمجھتے ہیں)۔ ماخذ: آیت: ۳۵، ۳۶۔

جب حضور انور میں یہ صفات پائی جاتی ہیں تو ان کی برکت سے مسلمانوں کے مفاد کو آپ یقیناً زیادہ سمجھتے ہیں۔

خلاصہ رکوع ۷:..... تفصیل اجمال پنجم و ششم (ازواج مطہرات مؤمنین کی روحانی مائیں ہیں، ان کی توقیر و حرمت بمنزلہ والدہ کے ہے، اور ان سے نکاح ابدالاً باء حرام ہے، لیکن تمہاری سہا مائیں نہیں ہیں، اس لئے پردہ انہیں کرنا چاہئے۔ ماخذ: آیت: ۵۳ تا ۵۵۔

خلاصہ رکوع ۸:..... تفصیل اجمال ہفتم (قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام سے سوال ہوگا کہ انہوں نے تبلیغ فرمائی اور کیا نتیجہ برآمد ہوا، اب امت احکام الہی کی پوری قدر کرے تاکہ قیامت کے دن ان کے حق میں بہتر گواہی آپ دے سکیں۔ ماخذ: آیت: ۵۹، ۶۰، ۶۱۔

خلاصہ رکوع ۹:..... تفصیل اجمال ہشتم۔ اے مسلمانو! اپنے نبی کی ایذا و دہی سے بچو، اور اپنے فرض مٹھی کی سبکدوشی کا طریقہ حضور انور سے سیکھو۔ ماخذ: آیت: ۶۹، ۷۰، ۷۱۔

سورة سباء مکیہ:

موضوع سورة:..... تفسیر مسئلہ مجازات۔

خلاصہ رکوع ۱:..... احکام مسئلہ مجازات۔ ماخذ: آیت: ۳۔

خلاصہ رکوع ۲:..... (۱) مگر یہ لوگ شکر گزار نہیں تو واکو علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کی طرح سرفراز کئے جائیں گے، (۲) اور اگر باز نہ آئے تو قوم کی

برابر نہیں ہو سکتے، اسی طرح مستفیدین وحی اور معرضین برابر نہیں ہو سکتے۔ ماخذ: آیت: ۲۲ تا ۲۸۔

خلاصہ رکوع: ۴۰:..... جس طرح ایک پانی سے مختلف الاذواق اور مختلف الالوان اور مختلف الخواص اشیاء پیدا ہوتی ہیں، اسی طرح رحمت الہی کے باب مفتوح ہونے پر قلوب بے مختلف کیفیات ظاہر ہوتی ہیں۔ ماخذ: آیت: ۴۸، ۴۷۔

خلاصہ رکوع: ۵۰:..... ہم نے تمہیں خلیفہ بنا کر رحمت الہی کے باب مفتوح کر دیا ہے، فائدہ اٹھاؤ گے تو بھلا تمہارا ہے، ورنہ نقصان بھی تمہارا ہے۔ ماخذ: آیت: ۳۹۔

سورۃ یونس مکیہ:

موضوع سورۃ:..... مسائل خلاشہ توحید، رسالت، مجازات۔

خلاصہ رکوع: ۱:..... اجمال مسائل خلاشہ۔ ماخذ: (۱) رسالت آیت: ۳۔

(۲) توحید آیت: ۱۱ تا ۱۵۔ (۳) مجازات آیت: ۱۲۔

خلاصہ رکوع: ۳:..... تفصیل مسئلہ رسالت۔ ماخذ: آیت: ۱۳ تا ۳۰۔

پارہ: ۲۳: ومالی

خلاصہ رکوع: ۳:..... تفصیل مسئلہ توحید۔ ماخذ: آیت: ۳۳۔

خلاصہ رکوع: ۴۰:..... تفصیل مسئلہ مجازات۔ ماخذ: آیت: ۵۱۔

خلاصہ رکوع: ۵۰:..... اعادہ مسائل خلاشہ بطور تہیہ۔ ماخذ: (۱) رسالت

آیت: ۷۹، ۷۰۔ (۲) توحید آیت: ۷۱ تا ۷۷۔ (۳) مجازات آیت: ۸۷ تا ۸۲۔

طرح لغتوں سے محروم ہو سکتے۔ ماخذ: (۱) آیت: ۱۲، ۱۳۔ (۲) آیت: ۱۵ تا ۱۷۔

خلاصہ رکوع: ۳۰:..... اگر خوف مجازات سے تعلق باللہ قائم نہ رکھا تو غیر اللہ کا تعلق شفاعت کے لئے بھی مفید نہ ہوگا۔ ماخذ: آیت: ۲۳، ۲۴۔

خلاصہ رکوع: ۴۰:..... ضال اور مضل ہستیوں کا یوم المجازات میں مجادل۔ ماخذ: آیت: ۳۱، ۳۳۔

خلاصہ رکوع: ۵۰:..... ضال اور مضل نے اپنے ذمہ میں جنہیں معبود بنا رکھا تھا، ان کی طرف سے بیزاری۔ ماخذ: آیت: ۳۰، ۳۱۔

خلاصہ رکوع: ۶۰:..... یوم المجازات کے ہٹانے میں میری ذاتی کوئی غرض نہیں ہے۔ ماخذ: آیت: ۴۷۔

سورۃ فاطر مکیہ:

موضوع سورۃ:..... مجازات سے پہلے جس نصیحت کی ضرورت ہے وہ بذریعہ ارسال رسل ہوگی تاکہ گرفت کے وقت یہ کہنے نہ پائیں کہ ہمیں بلا اطلاع گرفت کی گئی۔

خلاصہ رکوع: ۱:..... اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی خالق نہیں اور گرفت کا وعدہ بھی سچا ہے، لہذا اگر اصلاح کرتا چاہو تو بذریعہ ملائکہ عظام جو تعلیم دی رہی ہے اس پر عمل کرو۔ ماخذ: آیت: ۱، ۳، ۵۔

خلاصہ رکوع: ۲:..... جس طرح کھاری اور مٹھا دریا یکساں نہیں ہو سکتے اسی طرح وحی سے استفادہ کرنے والے اور معرض برابر نہیں ہو سکتے۔ ماخذ: آیت: ۱۲۔

خلاصہ رکوع: ۳:..... نور اور ظلمت، سایہ اور دھوپ، مردہ اور زندہ جس طرح

خلاصہ رکوع: ۵:.....تاریکین اخلاص فی العبادت کے لئے شفاعت کی نئی۔
ماخذ: آیت: ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶۔

خلاصہ رکوع: ۶:.....اخلاص فی العبادۃ والوں کی نجات کا اعلان۔ ماخذ:
آیت: ۵۳، ۵۴، ۶۱، ۶۲۔

خلاصہ رکوع: ۷:.....ترک اخلاص فی العبادۃ کی سزا۔ ماخذ: آیت: ۶۴،
۶۵، ۶۶، ۶۷۔

خلاصہ رکوع: ۸:.....مخلصین اور تاریکین اخلاص کے نتائج اخروی۔ ماخذ:
آیت: ۷۳، ۷۴، ۷۵۔

سورة المؤمن مکیہ:

موضوع سورة:.....خوانیم سوجہ مکیہ ہیں، سب میں دعوت الی القرآن ہے،
البتہ ہر ایک کا عنوان علیحدہ ہے۔ چنانچہ سورة مؤمن کا موضوع مخالفین قرآن مجید کے
لئے انذار ہے۔

خلاصہ رکوع: ۱:.....مخالفین قرآن کے لئے انذار ہے، بضمن تذکیر بایام
اللہ۔ ماخذ: آیت: ۵، ۶۔

خلاصہ رکوع: ۲:.....مخالفین قرآن کے لئے انذار بضمن تذکیر بایام
الموت۔ ماخذ: آیت: ۱۰، ۱۸۔

خلاصہ رکوع: ۳:.....مخالفین قرآن کے لئے انذار بضمن تذکیر بایام اللہ۔
ماخذ: آیت: ۲۱، ۲۲۔

خلاصہ رکوع: ۴:.....مخالفین قرآن کے لئے انذار۔ (۱) بضمن تذکیر بایام

اللہ۔ (۲) دیبا بعد الموت۔ ماخذ: آیت: ۳۰، ۳۱، (۲) آیت: ۳۲۔

خلاصہ رکوع: ۵:.....مخالفین قرآن کے لئے انذار (۱) بضمن تذکیر بایام
الموت وایام اللہ۔ ماخذ: آیت: ۳۳، (۲) آیت: ۳۵، ۳۶۔

خلاصہ رکوع: ۶:.....مخالفین قرآن کے لئے انذار بضمن تذکیر بایام
الموت۔ ماخذ: آیت: ۵۳، ۵۴۔

خلاصہ رکوع: ۷:.....تذکیر بآلاء اللہ یعنی جس خدا تعالیٰ کے احکام کی ممانعت
سے ہم جنہیں ڈراتے ہیں، وہ ان خوبیوں والا ہے۔ ماخذ: آیت: ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴۔

۶۸۔

خلاصہ رکوع: ۸:.....مخالفین قرآن کے لئے انذار بضمن تذکیر بایام
الموت۔ ماخذ: آیت: ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷۔

خلاصہ رکوع: ۹:.....تذکیر بآلاء اللہ وایام اللہ۔ ماخذ: آیت: ۷۹، ۸۲۔
سورة الحم السجدة مکیہ:

موضوع سورة:.....دعوت الی القرآن، رکن اور رحم کی رحمت کے تقاضے
قرآن نازل ہوا ہے۔

خلاصہ رکوع: ۱:.....دعوت الی القرآن اور بضمن قرآن، دعوت الی التوحید
مقصود ہے۔ ماخذ: آیت: ۲، ۳۔

خلاصہ رکوع: ۲:.....دعوت الی القرآن اور مقصود دعوت قرآن دعوت توحید
ہے، بضمن تذکیر (۱) بآلاء اللہ (۲) وایام اللہ۔ ماخذ: آیت: ۹، ۱۳۔

(۲) آیت: ۱۵، ۱۷۔

ہاں ان پر ایمان لانے والوں کو نجات نصیب ہوگی، اور ان کے اوصاف حمیدہ یہ ہیں۔
ماخذ: آیت: ۳۶، ۳۵، ۳۹۔

خلاصہ رکوع: ۵..... دعوت الی القرآن۔ ماخذ: آیت: ۵۴، ۵۱۔

سورة الزخرف مکہ:

موضوع سورة: تمہارے اعراض کی وجہ سے قرآن حکیم زمین سے اٹھایا
نہیں جاسکتا۔

خلاصہ رکوع: ۱..... تمہارے اعراض کی وجہ سے قرآن حکیم زمین سے اٹھایا
نہیں جاسکتا۔ ماخذ: آیت: ۵۴، ۵۱۔

خلاصہ رکوع: ۲..... دعوت الی القرآن۔ ماخذ: آیت: ۲۳۔

خلاصہ رکوع: ۳..... دعوت الی القرآن۔ ماخذ: آیت: ۳۱، ۳۰۔

خلاصہ رکوع: ۴..... دعوت الی القرآن۔ ماخذ: آیت: ۳۳، ۳۲، ۳۴۔

خلاصہ رکوع: ۵..... تذکیر بایام اللہ سے دعوت الی القرآن۔ ماخذ:
آیت: ۳۶، ۳۷۔

خلاصہ رکوع: ۶..... کفار مکہ کے ایک شہ کا جواب۔ قرآن کریم کی تعلیم کا
حاصل سبق توحید ہے، جب عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر خیر قرآن میں آیا تو کفار مکہ نے کہا
کہ نصاریٰ کے معبود کی عزت کرتے ہیں، اور ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتے ہیں،
اس شہ کا جواب ہے۔ ماخذ: آیت: ۵۷۔

خلاصہ رکوع: ۷..... دعوت الی القرآن۔ ماخذ: آیت: ۶۸، ۶۹، ۷۸۔

خلاصہ رکوع: ۸..... دعوت الی القرآن اور مقصود دعوت قرآن دعوت توحید
ہے، مطمئن تذکیر بایام الموت۔ ماخذ: آیت: ۱۹، ۲۰، ۲۳، ۲۵۔

خلاصہ رکوع: ۹..... دعوت الی القرآن اور مقصود دعوت قرآن دعوت توحید
ہے، مطمئن تذکیر بایام الموت۔ ماخذ: آیت: ۲۷، ۲۸۔

خلاصہ رکوع: ۱۰..... دعوت الی القرآن اور مقصود دعوت قرآن دعوت توحید
ہے، مطمئن تذکیر بآلاء اللہ۔ ماخذ: آیت: ۳۳، ۳۷، ۳۹۔

پارہ: ۲۵: الیہ یرد

خلاصہ رکوع: ۶..... دعوت الی القرآن اور مقصود دعوت قرآن دعوت توحید،
مطمئن تذکیر بایام الموت۔ ماخذ: آیت: ۳۷، ۳۸۔

سورة الشوریٰ مکہ:

موضوع سورة: دعوت الی القرآن۔

عنوان خصوصی: آپ کی وحی انبیاء علیہم السلام سابقین کی وحی سے مماثل
ہے، لہذا اس میں انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔

خلاصہ رکوع: ۱..... آپ کی وحی انبیاء علیہم السلام سابقین کی وحی سے مماثل
ہے، لہذا اس میں انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔ ماخذ: آیت: ۳، ۷۔

خلاصہ رکوع: ۲..... دعوت الی القرآن (عنوان خصوصی) آپ کی وحی انبیاء
سابقین علیہم السلام کی مماثل ہے۔ ماخذ: آیت: ۱۱۳، ۱۵۔

خلاصہ رکوع: ۳..... دعوت الی القرآن۔ ماخذ: آیت: ۲۱، ۲۳۔

خلاصہ رکوع: ۴..... آیات الٰہی میں مجادلہ کرنے والوں کی نجات نہیں ہوگی،

خلاصہ رکوع ۳۱: آیات الہی پر استہزاء کرنے والے قیامت کے دن رحمت الہی سے محروم ہوں گے اور دوزخ میں داخل کئے جائیں گے۔ ماخذ: آیت ۳۵، ۳۴۔

پارہ ۵: ۲۶: حَم

سورة الاحقاف مکیہ:

موضوع سورة: دعوت کے بعد مہلت کا ملنا سنت اللہ میں داخل ہے۔
خلاصہ رکوع ۱: ہر چیز کی اصل معین ہے، لہذا کفار کے اعراض پر ان کی تباہی کی بھی ایک مدت معین ہے۔ ماخذ: آیت ۶۰، ۵۹۔
خلاصہ رکوع ۲: اعراض کے بعد مہلت کا ملنا سنت اللہ میں داخل ہے۔
ماخذ: آیت ۲۰۔

خلاصہ رکوع ۳: ذکر قوم عاد بطور تذکیر بایام اللہ (انذار منذر سے انکار کے باعث عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں)۔ ماخذ: آیت ۲۲، ۲۱۔
خلاصہ رکوع ۴: اعراض عن الکتاب کے وقت عذاب الہی سے بچتا ناممکن ہے، الہیت مہلت سنت اللہ میں داخل ہے۔ ماخذ: آیت ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۳۵۔
سورة محمد مدنیہ:

موضوع سورة: تقابل الاسلام بالکفر والفاق۔
خلاصہ رکوع ۱: تقابل الاسلام بالکفر۔ ماخذ: کفر، آیت ۱۸، ۱۷، ۱۱۔
ماخذ: اسلام، آیت ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۱۔

سورة الدخان مکیہ:

موضوع سورة: دعوت الی القرآن کتاب مبین کا نزول لیلہ مبارکہ میں ہوا ہے، اور لیلہ مبارکہ میں ہر امر حکیم کا فیصلہ ہوتا ہے، اگر اس قرآن کا اتباع نہیں کرو گے تو دنیاوی ذلت اور اخروی عذاب سے بچ نہیں سکو گے۔
خلاصہ رکوع ۱: تذکیر بایام اللہ احکام الہی سے اعراض کے باعث فرعون کا دنیوی عذاب میں مبتلا ہونا۔ ماخذ: آیت ۱۷، ۱۶۔
خلاصہ رکوع ۲: تذکیر بایام اللہ احکام الہی کی مخالفت سے قوم تبع کی تباہی۔ ماخذ: آیت ۳۷۔
خلاصہ رکوع ۳: احکام الہی سے انکار کرنے والوں کے لئے عذاب اخروی کا اعلان۔ ماخذ: آیت ۴۳، ۴۲۔

سورة الجاثیہ مکیہ:

موضوع سورة: دعوت الی القرآن۔
تفصیل موضوع: اتباع کتاب اللہ میں عزت محدود ہے۔
خلاصہ رکوع ۱: ترک اتباع کتاب اللہ سے ذلت لازمی ہے۔ ماخذ: آیت ۱۱۔

خلاصہ رکوع ۲: جو شریعت (پذیر لیلہ قرآن) آپ کو ملی ہے، آپ اسی کا اتباع کریں، ان کفار کی خواہشات کا لحاظ نہ کریں۔ ماخذ: آیت ۱۸۔
خلاصہ رکوع ۳: ترک اتباع کتاب اللہ سے فطرت سلیمہ سلب ہو جاتی ہے۔ ماخذ: آیت ۲۳۔

سورة الحجرات مدنیہ:

موضوع سورة:..... مسلمانوں کے آپس میں تعلقات کا دستور العمل
(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب سکھایا گیا ہے، اس سے استنباطاً آداب امیر
نکالے جائیں گے، واللہ اعلم!
پہلا ادب:..... آپ کی مجلس میں ادب سے خاموش بیٹھو، بات کرنے میں
چش قدی نہ کرو۔

دوسرا ادب:..... آپ کے سامنے بات کرتے وقت بلند آواز نہ نکالو۔
تیسرا ادب:..... اور ہلاتے وقت اس طرح مت جاؤ جس طرح آپس میں
ایک دوسرے کو بے تکلفی سے جلاتے ہو۔

خلاصہ رکوع: ۱:..... (۱) امیر کے ساتھ تعلقات کیسے ہوں۔ (۲) مرکز سے
دور افتادہ بھائیوں کے ساتھ تعلقات کیسے ہوں۔ (۳) مرکز میں رہنے والوں کے
ساتھ تعلقات کس طرح ہوں، اور گھر جائیں تو ان کی اصلاح کیسے ہو۔ ماخذ:
(۱) آیت: ۵ تا ۱۱۔ (۲) آیت: ۸ تا ۱۰۔ (۳) آیت: ۱۰ و ۹۔

خلاصہ رکوع: ۲:..... آپس میں طرز معاشرت ایسا اختیار کریں کہ تعلقات
میں کشیدگی ہونے نہ پائے۔ ماخذ: آیت: ۱۲ و ۱۱۔

سورة قی مکہ:

موضوع سورة:..... اثبات ہجرات (۱) قرآن مجید کو یہ ہے کہ آپ مرسل من
اللہ ہیں۔ (۲) کفار آپ کی رسالت کو تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔
خلاصہ رکوع: ۱:..... (۱) مگر یہ لوگ قرآن حکیم میں غور کرتے تو انہیں مسئلہ

خلاصہ رکوع: ۲:..... تقابل الاسلام بالکفر۔ ماخذ: کفر، آیت: ۱۲، ۱۳، ۱۵، ۱۶۔
اسلام، آیت: ۱۳، ۱۵، ۱۷۔

خلاصہ رکوع: ۳:..... تقابل الاسلام بالکفر والفاق۔ ماخذ: کفر، آیت: ۲۰۔
اسلام، آیت: ۲۰۔

خلاصہ رکوع: ۴:..... تقابل الاسلام بالکفر والفاق۔ ماخذ: کفر، آیت: ۳۳۔
اسلام، آیت: ۳۵۔

سورة الفتح مدنیہ:

موضوع سورة:..... بشارت فتح اسلام مع شرائط فتح (۱) صلح حدیبیہ فتح مبین
ہے، کیونکہ کفار مکہ صلح میں مقید ہو چکے جس کے شرائط وہ نباہ نہیں سکیں گے، بالآخر فتح
معاہدہ کے باعث جنگ ہوگی جس میں فتح مکہ ہوگی۔

خلاصہ رکوع: ۱:..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرفرازی میں (۱) مواہید
اربعہ کا ذکر (۲) اور منافقین و مشرکین پر غلبہ و نصرت الہی اور داخلہ جہنم کی پیش گوئی۔
ماخذ: (۱) آیت: ۲۔ (۲) آیت: ۶۔

خلاصہ رکوع: ۲:..... (۱) ظفیرین (۲) اور عاجزوں کا ذکر۔ ماخذ:
(۱) آیت: ۱۲، ۱۱۔ (۲) آیت: ۱۷۔

خلاصہ رکوع: ۳:..... نتائج بیعت علی الموت۔ ماخذ: آیت: ۱۸، ۱۹۔
خلاصہ رکوع: ۴:..... (۱) اسلام کی سرفرازی کا اعلان عام۔ (۲) یقین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ذریعہ اصول کی تلقین کہ ہمیشہ اشداء علی الکفار
وحماء بینہم رہیں۔ ماخذ: (۱) آیت: ۲۸۔ (۲) آیت: ۲۹۔

سورة الطور مکیہ:

موضوع سورة:..... ہدایا کی سزا یعنی ہے۔

خلاصہ رکوع:..... معاندین حق پر عذاب آنے والا ہے۔ مآخذ: آیت: ۷۔

۱۶، ۱۳، ۱۱

خلاصہ رکوع:..... آپ تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھیں، کیا آپ کا ارشاد نہ

ماننے میں انہیں مندرجہ ذیل امور مانع ہیں۔ مآخذ: (۱) آیت: ۲۹۔ (۲) آیت: ۳۰۔

۳۲، ۳۵، ۳۳

سورة النجم مکیہ:

موضوع سورة:..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وحی الہی ہیں،

اور تمہارے معتقدات ظنِ تخمین پر مبنی ہے۔

خلاصہ رکوع:..... ارشادات نبویہ وحی الہی ہیں۔ اور تمہارے معتقدات

غلیات تھیں۔ مآخذ: آیت: ۴، ۵، ۱۰، ۱۱، ۲۳۔

خلاصہ رکوع:..... ان کے معتقدات غلطی ہیں، آپ ان کی پراہ نہ کریں۔

مآخذ: آیت: ۲۵، ۲۸، ۲۹۔

خلاصہ رکوع:..... (۱) کیا انہیں علم نہیں ہے کہ ہر شخص اپنے اعمال کی جزا

پائے گا۔ (۲) اور جزا اللہ تعالیٰ ہی عطا فرمائے گا، چنانچہ اس نے عاد، ثمود، قوم نوح

وغیرہ کو (۳) شامت اعمال کے باعث تباہ کیا۔ مآخذ: (۱) آیت: ۴۱۔

(۲) آیت: ۴۲۔ (۳) آیت: ۵۰ تا ۵۴۔

رسالت میں شک نہ رہتا۔ (۲) دراصل انکار کا باعث انکار مجازات ہے، اگر اہم سابقہ کی تباہی میں غور کرتے تو (۳) معلوم ہو جاتا کہ ان کی تباہی کا موجب بخذیب رسل ہی تھا۔ مآخذ: (۱) آیت: ۱۔ (۲) آیت: ۳۔ (۳) آیت: ۱۳، ۱۴۔

خلاصہ رکوع:..... یہ تو مجازات کے منکر ہیں (۱) اور ہماری طرف سے ہر لمحہ مجازات کی تیاری ہو رہی ہے (۲) اس دن شامل اور مفضل ایک دوسرے کے سر تھوڑیں گے لیکن یہ خاصیت بیکار ہوگی۔ مآخذ: (۱) آیت: ۱۸۔ (۲) آیت: ۲۳ تا ۲۸۔

خلاصہ رکوع:..... اس عذاب (۱) سے بچنے کے لئے ادب و اتاعت الی اللہ کی ضرورت ہے۔ اگر یہ لوگ باز نہ آئیں تو آپ (۲) اپنا تعلق باللہ شب و روز مضبوط سے مضبوط بناتے رہیں، اور نقشہ (۳) لبوں کی تربیت فرمائیں۔ مآخذ: (۱) آیت: ۳۱ تا ۳۳۔ (۲) آیت: ۳۹، ۴۰۔ (۳) آیت: ۴۵۔

سورة الذاریت مکیہ:

موضوع سورة:..... جزاء اعمال یعنی ہے۔

خلاصہ رکوع:..... مجازات یقیناً ہونے والی ہے۔ مآخذ: آیت: ۵، ۶، ۱۳، ۱۵، ۲۳۔

خلاصہ رکوع:..... جزاء اعمال یعنی ہے۔ مآخذ: آیت: ۳۳، ۳۸، ۴۰، ۴۱، ۴۲ تا ۴۴، ۴۶۔

پارہ: ۲۷: قال فما خطبکم

خلاصہ رکوع:..... (۱) جزاء اعمال یعنی ہے۔ (۲) جن اور انسان کی

پیدائش کی غرض۔ مآخذ: (۱) آیت: ۳۹۔ (۲) آیت: ۵۶۔

سورة القمر مکیہ:

موضوع سورة:..... رفع استبعاد قیامت (قیامت نظام عالم کی برہمی کا نام ہے۔ نظام عالم میں سے ایک بڑے رکن کی بھگت اس امر پر دال ہے کہ بقیہ ارکان میں بھی یونہی اختلال واقع ہو سکتا ہے)۔

خلاصہ رکوع: ۱:..... (۱) رفع استبعاد قیامت (۲) تذکیر بایام اللہ۔ ماخذ: (۱) آیت: ۱-۲ (۲) آیت: ۱۸-۱۹

خلاصہ رکوع: ۲:..... تذکیر بایام اللہ۔ ماخذ: آیت: ۲۳-۲۴، ۳۱-۳۲، ۳۷-۳۸

خلاصہ رکوع: ۳:..... تذکیر بایام اللہ۔ ماخذ: آیت: ۴۱-۴۲

سورة الرحمن مدنیہ:

موضوع سورة:..... کفار نے کہا تھا: "ما الرحمن" اس اعتراض کا جواب واللہ اعلم!

خلاصہ رکوع: ۱:..... تذکیر بآلاء اللہ۔ ماخذ: آیت: ۲۴، ۳۰، ۳۱، ۷۱، ۷۲

خلاصہ رکوع: ۲:..... (۱) ہر چیز پر فنا طاری ہونے والی ہے، جس مشعم نے تم پر یہ احسان کئے ہیں، وہ حساب لے گا، نعمتوں کو بیٹھا (۳) صرف کرنے والوں سے یہ سلوک ہوگا۔ ماخذ: (۱) آیت: ۲۴-۲۵ (۲) آیت: ۳۱-۳۲ (۳) آیت: ۴۱-۴۲

خلاصہ رکوع: ۳:..... خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو برہل صرف کرنے والوں سے سلوک الہی۔ ماخذ: آیت: ۴۳، ۴۴

سورة الواقعة مکیہ:

موضوع سورة:..... قیامت میں انسانوں کی تین قسمیں ہوں گی۔ دو ناجی،

ایک ہالک۔

خلاصہ رکوع: ۱:..... (۱) جمال اقسام ثلاثہ۔ (۲) دو ناجی قسموں کی نعمتوں کا ذکر۔ ماخذ: (۱) آیت: ۱۱-۱۲ (۲) آیت: ۱۳-۱۴

خلاصہ رکوع: ۲:..... (۱) اصحاب ایشمال کے سلوک کا ذکر۔ (۲) اور رفع استبعاد بحث ثانیہ۔ ماخذ: (۱) آیت: ۴۱-۴۲ (۲) آیت: ۴۳-۴۴

خلاصہ رکوع: ۳:..... اقسام ثلاثہ کے سلوک کا اعادہ بطور تنبیہ۔ ماخذ: آیت: ۴۵-۴۶

سورة الحديد مدنیہ:

موضوع سورة:..... طریق حصول سلطنت۔

خلاصہ رکوع: ۱:..... (۱) اگر عزت اور غلبہ پانا چاہتے ہو تو فنا فی ارادہ اللہ ہونا (۲) اور اتفاق فی سبیل اللہ کرنا سیکھو۔ ماخذ: (۱) آیت: ۲۱-۲۲ (۲) آیت: ۱۰-۱۱

خلاصہ رکوع: ۲:..... (۱) اتفاق سے دنیا میں ترقی ایمان اور آخرت میں نور حاصل ہوگا۔ (۲) اور ترک اتفاق سے دنیا میں فساد اور آخرت میں نور سلب ہوگا۔ ماخذ: (۱) آیت: ۱۲-۱۳ (۲) آیت: ۱۴-۱۵

خلاصہ رکوع: ۳:..... ترک اتفاق فی سبیل اللہ سے تقاضا و تکاثر فی الاسواق والاولاد وغیرہ امراض پیدا ہوں گے۔ ماخذ: آیت: ۲۰-۲۱

خلاصہ رکوع: ۴:..... خلق اللہ پر رافت و رحمت پیش نظر رہے، اور منزل من اللہ قانون میں اختلاط بدعت نہ ہونے پائے۔ ماخذ: آیت: ۲۷-۲۸

میں دیا جائے گا، اللہ تعالیٰ کو اس کی ضرورت نہیں مسلمانوں کو ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ ہر ضرورت سے پاک ہے۔

خلاصہ رکوع: ۱:..... (۱) مسلمانوں کی سلطنت کی ابتداء کس طرح ہوئی۔
(۲) اور اسباب بتایا ہیں۔ ماخذ: (۱) آیت: ۳۰۔ (۲) آیت: ۷ تا ۱۰۔

خلاصہ رکوع: ۲:..... (۱) غنائے سلطنت کے اسباب آیت: ۱۱۔ (۱) تفصیل یہ ہے کہ جس وقت کسی قوم میں منافق پیدا ہو جائیں جو بظاہر اپنی قوم میں ملے رہیں، اور درپردہ اپنی قوم کے دشمنوں سے ساز باز رکھیں، اور بجائے اپنی قوم کے دشمنوں کی خیر خواہی میں منہمک رہیں، ایسے وقت میں اس قوم کی سلطنت کو زوال آتا ہے، لہذا اس رکوع میں مسلمانوں کو اس نا لائق طبقے کے حالات سے مطلع کیا گیا ہے، تاکہ ان سے بچیں۔

خلاصہ رکوع: ۳:..... (۱) قرآن حکیم پر عامل ہونا اور دنیا میں ذلت اٹھانا ناممکن ہے۔ (۲) شرائط استفادہ من القرآن جب تک اللہ کے متعلق ایک خاص حق عقیدت دل میں نہ ہو اور اس کی طاقت اور زور کا اعجاز معلوم نہ ہو، اس وقت تک انسان اس کے قانون اور فرامین سے پورا استفادہ حاصل نہیں کر سکتا۔ ماخذ: (۱) آیت: ۲۰۔ (۲) آیت: ۲۱ تا ۲۳۔

سورة الممتحنة مدنیة:

موضوع سورة:..... مقاطعہ عن الکفار۔

خلاصہ رکوع: ۱:..... اسباب مقاطعہ۔ ماخذ: آیت: ۱۔

خلاصہ رکوع: ۲:..... اقسام الکفار (کفار کی دو قسمیں ہیں) ایک کے ساتھ

پارہ: ۲۸: قد سمع اللہ

سورة المجادلة:

موضوع سورة:..... (۱) مسلمانوں کی سیاسی جماعت کے فرائض (۲) اور ان کا دائرہ اختیارات (۳) اور جماعت سیاسی کا انتخاب صدر (۴) اور تعمیل احکام صدارت (۵) اور ان نا اہل لوگوں کا ذکر جو سیاسی جماعت میں داخل ہونے کے قابل نہیں۔

خلاصہ رکوع: ۱:..... اہل حل و عقد کو شکایات سننے کے لئے علیحدہ بیٹھنا جائز ہے۔ ماخذ: آیت: ۱۔

خلاصہ رکوع: ۲:..... (۱) اہل حل و عقد، اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر خیال کریں (۲) اور ان کا دائرہ اختیارات (۳) اس جماعت کا صدر اہل علم ہونا چاہئے۔ (۴) اطاعت صدر۔ ماخذ: (۱) آیت: ۷۔ (۲) آیت: ۹۔ (۳) آیت: ۱۱۔ (۴) آیت: ۱۱۔

خلاصہ رکوع: ۳:..... اعدائے اسلام سے دوستی کرنے والے جماعت شری میں داخل نہیں ہو سکتے۔ ماخذ: آیت: ۱۳، ۱۴، ۱۹۔

سورة الحشر مدنیة:

موضوع سورة:..... اس میں پانچ چیزیں آئیں گی۔ (۱) مسلمانوں کی سلطنت کی ابتداء۔ (۲) اسباب بقاء۔ (۳) اسباب فنا۔ (۴) قرآن پر عامل ہونا اور دنیا میں ذلیل ہو کر رہنا ناممکن ہے۔ (۵) شرائط استفادہ من القرآن۔ جو اس سورت

(۱) صلح ناجاز، اور دوسری کے ساتھ (۲) لڑنا جائز نہیں۔ ماخذ: (۱) آیت ۸۔
(۲) آیت ۹۔

سورة الصف مدنیہ:

موضوع سورة: فرائض سرفروشان (ہر قوم میں تین ہمتیں کارآمد ہوتی ہیں: اہل علم، اہل دولت، سرفروش۔ اگر تینوں اپنے فرائض ادا کریں تو وہ قوم زندہ ہو جاتی ہے، اگر ایک بھی اپنا فرض ادا کرنا چھوڑ دے تو قوم مٹ جاتی ہے، لہذا سورة الصف میں فرائض سرفروشان ہیں، اور سورة الجمعہ میں فرائض اہل علم اور سورة المنافقین میں فرائض اہل دولت آئیں گے۔

خلاصہ رکوع: (۱) عند اللہ سرفروشی کا درجہ۔ (۲) ادا نہ کرنے کی حالت میں سزا۔ (۳) اس فرض کے ادا کرنے کا میدان۔ ماخذ: (۱) آیت ۳۔
(۲) آیت ۵۔ (۳) آیت ۷۔

خلاصہ رکوع: (۱) جزاء احب الاعمال الی اللہ۔ ماخذ: آیت ۱۳، ۱۴۔

سورة الجمعة مدنیہ:

موضوع سورة: فرائض علماء کرام۔

خلاصہ رکوع: (۱) فرائض علمائے کرام۔ (۲) نہ ادا کرنے کی حالت میں سزا۔ (۳) صحیح ادا کرنے کا معیار۔ ماخذ: (۱) آیت ۳۔ (۲) آیت ۵۔
(۳) آیت ۶۔

خلاصہ رکوع: (۱) تبلیغ قرآن کا دن جمعہ ہے، لہذا ہر مسلم کا فرض ہے کہ

اس میں شریک ہو۔ ماخذ: آیت ۹۔

سورة المنافقون مدنیہ:

موضوع سورة: فرائض اہل دولت۔

خلاصہ رکوع: (۱) اہل دولت اگر باوجود وسعت ہونے کے اتفاق فی سبیل اللہ نہ کریں تو ان پر نفاق کا حکم لگتا ہے۔ ماخذ: آیت ۷۔

خلاصہ رکوع: (۲) مسلمانوں کو بیداری کی تلقین تاکہ ان کے اندر مرض نفاق کے اسباب پیدا نہ ہوں۔ ماخذ: آیت ۹، ۱۰۔

سورة التغابن مدنیہ:

موضوع سورة: (۱) آیات انس و آفاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے لئے مجبور کرتی ہیں۔ (۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے قیامت کے دن فوز عظیم حاصل ہوگا۔ (۳) اور ربغ موانع۔

خلاصہ رکوع: (۱) آیات انس و آفاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے لئے مجبور کرتی ہیں، اور آپ کے اتباع سے قیامت کے دن فوز عظیم حاصل ہوگا۔
ماخذ: آیات انس: آیت ۲۔ آیات آفاق: آیت ۵۔ فوز قیامت: آیت ۹۔

خلاصہ رکوع: (۲) اتباع نور مصائب پیش آئیں گے، ایسے وقت میں اتباع سے جی نہ چرایا جائے، ربغ موانع یعنی جو موانع ایمان اور عمل صالح میں پیش آسکتے ہیں۔ ماخذ: آیت ۱۱، ۱۲، ۱۵۔

سورة الطلاق مدنیہ:

موضوع سورة: حقوق العباد میں ترمیم و ختم جائز نہیں۔

خلاصہ رکوع: (۱) مسائل طلاق۔ ماخذ: آیت ۱۔

خلاصہ رکوع ۲۰:..... حقوق العباد میں ترمیم و تخفیف کرنے سے بھی عذاب الہی آتا ہے۔ ماخذ: آیت ۸۔

سورۃ التحریم مدنیہ:

موضوع سورۃ:..... انسان کے فرض منصبی میں کوئی چیز حارج نہیں ہونی چاہئے۔

خلاصہ رکوع ۱:..... (۱) اگر ازواج مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرض منصبی میں حارج ہوں گی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہی طلاق دے دیں گے، (۲) علیٰ ہذا التیاس مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے ساتھ اہل و عیال کو بھی جہنم سے بچائیں کہ انہیں فرض منصبی اسلام میں حارج نہ ہونے دیں۔ ماخذ: (۱) آیت ۵، ۴۔ (۲) آیت ۶۔

خلاصہ رکوع ۳:..... (۱) صحیح رجوع الی اللہ کی جزائے خیر (۲) مقربین الہی کے ساتھ نسبت و نیاوی بغیر اتباع کوئی چیز نہیں ہے۔ ماخذ: (۱) آیت ۸۔ (۲) آیت ۱۰۔

پارہ ۲۹: تبرک الذی

سورۃ الملک:

موضوع سورۃ:..... مخالفین سے کہا جاتا کہ اللہ تعالیٰ کو اس نظام عالم کا بادشاہ مان کر وفاداری کا ثبوت دو۔

خلاصہ رکوع ۱:..... (۱) اللہ تعالیٰ اس سارے جہان کا بادشاہ ہے۔

(۲) کیونکہ اسی نے بنایا ہے۔ (۳) جو اس بادشاہ سے بغاوت کرے گا، جہنم خانہ میں بھیجا جائے گا اور وہ جہنم ہے۔ (۴) اور جو وفاداری کا ثبوت دیں گے وہ مغفرت اور اجر کبیر پائیں گے۔ ماخذ: (۱) آیت ۱۔ (۲) آیت ۲۔ (۳) آیت ۵، ۴۔ (۴) آیت ۶، ۵۔ (۳) آیت ۱۲۔

خلاصہ رکوع ۲:..... (۱) وہ زمین (۲) و آسمان سے گونا گوں عذاب لانے پر قادر ہے (۳) تمہارے لشکر اس کے لشکروں کے مقابلہ میں کام نہیں آسکتے۔ ماخذ: (۱) آیت ۱۲۔ (۲) آیت ۱۷۔ (۳) آیت ۲۰۔

سورۃ القلم مکیہ:

موضوع سورۃ:..... اگر اس دین کو خورساخت سمجھتے ہو تو تمہارے ہاتھ میں قلم ہے، ایسا قرآن لکھ کر لا دو۔

خلاصہ رکوع ۱:..... (۱) آپ پر یہ لوگ الزامات لگاتے ہیں۔ (۲) آپ کو صبر کا بے انتہا اجر ملے گا۔ (۳) آپ ان کی کوئی بات نہ مانیں۔ (۴) یہ لوگ باغ والوں کی طرح بالآخر نقصان اٹھائیں گے۔ ماخذ: (۱) آیت ۲۔ (۲) آیت ۳۔ (۳) آیت ۸۔ (۴) آیت ۱۷۔

خلاصہ رکوع ۲:..... (۱) ہاں (۱) موافق اور (۲) مخالف برابر نہیں ہو سکتے (۲) قرآن پر ایمان لانے میں کیا مندرجہ ذیل رکاوٹیں انہیں پیش آ رہی ہیں۔ ماخذ: (۱) آیت ۳۵، ۳۴۔ (۲) آیت ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳۔

سورۃ الحاقۃ مکیہ:

موضوع سورۃ:..... جزائے اعمال دنیا اور آخرت دونوں یکہ لپٹی ہے۔

سورة الجن مکیہ:

موضوع سورة:..... جس طرح فطرت سلیمہ والے انسان قرآن کے آب حیات کے لئے تشدیب ہیں، اسی طرح سلیم الطبع جن بھی قرآن کریم کے لئے چشم براہ ہیں۔

خلاصہ رکوع ۱:..... (۱) جنوں کا قرآن مجید سن کر فوراً متاثر ہوتا۔ (۲) اور اپنی قوم کو جا کر تبلیغ کرنا۔ ماخذ: (۱) آیت ۱۔ (۲) آیت ۲۱۔

خلاصہ رکوع ۲:..... (۱) مقصد تبلیغ و دعوت الی اللہ ہے۔ (۲) انبیاء علیہم السلام کسی کے نفع و نقصان کے مالک نہیں ہوتے۔ (۳) ان کا کام تبلیغ احکام الہی ہے۔ ماخذ: (۱) آیت ۲۰۔ (۲) آیت ۲۱۔ (۳) آیت ۲۳۔

سورة المزمل مکیہ:

موضوع سورة:..... دستور العمل تبلیغ۔

خلاصہ رکوع ۱:..... (۱) قبل از تبلیغ تبلیغ کی تیاری۔ (۲) تقسیم اوقات تبلیغ۔ (۳) تبلیغ کا تعلق باللہ۔ (۴) تبلیغ کے بعد مخالفین کی برہادی۔ ماخذ: (۱) آیت ۲۔ (۲) آیت ۴، ۵، ۶۔ (۳) آیت ۸۔ (۴) آیت ۱۱۔

خلاصہ رکوع ۲:..... چونکہ آپ کی امت کا دائرہ زیادہ وسیع ہونے والا تھا، اس لئے عبادت میں تخفیف کردی گئی۔ ماخذ: آیت ۲۰۔

سورة المدثر مکیہ:

موضوع سورة:..... آپ خلق اللہ میں تبلیغ حق فرمائیں، اور مخالفین کی برہادی ہمارے سپرد کردیں (یہ مضمون سورة طلق، مزمل اور مدثر میں مشترک ہے)۔

خلاصہ رکوع ۱:..... (۱) شہود (۲) عباد اور (۳) فرعون وغیرہ کو (۴) دنیا میں بھی سزا ملی اور (۵) آخرت میں بھی ملے گی۔ ماخذ: (۱) آیت ۵۔ (۲) آیت ۶۔ (۳) آیت ۹۔ (۴) آیت ۱۹۔ (۵) آیت ۲۵۔

خلاصہ رکوع ۲:..... (۱) یہ قرآن معزز رسول (جبرائیل علیہ السلام) لایا ہے، (۲) اور رب العالمین نے نازل فرمایا ہے۔ (۳) اہلبیت فاکہ فقط متقین اس سے انکاشکتے ہیں۔ ماخذ: (۱) آیت ۳۔ (۲) آیت ۴۔ (۳) آیت ۲۸۔

سورة المعارج مکیہ:

موضوع سورة:..... تشریح یوم المجازات۔

خلاصہ رکوع ۱:..... (۱) تشریح یوم المجازات (۲) اور بہشتیوں کے اوصاف حمیدہ۔ ماخذ: (۱) آیت ۸۔ (۲) آیت ۲۲۔

خلاصہ رکوع ۲:..... منکرین قیامت کو اپنے خوض و لعب میں پھوڑ دیں، قیامت میں حاضر ہو کر سب کچھ خود دیکھ لیں گے۔ ماخذ: آیت ۳۴۔

سورة نوح مکیہ:

موضوع سورة:..... طریقہ تبلیغ انبیاء علیہم السلام۔

خلاصہ رکوع ۱:..... (۱) مقصد تبلیغ۔ (۲) مشغلہ تبلیغ در روز و شب۔ (۳) قبولیت احکام پر نتائج حسہ کا ترتیب۔ ماخذ: (۱) آیت ۳۔ (۲) آیت ۵۔ (۳) آیت ۱۰۔

خلاصہ رکوع ۲:..... مخالفین اگر داعی الی اللہ کے اخلاص کی قدر نہ کریں تو پھر اس مقلوم کے دل کی آہ خرمین قوم کو جلا دیتی ہے۔ ماخذ: آیت ۲۶۔

خلاصہ رکوع: ۱:..... (۱) اثبات مجازۃ۔ (۲) تخریج یوم المجازۃ۔ (۳) نتائج
 قییمہ مکررین یوم المجازۃ۔ ماخذ: (۱) آیت: ۱ تا ۷۔ (۲) آیت: ۸ تا ۱۵۔
 (۳) آیت: ۲۹ تا ۴۰۔
 خلاصہ رکوع: ۲:..... (۱) یوم المجازۃ کے ماننے والوں کی جزائے خیر۔
 (۲) اعادہ انذار۔ ماخذ: (۱) آیت: ۳۱ تا ۳۳۔ (۲) آیت: ۳۶ تا ۵۰۔

پارہ: ۳۰: عم یتسألون

سورة النبا مکیہ:

موضوع سورة:..... یوم المجازات کی تخریج کا شکاروں کے اصول پر۔
 خلاصہ رکوع: ۱:..... (۱) جس طرح کھیتی مقصود بالذات ہوتی ہے، اور
 کاشتکاری کے آلات بالقیع مہیا کئے جاتے ہیں، اسی طرح اس نظام عالم میں فقط
 انسان مقصود ہے، اور بقیہ نظام اس کے تابع۔ (۲) جس طرح کھیتی کے لئے ایک یوم
 افضل ہوتا ہے، جس میں اناج اور بھوسہ الگ کیا جاتا ہے، اسی طرح یہاں ایک یوم
 افضل ہونا چاہئے جس میں دونوں قسم کے انسانوں کو جدا جدا کیا۔ ماخذ: (۱) آیت: ۶
 تا ۱۶۔ (۲) آیت: ۱۷۔
 خلاصہ رکوع: ۲:..... (۱) حقیقین (جو بھولہ اناج کے ہیں) کی جزائے خیر
 (۲) اور جزا کے علاوہ عطا بھی ان پر ہوگی۔ ماخذ: (۱) آیت: ۳۱۔ (۲) آیت: ۳۶۔
 سورة النزلت مکیہ:

موضوع سورة:..... مجازۃ۔

خلاصہ رکوع: ۱:..... (۱) آپ تبلیغ حق فرمائیں۔ (۲) اور مکذبین کو میرے سپرد
 کر دیں۔ ماخذ: (۱) آیت: ۳۔ (۲) آیت: ۱۱۔
 خلاصہ رکوع: ۲:..... اگر انکار دہائی رہا اور عبادت بدنیہ اور مالیہ سے تنفر رہا تو
 داخلہ دوزخ یقینی اور نجات ناممکن ہوگی۔ ماخذ: آیت: ۴۳ تا ۴۸۔
 سورة القیامۃ مکیہ:

موضوع سورة:..... اثبات قیامت۔

خلاصہ رکوع: ۱:..... (۱) اثبات قیامت بآیات النفس۔ (۲) نقصان انکار
 قیامت۔ (۳) سبب انکار قیامت۔ (۴) اقسام الناس یوم القیامت۔ ماخذ:
 (۱) آیت: ۱ تا ۴۔ (۲) آیت: ۵ تا ۶۔ (۳) آیت: ۲۰ تا ۲۱۔ (۴) آیت: ۲۳ تا ۴۰۔
 خلاصہ رکوع: ۲:..... رفع استبعاد قیامت۔ ماخذ: آیت: ۳۶ تا ۴۰۔

سورة الدھر مدنیہ:

موضوع سورة:..... لئی دہریت۔

خلاصہ رکوع: ۱:..... (۱) اثبات صانع۔ (۲) اقسام الانس۔ (۳) عقلین
 صانع کے اوصاف۔ (۴) اور ان کی جزائے اعمال۔ ماخذ: (۱) آیت: ۱۔
 (۲) آیت: ۳۔ (۳) آیت: ۷ تا ۱۰۔ (۴) آیت: ۱۱ تا ۱۲۔
 خلاصہ رکوع: ۲:..... (۱) مسلک مطیعین صانع۔ (۲) بیان عجز الخلق۔
 ماخذ: (۱) آیت: ۲۳ تا ۲۶۔ (۲) آیت: ۲۸۔

سورة المرسلت مکیہ:

موضوع سورة:..... مسئلہ مجازۃ۔

خلاصہ رکوع: ۱.....رفع استعجاب قیامت۔ ماخذ: آیت ۱۵، ۶ تا ۱۵۔

ان دو مثالوں سے انقلاب فوری شخصی دکھایا گیا ہے، پہلی میں انسان کے دم نکلنے ہی ایک آن واحد میں سب چیز اس کے قبضہ سے نکل جاتی ہے، یہ جسمانی انقلاب ہے، اور دوسری مثال میں ایک روحانی فوری انقلاب دکھایا گیا ہے، تو جس طرح انقلاب شخصی شب و روز دیکھتے ہو، انقلاب نوعی یا انقلاب عالم کو اسی پر قیاس کرلو۔

خلاصہ رکوع ۳: ۱.....رفع استعجاب قیامت اور (۲) قیامت میں انسانوں کی دو قسمیں ہوں گی۔ ماخذ: (۱) آیت ۳۳ تا ۳۴۔ (۲) آیت ۳۵ تا ۳۶۔

سورة عیسٰی مکیہ:

موضوع سورة: مساوات فی تعلیم۔

خلاصہ رکوع: ۱.....(۱) تعلیم دین میں دنیا دار کی رعایت نہیں ہونی چاہئے۔ (۲) صحف قرآن کا رتبہ۔ (۳) ابتداء خلقت اور (۴) انتہائے زندگی اور معاشرت کی ضروریات جب ایک طریقہ سے پوری ہوتی ہیں، جن سے امیر و غریب یکساں نفع اٹھاتے ہیں، تو تعلیم میں کیوں مساوات نہ ہو۔ ماخذ: (۱) آیت ۵۔ (۲) آیت ۱۱ تا ۱۳۔ (۳) آیت ۱۸۔ (۴) آیت ۲۱۔ (۵) آیت ۲۳ تا ۲۴۔

سورة التکویر مکیہ:

موضوع سورة: (۹ تا ۱۱) بذریعہ قرآن منزل من اللہ علم الہی اس دن کام آئے گا جس دن یہ واقعات ظہور پذیر ہوں گے۔

خلاصہ رکوع: ۱.....نبی کے پاس علم کس طرح آتا ہے، اور کہاں سے آتا ہے۔ ماخذ: آیت ۱۹، ۲۰۔

سورة الانفطار مکیہ:

خلاصہ رکوع: ۱.....(۱) اپنے بنائے والے سے تمہیں تعلق بگاڑنا نہ چاہئے، ورنہ یم الحجازہ میں بھلائی کی کوئی امید نہیں۔ (۲) تعلق باللہ خراب ہونے کی حالت میں کوئی معین و ناصر نہیں ہوگا۔ ماخذ: (۱) آیت ۶۔ (۲) آیت ۱۹۔

سورة المطففین مکیہ:

خلاصہ رکوع: ۱.....ومید تطفیت۔ (تطفیت سے مراد اپنا حق پورا کر لینا اور دوسرے کا حق دینے وقت نقصان پہنچانا ہے)۔ ماخذ: آیت ۱ تا ۳۔

سورة الانشقاق:

خلاصہ رکوع: ۱.....یم الحجازہ میں اعطائے صحف کی تشریح۔ ماخذ: آیت ۷ تا ۱۳۔

سورة البروج مکیہ:

خلاصہ سورة: ۱.....خدا پرستوں کی دل آزاری کرنے والے گرفت الہی سے نکل نہیں سکتے۔ ماخذ: آیت ۱۰۔

سورة الطارق مکیہ:

خلاصہ سورة: ۱.....رفع استعجاب قیامت۔ ماخذ: آیت ۶ تا ۸۔

سورة الاعلیٰ مکیہ:

خلاصہ سورة: ۱.....(۱) ضرورت نبوت۔ (۲) اور طریقہ تعلیم نبوت۔ ماخذ: (۱) آیت ۲ تا ۶۔ (۲) آیت ۹۔

سورة الغاشية مکیہ:

خلاصہ سورة:.....عالمین کے اقسام مع نتائج۔ ماخذ: آیت ۱۶ تا ۲۰۔

سورة الفجر مکیہ:

خلاصہ سورة:.....(۱) اعمال کی جزا اور سزا دنیا میں شروع ہوجاتی ہے۔

(۲) اور مصائب دنیاوی عام طور پر بد اعمالی سے پیش آتے ہیں۔ ماخذ: آیت ۱ تا ۱۳۔

(۳) آیت ۱۵ تا ۲۰۔

سورة البلد مکیہ:

خلاصہ سورة:.....انسان دنیا میں آرام پانے نہیں بلکہ کام کرنے آیا ہے۔

ماخذ: آیت ۳۔

سورة الشمس مکیہ:

خلاصہ سورة:.....مظاہر قدرت نے ابتدائے عالم سے مشاہدہ کرا دیا ہے کہ

اخلاق حمیدہ والی قوموں نے نجات پائی اور بد اخلاق قومیں ہمیشہ تہذیب و تمدن میں گر گئی

ہیں، جن کی ایک مثال قوم غرود ہے۔ ماخذ: آیت ۱۱، ۹۔

سورة الليل مکیہ:

(۳ تا ۱) ان چیزوں میں غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے (۲) کہ انسانوں کی

کوشش میں اختلاف ہے۔ (۶، ۵) جس کی سہی کا یہ طریقہ ہے (۷) اس کے یہ نتائج

نہیں گے۔ (۹، ۸) اور جس کی سہی کا یہ مسلک ہے (۱۰) اس کے نتائج یہ نکلیں گے۔

(۱۱) اس مکتب کو مال کوئی نفع نہیں دے گا (۱۲) ہدایت کا واضح کرنا اللہ تعالیٰ کا کام

ہے (۱۳) علاوہ اس کے دنیا اور آخرت کی تمام امور کی ہاگ ذور اللہ تعالیٰ کے قبضہ

میں ہے۔

خلاصہ رکوع:.....قوائے طبعیہ (۱) کے اختلاف اور بعض اثرات خارجیہ

کے اختلاف سے اعمال انسانی میں اختلاف لازمی ہے۔ (۲) اخلاق حمیدہ والوں کے

لئے دنیوی اور اخروی نجات لازمی ہے، اور بد اخلاقوں کے لئے دنیوی اور اخروی

ذلت لازمی ہے۔ ماخذ: آیت (۱) ۳، ۲، ۱۔ (۲) آیت ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰۔

سورة النجم مکیہ:

خلاصہ سورة:.....(۲، ۱) یہ چیزیں اس امر پر گواہ ہیں۔ (۳) کہا آپ کے

رب نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ بیزار ہی ہوا ہے۔ (۴) وحی بند ہونے کے بعد

دوبارہ جب وحی نازل ہوگی تو وہ حالت آپ کے لئے پہلی سے بہری ہوگی۔

(۵) آپ کو اللہ تعالیٰ اجر عطا فرمائے گا، تب آپ بڑے خوش ہوں گے۔ (۸ تا ۶) کیا

ان مصائب میں اللہ تعالیٰ نے پہلے بھی آپ کا ساتھ چھوڑا (ہرگز نہیں!) (۱۰، ۹) فترۃ

الوحی کے وقت ان مساکین کی خدمت کیجئے، واللہ اعلم! (۱۱) اور نعمت رب (یعنی قرآن

انہیں پڑھائیے) واللہ اعلم!

خلاصہ سورة:.....زمانہ فترۃ الوحی قوائے ایمانیہ کے لئے موجب تکمیل ہے۔

ماخذ: آیت ۱، ۲، ۳، ۴۔

سورة الم نشرح مکیہ:

خلاصہ:.....تہذیب سورة النجمی۔ ماخذ: آیت ۱۔

سورة التين مکیہ:

خلاصہ سورة:..... انسان اگر فرض مضعی ادا کرے تو بہترین مخلوقات اور اگر فرض مضعی ادا نہ کرے تو بدترین مخلوقات۔ ماخذ: آیت ۶، ۵۔

سورة العلق مکیہ:

خلاصہ سورة:..... (۱) آپ تبلیغ کے لئے کریمت ریں، اور (۲) اندرائے اسلام کی سرکوبی ہمارے سیرد کیجئے۔ ماخذ: (۱) آیت ۱ تا ۵، (۲) آیت ۱۵۔

سورة القدر مکیہ:

خلاصہ سورة:..... ایام القدر میں قرآن مجید کا نزول لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر ہوا اور پھر تھوڑا تھوڑا حسب ضرورت نازل ہوتا رہا۔ ماخذ: آیت ۱ تا ۵۔

سورة البیہ مدنیہ:

خلاصہ سورة:..... (۱) ضرورت بعثت محمدیہ (علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) آپ کا دین ادیان سابقہ سے اصولاً متفق ہے۔ (۲) تعلیم اسلام کے موبد خیر البریہ اور مخالف شر البریہ ہیں۔ ماخذ: (۱) آیت ۱، (۲) آیت ۵، (۳) آیت ۶، ۷۔

سورة الزلزال مدنیہ:

خلاصہ سورة:..... ابتداء وقائع قیامت۔ ماخذ: آیت ۱، ۲، ۳، ۴۔

سورة العدیلت مکیہ:

خلاصہ سورة:..... (۱) بیان مرض۔ (۲) سبب مرض۔ (۳) علاج مرض۔ ماخذ: (۱) آیت ۶، (۲) آیت ۸، (۳) آیت ۹۔

سورة القارعة مکیہ:

خلاصہ سورة:..... انجائے واقعہ قیامت۔ ماخذ: آیت ۶، ۷، ۹۔

سورة الحاکم مکیہ:

خلاصہ سورة:..... فرض مضعی سے غافل کرنے والا مرض حکاکر اموال ہے۔ ماخذ: آیت ۱۔

سورة العصر مکیہ:

خلاصہ سورة:..... اقوام عالم کی کامیابی کے اصول اربعہ۔ ماخذ: آیت ۳۔

سورة الہمزہ مکیہ:

خلاصہ سورة:..... درپرستوں سے سلوک الہی۔ ماخذ: آیت ۱ تا ۲۔

سورة الفیل مکیہ:

خلاصہ سورة:..... توحید شعائر اللہ سے دائمی ذلت کا لزوم۔ ماخذ: آیت ۱۔

سورة القریش مکیہ:

موضوع سورة:..... فرائض علماء کرام و صوفیاء عظام۔ ماخذ: آیت ۳، ۴۔

سورة الماعون مکیہ:

خلاصہ سورة:..... اوصاف مکذبین قیامت۔ ماخذ: آیت ۱ تا ۳۔

سورة الکوثر مکیہ:

خلاصہ سورة:..... اصول ہریت اندرائے اسلام۔ ماخذ: آیت ۳، ۴۔

(حصہ دوم)

پیش لفظ

از فقہ السلف ولی کامل فقیہ الاسلام حضرت الحاج
مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مدظلہ العالی
(عظم اعلیٰ جامعہ مظاہر العلوم وقف سہارنپور)

حامد و معبود (بما بعد)

اللہ رب العزت اپنے جن بندوں کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں ان کو
قرآن و حدیث کی خدمت میں لگا دیتے ہیں، انہیں افراد میں سے محترم و مکرم حضرت
الحاج مولانا محمد اصغر صاحب دامت فیوضہ، شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ، ریڑھی تانچہروہ،
بھی ہیں، چنانچہ آں موصوف کی تالیف ”قرآنی اعجاز یعنی خزائن المہرجان فی خلاصۃ
القرآن“ بھی اسی سلسلہ الذہب کی ایک کڑی ہے۔

قرآن کریم کے سلسلہ میں علماء ربانی کی خدمات بے شمار ہیں، ہر نوع سے
یہ خدمت انجام دی گئی ہے، مگر قرآن کریم کے کائنات کبھی شمع نہیں ہوں گے، اور
قرآن کے موضوع پر برابر تصنیف و تالیف کا کام ہوتا رہے گا۔ حضرت مولانا موصوف
نے اس کتاب میں آیات اور سورتوں کا تسلسل اور سورتوں کا باہمی ارتباط نقل فرمایا ہے،

سورة الکفرون مکية:

خلاصہ سورة:.....مقابلہ عن الکفار۔ ماخذ: آیت ۶۔

سورة النصر مدنیة:

خلاصہ سورة:.....رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیاب زندگی کی حد اور
انفال پر طالع کی پیش گوئی۔ ماخذ: آیت ۱ تا ۳۔

سورة اللہب مکية:

خلاصہ سورة:.....تخلیف حق میں خارج نوع الی لب میں داخل ہے۔

سورة الاخلاص مکية:

خلاصہ سورة:.....ممتاز توحید اسلام کا ذکر۔ ماخذ: آیت ۱ تا ۳۔

سورة الفلق مدنیة:

خلاصہ سورة:.....مضرات جسمانی سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی
تلقین۔ ماخذ: آیت ۱ تا ۵۔

سورة الناس مدنیة:

خلاصہ سورة:.....مضرات روحانی سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی
تلقین۔ ماخذ: آیت ۱ تا ۶۔

مفتی

رب زونی حملنا نافعنا منعا

کھاتا ہوا دریا ہے کہ کنکین تانہ وار پہاڑ ہیں، کنکین اونچیں اونچی
 وادیاں ہیں، اسی طرح قرآن کریم کا حسن بھی اس کی اس مستقل
 حیثیت میں ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیات کے
 درمیان نہایت لطیف ربط پایا جاتا ہے، اور اس کا انکار نہیں کیا
 جاسکتا، ورنہ اگر کوئی ترتیب ملحوظ نہ ہو تو ترتیب نزول اور
 ترتیب کتابت میں فرق رکھنے کی چنداں ضرورت نہ تھی، جس
 ترتیب سے قرآن کریم نازل ہوا تھا اسی ترتیب سے لکھ لیا جاتا،
 یہ جو کتابت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک الگ ترتیب
 قائم فرمائی، وہ اس بات کی بڑی واضح دلیل ہے کہ قرآنی آیات
 میں ربط موجود ہے، البتہ یہ ربط قدرے دقیق ہوتا ہے، اور اس
 تک پہنچنے کے لئے بڑے غور و فکر کی ضرورت ہے، اس ربط کو اتنا
 دقیق اور نامض رکھنے کی حکمت بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے (واللہ
 اعلم!) کہ ہر آیت کی ایک مستقل حیثیت باقی رہے، اور اس کے
 الفاظ کا عموم نہ ختم ہونے پائے، تاکہ ”العمرۃ بعموم اللفظ“ پر عمل
 کرنا آسان ہو، اس کے علاوہ اس زمانہ میں اہل عرب کے
 خطبات و قصائد کا اسلوب عموماً یہی ہوتا تھا کہ ان کے مضامین
 مرتب اور مربوط ہونے کے بجائے مستقل حیثیت رکھتے تھے، لہذا
 یہ طریقہ اس دور کے ادبی ذوق کے عین مطابق تھا۔ چنانچہ اگر
 سرسری نظر سے دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ یہ پورا کام مسلسل
 اور مربوط ہے، اس طرح قرآن کریم نے اپنے نظم میں جو

اسی کے ساتھ سورتوں کا شان نزول، وجہ تسمیہ، خلاصہ مضامین اور موقع بہ موقع ضروری
 فوائد کو ذکر فرمایا ہے، موجودہ ترتیب اور ترتیب نزول کا بھی اس میں تذکرہ ہے، آیات
 کا باہمی ربط و تعلق اور نظم ترتیب قرآن کا ایک دقیق اعجاز ہے، جیسا کہ اقتباس ذیل
 سے واضح ہے:

”قرآن کریم کا ایک دقیق اعجاز اس کی آیات کے
 باہمی ربط و تعلق اور نظم ترتیب میں ہے، آپ سرسری نظر سے
 قرآن کی تلاوت فرمائیں تو بظاہر یہ محسوس ہوگا کہ اس کی ہر آیت
 جدا مضمون کی حامل ہے، اور ان کے درمیان کوئی ربط نہیں ہے،
 اسی وجہ سے نظم قرآن کے بارے میں مفسرین کے دو گروہ ہو گئے
 ہیں۔ بعض حضرات کا یہ خیال ہے کہ قرآن کریم چونکہ ۲۳ سال
 میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا ہے، اس لئے اس میں کوئی ربط و
 ترتیب تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس کی ہر آیت ایک
 مستقل مضمون کی حامل ہے۔ اس کے برخلاف دوسرے گروہ کا
 نقطہ نظر یہ ہے کہ قرآن کریم ایک مکمل کتاب ہے، وہ شروع
 سے آخر تک باہم مربوط ہے، اور اسی نقطہ نظر سے اس کا مطالعہ
 ضروری ہے۔ اس دوسرے گروہ کی دلیل یہ ہے کہ کسی کتاب کا
 بے ربط ہونا اس کے نقص کی دلیل ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کا کام
 لازماً اس نقص سے بری ہے، مگر پہلا گروہ اس کے جواب میں یہ
 کہتا ہے کہ جس طرح قدرتی مناظر میں کوئی ربط اور ترتیب نہیں
 ہوتی، بلکہ ان کا حسن ہی اس کی بے ترتیبی میں ہے کہ کہیں مل

ہے، اس لئے کہ جو فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تھے، انہوں نے دو کام کئے، ایک یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحاق جیسے صالح بیٹے کی خوشخبری دی، دوسرے انہیں فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کی ہستی میں جا کر عقاب نازل کیا۔ پہلا کام: ”انسی انا الغفور الرحیم۔“ کا مظاہرہ تھا، اور دوسرا کام: ”وان عذابی هو العذاب الالیم۔“ کا اس طرح یہ دونوں جملے باہم نہایت گہرا تعلق رکھتے ہیں، لیکن الگ الگ دیکھتے تو ان کی مستقل حیثیت بھی ہے۔“

(ماخوذ از ”علوم القرآن“ معتمد مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ)

اور جہاں تک ترتیب نزول اور موجودہ ترتیب کی بات ہے تو یہ واقعہ ہے کہ قرآن کریم جس ترتیب کے ساتھ اس وقت موجود ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس ترتیب سے نازل نہیں ہوا تھا، بلکہ ضرورت اور حالات کے تحت نزول کی ترتیب اس سے مختلف تھی، مگر یہ بھی ملحوظ رہے کہ ترتیب بعد کے لوگوں کی دی ہوئی نہیں ہے، بلکہ خود اللہ عزوجل کی ہدایت کے تحت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے قرآن کو اس طرح مرتب فرمایا تھا، قاعدہ یہ تھا کہ جب کوئی سورۃ نازل ہوئی تو اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تئیں وقتی میں سے کسی کو بلائے اور اس کو ٹھیک ٹھیک قلمبند کرانے کے بعد ہدایت فرماتے کہ یہ سورۃ فلاں سورۃ کے بعد اور فلاں سورۃ سے پہلے رکھی جائے۔ اسی طرح اگر کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ ہدایت فرماتے کہ اسے فلاں سورۃ میں فلاں مقام پر درج کیا جائے، لہذا یہ ایک شہید تاریخی حقیقت ہے کہ قرآن مجید کا نزول جس روز مکمل ہوا، اسی روز اس کی موجودہ ترتیب بھی مکمل ہوئی، جو اس کا نازل کرنے

اسلوب اختیار فرمایا ہے وہ اس کا دقیق ترین اعجاز ہے، اور اس کی تقلید بشری طاقت سے بالکل باہر ہے۔ بہت سے علماء نے قرآن کریم کے نظم کی توجیح کے لئے مستقل کتابیں لکھی ہیں، بعض مفسرین نے اپنی تفسیروں کے ضمن میں اسے بیان کرنے کا خاص اہتمام کیا ہے۔ اس معاملہ میں امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر شاید سب سے زیادہ قابل تحریف کاوش ہے، انہیں اللہ نے نظم قرآن کی تشریح کا خاص سلیقہ اور خاص توفیق عطا فرمائی ہے، ان کے بعد قاضی ابوسعود نے بھی نظم قرآن کی خصوصیات کو بیان فرمانے کا خاص اہتمام فرمایا ہے۔ بعد کے بیشتر مفسرین اس معاملہ میں انہیں دو حضرات کے خوش چیں ہیں، نظم قرآن کی ایک ہلکی سی جھلک اسی مثال میں دیکھی جاسکتی ہے، سورۃ حجر میں ایک جگہ ارشاد ہے:

”بئسء عبادی انسی انا الغفور الرحیم، وان عذابی هو العذاب الالیم۔“

اس کے فوراً بعد ارشاد ہے:

”ولیتهم عن ضیف ابراهیم۔“

اس کے بعد فرشتوں کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آنے کا مشہور واقعہ بیان کیا گیا ہے، بظاہر دونوں باتوں میں کوئی جوڑ معلوم نہیں ہوتا، لیکن ذرا غور سے دیکھیں تو درحقیقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ پہلے جملے کی تائید

والا تھا وہی اس کا مرتب کرنے والا تھا بھی، جس کے قلب پر وہ نازل کیا گیا، اسی کے ہاتھوں اسے مرتب بھی کرادیا گیا، کسی کی مجال نہ تھی کہ اس میں مداخلت کرتا۔

اسی طرح شان نزول کی بھی اپنی جگہ ایک اہمیت ہے، البتہ بعض وہ حضرات : انہیں علم میں پہنچی اور رسوخ حاصل نہیں ہے، انہوں نے اسباب نزول کی اہمیت سے انکار کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ قرآن کریم بذات خود اتنا واضح ہے کہ اس کی تشریح کے لئے اسباب نزول کو جاننے کی ضرورت نہیں، لیکن یہ خیال بالکل باطل اور قلط ہے۔ اسباب نزول کا علم تفسیر قرآن کے لئے ایک لازمی شرط کی حیثیت رکھتا ہے، اور اس کے فوائد بے شمار ہیں۔ علامہ ذرکشی فرماتے ہیں کہ اس سے احکام کی حکمتیں معلوم ہوتی ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم اللہ نے کن حالات میں اور کیوں نازل فرمایا؟ اور بہت سے فوائد ہیں جن کو مفسرین راتین فی العلم نے تفصیل کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔ کتاب میں ان عتاوین کے ذکر سے کتاب کی اہمیت دو بالا ہو جاتی ہے، کتاب کا طرز تحریر جہاں ایک عالم و متعلم کی ضرورت کو پورا کرتا ہے، وہیں ایک عام آدمی کے لئے انتہائی مفید اور قرآن کریم سے وابستگی کا ذریعہ ہے، کتاب کا انتخاب ایک ایسی شخصیت کی طرف ہے جس کا قرآن کے ساتھ شغف عوام و خواص کے درمیان مشہور ہے، یعنی حضرت الحاج مولانا محمد اصغر صاحب مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ریزی تاجپور، موصوف کی طرف منسوب ایک کتاب ”مبارک راتیں“ طبع ہو کر مفید عام و خاص ثابت ہوئی ہے۔ واقعہ یہی ہے کہ یہ انتخاب دلیل قبول ہے، عزیز می مولوی عبدالغنی سلمہ جو حضرت مولانا موصوف کے صاحبِ فرزند ہیں، اور مدرسہ مظاہر علوم وقف سہارنپور میں تدریسی خدمت انجام دے رہے ہیں، انہوں نے اس کتاب کی ترویج کا اہتمام فرمایا ہے، خدا کے فضل اور موصوف کی خداداد صلاحیتوں کے نتیجہ میں

یہ کتاب قارئین کے ہاتھ میں ہے۔

اللہ رب العزت ان کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے اور موصوف کی اس کوشش کو قبولیت عامہ و تامہ عطا فرمائے، نیز قرآن و حدیث کی مزید خدمت کے لئے اخلاص و اہمیت کے ساتھ قبول فرمائے، آمین!

العبد مظلوم حسین

(جامع اعلیٰ مدرسہ مظاہر العلوم (وقف) سہارنپور)

عرض مرتب

(العصر فلم و صومرہ و زلفیہ علی من، ملا فی بعدہ، (ما بعد!)

قرآن کریم خدا کا وہ ابدی پیغام ہے جو قیامت تک آنے والی انسانیت کے لئے ذریعہ ہدایت اور فلاح کا ضامن ہے۔ قرآن کریم کے ساتھ شغف تمام مشاغل سے افضل ہے، چنانچہ حدیث پاک میں فرمایا گیا: "عسرکم من تعلم القرآن وعلمہ۔" یہی وجہ ہے کہ علماء ربانین نے قرآن کریم کے موضوع پر مختلف جہات سے کام کیا ہے، قرآن کریم کے سمیٹنے اور سکھانے کے سلسلہ میں ترغیبی روایات بکثرت ملتی ہیں۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک روز صف میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: تم میں سے کس کو یہ بات پسند ہے کہ وہ روزانہ صبح کو طہان یا حقیق کے بازار میں جایا کرے اور دو بہترین اونٹنیاں بغیر کسی گناہ یا قطع رحمی کا ارتکاب کئے ہوئے لے آیا کرے؟ ہم نے عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول! اس کو تو ہر کوئی پسند کرے گا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی شخص ہر روز مسجد میں جایا کرے اور دو آیتیں سکھ لیا کرے تو یہ اس کے لئے دو اونٹنیوں سے بہتر ہے، اور تین آیتوں کا سیکنا تین اونٹنیوں سے بہتر ہے، اور چار آیتوں کا سیکنا چار اونٹنیوں سے بہتر ہے۔ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے حجاز کے مطابق ارشاد فرمائی، چونکہ ان کے نزدیک اونٹ اعز الاموال سمجھے جاتے تھے، یہ قرآن کی نشر و اشاعت عام ہے، خواہ تقریر سے ہو یا تحریر سے، بلکہ تحریر کا نفع عام ہوتا

ہے، اس لئے ہمیشہ علماء کی مختص قرآن پر وجود میں آتی رہیں، اور کیوں نہ ہو جبکہ قرآن خدا کا آخری کام ہے، جس کے بعد کوئی ہدایت نامہ نہیں آئے گا، اس لئے اس کے ساتھ تعلق نہایت مضبوط اور منظم ہونا ضروری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "اللی یرکب فیکم امیرین لن تضلوا ما تمسککم بہما: کتاب اللہ و عترتہ۔" اسی جذبہ کے پیش نظر کتاب "قرآنی اعجاز یعنی مخزن المرجان فی خلاصہ القرآن" تارکین کے ہاتھ میں ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ایک روز والد محترم حضرت الحاج مولانا محمد اصغر صاحب مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ نے فدوی کو کچھ مختصر تحریری نوٹ سپرد فرمائے اور فرمایا کہ ان کو دیکھ لو، ہوسکتے تو ان کو ایک جگہ جمع کر دو۔ بندہ نے ان کو دیکھا، خیال ہوا کہ بہت مفید باتیں ہیں جو سچائی کی طور پر تلاش کے باوجود نہیں مل پاتیں، ان میں ہر سورۃ سے متعلق کئی یا مدنی ہونے کا تذکرہ، جہتہ، تعداد آیات و کلمات و حروف اور باتم سورتوں کا ارتباط تحریر تھا۔

یہ مجموعہ چند صفحات پر مشتمل تھا، مگر اخلاص بڑی چیز ہوتی ہے، جو کچھ لکھا گیا تھا وہ رمضان المبارک الہی اور قرآن کریم کی خدمت کی غرض سے تھا، جب اس کو بار بار دیکھا اور پڑھا تو ذہن منتشر ہونے لگا اور مراجع کی تلاش شروع ہو گئی۔ بندہ نے دیکھا اکثری مراجع "بیان القرآن" ہے، یعنی زیادہ تر چیزیں "بیان القرآن" سے جمع کی گئی ہیں۔ "بیان القرآن" کی عند اللہ و عند الناس مقبولیت کا امتزاف طبقہ علماء کے درمیان مشہور ہے، جس سے اور امید وابستہ ہوئی کہ انشاء اللہ یہ مجموعہ بھی قبولیت کا مقام حاصل کر لے گا۔ بس اللہ رب العزت کی توفیق اور فضل سے فدوی نے مزید تشریح کا ارادہ کر لیا، تاکہ "انگلی کتنا کر شہیدوں میں نام ہو جائے۔" مختلف تقاسیم مثلاً: بیان

کلمات تعارف

از حضرت الحاج مولانا محمد اختر صاحب
(مہتمم جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپور، سہارنپور)

نہضہ دہلوی، مولانا محمد اختر صاحب

قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، اور اس کا اعجاز نبی اہی صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ "اعجاز قرآنی" کے متعلق حضرت مولانا الحاج محمد اصغر صاحب مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپور، ضلع سہارنپور، کا ایک مستقل مضمون ماہنامہ "آئینہ مظاہر" ترجمان جامعہ مظاہر علوم (وقف) میں شائع ہوتا رہا۔

حضرت والا کے ان مضامین کی ترتیب حضرت مولانا الحاج عبدالقادر صاحب، استاذ حدیث مظاہر علوم (وقف) جو حضرت شیخ الحدیث کے لائق فرزند ہیں، ایک مستقل کتاب کی شکل میں فراہم ہے۔

اقادات کا عنوان خود مقبولیت کی دلیل ہے، اور پھر حضرت مولانا الحاج محمد اصغر صاحب مدظلہ کی طرف نسبت نے مزید استفادہ کی طرف رغبت پیدا کر دی ہے، اور حسن ترتیب کی وجہ سے کتاب کی اہمیت میں اور بھی اضافہ ہو گیا، اس لئے امید ہی نہیں یقین ہے کہ یہ مجموعہ اقادات بہر نوع امت مسلمہ کے لئے عموماً اور خواص کے لئے خصوصاً مفید ہوگا۔ دعا ہے اللہ رب العزت اس کتاب کو مفید سے مفید بنائے اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کو صحت کاملہ عطا فرمائے، تاکہ ان کے اقادات و علوم سے مزید استفادہ کا موقع ملے، آمین!

احقر محمد اختر

خادم جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپور
ضلع سہارنپور۔ ۵ مارچ ۱۴۱۹ھ

القرآن، تفسیر القرآن، تفسیر حقانی، تفسیر ابن کثیر، تفسیر خازن، درج قرآن، خلاصۃ التفسیر، اور بعض تراجم سے تشریحی مضامین، ضروری فوائد، خلاصۃ سورۃ، سورۃ کے مرکزی امور اور سورتوں کے فضائل کو لکھنا شروع کر دیا، اللہ رب العزت کا فضل اور کرم ہوا کہ سالوں کی محنت کے بعد ایک اچھا مجموعہ تیار ہو گیا، واللہ اعلم!

یہ واقعہ ہے یہ کتاب قرآن کریم کی تفسیر نہیں ہے، نہ ہی اس کو تفسیری شکل دی گئی ہے، بلکہ قرآن کے ساتھ امت کا ربط پیدا کرنے کی ایک کوشش ہے کہ تفسیر کی بڑی کتابوں تک عوام کی رسائی نہیں ہوتی، اور نہ ہی ان کا اعجاز و فہم ان تفسیر کا قتل کر سکتا ہے۔ ضرورت تھی آسان اردو زبان میں قرآنی مضامین اور قرآنی سورتوں کا تعارف و خلاصہ تک پہنچایا جائے، چنانچہ بھلا اللہ! یہ مجموعہ کتابی شکل میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ اس میں بہت سی فروگزاشتیں اور غلطیاں قارئین محسوس فرمائیں گے، بعض ناظرین و قارئین کے اعلیٰ معیار کو یہ کتاب پورا نہیں کر پائے گی، تاہم یہ بھی امید ہے کہ تشنگان علم اس کو نظر احسان سے دیکھیں گے اور استفادہ کر سکیں گے۔ اس توقع کے ساتھ کہ یہ تالیف رضاء الہی و اشاء تہ دین و قرآن کا سبب بنے گی، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ قبولیت عامہ تامہ سے نوازا کر مفید عام و خاص بنائے، اور قارئین سے گزارش ہے کہ وہ ضروری مشوروں سے آگاہ فرما کر دینی اشاعت میں تعاون فرمائیں:

بر کریماں کارہا دشوار نیست!

(لایم دفقا لہا نصیب و فرقی و ارحم الراحمین) (للاذنی)

احقر عبدالجلیل

خادم تدریس جامعہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

قرآنی اعجاز

بسم الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي انزل على عبده الكتاب ولم يجعل له عوجا، قيما لينذر بأسا شديدا من لدنه ويبشر المؤمنين الذين يعملون الصالحات ان لهم اجرا حسنا، ما كنس فيه ابدا، وينذر الذين قالوا اتخذ الله ولدا، والصلوة والسلام على النبي الامي الذي يحدونه مكتوبا عندهم في التوراة والانجيل وعلى آله واصحابه المكرمين ذوى الكرامة والتبجيل، اما بعد!

قرآن حکیم:

قرآن حکیم اللہ کا وہ آخری کلام مجید تھا کہ جو روح الامین (حضرت جبرئیل علیہ السلام) کے ذریعہ سید الکائنات اور خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تیس سال کی مدت میں بتدریج ضرورت تھوڑا تھوڑا نازل کیا گیا جو اب مصحف کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے جس کی ابتداء سورہ فاتحہ سے ہوتی ہے اور انتہا سورہ

ناس پر ہوتی ہے اور جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح تواتر و تسلسل کے ساتھ منقول ہے کہ اس میں حرف و نقطہ کا بھی کوئی فرق نہیں ہے، یہ عظیم الشان اور بے نظیر کلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گہرا ہوا کلام نہیں ہے بلکہ اس عظیم و خیر کا کلام مجید کلام ہے جو ۲۳ سال کی مدت میں وقفہ وقفہ سے نازل ہونے کے باوجود اول سے آخر تک مربوط متشکم، ہموار و یک رنگ فصاحت و بلاغت سے بھرپور ہے نہ اس کا کوئی جز اس کے کسی جز سے متضاد ہے نہ متضاد، تو کیا ممکن ہے کہ اس قدر طویل مدت اور مختلف حالات و کیفیات میں کسی انسان کی زبان سے صادر ہونے والا کلام اس قدر حیرت انگیز طریقہ پر یکساں اور مربوط ہو؟ ہرگز نہیں!

اللہ رب العزت نے اس جہت سے قرآن پر غور کرنے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا ہے:

"الفلان یسندرون القرآن ولو کان من عند غیر

الله لو جدوا فیہ اختلافا کثیرا۔"

ترجمہ: "کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے کہ

اگر یہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت

کچھ اختلاف پاتے۔"

چنانچہ قرآن کریم کی سب سے پہلی اور آخری آیت میں حیرت انگیز راہب موجود ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چالیس سال ہوئی تو اچانک جبکہ آپ فارحاً میں مصروف عبادت تھے جبرئیل امین سورہ علق کی ابتدائی پانچ آیتیں:

"اقرا باسم ربک الذي خلق، خلق الانسان

من علق، اقرا وربک الاکرم، الذي علم بالقلم، علم

ہو گیا قرآن کی سب سے آخری آیت کوئی ہے؟ اس میں کافی..... اختلافات ہیں۔
امام نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم کی سب سے آخری آیت ہے:

"وانتقوا يومًا ترجعون فيه الى الله ثم توفى كل نفس ما كسبت وهم لا يعظمون۔"

ترجمہ:..... "اور اس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ تعالیٰ کی پیشی میں لائے جاؤ گے پھر ہر شخص کو اس کا کیا ہوا یعنی اس کا پورا پورا بدلہ ملے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا۔"

اس آخری آیت کے نازل ہونے کے بعد صرف نو دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں رہے۔

یہ اشکال کہ سورہ مائدہ کی آیت میں جب تکمیل دین اور اتمام نعمت کا اعلان کر دیا گیا جیتہ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں بروز جمعہ بعد نماز عصر تو پھر اس کے بعد کسی آیت کا نازل ہونے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے تو اس کا جواب مفسر علامہ سعدیؒ نے یہ دیا ہے کہ جس اکمال دین اور اتمام نعمت کو آیت مائدہ میں بیان کیا گیا ہے اس سے مراد فرائض و احکام اور حرام و حلال کی مکمل تفصیلات ہیں کہ آیت مائدہ کے بعد حلال و حرام کا حکم نازل نہیں ہوا اور جو آیات تکویر و تحذیر اور پند و موعظت کے لئے نیز فکر آخرت اور اعمال کا جوابدہی کا احساس پیدا کرنے کے لئے نازل ہوئیں وہ سورہ مائدہ کی اکمال دین والی آیت کے متناہی نہیں ہیں، قرآن کریم کی پہلی اور آخری آیت کا حسن ربط دیکھنے کے پہلی آیت میں قرآن کریم کے پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا اور سب سے آخری آیت میں مقصد قرأت کو نہایت شیخ انداز میں ذکر فرمایا

الانسان عالم بعلم۔
نازل ہوئیں۔

ترجمہ:..... "پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کے لوتھرے سے پیدا کیا۔ پڑھئے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کی تعلیم دی۔ انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ نہ جانتا تھا۔"

اس کے جواب میں آپ نے فرمایا: "ما انا بقاریء" "میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اس جواب پر اس فرشتے نے مجھے اتنی زور سے بھیچا کہ میری مشقت کی انتہا نہ رہی اور پھر کہا اقراء میں نے جواب دیا: "ما انا بقاریء" پھر اس نے مجھے اتنی زور سے بھیچا کہ میری مشقت کی انتہا نہ رہی پھر اس نے تیسری مرتبہ کہا اقراء میں نے پھر وہی کہا کہ "ما انا بقاریء" اس نے اس جواب پر تیسری مرتبہ بھیچ کر چھوڑ دیا اور کہا: "اقراء باسم ربك الذي خلق" اے پیغمبر! آپ پر جو قرآن نازل ہوا کرے گا اپنے رب کا نام لے کر پڑھا کیجئے، یعنی جب پڑھئے، بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر پڑھا کیجئے۔

اس واقعہ کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مگر تشریف لائے اور آپ پر لرزدہ طاری تھا، امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ فرشتہ آپ کے پاس ایک ربیعی کپڑا لے کر آیا تھا جس پر سورہ علق کی یہ ابتدائی آیتیں "اقراء" سے "ما علم بعلم" تک لکھی ہوئی تھیں اس کے بعد تین سال تک وحی کا سلسلہ بند رہا اس زمانہ کو "فترت وحی" کا زمانہ کہتے ہیں۔

پھر تین سال کے بعد سورہ مدثر کی آیات نازل ہوئیں اور وحی کا سلسلہ جاری

کہ قرأت اور تعلیم و تعلم کا مقصد اصلی فکر آخرت اور اعمال کی جو باری کا احساس ہے۔
(اللهم وفقنا لسا صعب دزغی واصل زحرفنا حیران لاس اللادنی)

بسم الله الرحمن الرحيم

موسد کے ہر کام کی ابتداء اللہ کے نام سے ہونی چاہیے کیونکہ مشرکین عرب اپنے اخراجی معبودوں کے نام سے پام المات والعزئی کہہ کر اپنے کام کی ابتداء کیا کرتے تھے۔

سورۃ فاتحہ

یہ سورۃ مکی ہے اس میں ایک رکوع سات آیتیں ۲۵ کلمات اور ایک سو تیس حروف ہیں نزول کے اعتبار سے یہ سورۃ پانچویں نمبر پر ہے اور ترتیب میں قرآن کی پہلی سورت ہے۔

لفظ سورۃ کی تحقیق:

لفظ سورۃ سور الہد (شہر کی چہار دیواری) سے ماخوذ ہے سورۃ قرآنی مرتبہ کے اعتبار سے سور الہد کی طرح بلند ہوتی ہے اس لئے اس کو سورۃ کہتے ہیں، اصطلاح میں سورۃ قرآن کے اس حصہ کو کہتے ہیں جس کے لئے اول و آخر ہے۔

لفظ آیت کی تحقیق:

آیت کے معنی علامت کے آتے ہیں قرآن کریم کی آیات جملہ کے پورا ہونے کی علامت ہیں اس لئے ان کو آیت کہتے ہیں اصطلاح میں کلمات قرآن کے

اس مجموعہ کو کہتے ہیں جو دوسرے سے جدا ہو۔

کسی سورۃ اور آیت کے مکی ہونے کا مطلب:

مکی سورتوں کی شناخت کے سلسلہ میں ڈاکٹر مکی صالح لبنان کی کتاب "علوم القرآن" کے مطابق درج ذیل ہے جس کو انہوں نے فہم قرآن کا صحیح ذوق اور قرآنی علوم میں مہارت رکھنے والے علماء کی کتابوں سے اخذ کر کے لکھا ہے۔

۱.....جس سورۃ میں مجدہ ہو وہ مکی ہے۔

۲.....جس سورۃ میں لفظ کلا ہو وہ مکی ہے۔

۳.....جس سورۃ میں "یا ایہا الناس" ہو اور "یا ایہا الذین آمنوا" نہ ہو

وہ مکی ہے مگر سورۃ جج اس سے مستثنیٰ ہے چونکہ اس کے آخر میں "یا ایہا الذین آمنوا" آ رہا ہے حالانکہ اکثر علماء کے نزدیک یہ سورۃ مکی ہے۔

۴.....جس سورۃ میں انبیاء، یحییٰ، یونس، اسماء اور گزشتہ اقوام کے واقعات ہوں وہ مکی ہے مگر سورۃ بقرہ اس سے مستثنیٰ ہے۔

۵.....جس سورۃ میں حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کا واقعہ ہو وہ مکی ہے مگر سورۃ بقرہ اس سے مستثنیٰ ہے۔

۶.....وہ سورۃ جو حرف جچی (مقلعات) مثلاً اَلَمْ یَسْرِ وغیرہ پر مشتمل ہو وہ مکی ہے مگر سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران اس سے مستثنیٰ ہیں۔

بعض حضرات نے مکی سورتوں کی اکثر علامات تحریر فرمائی ہیں جو اکثر و بیشتر مکی سورتوں میں پائی جاتی ہیں۔

۱.....مکی سورتوں اور آیتوں میں اکثر ایجاز و اختصار ہوتا ہے ان کا انداز

کلام الہی کا تسلسل:

صاحب تفسیر ابن کثیرؒ نے بعض اسلاف کا قول لکھا ہے کہ پورے قرآن کا خلاصہ سورۃ فاتحہ اور سورۃ فاتحہ کا خلاصہ یا سرسہم اللہ اور بسم اللہ کے پورے کلمہ کی عظمت ذات واجب الوجود کے اسم گرامی اللہ میں مرکوز ہوگئی ہے (ظاہر یہ بات ایک واعظانہ نکتہ معلوم ہوتی ہے لیکن یہ نکتہ بھی حقیقت سے بہت زیادہ قریب کرنے والا ہے۔

یہ بات فہم سلیم کے عین مطابق ہے کیونکہ اسم ذات کے ساتھ ”ہا“ کے اتصال نے یہ تعلیم دی ہے کہ جس طرح ”ہا“ نے اپنے وجود کو ختم کر کے صرف ایک نقطہ کی صورت اختیار کر لی ہے، اسی طرح تمام موجودات خاص کر مکلفین کو چاہئے کہ وہ اپنے کو ذات باری کے اس درجہ قریب کر لیں کہ مجز و نیاز میں آخری منزل پر پہنچ جائیں اسی وقت ان کو رفعت اور کامیابی حاصل ہوگی، یہ سبق اللہ تعالیٰ کی حقیقی حمد و ثنا سے ملتا ہے اور حمد و ثنا کا منہائے مقصود اسی یہ ہے کہ قولاً و فعلاً اللہ کی بارگاہ میں ہمہ وقت مجز و نیاز رہے۔

دوسری وجہ مناسبت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کلام الہی کی قرأت میں کیونکہ قاری معنوی اعتبار سے وحی الہی سے متصل ہو جاتا ہے اور اس کا تعلق وحی الہی سے قائم ہو جاتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اولاً ذات باری تعالیٰ کے تین اسم گرامی زبان سے ادا کر کے قرأت شروع کرے تاکہ اتنے بڑے تعلق میں برکت حاصل رہے اس برکت و تعلق میں استحکام پیدا کرنے کے لئے پہلے استعاذہ پڑھا جاتا ہے تاکہ بندہ خدا کی پناہ میں آکر خدا سے اپنا یہ تعلق قائم کر لے۔

بیاں جو شیلاً ہوتا ہے ان میں صوتی تجانس و تماش پایا جاتا ہے۔

۲:.....کی سورتوں میں ایمان باللہ والیوم الآخر کی دعوت دی گئی ہے اور جنت و جہنم کی منظر کشی کی گئی ہے۔

۳:.....کی سورتوں میں اخلاق عالیہ اور نیکی پر قائم رہنے کی دعوت دی گئی ہے۔

۴:.....کی سورتوں میں مشرکین کے ساتھ جدل و نزاع اور ان کی کم عقلی کا اثبات کیا گیا ہے۔

۵:.....عربوں کے اسلوب کے مطابق کی سورتوں میں قسمیں کھائی گئی ہیں۔

سورۃ فاتحہ کا شان نزول:

کتاب دلائل میں تنبیہؒ نے اور واحدیؒ نے بطریق پائس ابن کثیرؒ یہ روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جب میں تخلیہ میں ہوتا ہوں تو آواز غیب سننا ہوں جس سے مجھ کو ایک وحشت معلوم ہوتی ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سن کر عرض کیا کہ آپ ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر درقہ بن نوفل کے پاس جائیے اور اس واقعہ کو بیان کیجئے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے انہوں نے کہا کہ یا حضرت جب وہ آپ کو ہاتف فیہی ”یا محمد! یا محمد!“ کہہ کر پکارے تو آپ غصہ کر اس کی بات سنئے کہ وہ کیا کہتے ہیں، پس آپ نے ایسا ہی کیا کہ جب آواز آئی تو آپ نے کہا: لیلیک! اس نے کہا کہ کہہ:

”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔“

سورة البقرہ

سورة بقرہ مدنی ہے یہ سورت نزول کے اعتبار سے ۸۷ نمبر پر ہے اس میں ۳۰ رکوع ۲۸۶ آیات ۶۰۲۱ کلمات اور ۲۵۰۰۰ حروف ہیں اس سورت کے اور بھی نام ہیں مثلاً فسطاة القرآن، سورۃ عظیمہ اور سنم القرآن، کئی سورتوں کی طرح مدنی سورتوں کی بھی بعض علامات اکثری اور بعض قطعی ہیں۔

مدنی سورتوں کی قطعی علامات:

۱..... جس سورۃ میں جہاد کی اجازت دی گئی ہو اور اس کے احکام پر روشنی ڈالی گئی وہ مدنی ہے۔

۲..... جس سورۃ میں حدود و فرائض کے احکام اور تمدنی اجتماعی اور ملکی حقوق و قوانین بیان کئے گئے ہوں وہ مدنی ہے۔

۳..... جس سورۃ میں منافقین کے عادات و اطوار پر روشنی ڈالی گئی ہو وہ مدنی ہے سورۃ عبکوت اس سے مستثنیٰ ہے وہ اگرچہ کئی ہے مگر اس کی گیارہوں آیت مدنی ہے چونکہ اس میں منافقین کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔

۴..... اہل کتاب کے ساتھ جدل و نزاع اور ان کو عدم قنوک و دعوت مدنی سورتوں کی خصوصیت ہے۔

مدنی سورتوں کی اکثری علامات:

۱..... مدنی آیتیں اور سورتیں زیادہ طویل ہیں ان کے انداز بیان میں سکون و اطمینان کی جھلک نمایاں ہے۔

۲..... مدنی سورتوں میں دینی حقائق کے دلائل و براہین بیان کئے گئے ہیں، یہ موضوعی و اسلوبی خصوصیات خواہ قطعی ہوں یا اکثری اس بات کی آئینہ دار ہیں کہ اسلام نے اپنی دعوت کے پھیلائے میں کس قدر حکیمانہ تدبیر سے کام لیا ہے یہ کئی طرح ممکن ہے تھا کہ اہل مدینہ کو اسی طرح مخاطب کیا جاتا جس طرح اہل مکہ کو کیا گیا تھا مکہ اور مدینے کے حالات وہاں کے سکونت پذیر لوگوں کے مزاج اور اعتقاد طبع اور مخاطبین کی ضروریات نیز اسلام کی روز افزوں ترقی مختلف اقوام سے سہایت و غیرہ کے پیش نظر تھی اور مدنی آیتوں و سورتوں کی خصوصیات میں فرق ہونا ضروری تھا اسی کے ساتھ یہ بھی جاننا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ کئی اور مدنی ہونے کے علاوہ آیات و سورتوں کی دس قسمیں بیان کی گئی ہیں۔

۱..... حضری یعنی حالت اقامت میں نازل ہونے والی آیتیں جو بکثرت ہیں۔

۲..... سفری: جو حالت سفر میں نازل ہوئی ہوں مثلاً: "والتخذوا من مقام ابراهيم مصلیٰ"۔

۳..... نہاری: جو دن میں نازل ہوئی ہوں چنانچہ قرآن کریم کا اکثر حصہ دن میں نازل ہوا۔

۴..... لیلیٰ: یعنی رات میں نازل ہونے والی آیات مثلاً آیت تحویل قبلہ: "قد نرى نقلب وجهک فی السماء"۔

۵..... صبحی: شدید گرمی میں نازل ہونے والی مثلاً: "یسفونک قل اللہ یفیکم فی الکلالۃ"۔

۶..... ششائی: جو شدید سردی میں نازل ہوئیں مثلاً: "ان السدین جساؤا

بالاھک۔

۷۔.....فراشی: جو بستر پر نازل ہوئی ہوں مثلاً: "واللہ یعصمک من

الناس۔"

۸۔.....نوی: جو نیند اور غفلت کی حالت میں نازل ہوئی ہو جیسے: "اللہ

اعطیناک الکوفہ۔"

۹۔.....ارضی: جو عارضہ وغیرہ میں نازل ہوئی مثلاً سورۃ المراتب۔

۱۰۔.....سمائی: آسمان و فضا میں نازل ہونے والی مثلاً سورۃ بقرہ کی آخری

آیات اور سورۃ زخرف کی آخری آیت: "واستل من اوسلنا من قبلک" الآیہ۔

وجہ تسمیہ سورۃ بقرہ:

اس سورۃ بقرہ کا نام بقرہ ہے اور اس کو سورۃ عظیمہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ سورۃ قرآن پاک کی تمام سورتوں میں سب سے بڑی ہے اور شریعت اسلامیہ کے اکثر احکامات کو حاوی ہے۔

اس سورۃ کو بقرہ ایک خصوصی اور محیر العقول واقعہ کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ جس کا ذکر اس سورۃ کے آٹھویں رکوع میں ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک مقتول شخص کا پتہ ایک شخص گائے کو ذبح کر کے اس کے گوشت کے پارچہ کو اس کے جسم سے لگا دیا گیا تو مقتول نے خود اپنی زبان سے قاتل کا پتہ بتا دیا تھا۔

فائدہ:.....قرآنی سورتوں کے یہ اسماء مبارکہ وحی الہی کے ذریعہ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائے تھے یہ اسماء اس سورۃ میں مذکور کسی خاص اہمیت کو مشتمل ہوتے ہیں، یہ نہیں ہے کہ یہ اسماء ان سورتوں کا عنوان ہیں کہ جن کے

ذریعے ان کے مضامین کا پتہ چلتا ہے۔

بعض سورتوں کے شروع میں حروف مقطعات بھی آئے ہیں اور ان سورتوں کے نام انہیں حروف مقطعات پر رکھ دیے گئے ہیں مثلاً یس، طہ، ق، وغیرہ تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ ان حروف کی کتابت چونکہ اس سورۃ میں مذکور کسی خاص جانور کی طرح ہے مثلاً "طہ" کی کتابت سانپ کی طرح، اس لئے کہ اس سورۃ میں "عزرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے سانپ بن جانے کا قصہ ہے لہذا اس کا نام "طہ" رکھ دیا گیا، یہ فضول جسم کی دماغی پیداوار ہے جو لوگ ایسا کہتے ہیں وہ قرآن الہی سے کوسوں دور ہیں۔ واللہ اعلم!

زمانہ نزول سورۃ بقرہ:

یہ سورۃ ۲ھ میں نازل ہوئی جس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت والی آیت اسی سورۃ میں ہے: "ایما ایہا الدین امنوا کتب علیکم الصیام" (اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے) یہ فرضیت غزوہ بدر کے موقع پر ہوئی اور شعبان المعظم ۲ھ میں تحویل قید کا حکم ہوا تو قبل قید کی آیت بھی اسی سورۃ میں ہے۔

سورۃ بقرہ اور سورۃ فاتحہ کا رابطہ و تسلسل:

سورۃ فاتحہ میں "ایک نعد وایک نستعین۔ اھدنا الصراط المستقیم۔" میں مقصدی مضامین تھے سورۃ بقرہ اس کی تفصیل ہے۔

۱۔.....قرآن پاک اسی صراط مستقیم کی ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے اس لئے ضروری ہے کہ صراط مستقیم کی مکمل نشاندہی کر دی جائے اس لئے اس سورۃ کے

رابطہ:

اس سورۃ کا رابطہ پہلی سورۃ کے ساتھ یہ ہے کہ پہلی سورۃ کو "فہانصروننا علی القوم الکافرین" پر ختم کیا گیا ہے جس کا حاصل مجاہد لسانی و لسانی میں غلبہ کا سوال ہے اس پوری سورۃ کا حاصل بھی یہی مضمون ہے اہل کتاب کے ساتھ مجاہد کا اس سورۃ میں ذکر ہے جس کی ضرورت اس لئے پیش آئی تھی کہ ان کو اسلام کے بنیادی مسئلہ توحید میں اختلاف تھا یہی وجہ ہے کہ اس سورۃ کو توحید کے مضمون سے شروع فرمایا گیا۔

شان نزول:

ابن جریرؒ اور محمد ابن اعلیٰؒ وغیرہ محدثین نے روایت بیان کی ہے کہ نجران جو مدینہ طیبہ سے چند منزل کے فاصلہ پر ایک جگہ ہے وہاں سے ساتھ افراد پر مشتمل نصاریٰ کی ایک جماعت (جن کا لاث پادری عبدالرحمنؒ اور اس کا وزیر ابیم اور پوپ اعظم ابو حارثہ ابن علقمہ تھا اس کی شاہ روم کے یہاں بڑی عزت و توقیر تھی اور یکساں عرب کی سیادت بھی اس کو حاصل تھی) مدینہ طیبہ میں آئی۔ راستہ میں ابو حارثہ کے شجر نے ایک ٹھوکر کھائی جس پر اس کا بھائی کرز کہنے لگا کہ جس آدمی کے پاس ہم چارہ ہیں وہ (اعیاذ باللہ) بے برکت ہے لیکن ابو حارثہ نے اس پر غصے کا اظہار کیا اور کہا واللہ وہ شخص جس کے پاس ہم چارہ ہیں وہ نبی ہے جس کی بشارت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توریت میں دی ہے اور حضرت مسیح بھی مصلوب ہونے کے وقت اس کی بشارت دے گئے حضرت مسیح اور ہوتا کے وقت سے اب تک ان کا انتھار تھا اس پر کرز نے کہا کہ پھر آپ اس کے دین کو کیوں نہیں قبول کر لیتے ابو حارثہ نے کہا کہ پھر بادشاہ

آخری دو رکوع میں نہایت تفصیل سے ملت ابراہیم یا امت مسلمہ کی علامات اور اس کی اتباع کی دعوت ہے۔

۴:..... سورۃ فاتحہ میں جس ہدایت کی درخواست کی گئی تھی اس سورۃ میں اس کی منظوری دے دی گئی ہے۔

شان نزول سورۃ بقرہ:

کئی زندگی میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف دو طرح کے لوگوں سے واسطہ رہا پورے موافق یا پورے مخالف، یعنی ظاہر و باطن اطاعت کرنے والے یا پھر کھلے ہندوں مخالف اور دشمن، لیکن جب آپ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو ایک غنی اور بدترین جماعت یعنی منافقین سے سابقہ پڑا جو اکثر یہودی تھے اس جماعت کا سرکردہ لیڈر عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا جو پہلے سے اپنے اقتدار اور سرداری کے خواب دیکھ رہا تھا آپ کی تشریف آوری سے جب اس کی امیدوں پر پانی پھر گیا تو نہایت برہم ہوا، آخر کار مقابلہ کی طاقت نہ پا کر پردہ جوش مخالفت میں اندھا ہو گیا۔

اس سورۃ میں جہاں مؤمنین اور کافرین کا ذکر کیا گیا ہے وہاں اس بد باطن دشمن اسلام فرقہ کی سازشوں کا پردہ بھی خوب چاک کیا گیا ہے اول رکوع میں دونوں جماعتوں کا بالا ہمال تذکرہ ہے اور دوسرے رکوع کی تیسرے آیات میں منافقین کا ذکر ہے۔

سورۃ آل عمران

یہ سورۃ مدنی ہے ترتیب نزول میں ۸۹ نمبر پر ہے کل رکوع ۲۰، آیات ۲۰۰،

کلمات ۳۵۳۳، حروف ۱۵۳۲۱ ہیں۔

باطل کے درمیان فیصلہ کا ایک معجزانہ طریق تھا اگر وہ لوگ مہلبہ کرتے تو سب کے سب ہلاک ہو جاتے۔

سورة النساء

یہ قرآن کریم کی چوتھی سورة ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۹۴ نمبر پر ہے اس سورة میں کل رکوع ۲۳، آیات ۷۷، کلمات ۳۷۳۰، اور حروف ۱۶۶۶۷ ہیں یہ سورة مدنی ہے۔

رابطہ اول:

سورة نساء کا سورة آل عمران کے ساتھ ربط یہ ہے کہ سورة آل عمران کو مضمون تقویٰ پر ختم کیا گیا تھا اور اس سورة کو مضمون تقویٰ سے شروع کیا جا رہا ہے لیکن پہلی سورة میں تقویٰ کا عمل مخالفین کے معاملات تھے اس سورة میں ان کے علاوہ باہمی معاملات بھی ہیں۔

وجہ تسمیہ:

اس سورة میں چونکہ عورتوں کے احکام نکاح و توریث وغیرہ زیادہ مذکور ہیں اس لئے اسی مناسبت سے اس کا نام سورة نساء مشہور ہو گیا۔

رابطہ ثانی:

سورة آل عمران میں زیادہ تر جہاد فی سبیل اللہ کے احکام، مسائل فضائل اور مخالفین ملت اسلامیہ کے مہذبہ معاذرات و صفات کی بابت شکوک و شبہات کا جواب اور عالم آخرت کے دلائل وغیرہ ذکر فرمائے گئے جن سے قوام ملت آسمانی اور تقویٰ

کا تقرب اور عزت و دولت سب فتم ہو جائے گا غرضیکہ یہ سب مناظرہ کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ وفد چونکہ (۱) الوہیت سکا، (۲) اہیت سکا، (۳) تثلیث یعنی حضرت عیسیٰ کے خدا اور خدا کا بیٹا اور تین خدا ہونے کا قائل تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خدا کا بندہ ہونے پر دلائل قائم کرتے ہوئے فرمایا۔

۱۔۔۔ اللہ اس بات سے پاک ہے کہ وہ تو مبینہ رحم مادر میں رہ کر خون سے پرورش پائے اور پیدا ہونے کے بعد کھائے اور پئے اور نصاریٰ کے قول کے مطابق سولی پر لٹکایا جائے اور تڑپ تڑپ کر جان دیدے۔

۲۔۔۔ باپ اور بیٹے میں مماثلت ہونی چاہئے حالانکہ خدا کے مماثل کوئی چیز نہیں۔

۳۔۔۔ دلائل واضح کے بعد اگر اب بھی دل میں کچھ شک ہو تو میں مہلبہ کے لئے تیار ہوں، غرضیکہ جب لا جواب ہو کر انہوں نے مہلبہ مانگی اور دل میں کہنے لگے کہ یہ شخص بلاشبہ اللہ کا رسول ہے اور مہلبہ کا انجام ہمارے حق میں تباہ کن ہوگا، چنانچہ انہوں نے آپ سے ایک معتد بہ مقدار جزیہ پر صلح کر لی، اس سلسلہ میں سورة کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں جن میں توحید خداوندی کا اثبات ہے۔

فائدہ:

مہلبہ کا بیان قرآن کریم کی آیات: "اقبل تعالوا لندع ابناءنا و ابناءکم" میں ہے جس کا طریق یہ ہے کہ فریقین کسی جگہ پر اپنی اولاد اور ازواج کے ساتھ جمع ہو جائیں اور یوں دعا کریں کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہو اس پر اللہ کی لعنت ہو یہ حق و

مذہبِ رحمانی ہو جائے اس کے بعد فیضِ الہام کا جو جوش اس بات کا مقتضی ہوا کہ مکلفین کے لئے وہ احکام بھی بیان ہو جائیں جو ان کے معاملات کا پورا دستورِ عمل رہیں اور ان باتوں کا معین کرنا بھی قوتِ بشریہ سے باہر تھا اس لئے اس سورۃ میں بہت سے احکام بیان ہوئے خصوصاً سب سے اول قبیوں کی پرورش اور ان کے مال کی حفاظت اور ان کے حقوق کی رعایت اور ان پر رحم کے مسائل بیان ہوئے پھر وراثت وغیرہ کے متعلق جن کا سلسلہ موت سے متعلق ہے چونکہ عرب کی جہالت اور وحشت ابھی ابھی دور ہوئی تھی اور ان کا درندہ بین تھوڑے ہی دن سے رخصت ہوا تھا اس لئے ان احکام پر برداشت کرنے کے لئے سب سے پہلے آیت "یَا اَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ" (الآیۃ) نازل فرما کر اللہ سے ڈرنے کی دوہار تائید فرمائی ایک مرتبہ یوں فرمایا تم اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کر دیا پھر اس سے اس کی بیوی پیدا کر کے ان سے بہت سے مرد و عورت زمین پر پھیلا دیئے۔ دوسری جگہ فرمایا اللہ سے ڈرو جس کا نام لے کر اور اس کا واسطہ دے کر لوگوں سے سوال کیا کرتے ہو جب تم اس کے واسطہ سے کام لیتے ہو تو اس کا کہنا مانو۔

سورۃ مائدہ

یہ سورۃ قرآن کریم کی پانچویں سورۃ ہے ترتیبِ نزول کے اعتبار سے یہ ۱۱۳ نمبر پر ہے اس سورۃ میں کل رکوع ۱۶، آیات ۱۲۰، کلمات ۴۳۳۳، اور حروف ۱۴۳۶۳ ہیں۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کا نام مائدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مائدہ یعنی دسترخوان یا نعت

نازل ہونے کے بیان کی مناسبت سے رکھا گیا۔

رابط:

سورۃ نساء کے ختم پر فرمایا گیا تھا کہ اللہ جل شانہ تم سے احکام کو بیان کرتے ہیں تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ ہر شے سے واقف ہے اس سورۃ میں اسی وعدہ کا ابقاء ہے نیز سورۃ نساء میں زیادہ تر ان معاملات کے احکام کا بیان تھا جن کی زیادہ ضرورت تھی، اس سورۃ میں کھانے پینے اور حلال و حرام چیزوں کے متعلق احکام بیان کرنا بھی عین حکمت تھا اور حلال و حرام چیزوں کا بیان کرنا گویا تعریف کرنا ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سب ناپاک چیزوں کو حلال بنا کر انبیاءِ علیہم السلام کی شریعت کو درہم برہم کیا ہے اور فطرتِ الہی کو محرف کر دیا ہے۔

سورۃ النعام

یہ قرآن کریم کی چھٹی سورۃ ہے ترتیبِ نزول میں ۵۵ نمبر پر ہے جس میں ۱۲۰ رکوع ۱۶۵ آیات، ۳۱۰۰ کلمات اور کل ۱۲۹۳۵ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے یہ وہ سورۃ ہے جو سب کی سب یک بار نازل ہوئی سورۃ بقرہ، سورۃ نساء اور مائدہ تو مدینہ آنے کے بعد اور یہ سورۃ ان سے پہلے مکہ میں نازل ہو چکی تھی۔

رابط و خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ کا پہلی سورۃ کے ساتھ ربط یہ ہے کہ سورۃ مائدہ کے ختم پر شرک کا ابطال توحید کا اثبات مع دلائل ذکر کیا گیا تھا اس سورۃ کے شروع میں بھی یہی مضامین مذکور ہیں مکہ میں مشرکین عرب کے مقابلہ میں خدا کا وجود ان صفاتِ قاهرہ کے ساتھ

سورۃ اعراف

یہ قرآن کریم کی ساتویں سورۃ ہے نزول کے اعتبار سے ۳۹ نمبر پر ہے اس سورۃ میں کل رکوع ۲۴ آیات ۲۰۶ تعداد کلمات ۳۳۸۷ اور حروف ۱۳۱۳۵ ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

رابط:

سورۃ الانعام کے آخر میں آیت کریمہ: "قل اننی ہدانی ربی الی صراط مستقیم" سے دین حق کی تعین فرمائی گئی اس سورۃ میں "کتاب النزل" سے آخرت کے معاملات کا بیان ہے ایسے ہی پہلی سورۃ میں "وہو الہدی جعلکم خلیف الارض" سے آخر آیت تک آخرت کے ثواب و عذاب کی ترغیب و ترہیب تھی اس سورۃ میں "فلنسلن" سے آخرت کے ثواب کا ذکر فرمایا گیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ فیض مہدیا فیض جوش زن ہے عرب کی قوت روحانی جو عرصہ سے مردہ ہو گئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام سے حرکت میں آ رہی ہے گھر گھر چرے ہو رہے ہیں کہ میں کھلتی ہوئی ہے ایسی حالت میں لگا تار ہدایت افزا مضامین کا میزہ برسانا اور اس سورۃ کا نازل ہونا نقوش بشریہ کو حرکت دینا ہے۔

خلاصہ سورۃ:

چنانچہ اس سورۃ میں مہدیا و معاد کی تشریح اور دنیا کی بے ثباتی اور عالم قدس کے ناز و نعم کی عکس تصویر کھینچی گئی ہے اور "کتاب النزل" سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت عامہ کے لئے ابھارا جاتا ہے کہ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ پر

بیان ہوتا تھا جن سے تمام عالم میں اسی کا قبضہ و تصرف ثابت ہو نیز مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے جو منکر تھے ان کے مقابلہ میں حشر و نشر کا اثبات کیا جاتا تھا، اور جو لوگ خدا تعالیٰ کے وجود کے منکر تھے صرف دہر کو پیدا کرنے والا اور فنا کرنے والا جانتے تھے ان کے مقابلہ میں خدا کا وجود اس کے آثار قدرت و حیرت کو نشانیوں سے ثابت کیا جاتا ہے اور نیز عرب یا مکہ کے مشرکین کو جو اپنی دولت و راحت پر گھمبڑ تھا اور باوجود اس کذب و بدکاری کے خدا کے عذاب سے کچھ نہ نہ تھا ان کے لئے پہلی قوموں کی ثروت و قدرت اور پھر آیات الہی کے انکار کی وجہ سے ان کی ہلاکت بیان کی جاتی تھی چنانچہ اس سورۃ میں انہیں مضامین کی رعایت ہے اور یہی منصب الہام کا فرض ہے کہ جس خرابی کو دیکھے اس کی اصلاح کی تدبیر کرے چنانچہ الحمد للہ الذی سے والسنو دنک امر اول کا اثبات ہے اور مشرکوں پر طعن کیا جاتا ہے کہ باوجودیکہ زمین و آسمان اور نور و ظلمت کا خالق خدا کو جانتے ہیں مگر پھر بھی اس کے ساتھ بتوں اور خیالی معبودوں کو اس کے برابر کر دیتے ہیں، ہو اللہ سے اپنا حشر پر قادر ہونا بیان فرمایا کہ جس نے اول یا تم کو کوئی سے پیدا کیا، کیا وہ دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا پھر شک کیا؟ "وہو اللہ سے تیسری بات کا ثبوت ہے کہ وہ ہر اور افلاک خود اس کے حکم کے معز ہیں تم ان میں شب و روز اس کے تصرف و دیکھتے ہو اگر یہ اللہ کا فعل نہیں تو اور کس کا ہے؟" "وَمَا یأتیہم" سے چوتھی بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان سے پہلے لوگ بھی ایسا کر چکے ہیں پھر ان کی توبہی کیا ہے ہم نے ان کو غارت کر دیا اور ان کی جگہ اور قومیں پیدا کر دیں ان امور کے بعد دوسرے مضامین تفصیل کے ساتھ ذکر فرمائے گئے ہیں۔

بھی نقل کہتے ہیں اس جگہ مراد مال غنیمت ہے جو کفار سے مقابلہ کے بعد لیا جاتا ہے۔
شان نزول:

(۱) جب جنگ بدر میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور مشرکین کا مال مسلمانوں کے قبضہ میں آیا تو اس کی تقسیم میں لوگوں کا اختلاف ہوا جو انوں نے کہا کہ ہمارا حق ہے ہم ہی نے شکست دی ہے یوزمیں نے کہا ہمارا حق ہے ہم ہی تمہاری پشت پر تھے لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جب یہ سورۃ نازل ہوئی اس میں غنیمت اللہ اور رسول کے لئے قرار پائی یعنی غنیمت اللہ کا مال ہے جس طرح وہ رسول کو تعلیم کرے تقسیم کرے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو برابر برابر تقسیم فرمادیا۔

(۲) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنگ بدر میں میرا بھائی عمیر قتل کر دیا گیا تھا تو میں نے بھی سعید ابن العاص کو قتل کر دیا اور اس کی تلوار لی جس کا نام ”ذوالکفیفہ“ تھا اس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال مجبوزہ کے ذخیرہ میں ڈال آؤ یہ سن کر میرے دل کی کیا حالت تھی اس کو خدا ہی جانتا ہے کہ ایک تو بھائی کا قتل دوسرے جو کچھ میں نے جینا تھا (تلوار) وہ بھی مجھ سے لے لیا گیا لیکن میں تمہاری دوری ہی گیا تھا کہ سورۃ انفال کی یہ آیتیں اتریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا کر فرمایا چاہتا چھینا ہوا مال لے لو۔

(۳) ابو داؤد، ترمذی، نسائی حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بدر کے روز ایک تلوار پیش کر کے عرض کیا کہ مجھے یہ بہ کر دیجئے آپ صلی

قرآن نازل کیا ہے آپ اس بات سے دل جگ نہ ہوں کہ آپ اس سے لوگوں کو متنبہ کریں اور بدکاروں کو ڈراویں اور ایمانداروں کے لئے اس سے صحت حاصل ہو یعنی آپ تبلیغ دعوت عامہ میں کچھ دل چنگی نہ پاویں نبی پاک علیہ السلام کو تبلیغ کی تاکید فرما کر آگے ”اتبعوا“ سے لوگوں کو اس کی قیمل پر مامور کیا۔

سورۃ انفال

تلاوت کے اعتبار سے یہ قرآن کریم کی آٹھویں سورۃ ہے نزول کے اعتبار سے ۸۸ نمبر پر ہے جس میں کل رکوع ۱۰ آیات ۷۵ تعداد کلمات ۱۲۵۳ اور حروف ۵۵۲۲ ہیں یہ سورۃ مدنی ہے۔

رابط:

اس سے قبل سورۃ اعراف میں زیادہ تر مشرکین کے اور کسی قدر اہل کتاب کے کفر و فساد کا ذکر تھا اس سورۃ میں ان پر غزوۂ بدر وغیرہ واقعات میں جو وہاں انعام نازل ہوا اس کی تفصیل ہے۔

وجہ تسمیہ:

انفال نقل کی جمع ہے نقل اور نالغہ اس چیز کو کہتے ہیں جو اصل پر زائد چیز حاصل ہو مال غنیمت کو اس لئے انفال کہتے ہیں کہ وہ برخلاف اور امتوں کے اس امت کے لئے ایک نفع کی بات ثواب جہاد سے زائد (جو اصل ہے) حلال ہے، جو امتوں کے لئے حلال نہ تھا۔ غناز نقل کو بھی اس لئے نقل کہتے ہیں کہ وہ فرض سے زائد بات ہے اسی طرح جو مال جنگ میں سردار سپاہ اسلام کو بطور انعام ملتا ہے اس کو

رابطہ:

اس سورۃ میں چند غزوات اور چند واقعات کے حکماء وہ بھی غزوات ہیں مذکور ہیں۔

اعلانِ نقض عہد باہل عرب، فتح مکہ، غزوہ حنین، اخراج کفار از حرم، غزوہ جہوک اور انہیں آہنوں کے ضمن میں سہما واقعہ ہجرت اور سورۃ ساقہ میں اکثر بدر کے اور کچھ قرظہ کے واقعات تھے پس دونوں سورتوں میں رابطہ ظاہر ہے۔

سورۃ کے شروع میں بسم اللہ نہ ہونے کی وجہ:

اس میں پانچ قول ہیں

۱۔۔۔۔۔ اس سورۃ کے شروع میں بسم اللہ نازل نہیں ہوئی جیسا کہ مفسر علام صاحب جلالین نے ذکر فرمایا ہے۔

۲۔۔۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اس کا کیا باعث ہے کہ آپ حضرات نے انفال کو جو کہ مثانی سے ہے اور برأت کو جو کہ ممتن سے ہے ترجیب قرآنی میں پاس رکھا ہے اور دونوں کے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں لکھی اور انفال کو سبع طوال میں رکھ دیا اس کا کیا باعث ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تا ب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک زمانہ میں کئی کئی سورتوں کا نزول ہوتا رہتا تھا جو کئی آیت نازل ہوتی آپ کسی کتاب کو باکر فرماتے کہ اس آیت کو فلاں سورۃ میں رکھ دو، انفال ان سورتوں میں سے تھی جو مدینہ میں اول اول نازل ہوئیں اور برأت آخر قرآن سے تھی اور دونوں کا مضمون ملتا جلتا تھا میں سمجھا کہ یہ اسی کا جز ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ یہ تو ار نہ تیری ہے نہ میری یہ سن کر مجھے رنج ہوا پھر آپ نے مجھے بلا کر فرمایا کہ اس وقت تو وہ عوار کسی کی نہ تھی لیکن اب میری ہے اس لئے میں تمہیں دیتا ہوں، چنانچہ اللہ جل شانہ نے فرمایا اے رسول یہ لوگ آپ سے مالِ فقیست کا حکم دریافت کرتے ہیں کہہ دیجئے کہ مالِ فقیست تو اللہ اور رسول کا ہے سو اللہ سے ڈرو آپ میں سلوکِ رکھو فقیست پر بخشنا نہ بچاؤ ہر بات میں اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانو اگر ایمان رکھتے ہو پھر آگے مثقی ایمان والوں کا وصف بیان فرمایا کہ ان میں یہ پانچ باتیں ہوتی ہیں۔

اول: جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو محبت اور خوف کے مارے ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں۔

دوم: جب اس کی آیتیں ان کو سنائی جاتی ہیں تو سن کر ان کا ایمان اور محکم ہو جاتا ہے۔

سوم: وہ ہر معاملہ میں اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں، یہ تینوں اوصاف قوتِ نظریہ سے متعلق ہیں۔

چہارم: نماز پڑھتے ہیں۔

پنجم: اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔

سورۃ توبہ

یہ قرآن کریم کی نویں سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۱۱۳ نمبر پر ہے کل رکوع ۱۶ آیات ۱۲۹ کل کلمات ۲۵۳۷ اور حروف کل ۱۱۳۶۰ ہیں یہ سورۃ مدنی ہے۔

میں بسم اللہ نہیں لکھی جاتی تھی یہاں بھی مشرکین کے عہد کو توڑنے کی وجہ سے ایسا کیا گیا۔

۶..... مشہور قول یہ ہے کہ اس سورۃ کا اول حصہ منسوخ احادیث ہو گیا اس کے ساتھ بسم اللہ لکھی ہوئی تھی، جو ساقط ہو گئی مگر اس قول کو صاحب تیسیر وغیرہ حضرات نے پسند نہیں فرمایا ہے۔

سورۃ یونس

یہ قرآن کریم کی دسویں سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے اکیاون (۵۱) نمبر پر ہے اس سورۃ میں کل رکوع ۱۱ تعداد آیات ۱۰۹ کلمات ۱۸۶۱ حروف ۷۷۳۳ ہے یہ سورۃ مکی ہے۔

رابطہ:

سورۃ یونس کا سورۃ توبہ کے ساتھ ربط یہ ہے کہ پہلے سے توحید و رسالت حقانیت قرآن اور قیامت کا اثبات کیا جا رہا ہے بعض تہدید کی قصے بیان فرمائے گئے اس سورۃ کا حاصل بھی یہی چند مضامین ہیں اول اثبات توحید جانی اثبات رسالت چالٹ اثبات قرآن رابع اثبات معاد خاص تہدید، بعض قصص، اور مضمون اول کے ضمن میں ابطال شرک جانی کے ضمن میں اس کے متعلق بعض شہادت کا جواب ثالث کے ضمن میں اس کی تکذیب پر اور رابع کے ضمن میں جزا و سزا، اور قہر، دنیا کا بیان اور مضمون خاص کے ضمن میں بعض شہادت کا جواب اور آپ کی قتل مذکور ہے یہ سب مضامین کفار کے ساتھ جملہ میں ذکر فرمائے گئے، اس سے پہلی سورۃ میں بھی انہی سے جملہ تفریق صرف یہ ہے کہ وہاں جملہ خانی کا ذکر ہے اور یہاں جملہ لسانی کا، نیز

ہو گئی اور آپ نے اس کی تصریح نہ فرمائی اس لئے میں نے دونوں کو پاس پاس رکھ دیا اور سچ میں بسم اللہ نہیں لکھی اور انفال کو سچ طوال میں رکھ دیا۔

فائدہ..... قرآن کی ترتیب میں اس امر کی اکثر رعایت رکھی گئی ہے کہ بڑی بڑی سورتیں شروع میں ہیں اور ان سے چھوٹی ان کے بعد اور سب سے چھوٹی آخر میں اور میں وہ سورتیں کہلاتی ہیں جن میں سو آیتوں سے زیادہ ہوں سورۃ بقرہ سے سورۃ برکت کے بعد تک سوائے سورۃ انفال کے سب سورتوں میں سو آیتوں سے زائد ہیں اور سورۃ یوسف کے بعد کی اکثر سورتوں میں سو سے کم آیتیں ہیں یہ سورتیں مثانی کہلاتی ہیں اور شروع کی سات سورتیں سورۃ بقرہ سے سورۃ انفال تک سچ طوال کہلاتی ہیں۔

۳..... چونکہ اس سورۃ میں کفار کے نقص عہد اور منافقین کی رسوائی کا بیان ہے اس لئے گویا یہ سورۃ عذاب ہے جس کے ساتھ بسم اللہ کا جوڑ نہیں چونکہ اس میں رحمت کا بیان ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بسم اللہ امان ہے اور یہ سورۃ دفع امان کے لئے آئی ہے مگر اس کو طعنت نہیں کہا جاسکتا بلکہ یہ بطور نکتہ کے ایک نکتہ ہے اور رحمت و عذاب میں مناسبت نہیں ہے اس لئے اس سورۃ کو سورہ الانصحر اور سورۃ العذاب اور سورۃ التوبہ وغیرہ ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔

۴..... اس امر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف تھا کہ سورۃ انفال اور سورۃ توبہ دونوں ایک ہیں یا الگ الگ دوسریں ایک سورۃ ہونے کے خیال سے بسم اللہ نہیں لکھی گئی اور دوسروں کے خیال سے خالی جگہ چھوڑ دی گئی۔

۵..... اس وقت کے جنگی اصول اور روانے کے مطابق ایسا کیا گیا کہ اس سورۃ کے شروع میں بسم اللہ نہیں لکھی گئی کیونکہ نقص عہد کے وقت مراسلت کی صورت

وہاں کفار کے مختلف فرقوں سے تھا اور یہاں صرف مشرکین سے، چنانچہ آیات میں نور کرنے سے یہ سب امور ظاہر ہو سکتے ہیں اس بیان سے دونوں سورتوں اور اس سورۃ کے اخیر میں بھی تناسب و ارتباط ظاہر ہو گیا۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ میں چونکہ حضرت یونس علیہ السلام کا عبرت انگیز قصہ ہے اس لئے یہ سورۃ صحابہ میں سورۃ یونس کے نام سے نامزد ہو گئی۔

شان نزول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کی بعثت کے وقت عام طور پر اہل عرب نے انکار کیا کہ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے شخص کو رسول بنانے سے بلند و بالا ہے (العیاذ باللہ) اس پر آیت "اکنان للسلطان عجبا" اور "وما اوسلنا قبلک الا رجالا" آیات نازل ہوئیں یعنی کفار جو تعجب کرتے ہیں اس پر اللہ پاک فرماتا ہے کہ اس میں تعجب کی کوئی بات ہے کہ پیغمبر انسانوں کی جنس میں سے ہو اور یہ کون سے تعجب کی بات ہے کہ اگر تمہیں میں سے کسی پر وحی پہنچی گئی اور اسے پیغمبر بنادیا گیا، اس پر وہ لوگ کہنے لگے کہ اگر انسان ہی کو نبی بنا تا تھا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علاوہ دوسرے لوگ زیادہ موزوں اور مناسب ہیں۔ اور یوں کہا: "وقالوا لولا انزل هذا القرآن علی رجل من القریبین عظیم" یعنی مکہ میں ولید بن مغیرہ اور طاغف میں عروہ بن مسعود ثقفی یہ دونوں زیادہ ہتکار ہیں نبوت کے، اس کے جواب میں حق تعالیٰ نے فرمایا: "اھم یفسمون رحمة ویک" کہ کیا وہ اپنے رب کی رحمت کی خود تعظیم کرتے ہیں (جب کہ یہ ہمارا کام ہے) ہم جسے چاہیں نبی بنائیں۔

سورۃ ہود

یہ قرآن کریم کی گیارہویں سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۵۲ نمبر پر ہے جس میں ۱۰۱ آیت ۱۲۳ اور کلمات ۱۹۳۶ اور کل حروف ۹۴۳۷ ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

رابط:

سورۃ ہود کا سورۃ یونس کے ساتھ رابطہ یہ ہے کہ سورۃ یونس میں الوہیت و حقانیت قرآن و رسول اور کفر کا بطلان اور اس پر وعید کا بیان تھا اور سورۃ ہود میں کفار کا ہلاک ہونا اور مومنین کا نجات پانا اور دونوں کے لئے وعدہ اور وعید کا ذکر ہے۔

خلاصہ سورۃ ہود:

اس سورۃ کے مضامین کا خلاصہ یہ ہے کہ (۱) اس میں رسالت و توحید کا ذکر ہے اور اس کے ضمن میں ایمان پر خیر و ارین کا وعدہ اور اعراض پر عذاب کی وعید اور اس کی مناسبت سے بعثت کا ذکر اور نزول عذاب کے بارے میں ان کا منشاء اشتباہ کہ تاخیر عذاب ہے اور انسان کی ایک اکثری جلی خصلت سے اس اشتباہ کی تقریر "ولین اذقنا الانسان" الخ (۲) ان کے انکار رسالت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دل شکنی پر تسلی (۳) قرآن پر جو وہ شبہ کرتے تھے اس کا جواب (۴) استحقاق عذاب کے متعلق ان کے ایک ذمہ باطل کا ابطال (۵) مومنین کی فضیلت اور کفار کی بد انتہائی پھر دونوں کے تفاوت کی ایک مثال (۶) ان سب مضامین کی تقریر و تائید کے لئے چند قصص جن سے توحید و رسالت اور وقوع وعید اور مومنین کی فلاح اور مشرکین کا خسارہ سب ثابت

۲..... حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ کو کس چیز نے بڑھا دیا آپ نے فرمایا کہ سورۃ ہود اور سورۃ واقعہ، ”عم یتسکون“ اور ”اذا لہس کورت“ نے۔

سورۃ یوسف

یہ قرآن کریم کی بارہویں سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۵۳ نمبر پر ہے اس سورۃ میں کل رکوع ۱۲ آیات ۱۱۱ کلمات ۱۸۰۸ اور کل حروف ۴۱۱ ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

رابط:

پہلی سورۃ میں اللہ عزوجل نے ”و کلا نقص علیک“ ۱۱۱۱ سے قصوں کی حکمت کا بیان کیا تھا اسی حکمت کے پیش نظر تقریباً اس پوری سورۃ میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بیان فرمایا گیا ہے جس طرح پہلے قصوں سے آپ کو تسلی دینا مقصود تھا ایسے ہی اس قصہ سے بھی آپ کو تسلی دی جارہی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی طرح آپ کے بھائی برادر بھی ناکام رہیں گے اور آپ ہر طرح منصور و منتظر ہوں گے۔

شان نزول:

۱..... دمنظر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ ہم کو کوئی قصہ سنادیں تو خوب ہو اس پر یہ قصہ نازل ہوا۔

ہوتا ہے پھر قصص کے بعد ان پر وعید کی تفریع اور اس میں قیامت کی جزا و سزا اور وعید میں سب مشرکین کا اشتراک (۷) منکرین کے خلاف کا پہلے سے چلا آتا آپ کی تسلی کے لئے اور اس کے ضمن میں تاخیر عذاب کی حکمت جس کا ذکر اول سورۃ میں ان کی منشاء و اشتباہ کی تقریر میں آیا تھا اور پھر اس عذاب کا اپنے وقت پر واقع ہونا (۸) ان کفار سے اعراض کر کے اہل ایمان کو اپنے کام میں لگے رہنے کا حکم (۹) استقامت و قطع موالاۃ کفار و اقامت صلوة و صبر کا حکم (۱۰) عبرت کے واسطے اہم سابقہ مہلکہ کا اہتمامی حال اور اس کا ظاہری سبب اجرام اور حقیقی سبب یعنی مشیت و حکمت (۱۱) ذکر قصص کی بعض حکمتیں (۱۲) کفار سے آخری کلام کہ اگر نہیں مانتے تو جس حال میں چاہو رہو خود تہجد دیکھ لو گے اور اس کی تقریر کے لئے اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب و مرجع کل امور اور ان کے اعمال پر مطلع ہونا اور اس کے ضمن میں عبادت اور توکل کا وجوب کہ مناسب مقام ہے یہ سب مضامین نہایت ترتیب و تہذیب کے ساتھ مذکور ہیں اور ان کا باقی تناسب اور سابقہ کے مضامین سے تقاب ظاہر ہے بالخصوص سورۃ ہذا کا آغاز اور سورۃ سابقہ کا انجام تو ہمہ تن متحد ہے اس لئے کہ دونوں میں توحید و رسالت کا اثبات ہے واللہ اعلم!

فضائل:

۱..... حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سورۃ ہود کو پڑھے گا اس کو ان لوگوں کی تعداد سے دس گنا ثواب ملے جنہوں نے حضرت نوح، ہود، شعیب، صالح، لوط اور ابراہیم علیہم السلام کی تصدیق یا تکذیب کی ہوگی۔

فائدہ:

یہ قصہ اس سورۃ میں بالاستیعاب بیان کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ صحابی کی درخواست پر نازل ہوا اس لئے ربط و قیام کے ساتھ بیان کیا گیا تاکہ صحابہ کا مقصود حاصل ہو جائے اور صحابہ کو راحت و سیر حاصل ہو۔
نیز اس قصہ کو دوسرے قصوں کی طرح مکرر نہیں ذکر کیا گیا چونکہ دوسرے قصوں میں استیعاب نہیں ہے اس لئے ہر مقام کے مناسب مختلف فوائد کے لئے کچھ کچھ اجزاء لائے گئے بخلاف اس قصہ کے کہ سب اجزاء اور فوائد ایک جگہ مجتمع کر دیے گئے اس لئے اس میں تکرار نہیں ہے، واللہ اعلم!

سورۃ رعد

یہ قرآن کریم کی تیرہویں سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۹۶ نمبر پر ہے جس میں کل رکوع ۶ آیات ۴۳ اور کلمات ۸۶۲ کل حروف ۳۹۱۳ ہیں یہ سورۃ مدنی ہے۔

رابط:

سورۃ یوسف کے آخر میں توحید و رسالت اور رسالت سے متعلق شہادت کا جواب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی اور قرآن پاک کی حقانیت اور وعدہ و وعید کے مضامین کا بیان تھا اس سورۃ میں بھی یہی مضامین ہیں فرق صرف اجمال و تفصیل کا ہے۔

۲:..... خازن میں بروایت شحاک ابن عباس رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ یہود نے آپ سے یہ قصہ استعاناً پوچھا اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

خلاصہ سورۃ یوسف:

(۱) یہ سورۃ تمام تر مشتمل ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ پر اور قصہ کے آغاز سے پہلے قرآن کی حقیقت جس میں یہ قصہ بیان ہوا۔ (۲) قصہ کے ختم کے بعد اولاً توحید کا مضمون اور اس کے اغلال پر وعید۔ (۳) رسالت کی بحث اور منکرین کی بدنامی کی اجمالی حکایت۔ (۴) ایسی حکایات اور قصص کا موجب ہونا۔

قصہ یوسف کے احسن القصص ہونے کی وجہ:

اس قصہ کو احسن القصص کیوں فرمایا اس کی وجہ روح المعانی میں مختصر الفاظ میں یہ لکھی ہے کہ یہ قصہ ان امور پر مشتمل ہے۔ (۱) حسد و محسود (۲) مالک و مملوک (۳) مشاہد و مشہود (۴) عاشق و معشوق (۵) قید و رہائی (۶) قتل و خوشحالی (۷) گناہ اور عفو (۸) فراق و وصال (۹) بیماری و صحت (۱۰) مل و ارتحال (۱۱) عزت و ذلت۔

قصہ کے نتائج:

(۱) قضاء و قدر کا کوئی دافع و مانع نہیں ہے (۲) خدا جس کو کوئی چیز پہنچانا چاہیں تو کوئی روک نہیں سکتا (۳) حسد سے حاسد ہی کو نقصان و غزالان ہوتا ہے (۴) صبر کشادگی کی کتنی ہے (۵) تدبیر کرنا عقل کی بات ہے (۶) اصلاح امور معاش میں عقل کام کی چیز ہے۔

سورۃ ابراہیم

یہ قرآن کریم کی چودھویں سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۷۲ نمبر پر ہے اس سورۃ میں کل رکوع ۷ آیات ۵۲ کلمات ۸۳۵ اور حروف ۳۶۰۱ ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

رابط:

سورۃ بعد کا اختتام رسالت کی بحث پر ہوا تھا اور سورۃ ابراہیم کی ابتداء بھی مضمون رسالت سے ہے جس سے دونوں سورتوں میں مناسبت ظاہر ہے۔

خلاصہ سورۃ ابراہیم:

(۱) رسالت کی بحث جس سے سورۃ کا آغاز ہوا رہا ہے (۲) کفار کی سزا کا بیان جس کو "من وراثہ جہنم" سے ذکر فرمایا گیا ہے۔ (۳) مومنین کی جزا کا بیان "وادخل السلسن امنوا" سے کیا گیا ہے یہ دونوں مضمون معاد سے متعلق ہیں (۴) توحید کا بیان "الم تر کیف ضرب اللہ" الیہ سے کیا گیا ہے اور اسی کی تقریر کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ ذکر فرمایا گیا ہے۔ (۵) "لا تحسبن اللہ عافلاً عما یعمل الظالمون" سے پھر مضمون معاد کی طرف مود کیا گیا ہے اور سورۃ کے ختم کی آیت ان سب مضامین کی جامع ہے، مضامین مذکورہ سورۃ رسالت، معاد، توحید میں مناسبت ظاہر ہے۔

سورۃ الحج

یہ قرآن کریم کی پندرھویں سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۵۳ نمبر

پر ہے جس میں کل رکوع ۶ آیات ۶۲۳ کلمات اور ۳۹۰ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ میں جو ملک شام اور مدینہ طیبہ کے درمیان ایک وادی ہے وہاں کے رہنے والوں کی بلاکت کو بیان فرمایا گیا ہے جو ایک عبرتناک قصہ ہے یعنی قوم ثمود کا حال اس لئے یہ سورۃ اس نام سے موسوم ہوئی۔

رابط:

سورۃ ابراہیم کے ختم پر قرآن کی فضیلت کا بیان تھا اس سورۃ کے شروع میں بھی یہی مضمون مذکور ہے اس لئے ارتباط ظاہر ہے۔

خلاصہ مضامین سورۃ:

(۱) حقیقت قرآن کا بیان (۲) تعذیب کفار جس کا بیان "وان جہنم لم وعدہم اجمعین لہا سبعۃ ابواب" میں ہے (۳) تحقیق رسالت (۴) اثبات توحید (۵) بعض العبادت کا ذکر (۶) اطاعت گزاروں کی جزا کا ذکر (۷) مخالفین کی سزا کا بیان (۸) رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کا مضمون ان سب مضامین میں ارتباط ظاہر ہے۔

فائدہ:

"لہا سبعۃ ابواب" جنہم کے سات دروازے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک ہاتھ پر دوسرا ہاتھ رکھ کر بتلایا کہ اس طرح اوپر نیچے جنہم کے دروازے ہوں

تصدیق کرنے والوں کے لئے بشارت کا ذکر ہے یہی مضمون پانچویں رکوع کے شتم تک چلا گیا ہے، پھر پچھلے رکوع کے اول میں ہجرت کی فضیلت اور نبوت کا اثبات اور منکرین کے لئے وعید بیان فرما کر توحید کی طرف عود کیا گیا ہے پھر رکوع ہشتم کے آخر میں رسالت اور قرآن کی حقانیت کے بیان کے بعد مضمون توحید مذکور ہے اور گیارہویں رکوع کے قریب شتم سے قرآن کی حقانیت برکت اور اس کی تعلیمات میں سے بعض کی خوبی اور ایلانہ عہد کی زیادہ تاکید اس کے بعد اعمال صالحہ کی مطلق فضیلت مذکور ہے۔ تیرھویں رکوع کے قریب شتم سے قرآن و رسالت کی بحث اور منکر کے لئے وعید اور اکراہ کی صورت میں زبانی انکار کے استثناء کا ذکر ہے۔ چودھویں رکوع میں زبانی انکار کا ایمان کی برکت سے معافی کا بیان ہے۔ پندرھویں رکوع میں کفر کا اخروی و دنیوی وبال اور رسوم شرک کا ابطال تو یہ کی تزیین ذکر فرمائی گئی ہے۔ سولہویں رکوع میں رسالت محمدیہ کا اثبات اور اس کی تقویت کے لئے رسالت ابراہیمیہ کا ذکر اور منصب رسالت کے بعض آداب اور مخالفت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر و تقویٰ کی تحقیر اور اس کی فضیلت مذکور ہے اور اس پر سورۃ کو شتم کر دیا گیا ہے اس تفصیل سے تمام اجزاء سورۃ کا تناسب بالکل واضح ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل

یہ قرآن کریم کی سترہویں سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۵۰ نمبر پر ہے اس سورۃ میں ۱۲ رکوع ۱۱۱ آیات ۱۵۸۲ کلمات اور ۶۷۱ حروف ہیں یہ سورۃ بھی مکی ہے اس سورۃ کا دوسرا نام سورۃ اسراء بھی ہے۔

گے۔ ابن جریجؒ فرماتے ہیں کہ جنم کے سات طبقوں کے نام اور ترتیب یہ ہے (۱) جنم (۲) ظلی (۳) حلیہ (۴) سیر (۵) ستر (۶) خیم (۷) ہادیہ۔
ضحاکؒ فرماتے ہیں کہ پہلے درجہ میں گنکار موحدین رہیں گے۔ دوسرے میں نبیوں۔ تیسرے میں نصاریٰ۔ چوتھے میں صابی (ستارہ پرست) پانچویں میں نبوی۔ چھٹے میں مشرکین۔ ساتویں میں منافقین۔ اماذا اللہ منہا!

سورۃ نحل

یہ قرآن کریم کی سولہویں سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۷۰ نمبر پر ہے اس سورۃ میں کل رکوع ۱۶ تعداد آیات ۱۲۸ کل کلمات ۱۸۷۱ اور کل حروف ۷۹۷ ہیں یہ سورۃ مکی ہے اس سورۃ کا دوسرا نام سورۃ الغمام بھی ہے۔
رابط:

اس سورۃ میں یہ مضامین ہیں، توحید جو احسان جتنا نے کے پیرایہ میں مذکور ہے جس کو مزید تنبیہ کے لئے وعید کی تنبیہ سے شروع کیا گیا ہے اور گشتہ سورۃ کے شتم پر بھی توحید اور عدم توحید پر وعید کا ذکر تھا جیسا کہ ”مجمعلون مع اللہ“ اور ”فسیح بحمد ربک“ سے معلوم ہوتا ہے اس سے پہلی سورۃ کے اختتام اور اس سورۃ کے آغاز میں تناسب واضح ہے۔

خلاصہ مضامین:

اس سورۃ میں توحید کے ضمن میں شرک کا رد اور اہل شرک کی مذمت اور بعض آیات میں نبوت اور قرآن کے انکار پر وعید اور ان کے بالمقابل قرآن کی

وجہ تسمیہ:

اسراء کے معنی ہیں رات کو لے جانا چونکہ اس سورۃ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کو مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام تک لے جانے کا تذکرہ ہے اس واسطے اس کو سورۃ اسراء کہتے ہیں۔

رابط:

(۱) پہلی سورۃ کے ختم پر رسالت محمدیہ کا اثبات اور اس کی تقویت کے لئے رسالت ابراہیمیہ کا ذکر تھا، اس سورۃ کے شروع میں قصہ معراج کا ذکر ہے جو کہ خارق عظیم ہے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت واضح طور پر ثابت ہو رہی ہے لہذا سورۃ نحل کے اختتام اور اس سورۃ کے آغاز میں کھلا تناسب ہے (۲) پہلی سورۃ کے ختم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت تنبیہ اور تکالیف و منکرن کی انکار پر صبر کا حکم دیا گیا تھا جس کی آپ نے بخوبی قبول فرمائی، اب اس سورۃ کی ابتداء میں اس عبادت و صبر کا نتیجہ ذکر فرمایا گیا یعنی آپ کو آسمانوں کی بلندیوں پر پہنچانا جس میں صدا ہا اسرار فیہ اور آسمان و جنت و دوزخ کے مناظر دکھائے گئے اور یہ امر نبوت کی اعلیٰ ترقی پر دلالت کرتا ہے۔

خلاصہ مضامین:

اس سورۃ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تقویت کی خاطر حضرت موسیٰ اور حضرت نوح علیہما السلام کا ذکر فرمایا گیا ہے پھر انبیاء کی تصدیق کی طرف راغب کرنے کے لئے طوفان نوح سے نجات اور مکہ میں کو ڈرانے کے لئے بنی اسرائیل کے فساد کا قصہ اور ان کا سزا پانا ذکر فرمایا گیا، اور قرآن کو جو کہ دلیل رسالت

ہے ہادی بنایا گیا۔ دوسرے رکوع میں منکرن پر عذاب کے فوراً نہ آنے سے جو رسالت پر شبہ ہو سکتا تھا اس پر کلام کیا گیا چنانچہ عذاب کا وقت بتایا گیا اور قریب میں جو عذاب آچکا تھا وہ ہٹایا گیا، نیز دنیا کی محبت جو کہ ایمان سے مانع ہے اس کی مذمت کی گئی، تیسرے اور چوتھے رکوع میں بعض قرآنی احکام بیان فرمائے گئے اور قرآن کے لفظی اعجاز اور معنوی خوبیوں سے رسالت پر استدلال کیا گیا۔ پانچویں رکوع میں اثبات توحید قرآن و رسالت کی بحث ہے۔ چھٹے رکوع میں ان کا اعتراض اور قرآن و رسالت پر جو مسلمانوں کو قصہ آتا تھا اس میں نری کا حکم دیا گیا، اسی کے ساتھ حضرت داؤد علیہ السلام کی رسالت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تقویت اور رسالت سے متعلق ایک شبہ کا جواب ہے۔ ساتویں رکوع میں مخالفت کا نقصان ظاہر کرنے کے لئے ابلیس کا قصہ ذکر کیا گیا۔ آٹھویں رکوع میں مخالفت پر قیامت کی وعید اور کچھ رسالت کا مضمون مذکور ہے۔ نویں رکوع میں قرآن کے بعض آثار اور منکرن کی ناشکری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے مذکور ہے اور دسویں رکوع میں آخر سورۃ تک رسالت کے ہی متعلق بحث ہے اس ایمانی تقریر سے اس سورۃ کے اجزاء کا باہمی ارتباط و تناسب واضح ہے، واللہ اعلم!

فضائل:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری میں روایت ہے کہ سورۃ بنی اسرائیل اور سورۃ کہف اور سورۃ مریم سب سے پہلی اور سب سے بہتر اور بڑی فضیلت والی سورتیں ہیں۔ مست احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قطعی روزے بھی تو اس طرح پے در پے لگاتا رہتے

فضائل:

اس سورت کے فضائل میں بہت سی احادیث وارد ہیں:

۱..... حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رات کو گھر میں سورۃ کہف پڑھ رہا تھا اور گھوڑا بھی وہیں بندھا ہوا تھا کہ گھوڑا بدکنے لگا اس شخص نے اوپر سر اٹھا کر دیکھا تو ایک نور دکھائی دیا جو بادل کی طرح سایہ کے ہوئے قاصح کو اس نے یہ ذکر..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو پڑھا کرو یہ سکینت یعنی نور الطمینان ہے جو اس کو پڑھنے کی وجہ سے نازل ہوئی تھی۔

۲..... ایک روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن سورۃ کہف پڑھ لے وہ اس کے بعد تک ہر قدر سے محفوظ رہے گا۔

۳..... ایک روایت میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۃ کہف تلاوت کرے اس کے قدم سے لے کر آسمان کی بلندی تک نور ہو جائے گا جو قیامت کے دن روشنی دے گا اور پچھلے جمعہ سے اس دن تک اس کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔

۴..... حضرت ابو زرراء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے سورۃ کہف کی پہلی دس آیتیں حفظ کر لیں وہ دجال کے قدر سے محفوظ رہے گا۔

۵..... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورۃ کہف پوری کی پوری ایک وقت میں نازل ہوئی اور ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ آئے۔

پچلے جاتے کہ ہم اپنے دل میں کہتے کہ شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم پورا مہینہ روزوں ہی میں گزار دیں گے اور کبھی کبھی بالکل ہی نہ رکھتے یہاں تک کہ ہم سمجھ لیتے کہ شاید آپ اس مہینے میں روزے ہی نہ رکھیں گے۔ اور آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ ہر رات کو سورۃ بنی اسرائیل اور سورۃ زمر پڑھا کرتے تھے۔

سورۃ کہف

یہ قرآن کریم کی اٹھارہویں سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۶۹ نمبر پر ہے اس سورۃ میں کل رکوع ۱۲ آیات ۱۱۰ کلمات ۱۶۰۸ اور کل حروف ۶۶۲۰ ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورت کو سورۃ کہف اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ان لوگوں کے حیرت انگیز حال کا بیان ہے جو کہف یعنی غار میں تین سو نو برس تک سوکر جاگے تھے یہ حضرات اپنے ایمان کو بچانے کے لئے غار میں چھپ گئے تھے اس وقت جو مسلمان ستائے جا رہے تھے ان کو اصحاب کہف کا قصہ سنایا گیا تاکہ ان کی ہمت بلند ہو اور انہیں معلوم ہو کہ اہل ایمان اپنے ایمان کو بچانے کے لئے پہلے کیا کچھ کر چکے ہیں۔

رابط:

سورۃ اسراء کے اخیر میں خدا کی حمد میں تین صفات سلیمہ ذکر فرمائی گئیں تھیں کہ خدا اولاً شریک و مددگار سب سے پاک ہے اس سورۃ کو کبھی حمد سے ہی شروع کیا گیا جس سے تناسب طرفین ظاہر ہے۔

خلاصہ سورۃ:

یہ سورۃ مشرکین کے تین سوالات کے جوابات میں نازل ہوئی جو انہوں نے یہود کے مشورہ اور سکھانے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے تھے، مشرکین کہ نے یہود سے جا کر کہا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں میں ایسے سوال بتاؤ جو امتحان کی غرض سے پوچھے جائیں چنانچہ یہود نے تین سوال سکھائے کہ یہ جا کر پوچھو وہ تین سوال یہ تھے۔ (۱) اصحاب کہف کون تھے۔ (۲) قصہ خضر اور موسیٰ کی حقیقت کیا ہے (۳) ذوالقرنین کا قصہ کیا ہے؟ بعض نے بجائے خضر و موسیٰ علیہما السلام کے قصہ کے روح کے متعلق سوال ذکر کیا ہے۔ یہ تینوں قصے میرا نیوں اور یہودیوں کی تاریخ سے متعلق تھے اہل عرب میں ان کا کوئی چرچا نہ تھا اس لئے یہود نے امتحان کی غرض سے ان سوالات کا انتخاب کیا تھا تاکہ یہ بات مکمل جائے کہ واقعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی قیمتی ذریعہ علم ہے یا نہیں چنانچہ اللہ جل شانہ نے یہ پوری سورۃ کہف نازل فرما کر اپنے نبی کی زبان مبارک سے ان کے تمام سوالات کے جوابات دیئے اور صرف یہی نہیں کہ ان کے پوچھے ہوئے سوالات کے جوابات دیئے بلکہ ان تینوں قصوں کو پوری طرح اس صورت حال پر بھی چسپاں کر دیا جو اس وقت مکہ میں کفر و اسلام کے درمیان درپیش تھی، اصحاب کہف کے متعلق بتلایا گیا کہ وہ اسی توحید کے قائل تھے جس کی دعوت یہ قرآن پیش کر رہا ہے ان کا حال مکہ کے مٹھی بھر مظلوم مسلمانوں سے اور ان کی قوم کا حال کفار قریش کے حال کی طرح تھا اس قصہ سے اہل ایمان کو یہ سبق دیا گیا کہ اگر کفار کا کہیں غلبہ ہے پناہ ہو اور ایک مؤمن کو ظالم معاشرہ میں دین و ایمان پر قائم رہنا مشکل ہو تب بھی اس کو باطل کے آگے سر نہیں

جھکانا چاہئے اور کفار مکہ کو جتلیا یا گیا کہ اصحاب کہف کا قصہ عقیدہ آخرت کی صحت اور سچائی کا ایک ثبوت ہے جس خدائے قادر مطلق نے اصحاب کہف کو ایک مدت دراز سلا کر پھر زندہ اٹھایا اسی طرح اس کی قدرت سے دوبارہ قیامت میں تمام انسانوں کو زندہ کر کے اٹھانا کچھ بعید نہیں جس کا کفار انکار کرتے تھے۔

اس کے بعد قصہ ذوالقرنین سنایا گیا اور اس میں سوال کرنے والوں کو یہ سبق دیا گیا کہ تم اپنی ذرا ذرا سی سرداریوں پر پھول رہے ہو حالانکہ ذوالقرنین اتنا بڑا فرمانروا تھا کہ اس کے وقت میں تمام سرزمین کے بادشاہ اس کے تابع تھے لیکن وہ اپنی حقیقت کو نہ بھولا ہمیشہ اپنے خالق کے آگے سر تسلیم رکھتا تھا اور قیامت و آخرت پر ایمان رکھتا تھا اور قیامت کی سزا و جزاء کا قائل تھا۔ خلاصہ یہ کہ اس سورۃ میں مضامین توحید و رسالت کے ساتھ قیامت، آخرت، حشر و فخر، جزا و سزا اور دنیا کے فناء و زوال کا حال بیان فرمایا گیا۔

سورۃ مریم

یہ قرآن کریم کی ۱۹ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۳۳ نمبر پر ہے اس سورۃ میں ۶ کو ۹۸ آیات ۹۶۸ کلمات اور کل ۳۹۸۶ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کے آغاز کے قریب ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور آپ کی والدہ حضرت مریم کے واقعہ کی تفصیل بیان کی گئی ہے اس لئے اس سورۃ کا نام مریم رکھا گیا۔

فائدہ:

مفسر ابن کثیر کے قول کے مطابق حضرت مریم کا نام قرآن پاک میں ۳۰ جگہ آیا ہے اور سوائے حضرت مریم کے اور کسی عورت کا نام صراحتہ قرآن پاک میں نہیں ہے۔

رابط:

سورہ کہف کے خاتمہ پر خدا تعالیٰ کی بے پناہ قدرت کی نشانیوں کا انکار کرنے والوں کو عذاب جہنم کی اطلاع دی گئی تھی اور ان آیات الہی کے تسلیم کرنے والوں کو فردوس اعلیٰ کی بشارت سنائی گئی ساتھ ہی آپ کی بشریت کا اعلان اور آپ کی زبان وحی ترجمان کا اعلان تھا۔ سورہ مریم کا بھی عہودی مضمون و مرکزی بیان ان آیات الہی کا تذکرہ ہی ہے۔ نیز یہ مضامین باہم بھی متلازم و متماثل ہیں اور سورہ گزشتہ کے ختم پر جس طرح آپ کی رسالت کا ذکر ہے اس سورہ کے ختم پر بھی اسی طرح بعض انبیاء سابقین کی نبوت کا مضمون ہے۔

خلاصہ سورہ:

سورہ کی ابتداء حضرت زکریا علیہ السلام کے ذکر سے فرمائی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام پر خاص رحمت فرمائی تھی چونکہ آپ کے یہاں کوئی اولاد نہ تھی آپ نے اللہ سے دعا مانگی آپ کی دعا قبول ہوئی اور فرشتہ نے آپ کو فرزند کی بشارت دی جن کا نام بھی اللہ کی طرف سے بھی تجویز کیا گیا پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام کی نبوت اور ان کی پاکیزہ زندگی کا ذکر کیا گیا، دوسرے رکوع میں حضرت مریم علیہا السلام کی پارسائی اور عبادت گزار اسی کا تذکرہ فرماتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

پیدائش کا حال بیان فرمایا گیا اور دونوں گروہوں یعنی یہود اور نصاریٰ کی تردید کی گئی جو حضرت مریم علیہا السلام پر معاذ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی بناء پر بہتان لگاتے تھے یا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا سمجھتے تھے۔

تیسرے رکوع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ آپ صدیق بھی تھے اور نبی بھی، پھر آپ کی دعوت دین کا تذکرہ ہے۔ چوتھے رکوع میں حضرت موسیٰ، حضرت ہارون، حضرت اسماعیل، حضرت ادریس علیہم السلام کا تذکرہ فرمایا اور بتلایا کہ ان سب انبیاء کی دعوت یہی دعوت اسلام رہی ہے ساتھ ہی ناخلف لوگوں کا انجام بد ذکر فرمایا۔ پانچویں رکوع میں حیات بعد الموت پر منکر انسان کے تعجب کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی موجودہ پیدائش سے استدلال فرمایا کہ کیا یہ عدم سے وجود میں لانا نہیں ہے۔ جب انسان کچھ بھی نہ تھا پھر اس کو وجود دیا گیا تو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا حق تعالیٰ کے لئے کیا مشکل ہے۔ چھٹے رکوع میں بتلایا گیا کہ کافروں پر شیطان کا پورا تسلط رہتا ہے جو انہیں طرح طرح سے کفر پر ابھارتے اور آکساتے ہیں نتیجہ یہ ہوگا کہ قیامت میں ان منکرین و مجرمین کو سزا دی جائے گی اور زیادہ جہنم کی طرف ہانکا جائے گا بالاقابل ان مجرمین کے مؤمنین مخلصین کو حق تعالیٰ کی مہمانی نصیب ہوگی اور جنت میں ان کا ابدی عیش و نوا ہوگا، اخیر میں یہود و نصاریٰ و مشرکین عرب جو حق تعالیٰ کے اولاد رکھنے کا عقیدہ رکھتے ہیں ان کا رد فرمایا گیا اور کفار کو یہ تنبیہ کی گئی کہ اللہ اور رسول کی مخالفت کرنے پر پہلے ہی قویں ہلاک اور دنیا سے نیست و نابود ہو چکی ہیں جن کا کوئی نام و نشان بھی نہ رہا اور اسی ہیئت پر سورہ کو ختم فرمایا گیا۔

سورۃ طہ

یہ قرآن کریم کی بیسویں سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۳۵ نمبر پر ہے اس سورۃ میں ۸ رکوع اور ۱۳۵ آیات ہیں کلمات ۱۲۵۱ اور حروف ۵۳۶۶ ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی ابتداء لفظ طہ سے ہوئی اس لئے اس کو بطور علامت کے سورۃ کا نام دے دیا گیا۔

رابط:

سورۃ مریم میں توحید و رسالت اور وحی کا مضمون ہے اور "تَنْزِيلًا مِّنْ حَلَقٍ" سے توحید کے متعلق مضمون ہے اور ہل اساک سے حضرت موسیٰ کے قصہ کے ضمن میں توحید و رسالت دونوں کی تقریر ہے رسالت موسیٰ سے رسالت محمد پر کی توحید ہے نیز اوپر کی سورۃ ذکر قرآن پر شتم ہوئی ہے اور یہ سورۃ ذکر قرآن سے شروع ہوئی ہے اس لئے پہلی سورۃ کے خاتمہ اور اس سورۃ کے قاتحہ میں خاص رابطہ و مناسبت حاصل ہے۔

شان نزول:

ابن مردودہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مکہ میں ابتداء نزول قرآن کے وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز میں بھی اس پاؤں پر بھی اس پاؤں پر کھڑے ہو کر اس قدر طویل قیام کرتے تھے کہ قدم

مبارک ورم کر جاتے جس کو دیکھ کر کفار قریش کہتے تھے کہ محمدؐ پر قرآن کیا نازل ہوا زحمت میں پڑ گیا، اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی۔

یہ بھی منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن سے لوگوں کو اس قدر وعظ و پند فرماتے تھے کہ ٹپس کے سب آرام جاتے رہتے تھے اس پر کفار کے جھگڑے مزید تھے، تب کفار کہنے لگے کہ قرآن کیا اترا یہ شخص مشقت و مصیبت میں پڑ گیا اس پر حق تعالیٰ نے فرمایا اے نبی میں نے قرآن اس لئے نہیں نازل کیا کہ آپ مصیبت میں پڑ جائیں بلکہ یہ تو خدا ترس لوگوں کو نصیحت کے لئے ہے۔

فضائل:

محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے اپنی کتاب "التوحید" میں ایک حدیث ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ایک ہزار سال پہلے سورۃ طہ اور سورۃ یٰسین کی تلاوت فرمائی تھی سن کر فرشتے کہنے لگے وہ امت بہت ہے، تو اس نصیب ہے جس پر یہ کام نازل ہوگا اور وہ زبانیں یقیناً مستحق مبارک باد ہیں جن سے خدا کے کام کے یہ الفاظ وارد ہوں گے (یہ روایت غریب ہے)

خلاصہ سورۃ:

سورۃ کی ابتداء قرآن پاک کے تذکرہ سے اس طرح فرمائی گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا گیا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر یہ قرآن اس لئے نازل نہیں کیا گیا ہے کہ آپ تکلیف و مشقت میں پڑیں بلکہ یہ تو اس لئے اتارا گیا ہے کہ اس سے نصیحت حاصل کی جائے مگر اس سے نصیحت وہی لوگ حاصل کرتے

نیز ایمان اور عمل صالح رکھنے والوں اور برائیوں اور کفر و شرک سے ملوث انسانوں کو ان کے عمل کے مطابق قیامت میں جزاء و سزا دینے کا تذکرہ فرمایا۔

ساتویں رکوع میں جمل طور پر حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ کا بیان ہے۔ آٹھویں رکوع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرما کر تلقین فرمائی گئی کہ آپ ان منکرین کی کفر آمیز باتوں پر صبر کیجئے اور شب و روز اپنے پروردگار کی حمد و ثنا اور تسبیح و تہلیل کیجئے اور اپنے معبود حقیقی کی طرف توجہ نہ کیجئے نیز آپ کو اور آپ کے قوسط سے امت مسلمہ کو یہ تعلیم دی گئی کہ کفار کے دنیوی ساز و سامان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھنا چاہئے۔ اخیر میں منکرین کا یہ قول ذکر ہے جو عناداً یہ کہتے ہیں کہ یہ رسول ہمارے پاس ایسی نشانی اپنی نبوت کی کیوں نہیں لاتے جس کو دیکھ کر ہم ان کو نبی ماننے پر مجبور ہو جائیں۔ اس کے جواب میں فرمایا گیا کہ آپ کی نبوت کی عظیم الشان نشانی یہ قرآن ہے جو ان کے پاس پہنچ چکا ہے اب ان کے پاس عذر کی کوئی گنجائش نہیں ہے لہذا اخیر میں منکرین سے فیصلہ نہ کرنا کہہ دینے کی تلقین فرمائی گئی کہ اچھا ہم سب منتظر ہیں تمہارا انتظار اور کروتم کو عترتِ معلوم ہو جائے گا کہ راہِ راست والے منزل مقصود تک پہنچنے والے کون ہیں۔

سورة الانبياء

یہ قرآن کریم کی ایک سو بیس سورہ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۳۷ نمبر پر ہے اس میں سات رکوع ۱۱۲ آیات ۱۱۸۷ کلمات اور ۵۱۵۳ حروف ہیں یہ سورہ مکی ہے۔

ہیں جو دل میں خدا کا خوف رکھتے ہیں پھر خدا تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کا تعارف فرمایا اور اپنی توحید بیان فرمائی اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے واقعہ کو ذکر فرمایا اور فرعون کے پاس پیغامِ توحید پہنچانے کا حکم دیا۔

دوسرے رکوع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا اور درخواست کا ذکر ہے کہ میرے بھائی ہارون کو میرا مددگار بنادیتے چنانچہ یہ درخواست منظور فرمائی گئی نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش، پرورش اور جوانی کے واقعات اور ہر موقع پر اللہ جل شانہ کی دیکھری اور نجات کا تذکرہ ہے۔

تیسرے رکوع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ اور اس کے مقابلہ میں فرعون کی جمل و حجت اور انکار کا ذکر فرمایا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جادوگروں کے مقابلہ اور مقابلہ کا انجام ظاہر فرمایا گیا کہ جادوگروں نے فرعون کے فیض و غضب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے ایمان کا اظہار کر دیا اور اسی پر قائم رہے۔

چوتھے رکوع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا راتوں رات بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکل جانا مذکور ہے کہ فرعون بنی اسرائیل میں ناکام ہوئے اور سمندر میں غرق ہو گئے۔

پانچویں رکوع میں ذکر کیا گیا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تورات لینے گئے تو بعد میں بنی اسرائیل نے گوسالہ پرستی شروع کر دی اور حضرت ہارون علیہ السلام کے منع کرنے سے باز نہ آئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طور سے واپسی پر یہ حال دیکھ کر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

چھٹے رکوع میں قیامت کے دن کا ذکر ہے کہ اس دن یہ مضبوط اور عظیم الشان پہاڑ کس طرح ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور زمین بالکل ہموار کر دی جائے گی،

وجہ تسمیہ:

چونکہ اس سورۃ میں مسلسل متعدد انبیاء کا ذکر آیا ہے اس لئے اس کا نام بطور علامات سورۃ الانبیاء رکھ دیا گیا۔

رابط:

سورۃ بنی اسرائیل میں تحقیق معاد، تحقیق نبوت، تحقیق توحید اور توحید و رسالت کی تائید کے لئے بعض انبیاء علیہم السلام کے قصے مذکور ہیں اور یہ مضامین بالخصوص قصص کا مضمون وجہ ارتباط ہے۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں خاص طور پر حسب ذیل امور زیر بحث آئے ہیں (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کفار مکہ اور مشرکین عرب کو غلط فہمیاں نہیں ان کا بڑی تفصیل سے رد کیا گیا ہے (۲) قرآن کریم پر کفار جو اعتراضات کیا کرتے تھے ان کا جواب دیا گیا ہے (۳) مکذبین و منکرین دین حق کی تباہی و بربادی کے عبرتناک واقعات سے کفار مکہ کو ڈرایا گیا ہے (۴) شرک کی تردید میں اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد کے غلط عقیدہ کا پر زور رد فرمایا گیا ہے (۵) انسانی جبلت کا بیان کہ آدمی جلدی کا بنا ہوا ہے اس لئے وہ بول چاہتا ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ ابھی ہو جائے (۶) انبیاء کے ساتھ منکرین کے استہزاء کا انجام کہ عذاب الہی سے بچنا ممکن نہیں (۷) گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے واقعات و حالات کا تذکرہ جس سے یہ سمجھایا گیا ہے کہ سارے انبیاء کرام انسان ہی تھے فرشتے تھے اور تمام انبیاء کی اصل یہی دین اسلام تھا جو اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیش کر رہے ہیں انہر میں بتلایا گیا کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات کے لئے رحمت ہیں اور اب انسانوں کی نجات کا انحصار آپ کی پیروی اختیار کرنے پر ہے جو اسے پوری طرح قبول کریں گے وہی خدا کی آخری عدالت سے کامیاب نکلیں گے اور جو لوگ اسے رد کریں گے وہ آخرت میں بدترین انجام سے دوچار ہوں گے حاصل یہ کہ اس سورۃ میں انسان کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے مضامین کا بیان ہے۔ انسان دنیا کے دھندوں میں اس طرح پھنسا ہوا ہے گویا اسے ہمیشہ نہیں رہتا ہے اسی لئے ابتداء سورۃ میں اللہ جل شانہ لوگوں کو متنبہ فرما رہے ہیں کہ قیامت قریب آگئی ہے حساب کتاب کی گھڑی سر پر گھڑی ہے اسی مضمون کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اپنی دو انگلیاں کھڑی کر کے ارشاد فرمایا کہ میں ایسے وقت پر مہوٹ کیا گیا ہوں کہ میں اور قیامت دو انگلیوں کی طرح ہیں یعنی میرے بعد قیامت ہی ہے کوئی اور نبی آنے والا نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اس بات کی علامت ہے کہ نوع انسانی کی تاریخ اب اپنے آخری دور میں داخل ہو چکی ہے آغاز اور وسط کے مراحل گزر چکے ہیں اور اب آخری مرحلہ شروع ہو چکا ہے جس کا خاتمہ قیامت ہی پر ہوتا ہے واللہ اعلم!

سورۃ حج

یہ قرآن کریم کی ۲۲ ویں سورۃ ہے اور تحریب نزول کے اعتبار سے ۱۰۳ نمبر پر ہے اس سورۃ میں ۱۰ رکوع ۷۸ آیات ۲۶۳ کلمات اور ۵۳۳۲ حروف ہیں یہ سورۃ مدنی ہے۔

وجہ تسمیہ:

چونکہ اس سورۃ میں حج کا ذکر ہے اس لئے بطور علامت اس کا نام سورۃ حج

رکھا گیا ہے۔

رابطہ:

سورۃ انبیاء کے خاتمہ میں مسئلہ معاد کا ذکر تھا اس سورۃ میں اس سے ابتداء کی جاتی ہے تاکہ انسان کو پرہیز گاری اور خدا ترسی اور عبادت کی طرف کامل رغبت ہو اور دل میں خوف رہے گویا خاتمہ سورۃ سابقہ اور اس سورۃ کے شروع میں بابۃ الارحامہ مضمون انذار ہے۔

خلاصہ مضامین سورۃ:

اس سورۃ کی ابتداء احوال قیامت کے ذکر سے فرمائی گئی اور سمجھایا کہ قیامت کا انکار کرنے والے شیطان لعین کی بیرونی کرتے ہیں جس کے متعلق یہ بات لکھی جا چکی ہے کہ جو شخص اس سے تعلق رکھے گا تو وہ اس کو جہنم کا راستہ دکھائے گا۔ حیات بعد الممات یعنی سرگردوارہ زندہ ہونے کا ثبوت ایک نہایت معقول دلیل کے ذریعہ دیا گیا ہے پھر دنیا میں کئے ہوئے برے اعمال کی سزا آخرت میں جہنم کی آگ بتائی گئی اور مؤمنین صالحین کو جنت کی خوش خبری دی گئی پھر کفار و مشرکین عرب جو اتباع ابراہیمی کا دعویٰ کرتے تھے ان کا رد فرمایا گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خانہ کعبہ کو تعمیر کرنے کا مقصد ظاہر کیا گیا کہ یہ اللہ کی عبادت اور بندگی کے لئے ہے، اور کفر و شرک اور بت پرستی کی ظاہری و معنوی نہاست سے پاک صاف رکھنے کے لئے ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا تھا کہ لوگوں کو اس بہت حقیق کے طواف کرنے اور حج کرنے کا اعلان کر دیں پھر حج کے سلسلہ میں قربانی کا ذکر فرمایا گیا اور قربانی کی حقیقت کو بیان فرمایا گیا، مؤمنین صادقین جو کفار مکہ کے مظالم ایک عرصہ تک

برداشت کرتے رہے اب ان کو جہاد کی اجازت دی گئی پھر جہاد کا مفہا ظاہر فرمایا گیا اور مجاہدین کی صفت بتائی گئی کہ جنگ و جہاد کے بعد اگر انہیں زمین میں قوت و اقتدار و حکومت حاصل ہو تو یہ لوگ خود بھی نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور دوسروں کو بھی نیک کاموں کے کرنے اور برے کاموں سے منع کرنے کا حکم دیں پھر تکذیب انبیاء کا نتیجہ بتلا کر کفار مکہ کو ڈرایا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب حقیقی بیان کر کے آپ کی تسلی فرمائی گئی کہ جو لوگ کفر پر مصر ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کی باتوں کی طرف سے شک و شبہ میں رہیں گے یہاں تک کہ ان پر قیامت کا دن آچینے۔ پھر مہاجرین اور مجاہدین کی مدح فرمائی گئی اور ان کے لئے عمدہ روزی یعنی نعمائے جنت کا وعدہ فرمایا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور تصرفات کا اظہار فرما کر بتلایا کہ اللہ نے ساری کائنات کو انسان کا خادم بنایا اس سے انسانوں کو یہ جتنا مقصود ہے کہ جس خدا کی مہربانی اور رحمت کی یہ حالت ہو اسی کی مخالفت کرنا کوئی عقلی وجہ کر سکتی ہے پس لوگوں کو چاہئے کہ اس کی مخالفت سے باز آئیں اور غیر اللہ کی پرستش ترک کر دیں۔ پھر غیر اللہ کی بے کسی کا حال بیان فرمایا کہ مشرکین جن کی عبادت کرتے تھے وہ ایک کبھی تک تو پیدا نہیں کر سکتے اور پیدا کرنا تو بڑی بات ہے وہ تو ایسے عاجز ہیں کہ اگر کبھی ان سے کچھ چھین لے جائے تو وہ اس سے چھڑا نہیں سکتے۔ فرض بتوں کی بے کسی اور بے بسی بتلا کر توحید کی دعوت دی گئی پھر اسی طرح مسند رسالت کو سمجھایا گیا اور اخیر میں اہل ایمان اور اہل اسلام کو ہدایت کی گئی کہ اگر یہ کافر مکر نہیں مانتے تو نہ کسی تم برابر اطاعت خداوندی میں لگے رہو تاکہ تم قحط پاؤ۔

الفرض پوری سورۃ میں جگہ جگہ مناسب مواقع پر تذکیر و نصیحت بھی ہے اور شرک کے خلاف اور توحید و آخرت کے حق میں مؤثر دلائل بھی ہیں بعض مفسرین نے

الصلوة والى الزكوة واعتصموا بالله“ سے اجمالاً اشارہ تھا، اب اس سورۃ میں اس کی تشریح فرمائی گئی اور اصول حسنت بیان فرمانے سے پہلے ان پر عمل کرنے والوں کو فلاح کا مژدہ بھی سنایا گیا کہ ان کی فلاح میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

فضائل:

ترغی، نسیئ اور مستد احمد میں مردی ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تو آپ نے قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی: ”اللھم زدنا ولا تنقصنا واکرمنا ولا تلھنا واعطنا ولا تحرمنا والثرنا ولا تسولر علینا وارض عنا وارضا“ کہ اے اللہ! تو ہمیں زیادہ کریم نہ کر، ہمارا اکرام کراہت نہ کر، ہمیں انعام عطا کر محروم نہ رکھ، ہمیں دوسروں پر اختیار کر ہم پر دوسروں کو پسند نہ فرما، ہم سے خوش ہو یا اور ہمیں خوش کر دے پھر فرمایا کہ مجھ پر دس آیتیں اتاری ہیں جو ان پر جم گیا وہ جنتی ہو گیا پھر آپ نے شروع سورۃ سے دس آیتیں تلاوت فرمائیں مگر امام ترمذی نے اس حدیث کو منکر کہا ہے۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ کی ابتداء میں مؤمنین کی چند صفات بیان کی گئی ہیں کہ اللہ اور رسول پر ایمان لانے والوں میں یہ باتیں پیدا ہوتی ہیں اور ایسے ہی لوگ دنیا و آخرت و فلاح کے مستحق ہوتے ہیں اس کے بعد انسان کی پیدائش اور دوسرے آثار کائنات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جس سے یہ ذہن نفیس کرنا مقصود ہے کہ حید اور معرفت الہی کی جس حقیقت کو تسلیم کرنے کا سبق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دے رہے ہیں اس کے برحق ہونے پر تمہارا اپنا وجود اور یہ پورا نظام عالم گواہ ہے۔

صراحت کی ہے کہ یہ عجیب سورۃ ہے اس کا کچھ حصہ رات میں کچھ حصہ دن میں، کچھ سفر میں کچھ حضر میں نازل ہوا۔ کچھ کی ہے کچھ مدنی، کسی آیت کا صلح کے متعلق نزول ہوا کسی کا جنگ کے متعلق کوئی ناسخ ہے کوئی منسوخ کوئی حکم ہے کوئی کتابہ۔

سورۃ مؤمنون

یہ قرآن کریم کی ۲۳ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۷۴ نمبر پر ہے اس سورۃ میں ۶ رکوع ۱۱۸ آیات اور ۱۰۷۰ کلمات اور ۳۵۳۳ حروف ہیں یہ سورۃ سکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

چونکہ مؤمنون کا لفظ اس سورۃ کی پہلی ہی آیت میں آیا ہے اور اس سورۃ میں ایمان والوں کی صفات بیان کی گئی ہیں ان کے اطوار و عادات بتلائے گئے ہیں اس لئے اس سورۃ کا نام مؤمنون رکھ دیا گیا۔

رابط:

سورۃ حج کے اخیر میں یہ بیان تھا کہ اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کو خدا نے برگزیدہ کیا ہے کہ تم اور لوگوں پر دنیا و آخرت میں نیکی اور بدی کے معاملات میں شہادت ادا کرو جس کام یا جس شخص کو تم اچھا کو وہی اچھا اور بھلا ہے، اور رسول ایسے معاملات میں تم پر شہادت ادا کرنے والا ہے، تمہاری اچھائی اور برائی رسول کی شہادت پر موقوف ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ گواہ جب تک عدل یعنی نیک اور معتبر نہ ہو تو اس کی گواہی کیا؟ اس لئے اس سورۃ میں اصول حسنت کی طرف اس جملہ ”فاقیموا

سورۃ نور

یہ قرآن کریم کی ۲۴ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۱۰۲ نمبر پر ہے اس سورۃ میں ۹ رکوع ۶۴ آیات ۱۳۰۰ کلمات اور ۶۴۱۰ حروف ہیں یہ سورۃ مدنی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کے پانچویں رکوع کی پہلی آیت میں "اللہ نور السموات والارض" کا جملہ آیا ہے یعنی اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے تو چونکہ اس سورۃ میں اللہ کے نور کا ذکر ہے اس لئے اس سورۃ کا نام سورۃ النور ہے۔

ربط:

سابقہ سورۃ کے اخیر میں آیت "افحسبم انما خلقناکم عبثا" سے معلوم ہوا تھا کہ انسان کی پیدائش کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اس کو احکام کا مکلف کہا جائے اور آخرت میں ان احکام کی اطاعت یا مخالفت پر جزا و سزا ملے۔ اس سورۃ میں بعض احکام کی تفصیل بیان فرمائی گئی ہے چنانچہ نصف سورۃ تک تو احکام عملیہ کا بیان ہے اور خاتمہ کے قریب بھی گھر میں دخول کے لئے اجازت اور عفت وغیرہ کے مسائل کا بیان ہے، گویا یہ سورۃ من وجہ تفصیل و تکمیل ہے سورۃ سابقہ کے شروع کی آیت: "والذین هم لقرو وجہم حافظون" کی اس طور پر اس سورۃ کو پہلی سورۃ کے اول و آخر سے ارتباط ہو گیا۔

اللہ کی عبادت کے لئے ضروری ہے کہ اس کی معرفت حاصل کی جائے اور یہ معرفت اس کی قدرت کی نشانیاں دیکھ کر جو دنیا میں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں ہر عقلمند اور ذی ہوش حاصل کر سکتا ہے پھر انبیاء سابقین اور ان کی امتوں کے قصے ذکر فرمائے گئے ہیں جن سے کئی باتیں متلائی مقصود ہیں، ایک یہ کہ آج دعوت نبی پر جو شبہات اور اعتراضات کئے جا رہے ہیں یہ پہلے بھی انبیاء پر کر چکے ہیں، دوسرے یہ کہ یہ توحید اور آخرت کی تعلیم ایسی نہیں کہ جو بالکل نئی ہو اور جو دنیا نے کبھی سنی نہ ہو، بلکہ ہر زمانہ میں یہ صدائے حق ہوتی رہی ہے۔ تیسرے یہ کہ حق کا انکار کر کے باطل پر اصرار کرنے والے کا انجام آخر کار تباہی و ہلاکت ہوتا ہے۔ چوتھے یہ کہ دین اسلام اس وقت سے دین الہی ہے جب سے انسان کے قدم زمین پر پڑتے ہیں پھر انبیاء کے تذکروں کے بعد بتایا گیا کہ دنیوی خوشحالی مالی و دولت قوت و اقتدار وہ چیزیں نہیں جو کسی شخص یا گروہ کے راہ راست پر ہونے کی یقینی علامت ہوں اور ان کو اس بات کی دلیل سمجھا جائے کہ خدا اس شخص پر مہربان ہے اور خدا کو اس کا رویہ پسند ہے۔ اسی طرح اس کے برعکس کسی کا غریب اور خستہ حال ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ خدا اس کے رویہ سے ناراض ہے بلکہ وہ اصل چیز جس پر خدا کے یہاں محبوب یا مغضوب ہونے کا مدار ہے وہ ایمان، خدا پرستی اور تقویٰ و راست بازی ہے آخر میں انسان کو سمجھایا گیا ہے کہ اس دنیا کی زندگی کوئی کھیل نہیں ہے اس کو بیکار اور فضول باتوں میں نہ گزارنا چاہئے۔ قرآن مجید کی باتوں کو سچا مان کر اس پر عمل کرنا چاہئے اور اللہ عزوجل سے مغفرت و رحمت کی دعا کرتے رہنا چاہئے۔ واللہ اعلم!

تمہارا برتاؤ کیسا ہونا چاہئے۔

خلاصہ یہ کہ اس سورۃ میں بڑے بڑے اور اہم قوانین و ہدایات کے علاوہ منافقین اور مؤمنین کی غلطیاں بتائی ہیں تاکہ معاشرہ میں پتہ چل جائے کہ نقصان اہل ایمان کون ہیں اور منافقین کون ہیں؟

سورۃ فرقان

یہ قرآن کریم کی ۲۵ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۴۲ نمبر پر ہے، جس میں ۶۱ کلمات، ۹۰۶ آیات، ۹۰۶ کلمات اور ۳۹۱۹ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے، یعنی مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔
وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت ”لقد ارک الذی نزل القرآن“ میں لفظ فرقان آیا ہے جو قرآن مجید کا ایک نام ہے اس لئے اس سورۃ کا نام ”الفرقان“ مقرر کیا گیا۔
فائدہ:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب کے ۵۵ نام رکھے ہیں جن میں سے ایک نام ”فرقان“ آیا ہے، فرقان کے لفظی معنی ہیں ہر وہ چیز جس سے حق و باطل کے درمیان فرق کیا جاسکے چونکہ قرآن کریم بھی حق و باطل اور خیر و شر، ہدایت و ضلالت، حرام و حلال عدل و ظلم، علم و جہل، نور و ظلمت، مفید و مضر، مصلح و مفسد، صدق و کذب، راستی و جھٹی، صواب و خطا میں فرق کرنے والا ہے اس مناسبت سے قرآن کا ایک نام ”الفرقان“ بھی ہے۔

فضیلت:

صحیح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنی عورتوں کو سورۃ نور کی تعلیم دو۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ کے مرکزی مطالب عورت کی عفت سے متعلق ہیں اس سورۃ میں زیادہ تر گھریلو اور اجتماعی زندگی کے پاک صاف رکھنے کے طریقے بتائے گئے ہیں ناجائز تعلقات جنسی کی سزا مقرر کی گئی ہے۔ پاکیزہ گھرانوں کی مستورات کے متعلق وہم و گمان کی بنا پر برے خیالات پھیلانے والوں کی سزا کا قانون بیان فرمایا گیا ہے بیوی پر ناپاکی کا اصرام لگانے والے خاوند کے لئے لعان کا قانون بتلایا گیا ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی براءت اور پاکدامنی کی شہادت دی گئی ہے اور آپ کے متعلق بدگمانی پھیلانے والوں کو سزا دی گئی اور مسلمانوں کو ہدایت کی گئی کہ اللہ کے برگزیدہ بندوں کی بابت بدگمانیوں سے بچیں ورنہ سخت سزا کے سزاوار ہوں گے۔ مسلمان مردوں اور عورتوں کو پاکیزہ زندگی اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی اور اس کا طریقہ بتلایا گیا ہے، بیوہ عورتوں کی دوبارہ شادی کرنے کی مصلحت سمجھائی گئی۔ اسلامی معاشرہ کو یہود باتوں سے پاک صاف رکھنے کے لئے معاشرتی اور تمدنی قوانین کی تعلیم دی گئی ہے اس سورۃ میں مسلمانوں کو بشارت دی گئی کہ انہیں زمین کی حکومت و سلطنت دی جائے گی، تاکہ انہیں اسلام کی خوبیاں اور برکتیں تمام دنیا میں پھیلانے کا موقع مل جائے، پھر آپس میں مل جل کر رہنے کی تعلیم دی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و تعظیم کی تلقین کی گئی اور بتلایا گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

رابط:

سورۃ نور کے آخر میں حقوق رسول کا ذکر تھا، اس سورۃ کے شروع میں بھی رسالت کا اثبات ہے اور باقی مضامین بھی دونوں سورتوں کے مشترک ہیں، یا یہ کہ سورۃ نور کے آخر میں یہ جملہ تھا "قد یعلم ما انتم علیہ" کہ اللہ کو معلوم ہے جس حال میں تم ہو، جس دن دنیا سے لوٹ کر تم اس کے پاس آؤ گے وہ تمہیں بتلائے گا کہ تم کیا کرتے تھے، اس کلام میں عرب کے ان اعمال فاسدہ کی طرف تنبیہ تھی جن میں وہ شب و روز غرق تھے اور ظلمات میں مبتلا تھے، ان کاموں میں سے ہر ایک سے بدتر بت پرستی تھی۔ دوسرے اس جملہ میں نیک و بد کی جزا و سزا پانے کا اشارہ تھا مگر یہ وہ باتیں مشرکین عرب کے بالکل خلاف تھیں، پھر ان باتوں کو رد کرنے والی چیز نبوت تھی کہ ایک شخص دعویٰ کر کے یہ کہے کہ میں خدا کی طرف سے تمہیں ان باتوں سے منع کرنے کے لئے آیا ہوں اور یہ بھی ان کے نزدیک حیرت انگیز بات تھی، اس لئے ان تینوں مسائل کا جو اصول مذہب ہیں اس سورۃ کے شروع میں ثابت کرنا ضروری ہوا سب سے اول مسئلہ نبوت شروع کیا اس لئے کہ اسی پر زیادہ توحید و معاد کے مسئلہ کی بنیاد ہے۔

خلاصہ سورۃ:

دوسری کئی سورتوں کی طرح اس سورۃ میں بھی عقائد یعنی اثبات توحید، اثبات رسالت، حشر و نشر قیامت و آخرت، جزا و سزا، شرک کی برائی، مشرکین کی مذمت کے مضامین ہیں، اور مضمون کی مناسبت سے بعض گزشتہ پیغمبروں اور ان کی قوم کے واقعات بیان کئے گئے ہیں اور توجہ دلائی گئی ہے کہ جن قوموں نے اپنے رسولوں کو

چھٹا یا وہ دنیا میں ناکام اور آخرت میں عذاب کے مستحق ہوئے، قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی پر کفار و مشرکین مکہ کے اعتراضات و شبہات میں سے ایک ایک کو نقل کر کے ان کے جواب دیئے گئے ہیں، ساتھ ہی دعوت حق سے اعراض کے برے نتائج بھی صاف صاف بتلائے گئے ہیں۔ پھر دنیا میں اللہ کی معرفت کی نشانیاں بتلائی گئیں جن سے توحید کی تعلیم دی گئی، اخیر میں اہل ایمان کے بلند اخلاق و کردار اور ان کے اعمال کا ذکر فرمایا تاکہ ان کو دیکھ کر مشرکین اپنے برے اعمال سے تائب ہو جائیں اور اپنے اعمال کا مومنین کے اعمال سے موازنہ کریں تاکہ ہدایت و منالط اور سعادت و شقاوت کا فرق ان کی نظروں اور نگاہوں کے سامنے آجائے۔ (رحمہم اللہ و رحمہم اجمعین)

سورۃ شعراء

یہ قرآن کریم کی ۲۶ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۴۷ نمبر پر ہے جس میں ۱۸ کوکب ۲۲۷ آیات ۱۳۷۷ کلمات اور ۵۹۸۹ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عرب میں شاعری کا بڑا زور شور تھا اور عرب قوم پر ایام جاہلیت میں شاعری کا بھوت سوار تھا ہر خاندان اور قبیلہ کو اپنی شاعری پر فخر تھا سالانہ میلوں میں مشاعرہ کی مجلسیں گرم ہوتی تھیں مگر اس وقت کی عربی شاعری میں سوائے ذاتی فخر، قوی جہالت، عشق بازی، شراب خوری اور فسق و فجور کے تذکرہ کے کچھ نہ تھا جب کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن پاک کی

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ کے زمانہ نزول میں مکی زندگی بہت سخت تھی ہر وقت ہر طرف سے کفار کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے معین پر چوم تھا، مگرین اسلام انکار اور مخالفت پر تھے ہوئے تھے اپنے باپ دادا کی حرکت اور دین کو چھوڑنا ان پر شاق تھا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے طرح طرح کے بے ننگے مطالبات اور خواہشیں کرتے تھے مثلاً پہاڑوں کو مکہ کے چاروں طرف سے ہٹا دینا، ریگستان میں پانی کی نہریں جاری کر دینا، پہاڑ سونے کے بن جانا، کسی فرشتہ کا آپ کے ساتھ ساتھ رہنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمت للعالمین ان گراہوں کی ہدایت کے لئے بے چین رہتے تھے۔ معقول دلائل کے ساتھ ان کے عقائد کی لٹلٹی اور توحید و آخرت کی صداقت سمجھانے کی ہر ممکن کوشش فرمایا کرتے مگر وہ عناد مذہبی کی صورتیں اختیار کرتے جس سے آپ طبعاً متاثر ہوتے اور دل ہی دل میں ان کفار کے ایمان کے لئے آپ غم کھاتے ان حالات میں یہ سورۃ نازل ہوئی جس کی ابتداء میں آپ کو تسلی دی گئی کہ آپ ان کفار کے ایمان نہ لانے سے اپنی جان کیوں گھلا رہے ہیں۔ ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ یہ نہیں کہ انہوں نے کوئی نشانہ نہیں دیکھی بلکہ عناد اور ضد ہے۔ طالب حق کے لئے تو خدا کی زمین پر ہر طرف نشانیاں بھیلی ہوئی ہیں جنہیں دیکھ کر وہ حق کو پہچان سکتا ہے لیکن ہٹ دھرم کسی چیز کو دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاسکتے۔ نہ زمین و آسمان کی نشانیاں دیکھ کر نہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات دیکھ کر پھر اسی مناسبت سے گزشتہ زمانہ کے سات پیغمبروں کا تذکرہ فرمایا اور ان کی قوموں کے مختصر حالات بیان فرمائے جنہوں نے اسی ہٹ دھرمی سے کام لیا تھا جس سے اب کفار مکہ کام لے

آیات سننے تو اس کی فصاحت و بلاغت اور مضامین عالیہ سے حیران و عاجز ہو کر طرح طرح کی الزام تراشی پر اتر آتے کبھی یہ کہتے کہ یہ (خوف باللہ) کا بن ہیں کبھی ساحر کہتے اور کبھی کہتے کہ شاعر ہیں اس سورۃ کے اخیر میں حق تعالیٰ نے شعراء کی حقیقت بیان فرمائی کہ وہ جنابی کی باتیں اشعار میں جمع کیا کرتے ہیں اور ہر وادی سخن میں حیران و پریشان پھرا کرتے ہیں تو کہاں شاعری اور کہاں قرآن کی آیات جن میں سراسر راسخی ہدایت، مکام اخلاق اور توحید وغیرہ کے مضامین عالیہ ہیں اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام شعراء ہوا۔

ربط:

سورۃ فرقان کے آخر میں یہ جملہ تھا "فقد کذبتم فسوف یکون لزاما" کہ تم لوگ جھٹلا چکے دیکھو کبھی سزا ملتی ہے۔ اگرچہ ان کی تکذیب کے مقابلہ میں بہت سے مواقع پر شہادتیں پیش کی گئی تھیں کہ ان میں غور کرنے کے بعد عاقل کے لئے تکذیب کی گنجائش نہیں رہتی مگر اس کے بعد یہاں اس سورۃ میں دلائل اثبات نبوت بیان کرنا اور گزشتہ انبیاء اور ان کی نافرمان سرکش قوموں کے واقعات بیان کرنے سے اتمام حجت اور اپنے محبوب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی تسلی بھی مقصود ہے اس لئے سورۃ فرقان کے بعد اس سورۃ کا ذکر مناسب ہوا۔ یا یوں کہئے کہ سابقہ سورۃ کا ختم مکذیبین کی وعید پر تھا اس سورۃ کے شروع میں، ایسے ایسے سب سے آخری رکوع میں قرآن کریم اور رسالت کی حقانیت کے ساتھ مکررین کی توبہ مذکور ہے جس سے دونوں سورتوں میں تناسب ظاہر ہے۔

رہے تھے انبیاء سابقین کے احوال سنا کر جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سنا اور دیکھا۔
تھی وہیں اور بھی چند ضروری باتیں ذہن نشیں کرائی گئیں مثلاً بتلایا گیا کہ ہر زمانہ میں
کفار کی ذہنیت ایک ہی رہی ہے ان کی تجہیں اور اعتراضات یکساں رہے ہیں ان کے
خیلے اور بہانے ایک ہی قسم کے رہے ہیں اور آخر کار ان کا انجام بھی یکساں رہا اس
کے برعکس ہر زمانہ میں انبیاء کی بنیادی تعلیم ایک ہی رہی ان کی سیرت اور اخلاق کا
رنگ ایک تھا اور ان سب کے ساتھ اللہ کی رحمت کا معاملہ بھی ایک تھا اس سورۃ میں
ایک بات جو بار بار دہرائی گئی وہ یہ ہے کہ اللہ زبردست قادر توانا بھی ہے اور غفور رحیم
بھی ہے۔ گزشتہ انبیاء اور ان کی امتوں کے واقعات میں اللہ کے قہر و غضب کی مثالیں
بھی موجود ہیں اور رحمت کی بھی، جس سے لوگوں کو سمجھنا چاہیے کہ وہ کن باتوں سے
اپنے آپ کو رحمت الہی کا مستحق بناتے ہیں اور کن باتوں سے خدا کے قہر و غضب کو
جلاتے ہیں۔

سورۃ کے اخیر میں قرآن کی حقانیت کا ذکر فرمایا کہ یہ قرآن اللہ کی کتاب
ہے جو بواسطہ جبریل اثن علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر
نازل ہوئی اور فرمایا کہ علماء اہل کتاب اس کی حقیقت کو خوب اچھی طرح پہچانتے ہیں
ان کو معلوم ہے کہ اس کتاب کا ذکر انبیاء سابقین کے صحیفوں اور کتابوں میں موجود
ہے۔ پھر قرآن کریم کے عربی زبان میں نازل ہونے کی وجہ بیان فرمائی اور بتلایا کہ یہ
قرآن وحی ربانی ہے نہ کہ افتاء شیطانی۔ لہذا یہ قرآن نہ شعر ہے نہ نثر ہے نہ کہانت
ہے بلکہ یہ کلام ایسا ہے جو ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے اور شعر اور نثر و کہانت کو
اصلاح خلق سے کیا تعلق ہے اخیر میں منکرین و مخالفین کو وعید سنائی گئی کہ وہ مخالف و
منکر قرآن ہو کر جو ظلم کر رہے ہیں اس کا انجام ان کو حقیر تب معلوم ہو جائے گا کہ کیسی

واللہ تعالیٰ اعلم!

سورۃ نمل

یہ قرآن کریم کی ۲۷ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۴۸ نمبر
پر ہے اس میں ۷۹۳ آیات ۱۱۶ کلمات ۳۸۳۹ حروف ہیں، یہ سورۃ مکی ہے۔
وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کے دوسرے رکوع میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ کے
سلسلہ میں داؤد الملک یعنی چوٹیوں کے میدان کا ذکر آیا ہے۔ نمل کے معنی چوٹی کے
ہیں اس لئے بطور نشانی کے اس سورۃ کا نام ”نمل“ مقرر ہوا۔

رابطہ:

سورۃ سابقہ کا اختتام اثبات وحی اور اثبات رسالت پر ہوا تھا یہی مضمون اس
سورۃ کے شروع میں ذکر فرمایا گیا ہے۔

خلاصہ سورۃ:

دیگر کئی سورتوں کی طرح اس میں بھی عقائد کی اصلاح یعنی توحید کی تعلیم،
نبوت کا اثبات، آخرت کا یقین اور چند انبیاء علیہم السلام کے تذکرے ہیں۔ اس سورۃ
میں بیان کیا گیا ہے کہ سارے جہاں کا پیدا کرنے والا ایک اللہ ہے، اس نے
انسانوں کو پیدا کر کے ان کی ہدایت کے لئے وقتاً فوقتاً نبی بھیجے اور رسالت کا سلسلہ
قائم کیا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ختم فرمادیا گیا اور آپ پر قرآن نازل

انسان کیلئے کوئی چارہ کار نہیں سوائے اس کے کہ قرآن کے احکام پر چلے۔ واللہ اعلم بالصواب!

سورہ قصص

یہ قرآن کریم کی ۲۸ ویں سورہ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۳۹ نمبر پر ہے اس سورہ میں ۹ رکوع ۸۸ آیات ۱۳۵۳ کلمات اور ۶۰۱۱ حروف ہیں، یہ سورہ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورہ کی پچیسویں آیت میں لفظ قصص استعمال ہوا ہے قصص کے معنی قصہ کے ہیں، اس سورہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اس لئے علامت کے طور پر اس کا نام سورہ قصص رکھا گیا۔

رابط:

اس نصف سورہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ مذکور ہے فرعون کے ساتھ اور پھر قارون کے ساتھ مذکور ہے جس سے سورہ نمل کے خاتمہ کے جملہ ”وہن اضل“ الخ کے مضمون پر من وجہ استدلال ہے جس سے دونوں سورتوں میں تناسب ہو گیا۔

خلاصہ سورہ:

دوسری سورتوں کی طرح اس سورہ میں بھی توحید و رسالت کا اثبات شرک کی مذمت مصدقین رسالت کی مدح اور کاذبین رسالت کی مذمت، آخرت کی تعلیم، کفار

کیا گیا جس میں انسانوں کو بتلایا گیا کہ ان کو زندگی میں کیا کرنا چاہیے، انسان کو اس دنیا میں ایک وقت مقررہ تک رہنا ہے اس کے بعد اس کی یہاں کی زندگی ختم ہو جائے گی، ہر فرد بشر جو اس دنیا میں آیا ہے ایک نہ ایک دن وہ مرجائے گا اور آخر کار یہ ظاہری عالم بھی سارا فنا ہو جائے گا، پھر کچھ مدت کے بعد جس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے سارے انسان شروع دنیا سے آخر تک دوبارہ زندہ ہو جائیں گے اور عالم آخرت شروع ہو جائے گا۔ جہاں ہر شخص کے اعمال کی جانچ پڑتال کی جائے گی اور اعمال کے مطابق اس کو جزاء و سزا دی جائے گی۔ نتیجہ کے لحاظ سے قرآن کے منکروں کو دائمی عذاب مصیبت اور بے چینی نصیب ہوگی اور اس کے ماننے والوں کو ابدی راحت خوشی آرام اور جنت حاصل ہوگا، خدا کے پیغمبروں کی ہدایت نہ ماننے والوں کی عبرت کے لئے بعض پہلی امتوں اور ان کے پیغمبروں کے قصے بیان فرمائے گئے، اولاً حضرت موسیٰ علیہ السلام اور پھر بنی اسرائیل کے دو جلیل القدر اور صاحب سلطنت انبیاء حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام جن کی سلطنت جن و انس اور جانوروں تک پر تھی ان کے واقعات ذکر کئے گئے، حضرت سلیمان علیہ السلام سے متعلق دو واقعات کا بیان اس سورہ میں فرمایا گیا، ایک وہ جو چوتھیوں کے ساتھ پیش آیا اور اسی بنا پر اس سورہ کا نام سورہ نمل رکھا گیا۔

اور دوسرا واقعہ ملکہ سبا کا، جس کی بابت ہر دے نے آکر خبر دی اور پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو زیر فرمان کیا۔ اس کے بعد دو اور قوموں کا بیان ہے، اخیر میں اپنی قدرت کی بعض نشانیاں واضح کر کے واقعات عالم سے عبرت حاصل کرنے پر زور دیا گیا اور دنیا کے خاتمہ کی ایک علامت بتلائی گئی پھر قیامت کے حالات واضح کئے گئے اور سورہ کے خاتمہ پر بتلایا گیا کہ ان باتوں کو جاننے کے بعد

ظاہری اسباب و ذرائع فراہم کر دیتا ہے، جس سچے کے ہاتھوں فرعون کا تختہ پلٹا اللہ نے خود فرعون کے گھر میں اس کی پرورش کرائی، اور فرعون یہ نہ جان سکا کہ وہ کس کی پرورش کر رہا ہے۔

۲:..... نبوت کسی کو کسی جشن یا اجلاس عام میں اعلان کر کے نہیں دی جاتی کفار مکہ کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اعتراض تھا کہ بیٹھے بٹھائے آپ کہاں سے نبی بن گئے، تو ان کو چٹکایا گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی اس طرح راہ چلتے نبوت مل گئی تھی آپ کوہ طور کی وادی میں آگ سے لینے گئے تھے کہ پیغمبری عطا ہوگی۔

۳:..... اللہ جب اپنے کسی بندے سے دین کا کوئی کام لینا چاہتا ہے تو وہ بغیر کسی لاؤ لٹکر اور ظاہری ساز و سامان کے تجا رکھتا ہے اور بڑے بڑے لاؤ لٹکر والے اس کے سامنے عاجز ہو جاتے ہیں، کہاں فرعون کی ظاہری شوکت اور کہاں موسیٰ علیہ السلام کی بے سروسامانی۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مایاب ہوئے اور فرعون ناکام رہا۔

۴:..... حضرت موسیٰ اور فرعون اور اس کے بعد قارون کے اس قصہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایک ثبوت قرار دیا گیا کہ امی ہونے کے باوجود ہزار سال پہلے گزرے ہوئے تاریخی واقعات اس تفصیل کے ساتھ من و عن سنانا آپ کی نبوت کی واضح دلیل ہے۔ واللہ اعلم!

سورہ عنکبوت

یہ قرآن کریم کی ۲۹ ویں سورہ اور تہذیب نزول میں ۸۵ نمبر پر ہے اس

مکہ کے شہادت و اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ اس سورہ کا جو زمانہ نزول ہے اس وقت مکہ معظمہ کے لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین اہل اسلام کو حد سے زیادہ تنگ کر رکھا تھا مگر یہ قرآن ہی کا معجزانہ اثر تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و تعلیم کا نتیجہ تھا کہ آپ کے متبعین اہل اسلام سخت سے سخت مصیبت کے سامنے بیٹھ کر رہے۔ اور ہمت میں ذرا فرق نہ آنے دیتے۔ اس سورہ میں پہلے تفصیل سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ اہل اسلام کی وحاش اور تسلی کے لئے سنایا گیا اور بتایا گیا کہ یہ ساری اذیتیں کچھ عرصہ کے لئے ہیں مقرر رب اللہ کے فضل سے کامیابی و کامرانی کا زمانہ بھی آنے والا ہے مسلمانوں کو یہ سبق دیا گیا کہ اللہ کے فرمانبردار بندوں کا قدم بڑی سے بڑی مصیبت میں بھی دین سے نہیں ڈگے گا۔ اور جب ظالموں کی دست درازی حد سے گزر جاتی ہے تو دنیا کے تنگیان اور اس نظام کائنات کے محافظ رب العالمین کی طرف سے مظلوموں کی مدد کا غیب سے سامان ہو جاتا ہے، چنانچہ جب بنی اسرائیل پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے جانے لگے تو اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا اور بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم و ستم سے نکالنے کے لئے آپ کو فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا، آپ نے مصر پہنچ کر بنی اسرائیل کی رہائی کا مطالبہ کیا مگر فرعون نے ان کو نہ مانا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بحکم خداوندی بنی اسرائیل کو راتوں رات مصر سے لے کر نکال گئے جس پر فرعون اور اس کے لشکر نے پیچھا کیا مگر بحکم الہی فرعون اور اس کا قہار لشکر سمندر میں غرق ہو گیا اور بنی اسرائیل آزاد ہو گئے پھر حکوم سے حاکم بن گئے اس قصہ سے کئی باتیں معلوم ہوئیں۔

۱:..... اللہ تعالیٰ جو کچھ کرنا چاہتا ہے اس کے لئے وہ غیر محسوس طریقہ سے

تم سے جو پہلے دین و ایمان والے گزرے ہیں ان پر اس سے زیادہ سختیاں توڑی گئی ہیں ان میں سے کسی کو زمین میں گڑھا کھود کر بٹھا دیا جاتا اور اس کے سر پر آہ چلا کر اس کے دو کلوے کر دیئے جاتے، لوہے کی کھیتوں سے ان کا گوشت توج ڈالا جاتا سوائے بڑوں اور بچوں کے کچھ نہ چھوڑا جاتا ایسی سختیوں نے بھی ان کو دین سے نہ روکا خدا کی قسم اللہ پاک اپنے اس دین کو پورا کر کے رہے گا تم لوگ دیکھ لو گے کہ اکیلا سوار یمن سے حضرموت تک آئے گا اور سوائے اللہ کے کسی کا خوف و ہراس اس کے دل میں پہنچا نہ ہوگا لیکن تم لوگ ہر کام میں جلدی چاہتے ہو۔ اس اضطررانی کیفیت کو خنڈے مبر اور قتل میں تبدیل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

خلاصہ سورۃ:

جس زمانہ میں یہ سورۃ نازل ہوئی اس زمانہ میں مکہ کے مسلمان مشرکوں اور کفار کے ہاتھوں سخت اذیت اٹھا رہے تھے کفار کی طرف سے اسلام کی مخالفت پورے زور شور سے ہو رہی تھی ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی تاکہ ایک طرف سچے مؤمنین کے قلوب میں عزم و استقامت پیدا ہو ای سورۃ میں مسلمانوں کو صبر کی تلقین کی گئی اور ان کو بتایا گیا کہ دنیا میں اللہ عزوجل اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے جو لوگ مصائب جھیل کر ثابت قدم رہتے ہیں وہ ہی آخر کا سیاب ہوتے ہیں بغیر مشقت راحت نہیں ملتی اور نہ ہی کوئی پرہیزگار کھرا کھوتا پہچانتا جاتا ہے مسلمانوں جب تم نے اللہ کے نام کا اقرار کیا تو اب آزمائش کے لئے تیار رہو۔ ایمان کوئی زبانی جمع خرچ نہیں کہ زبان سے کلمہ پڑھ لیا اور پھر جو چاہے کرتا پھرے بلکہ کلمہ پڑھ لینے کے بعد اللہ کے احکام کی پابندی کرنا اور اسی کے راستہ میں مشقتیں اور مصیبتیں آنیں تو

سورت میں سے رکوع ۶۹ آیات ۹۹۰ کلمات اور ۳۳۱۰ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

رابط:

سورۃ عبکوت کا سورۃ ہص کے ساتھ رابطہ یہ ہے کہ سورۃ عبکوت میں زیادہ تر استقامت علی الدین سے موانع کے متعلق احکام میں ایک مانع تھا کفار کا مسلمانوں کو ایذا پہنچانا فعلًا یا قولًا۔ دوسرا مانع تھا کفار کا مسلمانوں پر قوی جبر کرنا۔ تیسرا مانع تھا کفار کا مسلمانوں کو بہکانا اور چوتھا مانع ہجرت بعض کے لئے فکر و رزق تھا اس سورۃ میں صادق الایمان لوگوں کو عزم و ہمت اور استقامت کی تعلیم دی گئی ہے اور کفار کو سخت تنبیہ و تہدید کی گئی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کے چوتھے رکوع میں لفظ عبکوت آیا ہے جس کے معنی کھڑی کے ہیں اس سورۃ کی ایک آیت میں کفار کے اعتقادات کو کھڑی کے جانے سے تشبیہ دی گئی ہے جو نہایت کمزور اور بڑا ہوتا ہے اس لئے اس سورۃ کا نام عبکوت قرار دیا گیا۔

شان نزول:

حضرت خیاب ابن ارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ چادر مبارک کی ٹیک لگائے ہوئے کعبہ کے سائے میں تشریف فرما تھے اور ہم لوگوں پر دن رات مشرکین کی جانب سے قلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے جا رہے تھے میں نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ آپ اللہ جل جلالہ سے ہمارے لئے دعا کیوں نہیں فرماتے یہ سن کر آپ سنبھل کر بیٹھ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک جوش اور جذبہ سے سرخ ہو گیا آپ نے فرمایا

سورة الروم

یہ قرآن کریم کی ۳۰ ویں سورة ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۸۴ نمبر ہے۔
اس میں چھ رکوع ۶۰ آیت ۸۴ کلمات اور ۳۵۴ حرف ہیں یہ سورة مکی ہے۔

رابطہ:

سورة روم کا سورة شکوت کے ساتھ رابطہ یہ ہے کہ سورة روم میں یہ مضامین ہیں۔ اول بغض و اقصاء جو مسلمانوں کے خوش ہونے کا سبب ہیں ان کی عینیت کوئی اور موت کے اوپر دلا سہ کا ذکر ہے، پہلی سورة میں کفار کی ایذا رسانی سے جو مسلمانوں کو رنج ہوتا تھا اس پر مجاہدہ و جہل کی فضیلت مذکور تھی لہذا اس سورة میں اس رنج کا ازالہ فرمایا گیا۔

وجہ تسمیہ:

اس سورة کی پہلی آیت میں غلبت الیوم کے الفاظ آتے ہیں چونکہ اس سورة میں سلطنت روم کا ذکر کیا گیا ہے اس لئے بطور علامت اس سورة کا نام ہی سورة روم مقرر ہوا۔

زمانہ نزول:

جس زمانہ میں یہ سورة نازل ہوئی اس زمانہ کی دو بڑی بھاری سلطنتیں فارس اور روم مدت دراز سے آپس میں کفرائی چلی آتی تھیں شام، فلسطین، ایشیائے کوچک یہ رومی سلطنت میں شامل تھے اور یہ حکومت عیسائیوں کے قبضہ میں تھی اہل فارس آتش پرست مجوسی مذہب کے پیروکار تھے ان دونوں سلطنتوں میں ۶۰۲ء سے لے کر ۶۱۵ء

انہیں ثابت قدمی سے برداشت کرنا چاہئے۔ ایمان کا امتحان ہر زمانہ کے لوگوں کا کیا گیا ہے اس کے بعد کفار مکہ کے متعلق بتلایا گیا کہ یہ نادان لوگ جو مسلمانوں کو ستا رہے ہیں ہم سے بڑھ کر کہاں جائیں گے یہ کفار کا ستانا مسلمانوں کے رفع درجات کا باعث بن رہا ہے دیکھو ایسا ہرگز نہ ہو کہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی شریک کرنے لگو اگر ماں باپ بھی کہیں کہ ایمان چھوڑ دو اور شرک اختیار کر لو ان کا کہنا بھی اس بارے میں صحت مالمحققی قوموں کا حال دیکھو کہ اللہ کو نہ مان کر کہیں کسی چاہیوں میں پھنسے اور کس بری طرح ہلاک اور برباد ہوئے انہیں اللہ کے عذاب سے کوئی نہ بچا سکا اور جو اللہ کے فرماں بردار ہوئے ان کو اللہ نے اس دنیا میں بھی اپنی نعمتوں سے نوازا اور آخرت میں بھی ان کے لئے بڑے درجے ہیں۔ یہ اپنا دل لگانے کی جگہ نہیں ہے جنہوں نے اس میں دل لگایا ان پر مرنے کے بعد فوراً ہی مصیبت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور ہاتھ ملتے رہ گئے مگر اس وقت کی ندامت اور بچھڑانے سے کیا فائدہ۔

مسلمانوں کو یہ ہدایت بھی کی گئی ہے کہ اگر ظلم و ستم تمہارے لئے ناقابل برداشت ہو جائے تو ایمان چھوڑنے کے بجائے گھریا چھوڑ کر نکل جاؤ خدا کی زمین وسیع ہے جہاں خدا کی بندگی کر سکو وہاں چلے جاؤ سورة کے آخر میں یہ جان فزا پیغام ہے کہ جو تمہارے راستہ میں محنت کرے گا ہم اس کے لئے کامیابی کی راہیں کھول دیں گے اور اللہ اپنے مخلص و فاداداروں کے ساتھ ہے۔ نیز دوسری مکی سورتوں کی طرح اس سورة میں توحید رسالت اور آخرت کو ذہن نشین کر دیا گیا اور اسی کے ساتھ شرک کی مذمت اور اس کا ابطال فرمایا گیا ہے۔ واللہ اعلم!

کوئی صورت روم کے امیر نے اور ایرانیوں کے تسلط سے نکلنے کی باقی نہ رہی۔ اس وقت سلطنت روم پر فارس کے غلبہ کا چرچا ہرزبان پر تھا یہ حالات دیکھ کر مشرکین مکہ نے بھی خوب خوشیاں منائیں اور مسلمانوں کو پیغمبر اور طلعت دینا شروع کیا۔ کہ دیکھو فارس کے آتش پرست فتح پارہے ہیں اور وحی و رسالت کے ماننے والے عیسائی شکست پر شکست کھاتے چلے جا رہے ہیں۔ اور اسی طرح ہم عرب کے بت پرست بھی تمہارے دین کو مٹا کر رکھ دیں گے۔ حتیٰ کہ بعض مشرکین نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آج ہمارے بھائی قاری مجوسیوں نے تمہارے بھائی رومیوں کو مٹا دیا ہے کل ہم بھی تمہیں اسی طرح مٹا ڈالیں گے ان حالات میں قرآن کریم کی یہ سورت نازل ہوئی اور ظاہری اسباب کے بالکل خلاف اعلان کر دیا کہ چنگ اس وقت رومی فارس سے مغلوب ہو گئے لیکن ۹ سال کے اندر اندر پھر وہ غالب اور منصور ہوں گے اسی قرآنی پیشین گوئی کی بنا پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بعض مشرکین سے شرط باندھ لی چونکہ اس وقت تک اسلام میں ایسی شرط لگانا حرام نہیں ہوا تھا کہ اگر اتنے سال تک رومی غالب نہ ہوئے تو میں ۱۰۰ اونٹ تمہیں دوں گا ورنہ اسی قدر اونٹ تم مجھ کو دو گے اور ہرقل قیصر روم نے اپنے زائل شدہ اقتدار کو واپس لینے کا تہیہ کر لیا اور منت مانی کہ اگر اللہ نے مجھ کو ایرانیوں پر فتح دے دی تو میں پیدل چل کر بیت المقدس تک پہنچوں گا خدا کی قدرت قرآنی پیشین گوئی کے مطابق ٹھیک ۹ سال کے اندر یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے ہجرت فرمانے کے ایک سال بعد عین معرکہ بدر کے دن جب کہ مسلمانوں کو مشرکین مکہ پر نمایاں فتح و نصرت حاصل ہوئی اور مسلمان خوشیاں منا رہے تھے اسی دن یہ خبر سن کر اور زیادہ سرور ہوئے کہ رومی اہل کتاب کو خدا نے تعالیٰ نے ایران کے مجوسیوں پر غالب فرمایا قرآن کریم کی اسی

تک لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ ۵۷۰ء میں ہوئی اور ۶۱۰ء میں آپ کی بعثت ہوئی مکہ والوں میں روم و فارس کی جنگ کی خبریں پہنچتی رہتی تھیں اسی دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت اور دین اسلام کی تبلیغ نے مکہ کے لوگوں کے لئے ان جنگی خبروں میں ایک خاص دلچسپی پیدا کر دی تھی۔ فارس کے آتش پرست مجوسیوں کو مشرکین مکہ اپنے نزدیک سمجھتے تھے اور روم کے عیسائی اہل کتاب ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے قریبی دوست سمجھے جاتے تھے جب فارس یعنی مجوسیوں کے غلبہ کی خبر آتی تو مشرکین مکہ خوش ہوتے اور اسی سے مسلمانوں کے مقابلہ میں اپنے غلبہ کی فال لینے مسلمانوں کو اس بات سے صدمہ ہوتا تھا کہ اہل کتاب مجوسیوں سے مغلوب ہوں بالآخر ۶۱۳ء کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو ۵ سال گزر چکے تھے فارس نے روم کو ایک مہلک اور فیصلہ کن شکست دی۔ شام، مصر، ایشیائے کوچک وغیرہ سب ممالک رومی عیسائیوں کے ہاتھ سے نکل گئے۔ سب سے مقدس کلیسا بر باد کر دیا گیا۔ بیت المقدس پر قبضہ کر کے ایرانیوں نے سبکی دنیا پر قیامت برپا کر دی۔ ۹۰ ہزار عیسائی قتل کئے گئے تمام بڑے بڑے گرجوں کو مسمار کر دیا گیا اس فتح کا نشہ خسرو پرویز شاہ فارس پر چڑھا ہوا تھا جس کا اندازہ اس خط سے ہوتا ہے کہ جو اس نے بیت المقدس سے ہرقل نامی بادشاہ روم کو لکھا تھا کہ ”سب خداؤں سے بڑے خدا شام کی روئے زمین کے مالک خسرو کی طرف سے اس کے کینیز اور بے شعور بندے ہرقل کے نام! تو کہتا ہے کہ تجھے اپنے رب پر بھروسہ ہے کیوں نہ تیرے رب نے یروٹلم کو میرے ہاتھ سے بچا لیا؟ یہ اس مفرد خسرو پرویز کسری ایران کا خط تھا جو اس وقت تقریباً نصف مشرقی دنیا کا ہمشاہ تھا بہر حال بیت المقدس کی فتح کے بعد قیصر روم کا اقتدار بالکل فنا ہو گیا تھا۔ اور بظاہر

فرمائی گئی اور آپ کی عافیت جنتیں اور حکمت کی باتیں لوگوں میں مشہور چلی آئی ہیں جن کا تذکرہ اہل عرب میں بھی تھا۔ چونکہ اس سورۃ میں حضرت لقمان کی نصیحتوں کا ذکر ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ لقمان متعین ہوا۔

رابطہ:

سورۃ روم کے ختم پر قرآن کی تعریف مذکور ہے اسی سے سورۃ لقمان کی ابتداء ہے باقی مضامین بھی قریب قریب ہیں۔
خلاصہ مضامین:

اس سورۃ میں اولاً اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ قرآن کریم کی باتیں حکمت کے موافق ہیں یعنی اس کی ہر بات میں یہ خیال رکھا جاتا ہے کہ ہر کام کا نتیجہ بہتر و درست ہو خواہ اس کی خاطر بظاہر ذاتی فائدہ ترک کرنا پڑے اسی بناء پر قرآن کی باتوں سے اصل فائدہ وہی اٹھا سکتے ہیں جن کی طبیعت نیک کاموں کی طرف مائل ہوتی ہے اور جو انجام پر نظر رکھتے ہیں جن کا یہ یقین ہے کہ یہ دنیا عارضی قیام کی جگہ ہے انسان کی عمر محدود ہے اور اس دنیا کے بعد لازمی نتیجہ آخرت ہے پھر وہ باتیں بتلائی گئیں جن کا انجام اچھا نہیں ہے اور آخرت میں ان کی وجہ سے بڑے مصائب و آفات میں مبتلا ہونا لازمی ہے ان میں اکثر چیزیں وہی ہیں جن میں فقط دنیا کی کھیل تفریح مقصود ہوتی ہے اور جن میں آج دنیا کے اکثر لوگ مبتلا ہیں مثلاً فضول قصے کہانیاں۔ ناول۔ من گھڑت خیالی افسانے۔ ناچ رنگ گانا بجانا تھیٹر سینما عالی شان مکانات ان سب کا انجام آخرت میں اچھا نہ ہوگا۔ اس کے بعد وہ باتیں بتلائی گئیں جن کا انجام ہر جگہ اچھا ہوگا مثلاً خدا کی پہچان توحید کا اعتقاد شرک سے نفرت بری

عظیم الشان چشیم گوئی کی صداقت کا مشاہدہ کر کے بہت سے لوگوں کے اسلام بڑھ گیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مشرکین مکہ سے سوائف لئے جن کے متعلق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”سب صدقہ کر دیے جائیں۔“

خلاصہ مضامین سورۃ:

دوسری بھی سورتوں کی طرح اس سورۃ میں بھی عقائد کے متعلق یعنی توحید و رسالت کا اثبات شرک کی مذمت، قیامت، آخرت، شتر و شتر، جزا و جزا، جنت و جہنم، بد اعمالیوں کے نتائج، اللہ کی قدرت و نشانیوں کا ذکر قرآن کا مثل باران رحمت ہونا ذکر فرمایا گیا ہے۔

سورۃ لقمان

یہ قرآن کریم کی ۳۱ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۷۷ نمبر پر ہے اس سورۃ میں ۳ رکوع ۳۳ آیات ۵۱۳ کلمات اور ۳۲۱۷ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔
وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کے دوسرے رکوع میں وہ نصیحتیں نقل کی گئی ہیں جو حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو کی تھیں اس مناسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ لقمان مقرر ہوا۔
فائدہ:

اکثر علماء مفسرین کی رائے یہ ہے کہ حضرت لقمان پیغمبر نہیں تھے ہاں ایک صالح پاکہذا متقی انسان تھے جن کو حق تعالیٰ نے اعلیٰ درجہ کی عقل و فہم و دانائی عطا

عاقبتوں اور بری باتوں سے اجتناب اس سورۃ میں حضرت لقمان کی نصیحتیں بیان فرما کر اشارہ کیا گیا کہ دنیا کے عقلمندان باتوں کی اچھائی پر متعلق ہیں جنہیں قرآن میں اچھا کہا گیا ہے اور ان باتوں کو برا جانتے ہیں جنہیں قرآن میں برا کہا گیا ہے پھر کہا گیا کہ انسان آنکھیں کھول کر دیکھے تو اللہ کی قدرت کی نشانیں تمام عالم میں ظاہر ہیں جن سے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے آخر میں قیامت کی باز پرس سے ڈرایا گیا ہے کہ قیامت آنے کا وقت اللہ ہی جانتے ہیں۔ واللہ اعلم!

سورۃ السجدہ

یہ قرآن کریم کی ۳۲ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے نمبر ۵۷ ہے اس میں ۳ رکوع ۳۰ آیات ۲۷۴ کلمات اور ۱۵۷۰ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔ وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کے دوسرے رکوع کی ۱۵ ویں آیت میں سجدہ کا مضمون آیا ہے اس لئے اس سورۃ کا نام سورۃ سجدہ قرار دیا گیا۔

ربط:

سورۃ لقمان میں توحید و معاد کے مضامین تھے، سورۃ سجدہ کے شروع میں اثبات حقیقت قرآن سے اثبات رسالت ہے جس کی مناسبت توحید و معاد سے ظاہر ہے۔

خلاصہ مضامین:

دوسری مکی سورتوں کی طرح اس سورۃ میں بھی زیادہ تر عقائد ہی کے متعلق

مضامین ہیں اس سورۃ کا خاص موضوع توحید آخرت و رسالت کے متعلق لوگوں کے شبہات کو دور کر کے ان نیکو خصلتوں پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔ سب سے پہلے اس سورۃ میں اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ قرآن مجید اللہ کی طرف سے نازل کی ہوئی کتاب ہے جو سارے جہانوں کو پالنے والا ہے اور ان کا محافظ ہے اس میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے انسانوں کی ہدایت کے لئے نازل کی گئی ہے جس زمانہ میں یہ سورۃ نازل ہوئی اس وقت کفار مکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آپس میں چرچہ کرتے تھے کہ یہ عجیب عجیب باتیں گھڑ گھڑ کر بنا رہے ہیں۔ نعوذ باللہ کبھی مرنے کے بعد کی خبریں دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرجانے اور مٹی میں مل کر ریزہ ریزہ ہو جانے کے بعد پھر تم زندہ کر کے اٹھائے جاؤ گے اور جزا و سزا ہوگی دوزخ و جنت ہوگی کبھی کہتے ہیں کہ یہ دیوی دیوتا کوئی چیز نہیں بس اکیلا ایک خدا ہی معبود ہے کبھی کہتے ہیں کہ میں خدا کا رسول ہوں آسمان سے مجھ پر وحی آتی ہے اور جو کلام میں تم کو سنا رہا ہوں یہ رب العالمین کا کلام ہے کفار کی ان سب باتوں کے جوابات اس سورۃ میں دینے گئے ہیں اور ان سے کہا گیا ہے کہ قرآن جن حقائق کو تمہارے سامنے پیش کر رہا ہے ان میں کوئی چیز تعجب کی ہے آسمان اور زمین کے انتظام کو دیکھو خود اپنی پیدائش اور بنائش پر غور کرو کہ یہ نظام کائنات توحید پر دلالت کر رہا ہے یا شرک پر۔ خود اپنی پیدائش پر غور کرو کیا تمہاری عقل یہی گواہی دیتی ہے کہ جس نے اب تمہیں پیدا کر رکھا ہے وہ تمہیں دوبارہ نہ پیدا کر سکے گا اس کے بعد عالم آخرت کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور ایمان کے ثمرات و کفر کے نتائج بیان فرما کر یہ ترغیب دلائی گئی ہے کہ لوگ یہ انجام سامنے آنے سے پہلے کفر و شرک کو چھوڑ دیں اور قرآن کی تعلیم کو قبول کریں کیونکہ ایمان والے بندے وہی ہیں جو کلام اللہ کی آیات

ہے اس سورۃ میں ۹ رکوع ۳۷ آیت اور ۲۱۰ کلمات اور ۵۹۰۹ حروف ہیں یہ سورۃ مدنی ہے۔

وجہ تسمیہ:

چونکہ اس سورۃ میں غزوۂ احزاب کا ذکر ہے جو ہجرت کے بعد ۵ھ میں پیش آیا اس لئے اس کا نام سورۃ احزاب مقرر ہوا۔
فائدہ:

احزاب کے لفظی معنی ہیں گروہ۔ جماعتیں چونکہ اسلام کی مخالفت میں متعدد جماعتوں نے متحدہ محاذ بنا کر اس موقع پر چڑھائی کی تھی اس لئے اس کو غزوۂ احزاب کہتے ہیں۔ اس غزوہ کا دوسرا نام غزوۂ خندق بھی ہے چونکہ اس موقع پر حفاظت کے خیال سے مدینہ کے ان اطراف میں خندق کھودی گئی تھی جدھر سے دشمنوں کے آنے کا راستہ تھا۔
رابط:

پہلی سورۃ کا اختتام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی پر ہوا تھا جو محبوبیت کی دلیل ہے۔ اس سورہ میں بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منصوریت و محبوبیت اور خصوصیت و اکرمیت عند اللہ بوجہ مختلف کا ذکر ہے جس سے دونوں سورتوں کے مابین تناسب ظاہر ہے۔

فائدہ:

غزوہ اس جنگ یا محم کو کہا جاتا ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

من کر اکثرفں چھوڑ دیتے ہیں اور اللہ کے سامنے سر بخود ہو جاتے ہیں راتوں کو اٹھ کر گڑگڑا کر روتے ہیں۔ اور عاجزی کرتے ہیں اس سے ڈرتے بھی ہیں اور اس سے بخشش کی امید بھی رکھتے ہیں۔ نیز بتلایا گیا کہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ وہ انسانوں کے قصور پر فوراً گرفت نہیں کرتا ہے اور فیصلہ کن عذاب میں مبتلا نہیں کر دیتا ہے بلکہ پہلے چھوٹی چھوٹی تکالیف اور نقصانات بھیجتا ہے تاکہ انہیں سمجھ ہو اور وہ باز آجائیں لیکن اگر ان سے انسان سبق نہ لے تو اس کے لئے آخرت کا بڑا عذاب ہے۔ اس کے بعد اثبات رسالت کے بیان میں فرمایا کہ دنیا میں یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں کہ ایک شخص (حاصلی اللہ علیہ وسلم) پر خدا کی کتاب آئی ہو بلکہ اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام پر بھی کتاب آئی تھی جسے تم لوگ جانتے ہو یقین مانو کہ یہ کتاب بھی خدا ہی طرف سے آئی ہے اور خوب سمجھ لو کہ اب پھر وہی ہوگا جو موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں ہو چکا ہے امامت، پیشوائی، بڑائی انہیں کو نصیب ہوگی جو اس کتاب الہی کو مان لیں گے۔ ابھی موقع ہے کہ اللہ و رسول کے کہنے پر یقین کر لو اور اس دن سے بچنے کی تیاری کر لو ورنہ اس دن کے آجانے پر نہ ایمان لانا کام دے گا نہ سزا میں ڈھیل ہوگی اور نہ مہلت ملے گی کہ آئندہ چال چلن ٹھیک کر کے درست ہو جاؤ اس وقت کی مہلت کو نصیحت سمجھو قیامت آنے والی ہے اور یقیناً آکر رہے گی پھر یہ کہنا فضول ہے کہ کب آئے گی اور کب فیصلہ ہوگا ماننا ہے تو اب مان لو اور اگر آخر فیصلہ ہی کا انتظار کرنا ہے تو پھر بیٹھے انتظار کرتے رہو۔

سورۃ احزاب

یہ قرآن کریم کی ۳۳ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے ۹۰ نمبر پر

تہنیت (لے پالک) کی رسم کی اصلاح فرمائی گئی۔ عرب کے لوگ حننی کو حننی بیٹے کا درجہ دیتے تھے اسے باقاعدہ وراثت میں شریک سمجھا جاتا حننی کی بیوی منہ بولے باپ کے حق میں حننی بیٹے کی بہو کا درجہ رکھتی تھی۔ جل شانہ کو منظور ہوا کہ یہ جاہلیت کی رسم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس توڑیں تاکہ کسی مسلمان کے ذہن میں کراہت کا تصور باقی نہ رہے۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لے پالک کی بیوی سے نکاح فرمایا جس پر منافقین اور یہود نے مسلمانوں کے دلوں میں شکوک و شبہات ڈالنے کی کوشش کی (حضرت زید کی مطلقہ) جس پر مسلمانوں کو بتلایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرجع اور مقام کیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کی تلقین فرمائی گئی۔ انہیں واقعات کے سلسلہ میں قانون طلاق کی ایک دفعہ بیان ہوئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک خاص شاہد بیان ہوا جس میں یہ وضاحت بیان فرمائی گئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان متعدد پابندیوں سے مستثنیٰ ہیں جو ازدواجی زندگی کے معاملہ میں عام مسلمانوں پر عائد کی گئی ہیں۔ نیز بعض معاشرتی احکام نازل فرمائے گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں غیر مردوں کی آمد و رفت پر پابندی کا حکم نازل ہوا اور بتلایا گیا کہ ازواج مطہرات عزت و حرمت میں مسلمانوں کی ماں ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان سے کسی کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت زینب کے ساتھ نکاح کے سلسلہ میں چہ میگوئیوں پر سخت تنبیہ کی گئی اور اہل ایمان کو ان سے باز رہنے کی تلقین فرمائی گئی۔ سورۃ کے خاتمہ پر تمام انسانوں کو یاد دلایا گیا کہ مخلوقات میں یہ انسان ہی ہے جس نے امانت الہی کا بار اٹھایا کہ اللہ کے احکام کی پابندی کروں گا یہ عہدہ بیان کروں گا یہ عہدہ بیان ایک امانت ہے جس کی حفاظت و جہمبائی ہر انسان کے ذمہ واجب ہے اس سے غفلت انکار

خود شرکت فر کر قیادت کی ہو اور اسکی جنگ یا فوجی مہم جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم شریک نہ ہوئے اس کو صریحاً کہا جاتا ہے۔

خلاصہ مضامین:

اس سورۃ کے مضامین تین اہم واقعات سے متعلق ہیں ایک غزوۃ احزاب جو شوال ۵ھ میں پیش آیا جس کی تفصیلات اس سورۃ کے دوسرے رکوع میں مذکور ہیں اس کے بعد غزوہ بنو قریظہ کے متعلق جو یہود مدینہ کے ساتھ جنگ احزاب کے فوراً بعد ہی پیش آیا جس کی تفصیلات شروع رکوع میں ہے اس سورۃ کے زمانہ نزول کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو سختی اور عسرت کا سامنا تھا اور سب نہایت تنگی سے زندگی بسر کرتی تھیں اللہ رب العزت کی طرف سے ان کو کہا گیا کہ دنیا اور اس کی زینت اور خدا و رسول و آخرت میں سے کسی ایک کا انتخاب کر لیں اور اگر دنیا کی عیش و بہار مطلوب ہے تو صاف کہہ دیں اور اگر اللہ و رسول کی خوشنودی پسند ہے تو صبر کے ساتھ اللہ و رسول کو اختیار کئے رہیں اس فرمان پر تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے فوراً خدا اور رسول اور آخرت کو منتخب کر لیا اسی سلسلہ میں ایک معاشرتی اصلاح کی ابتداء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے کی گئی اور ان کے توسط سے مسلمان عورتوں کو جاہلیت کی بے پردگی سے پرہیز کا حکم دیا گیا اور وقار کے ساتھ گھر میں رہنے اور غیر مردوں کے ساتھ بات چیت کرنے میں سخت احتیاط کی تعلیم دی گئی گویا یہ پردے کے حکم کا آغاز تھا اس کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے سلسلہ میں جو بیعت ۵ھ میں ہوا مخالفین کی طرف سے اس پر اعتراضات و شبہات اور ان کے جوابات ارشاد فرمائے گئے اور مسئلہ

اور بے پروائی کرنے والے سزا کے مستحق ہوں گے۔

سورۃ سبا

یہ قرآن کریم کی ۳۴ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے ۵۸ نمبر پر ہے اس سورۃ میں ۶ رکوع ۵۳ آیات ۸۹۶ کلمات اور ۳۶۳۶ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کے دوسرے رکوع میں قوم سبا کا تذکرہ فرمایا گیا ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ سبا ہوا۔

رابط:

سورۃ سبا کے شروع میں توحید کا ذکر ہے جو امانت منہجہ کلی کی ایک جزئی اعظم ہے اور توحید شرک کے مقابل ہے جس کا ذکر سورۃ سابقہ کے خاتمہ پر تھا جس سے غائب ظاہر ہے۔

خلاصہ مضامین:

سورۃ کی ابتداء اللہ کی صفات کمالیہ سے فرمائی گئی ہے۔ اور بتلایا گیا کہ تمام حمد و ثناء ہی ایک خدا کو زبیا ہے جو ہر شئی کا خالق و مالک ہے بڑی حکمت والا بڑا باخبر ہے اس کے بعد وقوع قیامت کا ذکر فرمایا گیا اور اس کی غرض و حکمت بتلائی گئی کہ تاکہ اللہ دنیا میں ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو اچھا صلہ دے اور کفار و مشرکین کو سزا و عذاب دے آگے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کا قصہ

ذکر فرمایا کہ اللہ نے ان کو کیسے کمالات اور بعض خصوصی امتیازات عطا فرمائے تھے کہ داؤد علیہ السلام کے ساتھ چند پرند چمکی کہ پہاڑ بھی تسبیح کرتے تھے اور لوہا ان کے ہاتھ میں موم جیسا نرم ہو جاتا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت ہوا پر بھی چمکی اور ہوا آپ کا تخت حسب منشاء لے کر اڑا کرتی تھی جتات کو آپ کا خدمت گزار بنا دیا گیا تھا جو آپ کے لئے بڑی بڑی عمارتیں بنادیتے ان انعامات کو یاد دلا کر آل داؤد کو شکر گزاری کی تعلیم دی گئی اور یہ کہ میرے تمام بندوں ہی کو شکر گزار ہونا چاہئے کیونکہ ایسا کون ہے جس پر حق تعالیٰ کا احسان نہ ہو اس کے بعد قوم سبا کا ذکر فرمایا گیا جن کو اللہ نے بہت سے دینی نعمتوں سے نوازا تھا مگر انہوں نے نافرمانی کی اور بجائے شکر کے کفران نعمت کیا اور جب انبیاء علیہم السلام کے سمجھانے سے بھی باز نہ آئے تو ان پر زبردست سیلاب کا عذاب آیا جس نے ان کے ہاغات اور بستیاں کو غارت کر دیا اور ان کو ہاشمیری کی سزا ملی اس کے بعد شرک کی مذمت ذکر فرماتے ہوئے کہا گیا کہ مشرکین جن کی پوجا کرتے ہیں ان کے قبضہ میں زمین آسمان کی ذرہ برابر بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ اسی ذیل میں توحید کی تبلیغ اور شرک سے اعتقاد کی تعلیم دی گئی۔ جو لوگ عذاب قیامت کا شہسور کرتے تھے ان کو بتلایا گیا کہ اس وعدہ کا ایک خاص دن مقرر ہے جس سے نہ ایک ساعت کوئی پیچھے ہٹ سکتا ہے نہ آگے بڑھ سکتا ہے اس کے بعد قیامت کا منظر بیان کیا گیا کہ جب کافروں کے سردار اور ان کے قبیعین قیامت میں جمع ہوں گے تو اجتماع کرنے والے ان سرداروں سے کہیں گے کہ تمہیں نے ہمیں گمراہ کیا اگر تم نہ ہو تو ہم ضرور ایمان لے آتے اس پر وہ جواب دیں گے کہ کیا ہم نے تمہیں زبردستی روکا تھا تم اپنے گمراہ خود ہو اس پر یہ جواب دیں گے کہ تمہاری رات دن کی کوشش اور فریب دہی ہمیں مجبور کرتی تھی کہ ہم کفر کریں۔ نہ تم ہمیں اس

چند قسمیہ:

اس سورۃ کے ابتدائی جملہ میں "الحمد لله فاطر السموات والارض" مذکور ہوا ہے کہ تمام تر حمد اللہ کو لائق ہے جو آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا ہے اس واسطے اس سورۃ کا نام بطور علامت فاطر مقرر ہوا۔

نیز اس سورۃ کا دوسرا نام سورۃ ملائکہ بھی ہے چونکہ اس سورۃ میں ملائکہ کا ذکر ہے اس لئے اس سورۃ کو سورۃ ملائکہ بھی کہتے ہیں۔

رابط:

اس سورۃ کا زیادہ تر حصہ ابطال شرک و اثبات توحید میں ہے اور سورۃ سابقہ کے ختم پر انکار حق کی عاقبت کا بیان تھا جو انکار توحید کو شامل ہے پس ذکر توحید کے ساتھ جس سے یہ سورۃ شروع ہو رہی ہے خاص و واضح ہے۔

خلاصہ سورۃ:

چونکہ یہ سورۃ ہی ہے اس لئے اس میں بھی دوسری سورتوں کی طرح عقائد سے متعلق مضامین بیان فرمائے گئے ہیں جس میں توحید کو ثابت کیا گیا ہے اور شرک کو باطل قرار دیا گیا۔ اہل مکہ اور ان کے سرداروں نے دعوت توحید کے مقابلہ میں جو رویہ اختیار کر رکھا تھا اس پر ناصحانہ انداز میں ان پر تنبیہ اور ملامت بھی کی گئی ہے اور معلمانہ انداز میں فہمائش بھی۔

سورۃ کی ابتداء اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کے بیان سے فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اس زمین پر انسانوں کو بسایا اور ان کی ہدایت کے لئے رسول بھیجے اور ان رسولوں کے پاس اپنے فرشتوں کے ذریعہ سے

وقت یہ سبق بڑھاتے نہ ہم ایمان سے محروم رہتے الغرض ایک دوسرے کو ملزم گردانیں گے اور اپنے دل میں پشیمان ہوں گے پھر ان سب کی گردنوں میں طوق ڈال کر اور زنجیروں سے جکڑ کر جہنم رسید کر دیا جائے گا آگے کفار عرب کو کہا گیا کہ انہیں تو قرآن کریم اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر کرنی چاہئے تھی اس لئے کہ ان میں پہلے اور کوئی آسانی کتاب نہیں آئی تھی اور نہ کوئی پیغمبران میں آیا ان کو بتلایا گیا کہ جہنن تو میں مال و دولت میں تم سے بڑھی ہوئی تھیں نافرمانی کی وجہ سے جب ان پر عذاب آیا تو مال و دولت ان کے کچھ کام نہ آیا تمہارے کس کام آئے گا اگر تم تکذیب کرتے رہو گے۔ جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ دیوانہ اور مجنون کہتے تھے ان سے کہا گیا کہ جو شخص تم کو اچھی باتیں بتائے پچھلے لوگوں کے حالات تمہیں سنا کر عبرت و نصیحت دلائے آئندہ آنے والے عذاب سے تمہیں آگاہ کرے اور اس سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کرے تو اسے حقوق کیا ایسا شخص دیوانہ ہو سکتا ہے اخیر میں کفار کی حالت کا نقشہ کھینچا جو انہیں میدان حشر میں درپیش ہوگی وہ اس وقت کی ہول اور ہیبت سے بدحواس ہوں گے اور اس وقت اپنے ایمان لانے کو ظاہر کریں مگر اس دن کا ایمان لانا نفع بخش نہ ہوگا اور ان کو داخل جہنم کر دیا جائے گا اس وسیع و وسیعہ پر سورۃ کو ختم فرمایا گیا۔

سورۃ فاطر

یہ قرآن کریم کی ۳۵ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے نمبر ۳۳ ہے اس سورۃ میں ۵ رکوع ۴۵ آیات ۹۲ کلمات اور ۳۲۸۹ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

تو پھر نتائج بھٹکتے پڑیں گے اس لئے جسے سمجھنا ہے وہ سمجھ لے جائے آخر وہ مقرر گزری
آکر رہے گی اور جب آجائے گی تو پھر کسی کی کچھ نہ پٹے گی اور فیصلہ اللہ عزوجل کے
ہاتھ میں ہوگا اور چونکہ وہ اپنے بندوں کے حال سے خوب واقف ہے اس لئے ہر کسی
کو اس کے کئے کا بدلہ دے گا۔

سورۃ یٰسین

یہ قرآن کریم کی ۳۶ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا
شمار نمبر ۴۱ ہے اس سورۃ میں ۵ رکوع ۸۳ آیات ۳۹ کلمات اور ۳۰۹۰ حروف ہیں یہ
سورۃ سچی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کو شروع ہی لفظ یٰسین سے فرمایا گیا اس لئے علامت کے طور پر
اس سورۃ کا نام یٰسین مقرر ہوا۔

رہبط:

اس سورۃ کا خلاصہ تین مضامین ہیں جن میں سے ایک اثبات رسالت ہے
اور پہلی سورۃ میں اسی رسالت سے کفار کا انکار و انکسار مذکور تھا جس سے اس کے خاتمہ
اور اس سورۃ کے شروع میں ارتباط ظاہر ہو گیا اس سورۃ میں دوسرا مضمون اثبات حشر اور
تیسرا اثبات توحید ہے۔

فائدہ:

لفظ یٰسین بعض کے نزدیک قرآن پاک کا نام ہے بعض نے فرمایا ہے کہ یہ

پیغام ہدایت بھیجا پھر جس طرح انسان کی جسمانی پرورش اور تربیت کے بے شمار سامان
دنیا میں پیدا کئے۔ اسی طرح روحانی و اخلاقی تربیت کے لئے نبوت و رسالت کا سلسلہ
قائم کیا گیا اور کتابیں نازل کی گئیں اسی سلسلہ رسالت کی آخری کڑی رسالت محمدیہ
ہے اور آخری کتاب قرآن کریم ہے انسان کو چاہئے کہ اللہ کی نعمتوں کو پہچانے اور
زمین و آسمان میں بے شمار پھیلے ہوئے آج سے توحید کا سبق حاصل کرے وہ نعمتیں جو
اللہ نے دے رکھی ہیں ان کی ناشکری کفر و سرکشی انسان کا شیوہ نہ ہونا چاہئے۔

مزید براں انسان کو یہ قرآن اور رسالت محمدیہ کی یہ عقیم نعمتیں ملیں پھر بھی
اکثر لوگ اس سے اعراض و سرکشی کرتے ہیں اور یہ کوئی نئی بات نہیں پہلے بھی انبیاء کی
تکذیب ہوتی رہی ہے۔ پھر بتلایا گیا کہ اللہ نے جو پیغام قرآن کی شکل میں دیا ہے وہ
حق ہے۔ دنیا کے دھندوں میں پھنس کر اس کو نہ بھول جانا اور شیطان تمہارا دشمن ہے
اس کا کہنا مانو گے تو وہ تمہیں نارجہنم کی طرف لے جائے گا جو لوگ شیطان کے دھوکے
میں آجاتے ہیں ان کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ بری باتوں کو اچھا اور اپنے آپ کو
اچھوں کے برابر سمجھتے گھٹتے ہیں حالانکہ وہ برے ہیں۔ کافروں کے لئے آخرت میں
سخت عذاب ہے اور ایماندار و نیکوکار پر ۱۱ اجر پائیں گے اس لئے اللہ پر اور اس کے
رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کو اس کی نشانیوں دیکھ کر پہچانو جو دنیا میں پگھلی پڑی ہیں
انسان کی اپنی پیدائش پھر اس کی پرورش کا انتظام سب ایک اللہ عزوجل کے دست
قدرت میں ہے اس لئے انسان سراسر اسی کا محتاج ہے اور ہر ایک اپنے اپنے کام کا
ذمہ دار ہے کوئی اپنے سوا اور کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا برے اعمال کی سزا بعض وقت
دنیا میں بھی مل جاتی ہے لیکن قیامت میں تو ضرور ہی ملے گی یہ اللہ کی سنت ہے کہ
سرکشی اور نافرمانی پر فوراً گرفت نہیں ہوتی مہلت ملتی ہے اگر مہلت سے فائدہ نہ اٹھایا

اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور بعض نے کہا کہ یہ سورۃ کا نام ہے جس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے۔ "ان اللہ قسرا طہ و یسین قبل ان یخلق السموات والارض بالف عام۔"

فضائل:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر شخص کا دل ہوتا ہے قرآن کا دل سورۃ یٰسین ہے جو شخص اس سورۃ کو ایک مرتبہ پڑھے گا اللہ عزوجل اس کو دس قرآن پڑھنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔ علماء نے لکھا ہے کہ اس سورۃ کو قرآن کا دل اس لئے فرمایا گیا کہ یہ سورۃ قرآن کی خاص دعوت یعنی توحید و رسالت و آخرت کو نہایت پر زور طریقہ سے پیش کرتی ہے۔ امام فرائی فرماتے ہیں کہ اس سورۃ کو قرآن کا قلب اور دل اس لئے فرمایا کہ انسان کی زندگی کا دار و مدار دل پر ہے اور روحانی زندگی کا دار و مدار ایمان پر ہے جس کے خاص اور اہم ترین اصول تین ہیں۔ توحید، رسالت، اور آخرت اس سورت میں ایمان کے ان تین اہم اصولوں کو جو دین کا دل و جان ہیں نہایت مدلل اور مفصل بیان کیا گیا ہے اور ان سب کی جز حشر و نشر کا تقرر اور آخرت کی فکر اور تیاری ہے جو اس سورۃ میں خاص طور پر بیان فرمائی گئی ہے۔ اور منکرین حشر کے شبہ کا نہایت مدلل مکمل اور مفصل جواب دیا گیا ہے پس ایمانی حیات کا سارا دار و مدار خوف خدا اور یقین آخرت پر ہے اور یہی سارے دین کا دل ہے جس پر روحانی زندگی کا دار و مدار ہے تو جس دل کو آخرت کی فکر ہے وہ دل تو زندہ ہے ورنہ مردہ ہے ایک حدیث میں ہے کہ اس سورۃ کے پڑھنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور اس کو اپنے مرنے والوں پر پڑھا کر۔

علماء نے لکھا ہے کہ ہر شخص کے وقت یسین شریف پڑھنی چاہئے کہ اس کی برکت سے وہ سختی رفع ہو جاتی ہے۔ حاجت پوری ہوتی ہے اور موت کے وقت پڑھنے سے میت کی روح آسانی سے نکلتی ہے اور ایمان نصیب ہوتا ہے اور رحمت و برکت نازل ہوتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری چاہت اور خواہش ہے کہ میری امت کے ہر فرد کے دل میں یہ سورۃ ہو۔ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص سورۃ یٰسین کو شروع دن میں پڑھے اس کی تمام دن کی حوائج اور ضرورتیں پوری ہو جائیں۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو برحق کہا گیا یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً اللہ کے رسول ہیں منکروں کے انکار سے کچھ نہیں ہوتا اس دنیا کی ساخت ہی کچھ ایسی رکھی گئی ہے کہ کچھ لوگ آپ کا رسول ہونا تسلیم کریں گے اور کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے قائل نہ ہوں گے اور ایمان نہیں لائیں گے بلکہ اگلے مخالف ہو جائیں گے ایسے لوگوں کے حق میں ڈرانا یا نہ ڈرانا دونوں برابر ہیں جو ذکر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت مان لیں گے وہ سعادت مند ہیں اور انہیں آخرت میں بڑی راحت و آسائش نصیب ہوگی اس کے ایمان لانے والوں اور انکار کرنے والوں کا درجہ ایک خاص مثال سے واضح کیا گیا اور رسولوں کے انکار کرنے والوں پر انہوں نے کیا کیا کہ وہ اپنے بے کا نہ رویہ سے آخرت کا سخت عذاب

وجہ تسمیہ:

اس سورت کی ابتداء ہی لفظ ”وَالصُّفَّٰتُ“ سے ہوئی ہے اس لئے بطور علامت اس کا نام سورۃ صفت رکھ دیا گیا۔ صفت کے معنی ہیں صف باندھنے والے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ صفت زاجرات، تالیات سے مراد فرشتے ہیں حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ فرشتوں کی صفیں آسمانوں پر ہیں مسلم شریف کی روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم کو سب لوگوں پر تین باتوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں جیسی کی گئیں۔ (۲) ہمارے لئے ساری زمین مسجد بنائی گئی (۳) پانی نہ ملنے کے وقت مٹی کو ہمارے لئے پاک کرنے والا بنایا گیا۔ مسلم شریف کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس طرح صفیں نہیں باندھتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے سامنے صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں ہم نے عرض کیا کہ کس طرح فرشتے صف بناتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگلی صفوں کو پورا کرتے جاتے ہیں اور صفیں ملایا کرتے ہیں۔

رابط:

سورۃ سابقہ کے مجموعی مضامین توحید و رسالت کے اثبات اور منکرین توحید کے حق میں تھے وعید بھی مضامین اس سورۃ میں مذکور ہیں چنانچہ مضمون توحید سے سورۃ کو شروع فرمایا گیا اور مسئلہ بعثت جس پر بعض دلائل توحید سے استدلال کیا گیا پھر مضمون رسالت ختم سورۃ تک مذکور ہے اس کے بعد ”فَاصْطَفٰهُمْ الْوٰهِبُ“ ایلخ سے توحید و تجزیہ کی طرف عود کیا گیا اور ”وَاَنْ كَا نُو الْيٰقُوْلُوْنَ“ سے منکرین کے حق میں وعید ہے پھر خاتمہ میں ذوالجلال و تجو یہ شان رسل کرام ہے جو توحید و رسالت کے مناسب

خرید رہے ہیں رسالت کی اہمیت جتانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی معرفت کی طرف توجہ دلائی گئی اور بتلایا گیا کہ اس عالم میں اس کی قدرت کی نشانیاں بھیجی ہوئی ہیں جو اس دنیا کے بنانے اور پالنے والے کا پتہ دے رہی ہیں اس کے بعد قیامت کا نقشہ کھینچا گیا اور ایمان لانے والوں کے لئے آخرت میں انعام و اکرام اور انکار کرنے والوں کی سزا کا بیان فرمایا گیا پھر قرآن کی اہمیت جتانے لگی اور بتلایا گیا کہ یہ کوئی شاعرانہ خیال اور فرضی باتوں کی کتاب نہیں ہے بلکہ اس میں ہر چیز اور ہر بات کی اصل حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔ پھر سمجھایا گیا کہ انسان کا اللہ کی طرف سے من موزن ہٹ دھرمی کے سوا کچھ نہیں انسان کو چاہئے کہ اللہ کی قدرت کا صحیح اندازہ کر کے اس کی طاعت و بندگی بجالائے اور خوب سمجھ لے کہ مرکب دوبارہ زندہ ہوتا ہر انسان کے لئے ضروری ہے۔ اللہ کے نزدیک نیست و نابود ہوجانے کے بعد اس چیز کو دوبارہ بنا دینا کچھ مشکل نہیں دنیا کی ہر چیز چھوٹی ہو یا بڑی اس کے دست قدرت میں ہے وہ جس چیز کا بھی ارادہ کرتا ہے وہ چیز اس کا کلکہ پاتے ہی موجود ہوجاتی ہے وہ ہر برائی عیب۔ بچھاوگی کمزوری سے پاک اور میرا ہے اور بالآخر تمام انسانوں کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ واللہ اعلم!

سورۃ الصُّفَّٰتُ

یہ قرآن کریم کی تلاوت کے اعتبار سے ۳۷ویں سورت ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے ۵۶ نمبر پر ہے اس سورت میں ۵ رکوع ۱۸۲ آیات ۸۷۳ کلمات اور ۳۹۵۱ حرف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

ہے۔ واللہ اعلم!

خلاصہ مضامین:

یہ سورۃ مکی ہے اس لئے اس میں بھی عقائد سے متعلق مضامین توحید و رسالت اور آخرت وغیرہ خاص طور پر مذکور ہیں جس وقت اس سورۃ کا نزول ہوا وہ وقت تھا جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت توحید و اسلام کا انکار و مخالفت پوری شدت کے ساتھ کفار مکہ کر رہے تھے اس لئے اس سورۃ میں کفار مکہ کو نہایت پر زور طریقہ سے تنبیہ کی گئی اور انہیں صاف طور پر خبردار کر دیا گیا کہ مغربیابی پیغمبر جن کا تم مذاق اڑا رہے ہو تم پر غالب آجائیں گے اور تم اللہ کے لشکر کو اپنے گھر کے صحن میں اترا ہوا پاؤ گے یہ پیشین گوئی اس زمانہ میں کی گئی تھی جب کہ مخالفین کو اسلام اور مسلمانوں کی کامیابی اور غلبہ کے ظاہری آثار دور دور بھی کہیں نظر نہیں آتے تھے جس وقت اہل اسلام بری طرح غلم و ستم کا نشانہ بن رہے تھے اور مسلمانوں کی قریب تین چوتھائی تعداد مکہ چھوڑ کر ہجرت کر چکی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بمشکل ۴۰ یا ۵۰ صحابہ مکہ میں رہ گئے تھے اور انتہائی بے کسی کے ساتھ کفار کی زیادتیوں برداشت کر رہے تھے ان حالات میں ظاہری اسباب کو دیکھتے ہوئے اہل مکہ کسی طرح باور نہیں کر سکتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو غلبہ حاصل ہو جائے گا بلکہ دیکھنے والے یہ سمجھ رہے تھے کہ دین اسلام مکہ کی کھانوں ہی میں دفن ہو کر رہ جائے گا مگر تاریخ گواہ ہے کہ صرف پندرہ سولہ سال کے عرصہ میں فتح مکہ کے موقع پر فیک و دی چڑیا جس سے کفار کو خبردار کیا گیا تھا اس سورۃ میں تنبیہ کے ساتھ تنہیم و ترغیب بھی پورے طور پر موجود ہے۔ اور توحید و آخرت کے عقیدہ کی

صحت پر مختصر مگر دل نشین دلائل دیئے گئے اور مشرکین کے عقائد کا رد فرمایا گیا اسی سلسلہ میں گزشتہ انبیاء کرام کا ذکر فرمایا گیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے انبیاء کے ساتھ اور ان کی تکذیب کرنے والی قوموں کے ساتھ کیا معاملہ رہا ہے۔ اللہ نے اپنے وفادار بندوں کو کیسے نوازا اور ان کے جھٹلانے والوں کو کیسی سزا دی اس سورۃ میں سب سے زیادہ سبق آموز واقعہ حضرت ابراہیمؑ کی حیات طیبہ کا ہے کہ وہ اللہ کا حکم پاتے ہی اپنے پیارے بیٹے کو قربان کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ اس میں نہ صرف کفار مکہ ہی کے لئے سبق تھا جو حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ اپنے نسبی تعلق پر فخر کرتے تھے بلکہ ان مسلمانوں کے لئے بھی سبق تھا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے ان کو یہ واقعہ سنا کر تعلیم دی گئی کہ ایک مومن صادق کو کس طرح اللہ کی رضا پر اپنا سب کچھ قربان کر دینے کے لئے تیار ہو جانا چاہئے سورۃ کے اخیر میں جہاں کفار کو تنبیہ کی گئی وہیں اہل ایمان کو بشارت سنائی گئی کہ اس وقت جن مصائب سے انہیں سابقہ پڑ رہا ہے ان پر گہرا نہیں نہیں آخر کار غلبہ انہیں کو نصیب ہوگا اور اس وقت جو باطل کے ملہر دار نظر آ رہے ہیں یہ انہیں کے ہاتھوں مغلوب اور مفتوح ہو کر رہیں گے چنانچہ چند ہی سال بعد واقعات نے ثابت کر دیا کہ یہ محض وقتی تسلی نہ تھی بلکہ ایک ہونے والا واقعہ تھا جس کی پیشین گوئی فرما کر ان کے دل مضبوط کئے گئے۔ خلاصہ یہ کہ اصل موضوع اس سورۃ کا توحید و آخرت ہے اسی کی تعلیم دی گئی ہے اسی کے تقاضوں کے مطابق زندگی سنوارنے والوں کو کامیابی کی بشارت اور اس کے خلاف کرنے والوں کو بد انہجامی سے ڈرایا گیا ہے واللہ اعلم!

سورہ ص

یہ قرآن کریم کی ۳۸ ویں سورہ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے بھی نمبر ۳۸ پر ہے اس سورہ میں ۵ رکوع ۸۸ آیت ۸۲۸ کلمات اور ۳۱۰۷ حروف ہیں یہ سورہ بھی مکہ کی ہے۔
وجہ تسمیہ:

اس سورہ کی ابتداء حروف مقطعات میں سے حرف ص سے ہوئی ہے اس لئے بطور علامت اس کا نام سورہ ص ہوا۔
رابط:

اس سورہ میں زیادہ تر مضمون رسالت کے متعلق ہے اور رسالت کے مسئلہ کی مناسبت سے بعض آیات میں قرآن کی مدح ہے اور سورۃ الفلق کو بھی ان ہی مضامین میں اس سورہ سے تقارب ہے اور یہی تقارب وجہ تناسب ہے۔
شان نزول:

اس سورہ کی ابتدائی آیات کے سبب نزول کے متعلق لکھا ہے کہ جب ابوطالب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا بیمار ہوئے اور سرداران قریش نے محسوس کیا کہ اب یہ ان کا آخری وقت ہے تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ چل کر ابوطالب سے بات کرنی چاہئے وہ ہمارے اور اپنے بھتیجے کا بھگڑا چکا نہیں تو اچھا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کا انتقال ہو جائے اور ان کے بعد ہم ان کے بھتیجے (حرم صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ کوئی سخت معاملہ کریں تو عرب کے لوگ ہمیں طعن دیں گے کہ جب تک

ابوطالب زندہ تھے یہ لوگ ان کا لحاظ کرتے رہے ان کے مرنے کے بعد ان لوگوں نے ان کے بھتیجے کے اوپر ہاتھ ڈالا ہے اس رائے پر متفق ہو کر تقریباً ۳۵ سرداران قریش جن میں ابو جہل، ابوسلیان، امیہ بن خلف، عاص بن وائل، اسود بن عبدالطلب، عتبہ، قتیبہ اور شیبہ شامل تھے ابوطالب کے پاس پہنچے ان سرداران قریش نے پہلے تو حسب معمول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اپنی شکایات بیان کیں۔ پھر کہا کہ ہم آپ کے سامنے ایک انصاف کی بات پیش کرتے آئے ہیں آپ کا بھتیجا ہمیں ہمارے دین پر چھوڑ دے اور ہم انہیں ان کے دین پر چھوڑ دیتے ہیں وہ جس معبود کی عبادت کرتا چاہیں کریں مگر وہ ہمارے معبودوں کی برائی اور مذمت نہ کریں اور یہ کوشش نہ کریں کہ ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں اس شرط پر آپ ہم سے ان کی صلہ کرا دیں۔ ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلوایا اور کہا بھتیجے یہ تمہاری قوم کے لوگ میرے پاس آئے ہیں ان کی خواہش ہے کہ تم ایک منصفانہ بات پر اتفاق کر لو تا کہ تمہارا اور ان کا بھگڑا ختم ہو جائے پھر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ بات تلافی جو قریش کے سرداروں نے ان سے کی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا چچا جان میں نے تو ان کے سامنے ایسا کلمہ پیش کیا ہے کہ جسے اگر یہ مان لیں تو تمام عرب ان کا مطیع ہو جائے۔ اور ہم ان کے باج گزار ہو جائیں۔ سرداران قریش بولے بتاؤ وہ کیا کلمہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا الہ الا اللہ اس پر وہ سب یکبارگی ناراض ہوئے اور اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ لو سب معبودوں کی نفی کر کے ایک ہی معبود قرار دے دیا یہ عجیب بات ہے۔

خلاصہ مضامین:

یہ سورۃ مکی ہے اس لئے دوسری سورتوں کی طرح اس میں بھی عقائد سے متعلق مضمون بیان فرمایا گیا ہے زیادہ تر مضمون رسالت سے متعلق ہے چونکہ جس زمانہ میں یہ سورۃ نازل ہوئی اس وقت کفار مکہ اور سرداران قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دہی اور مخالفت پر کمر باندھ رکھی تھی تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی طرح تبلیغ دین کو چھوڑ دیں اس لئے سورۃ کی ابتداء میں قرآن کریم کے نصیحت والی کتاب ہونے کا اعلان کرتے ہوئے کفار کو ان کی ضد اور ہٹ دھرمی پر اللہ عزوجل کے غضب سے ڈرایا گیا ہے اور بتلایا گیا کہ جو لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹھا رہے ہیں اور کفر و انکار پر اصرار کر رہے ہیں اس کا انجام خود ان کے حق میں برا ہوگا چونکہ جب فیصلہ کا وقت آجاتا ہے تو پھر نجات کی راہ باقی نہیں رہتی پہلے بھی جن قوموں نے اللہ کے رسولوں کو چھٹلایا ان پر اللہ کا غضب نازل ہوا اور وہ برباد ہو گئیں اس بات کے ثبوت کے طور پر اجماعی طور سے قوم نوح قوم عاد قوم ثمود وغیرہ کا ذکر فرمایا گیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرما کر تسلی دی گئی کہ یہ نادان لوگ ہیں ان کی جہالت کی باتوں کو صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کریں اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کا قصہ سنایا گیا کہ اللہ نے ان کی مدد کی اور ان کے مخالفوں پر انہیں فتح دی اور وہ سارے ملک کے بادشاہ ہوئے ان کے بعد ان کے فرزند حضرت سلیمان بھی بادشاہ ہوئے اور اللہ کے حکموں کی تعمیل کرتے رہے۔ پھر حضرت ایوب کا ذکر فرمایا گیا کہ انہوں نے مصیبت میں بڑے صبر سے کام لیا اور اللہ سے امید نہ توڑی آخر اللہ نے ان کو نجات دی دنیا میں بھی خوشحالی عطا فرمائی اور آخرت میں بھی اپنی رحمت سے

سرفراز کیا۔ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کے ذکر سے منکرین قرآن کو جتلا یا گیا کہ تم اپنی جاہ و دولت اور دنیوی شان و شوکت کے لحاظ سے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کے اقتدار کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتے ہو اور دنیا کی جاہ و شوکت نے ان کو اللہ کی یاد سے غافل نہیں کیا اور تم بغاوت پر کمر بستہ ہو۔ چنانچہ اس طرح سے پلے در پلے نو تنبیہوں کا ذکر کر کے فرمانبردار بندوں اور نافرمانوں کے اس انجام کا نقشہ کھینچا ہے جو وہ عالم آخرت میں دیکھنے والے ہیں چنانچہ دوزخیوں کا حال اور جہنمیوں کی کیفیت بڑے پر اثر انداز سے بیان کی گئی۔ انجیر میں حضرت آدم اور ابلیس کا ذکر فرمایا گیا جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ابلیس اور آدم کے درمیان ازلی عداوت ہے ابلیس نے آدم کے مرتبہ پر حسد کیا اور حکم خدا کے مقابلہ میں سرکشی اختیار کر کے لعنت کا مستحق ہوا۔ اسی طرح جو لوگ حق سے کفر و انکار کی سرگرمیاں کر رہے ہیں وہ درحقیقت ابلیس کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں اور جس طرح ابلیس مردود بارگاہ ہوا اسی طرح منکرین بھی اپنے لئے مردود بارگاہ ہونے کی راہ ہموار کر رہے ہیں اس کے برخلاف جو لوگ قرآن کو اپنا رہنما بنارہے ہیں وہ آدمیت و انسانیت کی راہ ہے۔ گویا قرآن کی مخالفت کی وجہ سے انسان آدمیت سے نکل کر ابلیس کے زمرہ میں شامل ہو جاتا ہے متفقد یہ ہے کہ شیطان کی چالوں سے بچو اور رسول کی نصیحت مانو اگر اسے نہ سنا اور نہ مانا تو پھر بری طرح پیچھا ڈالو گے۔ واللہ اعلم!

فائدہ:

حق۔ قرآن کریم کا نام ہے۔ خدا تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے یا سورۃ کا نام ہے یا اسم صمد اور صانع و صادق الوعد کی کلمہ یا اس سے صدق اللہ یا صدق محمد کی

رابطہ:

سابقہ سورۃ میں زیادہ تر مضامین رسالت سے متعلق تھے اس سورۃ میں زیادہ مضامین توحید کے متعلق ہیں توحید کا اثبات اس کا وجہ اس کے مصدقین کی مدح و جزا اس کی ضد یعنی شرک کا ابطال اس سے ممانعت مکذبتین توحید کی قدح اور سزا اور فریقین کا عقائد حال و قال خاص اہتمام سے مذکور ہے یہی دونوں سورتوں کے درمیان ارتباط ہے۔

خلاصہ مضامین:

سورۃ کی ابتداء قرآن کریم کی حقانیت کے بیان سے کی گئی ہے اور انسانوں کو تعلیم دی گئی کہ ہر طرف سے منہ موڑ کر خالص اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف جھکیں اسی کی طاعت و بندگی کریں۔ زمین و آسمان کی پیدائش دن رات کا باقاعدہ ایک دوسرے کے پیچھے آتے رہنا سورج اور چاند کی باقاعدہ ایک نظام میں بندھی ہوئی گردش حیوانات اور انسان کی پیدائش یہ سب اللہ کی قدرت کو ظاہر کر رہے ہیں اور اس کی توحید پر دال ہیں تو پھر اس کو وحدہ لاشریک نہ ماننے کے کیا معنی؟ پھر انسانوں کی ہدایت کے لئے قرآن نازل کیا گیا اگر کسی کی سمجھ میں از خود نہیں آتا اور کائنات میں پھیلے ہوئے بے شمار توحید کے دلائل اس کو نظر نہیں آتے تو وہ خدا کو اس قرآن ہی سے جانے اور خدا کو ایک مانے اللہ کی ذات بڑی قدرت و طاقت والی ہے۔ وہ بڑا دانا و چنا ہے۔ اس لئے اس کا کلام یعنی یہ قرآن زور و قوت اور ظلم و حکمت کا خزانہ ہے اس لئے انسان کی بھلائی صرف اس میں ہے کہ اس پر ایمان لائے اس کے حکموں پر عمل کرے اور قرآن کی بتائی ہوئی راہ پر چل کر پرہیزگاری اور تقویٰ کی زندگی بسر کرے ہر وقت

طرف اشارہ ہے۔ اور اخاف میں ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ یہ آسمان میں ایک دریا ہے صاحب لباب نے فرمایا کہ وہ ایک دریا ہے اس پر خدا کا عرش ہے یا ایک دریا ہے کہ حق تعالیٰ اس کے سپ سے مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ امام قشیری رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ لفظ ص سے حق تعالیٰ دوستوں کی صفات کے محبت کی قسم کھاتا ہے۔

سلمیٰ نے فرمایا کہ اس کے معنی ہیں کہ قسم ہے صفائے دل عارفتوں کی اور تاویلات میں ہے کہ قسم ہے سورۃ محمد کی اور بحر الحقائق میں ہے کہ قسم ہے اس کی صمدیت کے صادی ازل میں اور صمدیت کے صادی ابد میں اور صافیت کے صادی دونوں کے درمیان۔ واللہ اعلم!

سورۃ الزمر

یہ قرآن کریم کی ۳۹ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے ۵۵ نمبر پر ہے۔ یہ سورۃ مکی ہے اس میں ۸ رکوع ۷۵ آیات ۱۸۳ کلمات اور ۳۹۶۵ حرف ہیں۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کے آخری رکوع میں لفظ زمر استعمال کیا گیا ہے زمر کے لفظی معنی ہیں گروہ درگروہ جو حق درجوق جتنے جتنے جیسا کہ اس سورۃ کے آخری رکوع میں بتایا گیا کہ کفار کو جہنم کی طرف گروہ درگروہ لے جایا جائے گا اور مؤمنین کو جنت کی طرف گروہ درگروہ لے جایا جائے گا اس لئے بطور علامت کے اس سورۃ کا نام زمر مقرر کیا گیا۔

واقعات کے سلسلہ میں ایک مومن شخص جو کہ فرعون کے خاندان سے تھا اور پوشیدہ طور پر ایمان لے آیا تھا اس لئے حضرت موسیٰ نے حمایت کی تھی اور فرعون کو بھی سمجھا دیا تھا اس مرد مومن کے تذکرہ کی نسبت سے سورۃ کا نام مومن قرار دیا گیا اس سورۃ کا دوسرا نام غافر بھی ہے چونکہ سورۃ کی ابتدائی آیات میں خدا کی صفات کے ذیل میں فرمایا گیا ہے "غافر الذنب" اس نسبت سے اس سورۃ کا نام غافر بھی ہوا۔

رابطہ:

اس سورۃ کا حاصل تین مضامین ہیں (۱) توحید (۲) معاندین فی الحق کی جہد (۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا اور سورۃ سابقہ کے ختم پر مومنین و کفار کے احوال کا آخرت میں مختلف ہونا مذکور ہے کہ ایک ناجی ہے اور ایک ناری یعنی جہلائے مذہب ہے اور سورۃ مومن میں دنیا میں دونوں احوال کا تفاوت بیان کیا گیا ہے کہ ایک مومن متقا اور دوسرا گرفتار جہاد و ضلال ہے۔ اس تفصیل سے دونوں سورتوں کے شروع و آخر میں تناسب ظاہر ہو گیا۔

فضائل سورۃ:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں جب ان سورتوں کی تلاوت کرتا ہوں جن کو "م" سے شروع کیا گیا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا جنت کے باغوں میں آگیا کہ وہ باغ نرم زمیں میں ہیں اور حجب ہو کر ان کو دیکھتا ہوں۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ "الکحل شنسی لباب و لباب القرآن الحواصیہ" یعنی ہر چیز کا لباب ہوتا ہے (خلاصہ) اور قرآن پاک کا لباب حواصیہ میں بعض صحابہؓ اور تابعین سے منقول ہے کہ حواصیہ عرائش قرآن اور دیباچہ

اللہ کی اطاعت میں سرگرم رہے۔ اس کے بعد عام انسانوں کی حالت بیان کی گئی کہ انسان کی بھی عجیب حالت ہے جب اس پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو اللہ کو پکارنے لگتا ہے اور جب مصیبت نکل جاتی ہے تو پھر بھول جاتا ہے اور اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ مگر سب انسان برابر نہیں بعض لوگ بہر حال اللہ ہی کو یاد کرتے ہیں اور اس کی طاعت و شکر گزاری میں اپنے دن رات گزارتے ہیں اس لئے ان دونوں کا انجام بھی یکساں نہیں ہوگا۔ نیک لوگوں کا انجام دنیا و آخرت دونوں میں اچھا ہوگا وہ بے شمار انعامات کے مستحق ہوں گے اور ان کو یقیناً جنت میں بڑے راحت و آرام کی زندگی میسر ہوگی اس کے برخلاف اللہ سے منہ موڑنے والے دوزخ میں ملیں گے اور اس وقت انتہائی آفسوس کے ساتھ کہیں گے کہ ہائے ہماری کم ختی اور شامت اعمال کہ ہم غفلت میں پڑے رہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور انہوں نے سمجھانے کا حق ادا کیا لیکن ہم دنیا ہی کو سب کچھ بیٹھے مگر وہاں اس پیچھے تانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ الغرض اس سورۃ کی تمام تعلیمات کا خلاصہ یہی ہے کہ چنی بات کی پیروی کی جائے اور کفر و شرک سے بچا جائے۔ واللہ اعلم!

سورۃ المؤمن

یہ قرآن کریم کی چالیسویں سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے نمبر ۶۰ پر ہے اس سورۃ میں ۹ رکوع ۸۵ آیات ۱۳۲ کلمات اور ۵۲۱۳ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کے چوتھے رکوع میں فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

قرآن ہیں۔

بعض علماء کا قول ہے کہ حروف مقطعات مقسم بہ ہیں یعنی ان کی قسم کھائی ہے اور ہر حرف سے ایک کلمہ کی طرف اشارہ ہے۔ تو یہاں ح سے اشارہ ہے۔ کلمہ حق کی طرف کہ خدا کا حکم ہرگز رو نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی رکتا ہے۔ اور م سے اشارہ ہے ملک حق کی طرف کہ وہ کبھی زائل و فانی نہیں ہوگا اور آگے جواب قسم مذکور ہے۔

خلاصہ مضامین:

یہ سورۃ مکی ہے اور قیام مکہ کے درمیانی زمانہ کی نازل شدہ سورتوں میں سے ہے جن حالات میں سورۃ نازل ہوئی ہے ان حالات کی طرف اشارات اس سورۃ کے مضامین میں موجود ہیں۔ کفار مکہ نے اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف علاوہ دیگر کاروائیوں کے دو مہم خاص طور سے اٹھا رکھی تھیں ایک یہ کہ قرآن کی تعلیم اسلام کی دعوت اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں طرح طرح کے الزامات و شبہات پیدا کر کے لوگوں کو بدظن کرنا اور ہر طرف جھگڑے و بھینس پھینچ کر اگلے سیدھے سوالات اٹھانا تاکہ آپ اور آپ کے قبیعین پریشان ہوں۔ دوسرے یہ کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے دین و اسلام کا خاتمہ کر دیا جائے جس کے لئے کفار طرح طرح کی سازشیں کر رہے تھے اور جیسا کہ بخاری شریف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے اس کا اقدام بھی کر ڈالا تھا چنانچہ حضرت عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر بن عاص سے کہا کہ مجھے وہ سب سے زیادہ سخت حرکت بیان کیجئے جو مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کی تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحن کعبہ

میں نماز پڑھ رہے تھے تو عقبہ بن معیط آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش مبارک کو پکڑ کر اپنا کپڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن میں ڈال کر مروڑنے لگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گلا کھوٹنے لگا اسی وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ پہنچ گئے اور عقبہ کی گردن پکڑ کر رسول اللہ کے پاس سے ہٹا دیا اور فرمایا "القتیلون رجلا ان یقول ویسی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم" کہ کیا تم ایک شخص کو اس وجہ سے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور تمہارے رب کے پاس سے کھلی دلیلیں لے کر آیا ہے۔

اس سورۃ کے شروع میں اللہ کے چند صفاتی نام تلا کر کہا گیا کہ یہ قرآن اسی اللہ نے نازل کیا ہے جس کی یہ صفات ہیں یہ اللہ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے اتارا ہے۔ جو اس کو نہیں مانتے اس میں شک کرتے ہیں اور جھگڑے نکالتے ہیں اس کے باوجود وہ مال و جاہ کے مالک بنے ہوئے ہیں تو ان کی حالت سے کسی کو دھوکہ نہیں کھانا چاہئے اللہ نے ان کو مہلت دے رکھی ہے ورنہ ان کی کیا مجال کہ وہ اس ذات والا صفات کا مقابلہ کریں۔ ان سے پہلے بھی بہت سے سرکش ایسے ہوئے ہیں جو اللہ کو نہیں مانتے تھے انہیں اللہ نے دنیا میں بھی سزا دی اور آخرت کا بڑا عذاب ان کے لئے موجود ہے۔ ان کے برخلاف اللہ کے فرمانبردار بندوں کے لئے دنیا و آخرت دونوں میں بھلائی ہی بھلائی ہے اللہ کے مقرب فرشتے ان کے لئے دعا کرتے ہیں اور اللہ سے ان کے لئے بخشش و مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں۔ بدکاروں کو قیامت کے دن ان کے برے اعمال کی سزا ملے گی ان کے اعمال سب اللہ کے پاس محفوظ ہیں۔ اور قیامت میں ان کے سامنے دکھائے جائیں گے اس وقت وہ اپنی کرتوتوں پر شرمندہ ہوں گے اور افسوس کریں گے اور قنات کریں گے کہ اب دنیا میں ہمیں دوبارہ

رابط:

یہ سورۃ مضمون تو حید سے شروع ہو رہی ہے اور سورۃ گزشتہ اس پر ختم ہوئی تھی یہی دونوں سورتوں کے اول و آخر میں رابطہ و تناسب ہے۔

فضیلت سورۃ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سات ہیں یعنی تم سے شروع ہونے والے سورتیں سات ہیں اور جہنم کے بھی ساتہ دروازے ہیں۔ تم جہنم کے کسی ایک دروازہ پر ہو گئی یا اللہ جس نے مجھے پڑھا اور مجھ پر ایمان لایا اس کو اس دروازہ سے داخل نہ کیجئے۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں بتایا گیا کہ قرآن کریم وہ کتاب ہے جو اللہ کی طرف سے نازل کی گئی انسانوں کو ہدایت کی ضرورت ہمیشہ رہی ہے اگر انسان کو اس کی مرضی پر چھوڑ دیا جاتا تو یہ اپنی خواہشوں کی پیروی کر دیتا اور شیطان اس کو بہکا کر ادھر ادھر لئے بھرتا ہی لئے یہ ہدایت نامہ نازل کیا گیا اس میں انسانوں کو نیک و بد اچھے برے صحیح و غلط حق و باطل کاموں میں فرق کرنا خوب واضح طور پر سمجھا دیا گیا اس میں خوشخبری بھی دی گئی و ڈرایا بھی گیا تاکہ علم اور عمل رکھنے والے اس سے فائدہ اٹھائیں لیکن افسوس کہ اکثر لوگ اس کی باتوں سے کتراتے ہیں یہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انسانوں کے پاس بھیجا گیا جس میں بتلایا گیا کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے اسی کی عبادت کرو اور اسی سے اپنے گناہوں اور خطاؤں کی مغفرت طلب کرتے رہو جو لوگ ایک اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں ان کا انجام بہت برا ہوگا۔

بھیجا جائے تو ہم اچھے کام کر کے دکھائیں گے۔ مگر اس وقت ان کی وہ تمنا پوری نہ ہوگی۔ اس لئے آگے حبیہ فرمائی گئی ہے کہ اللہ کی قدرت کو دنیا ہی میں پہچان لو ورنہ آخرت میں وہ سزا لے گی کہ جس کا تصور نہیں کر سکتے ہو۔ آگے عبرت کے لئے فرعون اور حضرت موسیٰ کا قصہ سنایا گیا کہ حضرت موسیٰ نے فرعون کو بہت کچھ سمجھایا بلکہ خود اس کے خاندان کے ایک آدمی نے بھی جو خفیہ طور پر ایمان لے آیا تھا خوب سمجھایا لیکن وہ نہ مانا بالآخر اللہ نے فرعون اور اس کی قوم کو دنیا میں تباہ کر دیا اور آخرت میں وہ دوزخ میں جمونگے جائیں گے پھر سمجھایا گیا کہ لوگ اللہ کو کیوں نہیں مانتے اس کی قدرت کو دنیا جہاں کی پیدائش اور خود انسان ہی کی پیدائش سے ظاہر ہے۔ آخر میں منکرین و کفار کو بتلایا گیا کہ اللہ دنیا میں اور آخرت میں اپنے رسول اور ان پر ایمان لانے والوں کی مدد کریں گے اور جو منکر غلط باتوں پر اڑا رہے گا ان کا انجام بہت برا ہوگا۔ اس لئے انسانوں کو چاہئے کہ پہلے ہی سنبھل جائیں ورنہ انجام کار بڑے خسارے اور گھٹائے میں رہیں گے۔ واللہ اعلم!

سورۃ حم مجیدہ

یہ قرآن کریم کی ۳۱ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے ۹۱ نمبر پر ہے اس سورۃ میں ۶ رکوع ۵۳ آیات ۸۰۹ کلمات اور ۳۲۰۶ حروف ہیں یہ سورۃ سنی ہے۔

وجہ تسمیہ:

چونکہ یہ سورۃ حروف مقطعات تم سے شروع ہوئی ہے اور ایک جگہ اس سورۃ میں عہدہ تلاوت آیا ہے اس لئے بطور علامت اس کا نام حم مجیدہ مقرر ہوا۔

ان پر شیطان کا قابو چل گیا ہے بھلائی صرف انہیں کے لئے ہے جو کہ ایک اللہ پر ایمان لاکر اچھے اعمال کریں اس کے بعد توحید کے مضمون کو سمجھا یا گیا کہ آخر تم اللہ کو کیوں نہیں مانتے آسمان و زمین میں اللہ کی قدرت کی نشانیاں پھیلی ہوئی ہیں زمین اسی نے بنائی آسمان اس نے بنائے پھر آسمان کو ستاروں سے مزین اسی نے کیا ان کا خالق وہی ایک زبردست دیکھتا ہے جو سب کچھ جانتا ہے اگر اس کو نہ مانا تو تمہارا بھی وہی حشر ہوگا جو تم سے پہلے لوگوں کا ہوا جنہوں نے رسول کی بات نہیں مانی اور ضد عناد سے اپنے کفر پر اڑے رہے۔ ان پر طرح طرح کی آفات مثلاً طوفان زلزلہ کڑک وغیرہ آئیں اور وہ چاہ و برباد ہوئے اور صرف وہی بچے جو ایماندار پرہیزگار اور اللہ سے ڈرنے والے تھے منکرین و مکذبین کو اپنی قوت طاقت اور ساز و سامان پر غور تھا انہوں نے یہ نہ سمجھا کہ اللہ ان سے زیادہ طاقتور ہے۔ یاد رکھو اللہ کے دشمن قیامت کے دن آگ میں ڈال دیئے جائیں گے جہاں وہ طرح طرح کے عذاب بھگتیں گے اور ان کے برے کاموں کی گواہی خود ان کے ہاتھ ہی دیں گے اس لئے دنیا میں کئے ہوئے اعمال سے کمر کسی سے ممکن نہ ہوگا۔ اس لئے اس چارہنم سے جسے پہننا ہے دنیا ہی میں بچے جس کا طریقہ یہ ہے کہ دنیا کی زندگی اللہ کے حکموں کے موافق گزارے اور فرمایا گیا کہ تم میں اچھا اور بہتر وہی ہے جو دوسروں کو بھی اللہ کی طرف بلائے اپنی عادات و اخلاق درست کرے تاکہ دوسرے دیکھ کر ویسا ہی کریں۔

آخر میں عام انسانوں کی خصلت بیان فرمائی گئی ہے کہ انسان کا بھی عجیب حال ہے جب اللہ تعالیٰ اس کو نعمتیں عطا کرتا ہے تو وہ ہماری طرف سے منہ موڑ لیتا ہے ہمارے ادکام کی پروا نہیں کرتا اور جب کوئی مصیبت آتی ہے تو اللہ کے سامنے بیسی چڑی دعا کیں کرنے لگتا ہے۔ خاتمہ پر فرمایا گیا کہ سمجھ لو قرآن جو کچھ کہتا ہے وہ بالکل

ٹھیک ہے جنہوں نے اس کی سچائی مان لی وہ بڑے سمجھدار ہیں ورنہ رفتہ رفتہ اس کی سچائی بعد میں آنے والے واقعات سے ظاہر ہوتی چلی جائے گی۔ عجیب حال ہے کہ اس قرآن کی سچائی پر لوگ اللہ کی گواہی کو کافی نہیں سمجھتے حالانکہ اللہ کو ہر چیز کی حقیقت معلوم ہے اور وہ سب کا حال جانتا ہے اصل بات یہ ہے کہ لوگوں کو یہ دھوکہ لگ گیا ہے کہ انہیں اللہ کے سامنے حاضر نہیں ہونا ہے۔ یاد رکھو کہ اللہ کی قدرت کے اندر ہر چیز گھری ہوئی ہے اور اس کا نکات کا ایک ایک ذرہ اللہ کے بس میں ہے اور سب کو اسی کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

سورة الشورى

یہ قرآن کریم کی ۳۲ ویں سورة ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے نمبر ۲۲ پر ہے اس سورة میں ۵۳ رکوع ۵۳ آیات ۸۶۹ کلمات اور ۳۵۸۵ حروف ہیں یہ سورة مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

لفظ شوری کے معنی مشورہ کے ہیں اس سورة کی ۳۸ ویں آیت میں جہاں اہل ایمان کی کچھ صفات بیان کی گئی ہیں۔ انہیں میں سے ایک صفت "امر بمشوری" ذکر فرمائی گئی ہے کہ مسلمانوں کے معاملات باہمی مشورے سے طے ہوتے ہیں اس لئے بطور علامت اس سورة کا نام سورة شوری قرار پایا۔

رابط:

سورة شوری کا سورہ حم مجید کے ساتھ رابطہ یہ ہے کہ اس سورة میں یہ مضامین

ایک دوسرے میں متداخل ہیں (۱) توحید و اہل شرک (۲) رسالت (۳) نبوت و جزا (۴) انہماک فی الدنیا کی مذمت اور تریب طلب آخرت (۵) اہل ایمان کا حسن اعمال و حسن مال اور کفار کا قبیح اعمال و قبیح مال اور سورۃ سابقہ کا افتتاح و الختام توحید و رسالت و نبوت میں مشترک ہے۔ یہی دونوں سورتوں کے درمیان تناسب ہے۔

فائدہ:

اس سورۃ کی ابتداء حروف مقطعات حمۃ عسق سے ہے جس سے ہونے والے فتنوں کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت امام شافعیؒ حضرت ابن عباسؓ نے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ منہ عنہ سے فتنوں کو پہچانتے تھے اور بعض نے کہا کہ لفظ ح سے حرق اور ہم سے مہلکہ اور ع سے عذاب اور سین سے مسخ اور قاف سے قذف کی طرف اشارہ ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ یہ حروف نازل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک سے رنج کا اثر ظاہر ہوا۔ صحابہؓ نے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے ان چیزوں کی خبر دی گئی ہے جو میری امت پر نازل ہوں گی اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قذف، مسخ، حقت، وغیرہ نیز دجال کے خروج اور حضرت یحییٰ کے نزول کا ذکر فرمایا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ یہ حروف، حکیم، مجید، علیم، سمیع، قدیر، کے پہلے حروف ہیں یا ان سے علم، حمد، سنا قدرت کی طرف اشارہ ہے اور کشف الاسرار میں ہے کہ ان حروف سے ان عطاؤں کی طرف اشارہ ہے جو حق تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مرحمت فرمائی اور فرمایا کہ ہم سے اشارہ ہے حوض مودود کی طرف یعنی حوض کوثر کی طرف کہ اس حوض سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی

امت کے پیاسوں کو سیراب کریں گے اور ہم سے ملک محدود کی طرف اشارہ ہے کہ مشرق سے مغرب تک حصہ آپ کی امت کے تصرف میں آجائے گا اور عین سے آپ کے عز و جود کی طرف کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نزدیک سب چیزوں سے زیادہ عزیز ہیں اور سین سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنائے مشہور کی طرف اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کی بلندی کو کوئی نہیں پہنچ سکتا اور قاف سے مقام محمود کی طرف کہ شب معراج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا یہ لقب تو سین او ادنیٰ اور قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کبریٰ حاصل ہوگی۔

مقام تو محمود و نامت محمد

بدیناں مقاسے و ناسے کہ دارد

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام محمود اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد ہے یعنی ایسا مقام اور نام کون رکھتا ہے۔

خلاصہ سورۃ:

یہ سورۃ بھی کی ہے اس لئے اس میں بھی عقائد کی متعلق مضامین بیان فرمائے گئے ہیں جسے توحید و رسالت کا اثبات دین اسلام کی حقانیت آخرت کی زندگی کی کامیابی کا طریقہ۔ دنیا پرستی کے برے نتائج کفر و شرک اور انکار حق کا انجام آخرت کی جزاء و سزا ایک مسلمان کی صفات اور ذمہ داری اور زندگی بسر کرنے کا طریقہ کہ جس سے دونوں جہان میں کامیابی ہو۔ خلاصہ یہ کہ اس سورۃ میں اللہ عز و جل کے اعلیٰ صفات کی طرف توجہ دلا کر خبردار کیا گیا ہے۔ کہ اس کی طرف سے غافل نہ رہو اس کی نافرمانی اختیار نہ کرو اللہ کے نہ ماننے والے اس سے چھپے ہوئے نہیں ہیں وہ ان کی

جو نہ مانے اس کے لئے اللہ کا عذاب تیار ہے۔ دنیا آخرت ہو جائے گی اور قیامت ضرور آئے گی جو اس کو بھلا بیٹھا وہ انتہائی گمراہی میں پھنس گیا۔ قرآن کریم ایک کسوٹی ہے اور عدل و انصاف کرنے کا ترازو کی مانند ہے جو اسے مانیں گے وہ جنت میں جائیں گے اور جو دنیا میں انکار کریں گے ان کا انجام برا ہوگا۔

پھر فرمایا گیا کہ دیکھو ان پر جو مصیبت آتی ہے وہ ان کے برے کرتوتوں کی وجہ سے آتی ہے اور بہت سی خطاؤں کو تو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتے ہیں ورنہ بالکل ہی تباہی پھیل جائے اس لئے انسانوں کو چاہئے کہ توبہ کریں اور سزا سے بچیں دنیا کی چیزیں عارضی اور فانی دنیا ہی تک محدود ہیں اور خدا کے یہاں آخرت کی دولت بہت بہتر اور باقی رہنے والی ہے وہ انہیں کو نصیب ہوگی جو ایمان لائیں گے اور اعمال صالحہ اختیار کریں گے۔ جو گناہ اور بے حیائی کی باتوں سے علیحدہ رہنے والے ہوں جو اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھنے والے ہوں جب کسی پر غصہ ہو تو معذرت پر معافی دینے والے ہوں۔ اپنی فحازوں کو باقاعدہ ادا کرتے ہوں اور ان کے کام آئیں میں مشورہ سے ہوتے ہوں۔ اور جو کچھ انہیں اللہ نے دیا ہے اس میں سے خدا کے لئے خرچ کرتے ہوں اور جن کی یہ حالت ہے کہ جب ان پر زیادتی ہو تو وہ صرف انتقام لے لینے ہیں بدلہ لینے میں زیادتی نہیں کرتے ایسے لوگوں کے لئے خدا کے یہاں دائمی نعمتیں ہیں۔ ان کے برخلاف وہ لوگ جو لوگ ظلم کرتے ہیں اور فساد مچاتے ہیں ایسے گمراہ لوگ اپنا کوئی حامی اور سرپرست نہیں پائیں گے اور جب یہ جہنم کا معائنہ کریں گے تو غایت بے بسی و بے کسی سے تباہ حال ہوں گے۔ اخیر میں فرمایا گیا کہ اے لوگو دیکھو اللہ تعالیٰ تمہاری غیر خواہی سے کہتے ہیں کہ تم کفر و عناد اور ظلم و فساد کو چھوڑو اور اپنے پروردگار کی بات مانو اس سے قبل کہ خدا کی طرف سے وہ دن آئے جس سے نہ

ساری باتیں سنتا اور جانتا ہے اس لئے جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر اوروں کی طرف منتقل ہوئے ہیں وہ ان کو پوری پوری سزا دے گا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے کہا گیا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ذمہ ان منکرین و مکذبین کو زبردستی راہ پر لانا نہیں آپ کا کام فقط تبلیغ کر دینا اور سمجھا دینا ہے یہ دنیا امتحان کی جگہ ہے یہاں لوگ مختلف طریقے اختیار کرتے رہیں گے اور ان سب کا فیصلہ مرنے کے بعد اللہ کے یہاں ہوگا سب جمع ہوں گے اور سب کے اعمال کی جانچ پڑتال ہوگی کچھ لوگ جنت میں اور کچھ برے عملوں کی بدولت دوزخ میں جائیں گے اللہ کے لئے یہ بھی ممکن تھا کہ وہ تمام انسانوں کو ایک ہی امت بنادیتا لیکن اللہ کو یہ منظور ہوا کہ انسانوں کا دنیا میں امتحان لیا جائے اور ان میں سے جو کامیاب ہوں انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے اور جو امتحان میں ناکام رہ جائیں انہیں سزا دی جائے اگر انسان غور کرے تو اللہ کا پہچانا کوئی مشکل نہیں خود آسمان و زمین اس کے ایک ہونے پر گواہ ہیں اور ان کے سارے خزانوں کی کنکلیں اسی کے پاس ہیں وہ اپنی حکمت سے جس کو جتنا چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ انسانوں کے لئے دنیا میں اللہ نے ایک ہی دین بنایا ہے۔ اسی کو تمام انبیاء و پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سکھانے چلے آئے ہیں اس لئے اس دین کو مضبوطی سے پکڑنا اور اس پر قائم رہنا چاہئے اور اس میں پھوٹ اور اختلاف نہ ڈالنا چاہئے۔ دین اتفاق کے لئے آیا ہے لیکن انسان اپنی غلط خواہشوں اور جذبات کا غلط شکار ہو کر اس میں اختلاف پیدا کرتے ہیں اور جنہیں پہلے اللہ کی کتاب مل چکی وہ دنیا کے تکبیزوں میں پھنس کر اس کو بھلا بیٹھے اب یہ قرآن آخری کتاب ہے اس میں محمد رسول اللہ کو ارشاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کو اصل دین کی طرف دعوت دیں اور خود بھی اس پر چل کر اور عمل کر کے لوگوں کے لئے مثال قائم کریں۔ اس کے بعد

(۷) منکرین کی تہدید۔ اور سورۃ شوریٰ کے قسم پر ایسے ہی سورۃ زخرف کے قسم پر مضمون رسالت باپ الاشتر اک ہے۔ واللہ اعلم!
خلاصہ سورۃ:

یہ سورۃ بھی مکی ہے اور قیام مکہ کے درمیانی زمانہ میں نازل ہوئی اس لئے اس میں بھی عقائد ہی سے متعلق مضامین بیان فرمائے گئے۔ مثلاً اثبات توحید۔ ابطال شرک اثبات وحی و رسالت۔

مشرکین کے بعض اعتراضات اور ان کے جوابات رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ تحقیر دنیا تہدید منکرین نیز توحید و رسالت کی تائید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصے مؤمنین صادقین کے لئے قیامت کے وعدے اور منکرین و مکذبین کے لئے قیامت کی وعیدیں۔ مکی دور میں جس قدر قرآن کی سورتیں نازل ہوئیں ان میں عملیات و احکام کا حصہ بہت کم ہے۔ زیادہ تر اعتقادات کی تعلیم ہے اور مدنی دور کی سورتوں میں زیادہ تر احکام و عملیات کی تعلیم ہے اس سورۃ کی ابتداء قرآن پاک کے ذکر سے فرمائی گئی اور بتلایا گیا کہ یہ ایک نہایت واضح اور روشن کتاب ہے اس کا مرتبہ نہایت بلند ہے۔ اور اس میں سراسر دانائی کی باتیں بھری ہوئی ہیں۔ پھر اہل مکہ کو تنبیہ کی گئی کہ تم جتنی چاہے زیادتیاں اور شراعتیں کرو مگر یہ خدا کی کتاب پوری کی پوری نازل ہو کر رہے گی اور ساری دنیا میں اس کا پیغام پھیل کر رہے گا تم نہیں مانو گے تو جو تم سے زیادہ سمجھدار ہیں وہ مانیں گے خدا نے پہلی قوموں میں بھی اپنے رسول بھیجے تھے ان احمقوں نے اپنے رسولوں کے ساتھ مذاق کیا جس کے نتیجہ میں خدا نے ان کو ان کی گستاخی کی سزا دی اور اب صرف

بنا ممکن ہو سکے گا اور نہ پناہ مل سکے گی اور نہ کوئی تمہارے بارے میں خدا سے رک ٹوک کرنے والا ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ سارا زور اس بات پر ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ رسول کے کہنے پر چلو قرآن حکیم کی بتلانی ہوئی ہدایات کی روشنی میں اپنی زندگی گزارو۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

سورۃ الزخرف

یہ قرآن کریم کی موجودہ ترتیب کے اعتبار سے ۴۳ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے ۶۳ نمبر پر ہے اس سورۃ میں ۷۶ کوع ۸۹ آیات ۸۴۳ کلمات اور ۳۶۵۶ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔
وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی ۳۵ ویں آیت میں لفظ زخرف آیا ہے زخرف کے معنی ہیں سنہرا۔ آراستہ زینت اور کسی شے کے کمال حسن کو زخرف کہتے ہیں اسی اعتبار سے سونے کو زخرف کہا جاتا ہے۔ اس سورۃ کے تیسرے کوع میں دنیوی مال، دولت۔ سونا چاندی کی حقیقت واضح کی گئی کہ دنیا کی جاہ و دولت اللہ کے نزدیک کس قدر حقیر ہے اس لئے علامت کے طور پر اس سورۃ کا نام زخرف قرار پایا۔

ربط:

سورۃ زخرف کا سورۃ شوریٰ کے ساتھ ربط یہ ہے کہ اس سورۃ میں یہ مضامین ہیں (۱) اثبات توحید (۲) ابطال شرک (۳) مشرکین کے اعتراض کا بے ہودہ ہونا (۴) اثبات رسالت (۵) جواب بعض شبہات متعلقہ رسالت (۶) آپ کی تسلی

نزدیک نہایت حقیر اور ذلیل چیز ہے وہ کافروں کو بہت کچھ دے ڈالتے یہاں تک کہ وہ سونے چاندی کے گھر بنالیتے لیکن اتنی دولت اس لئے نہیں دی کہ کہیں لوگ کفر کو اچھا نہ سمجھیں کہ اس سے دولت ملتی ہے اور اس لئے سب کفری کو اختیار کر لیں۔ آگے فرمایا کہ اسے نادانوں دینا کے مال و دولت میں کچھ نہیں رکھا۔ اصل چیز آخرت و عاقبت ہے اور وہ مومن متقی پر ہیزار گاروں کے لئے ہے جو جنت میں دائمی عیش کریں گے اور جو دنیا کو سب کچھ جان بیٹھا اور اللہ کی طرف سے منہ پھیرا وہ شیطان کا ساتھی بن جائے گا اور آخرت میں دکھ درد اٹھائے گا دیکھو کہ مصر کے فرعون نے سرکشی کی اور ملک و مال پر مغرور ہو کر خدائی کا دعویٰ کر بیٹھا اور خدا کے رسول موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی اس کا انجام کیا ہوا وہ ذلت کی موت مارا گیا۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت بتلایا گیا کہ وہ اللہ کی قدرت کا نمونہ ہیں جن کو لوگ عجاہات قدرت سمجھ کر انہیں کی پوجا کرنے لگے ہیں حالانکہ خود حضرت عیسیٰ کو اللہ کے بندہ ہونے کا اقرار تھا اور ان کی تعلیم بھی عیسیٰ کی میرا اور سب کا پالنے والا صرف ایک اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر بتلایا گیا کہ دنیا میں جو لوگ اللہ کا بندہ بن کر رہے اور اس کا حکم بجالائے..... ان کو قیامت میں جنتوں میں داخل کیا جائے گا جہاں ہر طرح کا چین اور سکھ نصیب ہوگا اور جو ان کی آرزو ہوگی وہ سب پوری کی جائے گی ان کے برخلاف مجرمین جہنم میں داخل کئے جائیں گے اور ہمیشہ طرح طرح کے عذاب جھگڑتے رہیں گے۔ اخیر میں بتلایا گیا کہ ان کفار نے اس قدر ڈھنچائی کی کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہاری چٹاب میں کہنا پڑا کہ اے میرے رب میں نے انہیں قرآن پڑھ کر سنا یا اس کا مطلب سمجھا اور اس پر عمل کر کے دکھایا۔ غرض ہر طرح انہیں راہ راست پر لانے کی کوشش کی مگر یہ ایسے ضد و عناد میں ڈوبے کہ میری بات ہی

ان کی کہانیاں باقی رہ گئی ہیں اور ان کے حالات منکرین کو اس کتاب میں سنائے گئے تاکہ وہ عبرت پکڑیں۔ اس کے بعد منکرین سے پھر پوچھا جاتا ہے کہ آخر تم اللہ کو کیوں نہیں مانتے اتنا تو تم بھی اقرار کرتے ہو کہ یہ ساری کائنات اللہ نے پیدا کی ہے پھر اللہ کی عبادت پر کیوں نہیں چلتے آسمان سے وہ جہنم برساتا ہے خشکی کو تری میں چلنے پھرنے کے ذریعہ کشتیاں اور بلوچہ اٹھانے والے جانور تہارے لئے سب اسی نے بنائے تو کیا تمہیں اس کا شکر ادا نہیں کرنا چاہئے حالانکہ تم انہاں کا شریک ٹھہراتے ہو اور یہ کتنی بے عقلی ہے کہ یہ کفار مشرکین اللہ کی اولاد مانتے ہیں اور وہ بھی بیٹیاں۔ حالانکہ خود اپنے لئے بیٹیاں بری سمجھتے ہیں پھر بتلایا گیا کہ اللہ کے کوئی اولاد نہیں ہے جو ہے اس کا بندہ ہے اور وہ سب کا خالق و مالک ہے۔ اس کے بعد کفار و مشرکین کو سمجھا دیا گیا کہ تم اپنے باپ دادا کے دین کی سنت کرو بلکہ سچائی کے طلبکار بنو اور قرآن کی پیروی کرو۔ دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے باپ کو اور قوم کو گمراہ پاکر ان کا طریقہ چھوڑا اور اللہ کو اپنا آئینا معبود مانا اور توحید کا ڈنکا بجا دیا اور اپنی اولاد کو بھی اسی کی وصیت کر کے مگر بعد کے لوگ دنیا کی بے ہودہ باتوں میں بڑک کر توحید کو چھوڑ بیٹھے اور جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم انہیں سمجھانے آئے تو ان کا کہنا مانتے سے انکار کیا اب یہ کفار کہہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کر رہے ہیں اور انکار کا بہانہ یہ بناتے ہیں کہ رسول تو کوئی مشہور اور مالدار دولت مند ہونا چاہئے تھا اس کا جواب دیا گیا کہ کوئی ان منکرین سے پوچھے کہ کیا تم اللہ کی رسالت کے ٹھیکیدار ہو کہ اپنی مرضی کے مطابق آسے ہاتھ دینا کے مال و دولت پر کیا غر کرتے ہو خدا کے یہاں دولت کوئی حیثیت نہیں رکھتی رسالت ساری دنیا کی دولتوں سے بڑھ کر حیثیت رکھتی ہے اور وہ اسی کو ملتی ہے جو خدا کے نزدیک اس لائق ہو دنیوی دولت جو خدا کے

فحص رات کو سورہ عم دخان پڑھے اس کے لئے صبح تک ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے رہیں گے۔ یہ روایت غریب ہے اور اس کے ایک راوی عمر بن خشم ضعیف ہیں۔ ان کو امام بخاری نے منکر اللہ حدیث کہا ہے۔

ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک اور روایت میں ہے کہ جس نے اس سورہ کو جمعہ کی رات میں پڑھا اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ حدیث بھی غریب ہے۔ مسند بزار میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد کے سامنے اپنے دل میں سورہ دخان کو پڑھ کر کے اس سے پوچھا تبا میرے دل میں کیا ہے اس نے کہا درخ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس پرے ہٹ جا تو تا نمراد رہ گیا تو اللہ چاہتا ہے ہوتا ہے پھر آپ لوٹ گئے۔

خلاصہ سورہ:

یہ سورہ بھی ہے اور اس کا زمانہ نزول بھی وہی ہے جب کہ کفار مکہ کی مخالفت نہایت شدید ہو گئی تھی اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی کہ اے اللہ یوسف علیہ السلام کے قتل جیسے ایک قتلہ سے میری مدد فرما۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا اس خیال سے کی تھی کہ جب ان کفار پر مصیبت پڑے گی تو انکی آکڑی ہوگی۔ مگر نہیں ڈھیلی پڑ جائیں گی اور ان کے دل نصیحت قبول کرنے کے لئے نرم ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور مکہ کے علاقہ میں ایسا سخت قتلہ پڑا کہ اہل مکہ ہلبلا اٹھے اور بڑے بڑے نیکو دشمنان حق اور سرداران قریش جن میں اس وقت ابوسفیان بھی شامل تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اپنی قوم کو اس بلاء سے نجات دلانے کے لئے اللہ سے

نہیں سنتے اور ایمان سے دور بھاگتے ہیں تو ہم نے اپنے رسول کی یہ بات سن لی اور ہم اپنے رسول کی ان سرکش لوگوں کے مقابلہ میں ضرور مدد کریں گے اور وہ وقت قریب ہے جب ان کی بری گت بننے والی ہے اس وقت ان کی آنکھیں کھلیں گی اور حقیقت معلوم ہوگی۔ واللہ اعلم!

سورہ دخان

یہ قرآن کریم کی ۴۳ ویں سورہ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے ۶۳ نمبر پر ہے۔ اس سورہ میں ۳۰ کوح ۵۹ آیات ۳۶ کلمات اور ۱۳۹۵ حروف ہیں یہ سورہ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورہ کی دسویں آیت میں لفظ دخان آیا ہے دخان کے لفظی معنی ہیں دھواں اور اس دخان سے ایک خاص قسم کا دھواں مراد ہے اس لئے بالور علامت اس سورہ کا نام دخان مقرر ہوا۔

رابطہ:

اس سے پہلے سورہ "الزخرف" کا اختتام مضمون توحید رسالت پر ہوا تھا اور اس سورہ کا افتتاح انہیں مضامین سے ہے اس لئے دونوں سورتوں میں تناسب ظاہر ہے۔

فضائل سورہ:

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو

کے لئے فرعون کا قصہ سنایا گیا کہ اس نے بھی ایسا ہی کیا تھا اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معجزات دکھائے اللہ کی نشانیاں پیش کیں مگر فرعون نے ان کی کوئی بات نہ مانی آخر فرعونینوں پر طرطرح کے عذاب آئے لیکن ان کا حال یہ تھا کہ عذاب آتا تو کہتے اسے موسیٰ عذاب کو اپنے رب سے دعا مانگ کر دور کرادو تو ہم تمہاری بات ماننے کو تیار ہیں لیکن جب عذاب ہٹ جاتا تو پھر ویسے ہی ڈھیت بن جاتے۔ آخر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو راتوں رات بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے چلے جانے کا حکم ملا تو فرعون نے لشکر سمیت ان کا پیچھا کیا جس کے نتیجے میں فرعون بنی اسرائیل میں غرق ہو کر ہلاک ہوئے اور بنی اسرائیل کو ان کے حکم و ستم سے نجات ملی اور قیامت میں فرعون اور اس کے ساتھیوں کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا تو عرب کے یہ مشرک بھی انہیں مغروروں کی چال چل رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ موت کے بعد پھر زندہ ہونا کیسا اور کہتے ہیں کہ اسے مسلمانوں کو بارہ زندہ ہونے کو مانتے ہو تو ہمارے مرے ہوئے باپ دادا کو زندہ کر کے دکھاؤ ہم زہابی دعوے کو نہیں مانتے اس پر ان کو جواب ملا کہ اسے نادانوں کا مہم سے پہلے تم سے زبردست لوگوں کو ہلاک کیا چاہتا ہے اس لئے کچھ سے کام لو یہ دنیا ہے آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے یہ یونہی کھیل تو نہیں بنایا گیا اس کا بڑا نتیجہ لگنا ہے جو قیامت کو معلوم ہوگا پھر فرمایا گیا کہ لوگو قیامت میں شک مت کرو یہ دنیا کی بناوٹ ہی ایسی ہے کہ ایک دن فنا ہو کر رہے گی اور سارے انسان اللہ کے سامنے حاضر کئے جاویں گے ان کے اعمال کا حساب ہوگا اچھے عمل کرنے والے جنت میں جائیں گے جہاں راحت ہی راحت ہے اور برے عمل کرنے والے جہنم میں جائیں گے جہاں دکھ ہی دکھ ہے اگر تمہیں یہ نصیحت مانتی ہے تو مانو ورنہ وقت آنے پر ساری حقیقت کھل جائے

دعا دہ کریں۔ نیز انہوں نے یہ وعدہ بھی کیا کہ یہ عذاب قتل پروردگار ہم سے نال دے تو ہم ایمان لے آویں گے یہی موقع ہے جب کہ اللہ عزوجل نے یہ سورۃ مکہ میں نازل فرمائی۔ اس سورۃ میں بھی زیادہ تر عقائد ہی سے متعلق مضامین ہیں۔ مثلاً اثبات توحید و رسالت۔ منکرین پر وعید اور وعید کے لئے بعض اقوام ساتھ کے واقعات قیامت اور حشر و نشر اور اپنے اعمال کی سزا میں بالآخر جنت یا جہنم میں جانا اور وہاں کے پیش و آرام دکھ اور آزار کا بیان ہے۔ سورۃ کی ابتداء قرآن پاک کے تذکرہ سے فرمائی گئی اور بتلایا گیا کہ یہ تو ایک بہت ہی صاف اور واضح کتاب ہے جسے اللہ نے ایک بڑی برکت والی رات میں نازل کیا۔ جس وقت میں اللہ کے یہاں سال بھر میں ہونے والے معاملات کی بابت حکم جاری ہوتا ہے یہ قرآن اللہ کی رحمت کا ظہور ہے کیونکہ اس کی رحمت دنیا میں انسان کو بے یار و مددگار کیسے چھوڑ سکتی ہے اللہ تعالیٰ ہی آسمان اور زمین اور ان کے درمیان کی ساری چیزوں کا خالق ہے وہی سب کی پرورش اور دیکھ بھال کرتا ہے اور موت و حیات بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہے پھر ان منکرین کو جو دین حق کی طرف سے شک میں پڑے ہوئے ہیں اور کھیل کود میں پھنسے ہوئے ہیں انہیں تنبیہ کی گئی اور بتلایا گیا کہ اس وقت کا انتہار کرو جب دھواں ہی دھواں آسمان پر ہوگا اور لوگ سخت دکھ اور تکلیف میں ہوں گے اور اور گھبرا کر کہیں گے اے رب اس عذاب کو ہم سے دور کر دے ہم اس پر ایمان لے آئیں گے اس پر حق تعالیٰ فرماتے ہیں بھلا وہ کب ایمان لانے والے ہیں ان کے پاس اللہ کے پچھے رسول کھلی ہوئی اور واضح باتیں لے کر آئے لیکن انہوں نے ان کو جھٹلایا اچھا کچھ مدت کے لئے عذاب روک دیتے ہیں لیکن یہ پھر وہی کریں گے جو پہلے کیا تھا اس لئے تنبیہ کی گئی کہ یاد رکھو قیامت کے دن سخت پکڑ ہوگی اور تمہاری ڈھٹائی کا بدلہ دیا جائے گا پھر مثال

دخان کیا چیز ہے؟

اس میں سلف کے دو قول ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے قریب حضرت یحییٰ علیہ السلام کے نزول اور ان کے ۴۰ سالہ قیام پھر انتقال فرما جانے کے بعد آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے ایک زبردست دھواں نمودار ہوگا جو تمام زمین پر چھا جائے گا اور تمام لوگوں کو گھیرے گا جس سے انسان تنگ آجائیں گے تنگ آدمی کو اس کا اثر خفیف پہنچے گا جس سے مسلمان کو ایک زکام کی سی کیفیت پیدا ہو جائے گی اور کافر و منافق کے دماغ میں دھواں گھس کر بیہوش کر دے گا۔ بعض ایک دن میں بعض دو دن میں اور بعض تین دن میں ہوش میں آئیں گے اور دھواں چالیس دن تک مسلسل رہے گا پھر مطلع صاف ہو جائے گا۔ دوسرا قول حضرت عبداللہ بن مسعود کا ہے کہ اس سے وہ دھواں مراد نہیں جو علامات قیامت میں سے ہے بلکہ قریش مکہ کی مخالفت اور ایذا دہی سے تنگ آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے دعا مانگی تھی کہ ان پر بھی ایسا شدید طغ نازل کر دے جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں مصریوں پر مسلط ہوا تھا چنانچہ طغ نازل جس میں مکہ والوں کو مردار پھرنے اور ہڈیاں تک کھانے کی نوبت آگئی اور قاعدہ ہے کہ شدت بھوک اور مسلسل خشک سالی کے زمانہ میں فضا میں آنکھوں کے سامنے دھواں سا نظر آنے لگتا ہے اور ویسے بھی مدت دراز تک بارش بند رہنے سے آسمان پر گرد و غبار وغیرہ چڑھ جاتا ہے اور دھواں معلوم ہونے لگتا ہے اس آیت میں اس کو دخان سے تعبیر فرمایا گیا۔ یہی دوسرا قول حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ نے اختیار فرمایا ہے اور

سورۃ جاثیہ

یہ قرآن کریم کی ۴۵ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۶۵ نمبر پر ہے اس سورۃ میں ۴ رکوع ۳۷ آیات ۴۹۲ کلمات اور ۲۱۳۱ حروف ہیں یہ سورہ سکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کے آخری رکوع میں اہل باطل اور غیر متبولین فرقوں کے تذکرہ کے سلسلہ میں لفظ جاثیہ استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہیں خوف سے زانو کے تل گر جانا یعنی تمام اہل باطل فرقوں اور امتوں کے بارے میں بتلایا گیا کہ قیامت میں یہ اہل باطل خسارہ میں پڑیں گے اور مارے خوف کے زانوں کے تل گر پڑیں گے اس تذکرہ کی بناء پر سورۃ کا نام ہی جاثیہ قرار پایا۔

رابطہ:

اس سورۃ کا خلاصہ تین مضمون میں توحید۔ نبوت۔ معاد اور دوسرے مضامین انہیں کی مناسبت سے ذکر ہوئے ہیں اور سورۃ سابقہ کے آخر میں بطور نتیجہ اور خلاصہ کے اور اس سورۃ کے شروع میں بطور تہیہ کے قرآن پاک کا ذکر ہے جس سے دونوں سورتوں میں باہمی تناسب حاصل ہے۔

خلاصہ سورۃ:

سورۃ کی ابتداء دلائل توحید سے فرمائی گئی ہے اس سلسلہ میں انسان کو بتلایا

ایک سمندر ہی کیا آسمان زمین کی ساری چیزوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے کہ وہ تمہاری خدمت گزار ہی مگی ہیں پس انسانوں کو اس کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ بہر حال ایمان والوں کو ان منکرین کے حال میں نہ پھنسنا چاہئے یہ عمل صالح کی کوشش میں لگے رہیں انہیں اس کا بہت بہتر بدلہ ملے گا اور ان نافرمانوں کو اللہ تعالیٰ سخت سزا دے گا پھر مسلمانوں کو یہ نصیحت فرمائی گئی کہ تمہارے لئے یہ قرآن کافی ہے اسے چھوڑ کر دوسرے لوگوں کی جو ہوا دھوس میں گرفتار ہیں ہرگز پیروی مت کرو اچھے اور برے ایک جیسے نہیں ہو سکتے ہیں دنیا ہی کو سب کچھ سمجھنے والے اور آخرت کا انکار کرنے والے نادان اور گمراہ ہیں ان کی نظر آگے نہیں جاتی یہ مکر جیسے کو نہیں مانتے یہ ان کی ہمت دھری ہے حقیقت یہی ہے جو اللہ نے اس قرآن میں ظاہر کر دی ہے اور جو کچھ اس میں کہا گیا ہے وہ سب کچھ ہو کر رہے گا۔ واللہ اعلم!

سورۃ احقاف

یہ قرآن کریم کی ۳۶ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے ۶۶ نمبر پر ہے اس سورۃ میں ۴ رکوع ۳۵ آیات ۵۰ کلمات ۳۷۰۹ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کے تیسرے رکوع کی ابتدا میں لفظ احقاف آیا ہے احقاف ہفت کی جمع ہے اس کے لفظی معنی ہیں ریت کے لمبے لمبے ٹیلے لیکن اصطلاحاً یہ صحرا عرب کے جنوبی مغربی حصہ کا نام ہے جہاں اس وقت کوئی آبادی نہیں اور بجز ریت کے ٹیلوں کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ لیکن قدیم زمانہ میں یہاں قوم عاد آباد تھی جس کی

کہ اللہ کی توحید کی نشانیاں آسمان زمین اور خود انسان اور جانوروں کی پیدائش میں موجود ہیں جن میں عقل و فہم ہے وہ کائنات کے حالات سے سمجھ سکتے ہیں کہ اس کائنات کا ضرور کوئی خالق ہے اور یہ کہ یہ کائنات بہت سے خداؤں کی خدائی میں نہیں چلی رہی ہے بلکہ صرف ایک خدا نے اسے بنایا ہے وہی اکیلا اس کا فرماں روا ہے اسی کے مقرر کردہ نظام عالم کے مطابق یہ کارخانہ چل رہا ہے رات و دن کا باقاعدہ ایک دوسرے کے آگے پیچھے آتے رہنا پھر وقت پر بارش ہونا اور سینہ برسنا اور پھر بارش کے ذریعہ مردہ زمین میں تروتازگی پیدا ہونا اور اس سے جانوروں و انسانوں کی کھانے پینے کی چیزیں پیدا ہونا یہ سب اللہ کی قدرت کو ظاہر کرتا ہے اور یہ سب اس کی توحید کی نشانیاں ہیں۔ پھر بتلایا گیا کہ قرآن مجید کی آیتوں میں جو جہی باتیں بتلائی گئی ہیں وہ حقیقت کو بالکل کھول دیتی ہیں اور ان میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے جو لوگ ان کو نہیں مانتے تو پھر اس سے زیادہ اور کوئی جہی سیدھی بات ان کے پاس کہاں سے آئے گی جسے یہ مانیں گے پھر تنبیہ فرمائی گئی کہ جنہوں نے یہ آیتیں سن کر ان سے منہ موڑا اور اپنی رائے پر اڑے رہے ان کی شامت آتی جھینگی ہے اور نتیجہ میں وہ جہنم میں داخل ہوں گے اس قرآن سے منہ موڑ کر جو کچھ یہ منکرین اس دنیا میں کر رہے ہیں مرنے کے بعد یہ ان کے کچھ کام نہ آئے گا مال و دولت سب یہیں پڑا رہ جائے گا اور یہ خود سخت مصیبت میں پھنس جائیں گے قرآن مجید سیدھا راستہ بتا رہا ہے جو اس پر نہیں چلیں گے وہ درد بخیزی آفتوں کا شکار ہوں گے پھر انسانوں کو سمجھایا جاتا ہے کہ دیکھو اللہ کا پیمانہ کتنا کچھ مشکل نہیں اپنے اوپر اس کے احسانات دیکھو مگر بے دریاؤں اور سمندروں میں جنہیں جہاز اور کشتیاں چلانے کا سلیقہ عطا کر کے تمہارے لئے راستے کھول دیئے کہ ان کے ذریعہ تجارت وغیرہ کر کے بڑے بڑے فائدہ اٹھاتے ہو اور

حرف حضرت ہود علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا اور جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کی نافرمانی کی پاداش میں آندھی کا عذاب بھیج کر نیست و نابود کر دیا تھا چونکہ اس سورۃ میں اسی بڑے حادثہ کا ذکر ہے اس لئے اس سورۃ کا نام احقاف مقرر ہوا۔

رابط:

سورۃ احقاف کا سورۃ جاشیہ کے ساتھ رابطہ یہ ہے کہ سورۃ جاشیہ کے شروع میں توحید و معاد کا ذکر ہے باسی طور کہ معاد کا ذکر مفصل ہے اور توحید کا مجمل ہے اور سورۃ احقاف کے آخر میں بھی توحید و معاد کا ذکر ہے مگر توحید کا ذکر مفصل ہے اور معاد کا اجمال ہے یہی دونوں میں وجہ رابطہ ہے۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ کا زمانہ نزول نبوت کے دسویں سال کا آخر یا گیاہریوں سال کی ابتدا بیان کیا گیا ہے جو اس تاریخی واقعہ سے متعین ہوتا ہے جو اس سورۃ کے آخری رکوع میں جنتا کے آنے اور قرآن نکر اس سے متاثر ہونے کا واقعہ ذکر فرمایا گیا ہے۔

حدیث اور سیرۃ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ واقعہ یعنی جنتا کی ایک جماعت کا حاضر ہونا اور قرآن کو نکر اس سے متاثر ہونا اور اپنی قوم جنتا میں جا کر ایمان و اسلام کی تبلیغ کرنا اس وقت پیش آیا تھا جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قیام مکہ کے زمانہ میں طائف بغرض تبلیغ و دعوت اسلام تشریف لے گئے تھے اور بظاہر وہاں سے ناکامی و خستہ دلی کے ساتھ واپس تشریف لارہے تھے رات کے وقت قحطہ کے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا اور صبح کی نماز میں پکواڑ بلند قرآن

پڑھ رہے تھے کہ جنتا کی ایک جماعت کا ادھر سے گزر رہا ہوا اور وہ قرآن سننے لگے واقعہ کی تفصیل سورۃ جن پارہ ۲۹ میں ہے اور تمام معتبر تاریخی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طائف جانا مکہ سے ہجرت سے تین سال پہلے کا واقعہ ہے جس سے اس سورۃ کے نزول کا زمانہ ۱۰ھ نبوی متعین ہو جاتا ہے اور وہ وہ سال ہے جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام الحزن (غم کا سال) فرمایا ہے چونکہ اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عبدالمطلب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت خدیجہ کا انتقال ہوا اس سورۃ میں بتلایا گیا کہ یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جو بڑی عزت و قوت اور حکمت والا ہے اور جس نے یہ زمین آسمان اور کل جہاں ایک منظم نظام کے تحت پیدا فرمایا ہے اور ایک متعین مدت تک یہ نظام چلتا رہے گا اور بالآخر ایک دن ختم ہو کر قیامت قائم ہوگی اس دن کفار و مشرکین کا برا حال ہوگا اور قیامت کے دن جھوٹے معبودان کے دشمن ہوں گے اور کہیں گے کہ تم نے ہماری عبادت ہی نہیں کی پھر بتلایا گیا کہ منکرین قرآن کو سن کر اور اس کے اثرات کو دیکھ کر اسے جادو یا گھڑا ہوا کلام کہتے ہیں اس کا جواب ارشاد فرمایا گیا کہ آپ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ اگر میں ایسا کرتا تو مجھے اللہ کی گرفت سے نہ بچا سکتے نہ کوئی اور میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں۔ میں پہلے ہی رسولوں کی طرح ہوں اور وہی کے مطابق احکام پہنچاتا ہوں بعض اہل کتاب اپنی کتابوں کی چشمیں گونی کے مطابق مجھے اللہ کا رسول مان چکے ہیں اور ایمان لا چکے ہیں اگر اب بھی تم مجھے اللہ کا رسول نہ مانو تو تم بڑے ہمت و دھرم اور ضدی ہو۔ پھر فرمایا گیا کہ قرآن لوگوں کی ہدایت کے لئے عربی زبان میں نازل ہوا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ جو دنیا میں اللہ کو اپنا رب مان کر اس پر رہے رہیں گے وہ آخرت میں خوف و غم سے نجات پائیں گے اور جو نہ مانیں

رابطہ:

سورۂ محمد کا سورۂ اہتلاف کے ساتھ رابطہ یہ ہے کہ سورۂ اہتلاف کے آخر میں منافقین یعنی کفار کی خدمت مذکور تھی اور اس سے پہلے وعظ جنات میں مؤمنین کی اہلیات اور کفار کی خدمت کا ذکر تھا۔ اس سورۂ کے شروع میں بھی یہی مدح و ذم مذکور ہے اس سے تناسب و رابطہ ظاہر ہے۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ کے خاص مضامین یہ ہیں (۱) اسلام کی مخالفت کرنے والے اور دین الہی کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کرنے والے دشمنان حق سے جہاد و قتال کی اجازت اس سورۃ میں دی گئی ہے۔ (۲) جہاد و قتال سے متعلق اصولی ہدایت و احکام کا بیان اس سورۃ میں فرمایا گیا ہے۔ (۳) منافقین اور ان کی ریشہ دوانیوں کی نشاندہی فرمائی گئی ہے۔ (۴) اطاعت الہی اور اتباع رسول کی تاکید کی گئی ہے۔ (۵) زندگی کی حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔ (۶) کفر کی خدمت اور اللہ کے راستے میں خرچ کا حکم دیا گیا ہے۔ (۷) کفار و مشرکین کی دنیا و آخرت میں نامراد ہونے کی پیشین گوئی دی گئی ہے۔ اور مسلمانوں کی انجام کار کامیابی کی بشارت سنائی گئی ہے۔ سورۃ کا ابتداء باہیں طور فرمائی گئی کہ جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب اور اس کے دین کا دنیا میں انکار کر دیا وہ اپنے گمان میں چاہے جس قدر نیک کام کریں لیکن اللہ کے یہاں آخرت میں وہ سب بیکار ہیں۔ ہاں جو لوگ اللہ کو مان کر اور قرآن کو سچا جان کر نیک کام کریں گے اور قرآن کو اپنا رہنما قرار دیں گے ان کی دنیا و آخرت دونوں منور بن جائیں گے۔ پھر اہل اسلام کو حکم دیا جاتا ہے کہ اگر کافر اپنی شرارتوں سے

گئے پھر فرمایا گیا کہ سعادت مند وہ ہیں جو دنیا میں اللہ اور والدین کا حق ادا کرنے میں لگے رہتے ہیں اور اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ انہیں نیک کاموں کی توفیق عطا فرمائے اور بد بخت وہ ہیں جو اللہ کو نہیں مانتے اور ماں باپ کے ساتھ بھی سخت کلامی کرتے ہیں ایسے لوگ بڑے خسارہ اور نقصان میں ہیں۔ اس کے بعد مشرکین عرب اور کفار مکہ کو قوم عاد کے حالات سے عبرت دلائی گئی ہے کہ وہ قوت میں تم سے زبردست تھے مگر اللہ کی نافرمانی کے سبب تباہ ہوئے اور خدا کے عذاب کے سامنے کسی کی نہ چل سکی اس کے بعد قوم بنی اسرائیل پر قرآن کا اثر ہونے کا ذکر فرمایا اور انسان کو سکھایا گیا کہ وہ اللہ کو مانے قیامت کو برحق سمجھے ورنہ آخرت میں سخت سزا کا مستحق ہوگا اور یہ قرآن کا پیغام ہے جو اس کو نہیں ماننے کا آخر تباہ ہوگا۔ واللہ اعلم!

سورۂ محمد

یہ قرآن کریم کی ۴۷ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا شمار ۹۵ ویں سورۃ میں ۴ رکوع ۳۸ آیات ۵۵۸ کلمات اور ۲۳۷۵ حروف ہیں یہ سورۃ مدنی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کے شروع ہی میں ایمان والوں کے متعلق بتلایا گیا۔ ”وآمنو بما نزل علی محمد“ کہ وہ ان سب چیزوں پر ایمان لائے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا اس لئے بطور علامت اس سورۃ کا نام سورۃ محمد رکھا گیا۔ اس سورۃ کا دوسرا نام سورۃ قتال بھی ہے۔ وہ خطاب و خاصہ یوں ہے۔

کے راستہ میں مال خرچ کرو ایسا کرنے میں تمہارا ہی فائدہ ہے۔ اور اگر اللہ کے راستہ میں مال خرچ کرنے سے جی چڑھے تو اپنا ہی نقصان کرو گے اللہ کو تمہارے مال کی ضرورت نہیں وہ احتیاج سے پاک ہے البتہ تم ہر طرح اللہ کے محتاج ہو اگر تم حکم ماننے سے انکار کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے بدلہ کسی قوم کو لے آئے گا جو تمہاری طرح نافرمانی نہیں کرے گی۔ واللہ اعلم!

سورۃ فتح

یہ قرآن کریم کی ۲۸ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے ۱۱ نمبر پر ہے۔ اس سورۃ میں ۴۴ رکوع ۲۹ آیات ۸۷ کلمات اور ۲۵۵۵ حروف ہیں یہ سورۃ مدنی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی ہی آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک فتح کی بشارت دی گئی ہے اس لئے اس سورۃ کا نام یہ سورۃ الفتح مقرر ہوا۔

رابطہ:

پہلی سورۃ کے فتح پر اللہ کے راستہ میں جان و مال خرچ کرنے کی ترغیب تھی اس سورۃ میں اس خرچ کرنے کے چند مواقع کا ذکر ہے۔

شان نزول:

ذیقعدہ ۶ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کرنے کے ارادہ سے مدینہ سے مکہ کو چلے راستہ میں مشرکین مکہ نے روک دیا اور مسجد حرام کی زیارت سے مانع

باز نہ آئے اور ان سے قتال کی فوجت آئی تو بہت اور بہادری سے کام لینا اور ان کی گردنیں اڑا دینا ان کے ساتھ کوئی رعایت نہ کرنا چونکہ دنیا سے فساد اور فساد یوں کا مٹانا اور امن و امان قائم کرنا ضروری ہے اور جب فساد کی پست ہو جائیں اور لڑائی رک جائے تو پسماندہ فساد یوں کو قید کرلو۔ اس کے بعد حسب مصلحت ان کے ساتھ سلوک کرو اگر چھوڑ دینے میں مصلحت ہو تو یوں ہی چھوڑ دو ورنہ ان سے کچھ معاوضہ لے لو۔ یوں تو اللہ تعالیٰ فساد یوں کو بھی چاہ کر سکتا تھا لیکن چونکہ بندوں کی آزمائش مقصود ہے اس لئے ان سے لڑنے کا حکم دیا تاکہ دین اسلام پر ثابت قدم رہنے والوں کو انعام و اکرام سے نوازا جائے اور جو شخص اللہ کے لئے لڑتا ہوا مارا جائے اس کو اس کی قربانی کی پوری پوری جزا دی جائے گی۔ پھر ایمان والوں کو نصیحت کی گئی کہ اے ایمان والوں تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ اس کے بعد کفار کو تنبیہ کی گئی کہ ان کو پہلے زمانہ کے کافروں کے حالات سے عبرت حاصل کرنی چاہئے وہ لوگ ان منکرین سے بہت زیادہ زبردست اور قوی تھے لیکن ان کے اعمال کی شامت میں اللہ نے انہیں ہلاک کر دیا جب وہی نہیں بچے تو یہ کیا بھیجیں گے پھر منافقوں کی قلبی کھوٹی گئی کہ جب ان کو کفار سے لڑنے کا حکم دیا تو بزودی دکھانے لگے اور جان چرانے لگے مزید ان کے حلق پر لایا گیا کہ یہ اپنی خواہشوں کے غلام ہیں اور سیدھی راہ سے بہت دور ہیں ان کی آنکھیں قیامت کے دن کھلیں گی مگر اس وقت کی بیداری سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اخیر میں اہل اسلام کو ہدایت کی جاتی ہے کہ تم تو حید کو مضبوط پکڑو اور اپنے لئے نیز دوسرے ایمان والوں کے لئے بخشش کی دعا کرتے رہو۔

اسلام کا سیدھا راستہ سچے دل سے اختیار کرو اللہ اور اس کے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بجالاؤ اور تمام ارکان اسلام مثلاً زکوٰۃ وغیرہ پر عمل کرو اللہ

عقلمندوں کا بیان فرمایا گیا اور ان کی مادامت اور کاموں کو سراہا گیا اور صحابہ کرام کو باقی مسلمانوں کے لئے دنیا کے شتم ہونے تک نمونہ قرار دیا گیا اور بتلایا گیا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ان کے قدم بھٹم پائیں اور وہی عادتیں اور باتیں اختیار کریں جو صحابہ نے کی تھیں ایمان والوں کو آپس میں ملاپ محبت اور اخلاص رہنے کی تحقیر فرمائی گئی اور بشارت سنائی گئی اور جو لوگ اللہ کو ان کر نیک کاموں میں لگے ہوئے ہیں ان سے اللہ نے وعدہ کر لیا ہے کہ ان کی خطائیں بخش دی جائیں گی اور ان کو آخرت میں مغفرت اور اجر عظیم سے نوازا جائے گا۔ واللہ اعلم!

فائدہ:

واقعہ صلح حدیبیہ اس طور پر ہے کہ ۶ھ میں ماہ ذیقعدہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً ڈیڑھ ہزار صحابہ کے ساتھ مدینہ منورہ سے عمرہ کے ارادہ سے مکہ معظمہ چلے یہ خبر مکہ پہنچی تو قریش مکہ نے جمع ہو کر اتفاق کر لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں نہ آنے دیں گے۔ جب کہ ان کے یہاں حج و عمرہ سے دشمن کو بھی روکا نہیں جاتا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حدیبیہ جو مکہ سے ایک منزل یعنی ۳ میل کے قریب ایک جگہ ہے وہاں قیام فرمایا اور اہل مکہ کے پاس خبر بھیجی کہ ہم جنگ کے ارادہ سے نہیں آئے ہیں ہم کو آنے دو ہم عمرہ کر کے واپس چلے جائیں گے مگر مشرکین مکہ اس پر راضی نہ ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صلح کی غرض سے آئے اس سلسلہ میں بعض امور پر بحث و تکرار بھی ہوئی اور مسلمانوں کو فسخہ اور جوش آیا کہ کتوار سے معاملہ ایک طرف کر دیا جائے۔ مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ

ہوئے پھر وہ لوگ صلح کی طرف بچکے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس بات پر کہ آپ آئندہ سال عمرہ ادا کریں گے ان سے صلح کر لی جسے صحابہ کی ایک بڑی جماعت پسند نہ کرتی تھی جس میں خاص قابل ذکر ہستی حضرت عمر فاروق کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں قربانیاں کیں اور لوٹے ہوئے یہ سورۃ مبارکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی جس میں اس واقعہ کا ذکر ہے اور صلح کو باقتدار نتیجہ فتح کہا گیا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تم تو فتح فتح کہہ کر کہتے ہو لیکن ہم صلح حدیبیہ کو فتح جانتے تھے۔ ایسے ہی حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم فتح کہہ کر فتح شمار کرتے ہو اور ہم ایضاً الرضوان کے واقعہ حدیبیہ کو فتح کہتے ہیں۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں صلح حدیبیہ کو ایک بڑی فتح بتلایا گیا اور مستقبل میں فتح و نصرت کی بشارت کے علاوہ مؤمنین کے لئے جنت کی بشارت اور منافقین کے لئے اللہ کا غضب اور اس کی لعنت کی خبر دی گئی اور منافقین کی بدکاریوں کا ذکر فرمایا گیا۔ بیعت رضوان اور اس میں شریک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے رضائے الہی کی شہادت دی گئی۔ پھر صلح حدیبیہ کی ان نکتوں اور مصلحتوں میں سے چند کا تذکرہ فرمایا گیا جن کو نہ جاننے سے مسلمان آزرده خاطر تھے اور جن کا علم صرف اللہ کو تھا یا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ وہاں تک پہنچی ہوگی۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کے خواب کا تذکرہ فرمایا تھا کہ وہ بالکل صحیح تھا اور یہ کہ اس کی تعبیر جلد ہی سامنے آئے گی۔ آخر میں صحابہ کرام کی چند

فائدہ ثانیہ:

”بیت رضوان“ جب قریش مکہ کو یہ خبر پہنچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً ۱۵۰۰ صحابہ کے ساتھ مکہ آ رہے ہیں تو قریش نے اتفاق کر لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو مکہ میں نہ آنے دیں گے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں قیام فرمایا اور حضرت خراش ابن امیہ خزاعی کو اہل مکہ کے پاس بھیجا کہ ان کو خبر دیں کہ ہم فقہ بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئے ہیں ہمیں مکہ میں داخل ہونے سے نہ روکیں۔ مگر اہل مکہ نے اسلام دشمنی میں ان کے اونٹ کو ذبح کر ڈالا اور ارادہ کیا کہ ان کو بھی قتل کر ڈالیں مگر آپس ہی کے بعض لوگوں نے درمیان میں پڑ کر ان کو بچالیا۔ حضرت خراش نے واپس آ کر تمام واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ اب حضرت عمر کو پیغام دے کر اہل مکہ کے پاس بھیجیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے معذرت کی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو معلوم ہے اہل مکہ مجھ سے کتنے براہم ہیں اگر آپ حضرت عثمان کو بھیجیں تو ان کی قراتیں اہل مکہ میں ہیں کفار مکہ ان سے تعارض نہ کریں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رائے کو پسند فرمایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر حکم فرمایا کہ ابوسفیان اور رؤساء مکہ کو ہمارا پیغام پہنچا دو کہ ہم لڑنے نہیں آئے وہ ہمیں عمرہ کرنے دیں اور یہ بھی فرمایا کہ جو کزور مسلمان مکہ میں مقبولیت کی زندگی گزار رہے ہیں انہیں بشارت سنادو کہ گھبراہٹیں نہیں۔ مغربیہ اللہ رب العزت فتح نصیب فرمائے گی اور اپنے دین کو غالب کرے گا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک عزیز کی پناہ میں مکہ میں داخل ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام قریش مکہ کو پہنچایا ابوسفیان نے کہا

وہم نے مکہ والوں کے اصرار کے موافق سب شرائط صلح کے منظور فرمائے اور مسلمانوں نے بھی بے انتہا جذبہ اور قہم سے کام لیا اور صلح نامہ تیار ہو گیا جس میں حسب ذیل شرائط تھیں۔

- (۱) اس سال مسلمان مکہ میں داخل ہوئے بغیر ہی واپس چلے جائیں۔ (۲) آئندہ سال مسلمان مکہ میں اس طرح داخل ہوں گے کہ معمولی حفاظتی ہتھیاروں کے علاوہ جنگی ہتھیار ساتھ نہ لائیں اور کھواریں نیام کے اندر ہی رہیں گی صرف ۳ دن قیام کریں گے اور جب تک مسلمان مکہ میں رہیں گے ہم (مشرکین) مکہ چھوڑ کر پہاڑیوں پر چلے جائیں گے (۳) معاہدہ کی مدت کے اندر دونوں جانب امن و عافیت کا سلسلہ جاری رہے گا۔ (۴) اگر کوئی شخص مکہ سے اپنے وطن کی اجازت کے بغیر مسلمان ہو کر مدینہ چلا جائے گا تو مسلمانوں کے ذمہ ہوگا کہ اس کو مکہ واپس کریں اور اگر مدینہ سے کوئی شخص فرار ہو کر مکہ آئے گا تو ہم اسے واپس نہ کریں گے۔ (۵) تمام قبائل آزاد ہیں کہ ہر دو فریق میں سے جو جس کا حلیف چنا پسند کرے اس کا حلیف (ساتھی) بن جائے۔ (۶) یہ معاہدہ دس سال تک رہے گا اور کوئی فریق اس مدت میں اس کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا یہ صلح کا معاملہ ہو جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں اس اپنی ہدی (قریبی کے جانور) ذبح کر دئے اور صلح و قصر کر کے احرام کھول دیا۔ جب جب صحابہ کو صلح نامہ کی تحریر کوئی اعتراض ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ و رسولہ اعلم صحابہ کو تسلی دیتے تھے کہ یہ سورۃ نازل ہوئی اور خداوند قدوس نے اس صلح اور فیصلہ کا نام فتح بیان رکھا۔

پر ہے اس سورۃ میں دو رکوع ۱۸ آیات ۳۵۰ کلمات ۱۵۱۲ حروف ہیں یہ سورۃ مدنی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کے پہلے رکوع کی چوتھی آیت میں لفظ حجرات استعمال ہوا ہے جو حجرہ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں وہ بندہ جو سونے والے کی حفاظت کرے اور کسی کو باہر سے نہ گھسنے دے یعنی کوٹھری خلوت خانہ، پردہ کا مکان یہاں حجرات سے مراد ازواج مطہرات کے مکانات ہیں۔ اس آیت میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ یعنی پردہ کے مکان میں تشریف فرما ہوں تو حجرہ کے باہر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکار نہ جائے کہ یہ گستاخانہ انداز ہے بلکہ مہر کے ساتھ باہر انتظار کیا جائے جب آپ حجرہ سے باہر تشریف لے آویں تب ملاقات کی جائے، اس لئے بطور علامت اس سورۃ کا نام سورۃ حجرات مقرر ہوا۔

رابط:

پہلی سورۃ میں اصلاح آفاق بالہجہاد کا ذکر ہے اور اس میں اصلاح انفس بالارشاد کا بیان ہے اور اس سورۃ کے اجزاء کا مجموعہ حقوق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور حقوق اخوان فی الدین کا بیان ہے۔

خلاصہ سورۃ:

ہجرت کے نوے سال عرب کے قبیلہ جوق در جوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کا اعلان کیا اس لئے ان کو اور دوسرے مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و

کہ ہم ہرگز محمد اور ان کے ساتھیوں کو مکہ میں داخل ہونے سے نہ دیں گے تم اگر تجا طواف بیت اللہ کرنا چاہو تو کر سکتے ہو۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس بات سے انکار فرمایا قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حدیبیہ واپس جانے سے روک دیا مسلمانوں میں یہ خبر پھیل گئی کہ حضرت عثمان کو کفار مکہ نے قتل کر دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت صدمہ ہوا اور فرمایا کہ میں جب تک ان سے بدلہ نہ لوں گا یہاں سے حرکت نہ کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر صحابہ سے بیعت لی کہ جب تک جان میں جان ہے کفار سے جہاد و قتال کریں گے چنانچہ تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مکہ گئے ہوئے تھے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ایک ہاتھ پر دوسرا ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ یہ عثمان کی بیعت ہے جب مشرکین کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو وہ گھبرائے اور فوراً مسلمانوں تک یہ خبر پہنچائی کہ قتل عثمان کی خبر غلط ہے اور ہم صحیح سلامت ان کو آپ کے پاس بھیجتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عثمان صحیح سلامت حدیبیہ تشریف لے آئے اللہ رب العزت نے صحابہ کی اس جاننازی و فداکاری کی قدر فرماتے ہوئے ان کو اپنی رضا و خوشنودی کا پر دانہ عطا فرمایا ارشاد فرمایا: "لقد رضي الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة" اسی لئے اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں۔

سورۃ حجرات

یہ قرآن کریم کی ۴۹ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے ۱۰۶ نمبر

نیک کام کرے برے کاموں سے بچے تاکہ اس کے دل میں ایمان کی روشنی پیدا ہو اسلام میں داخل ہو کر کسی پر احسان نہ جنگاؤ ایمان کی دولت تو احسان خداوندی ہے اور اللہ کی نعمت ہے یہ نہ سمجھو کہ جیسے انسانوں کو دھوکا دیا جاسکتا ہے اللہ کو بھی دھوکا دے لو گے اللہ سے کوئی بھی چیز چھپی نہیں وہ آسمان زمین کے بھیدوں سے بھی واقف ہے خوب سمجھ لو کہ وہ تمہارے سب کام دیکھ رہا ہے۔ واللہ اعلم!

سورۃ ق

یہ قرآن کریم کی چھاسویں سورہ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے ۳۳ نمبر پر ہے اس سورۃ میں ۳ رکوع ۴۵ آیات ۴۷ کلمات اور ۱۵۲۵ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔
وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی ابتدا حروف مقطعات میں سے لفظ ق سے ہے جس کی تفسیر علماء نے مختلف فرمائی ہیں۔ اس لئے بطور علامت اس سورۃ کا نام سورۃ ق مقرر ہوا۔

رابطہ:

گزشتہ سورہ کے قسم پر ”واللہ بصیر بما تعملون“ میں وقوع مجازات کی طرف اشارہ ہے اور اس سورۃ میں تمام تر تہنیک بٹ اور اجزاء کا مضمون ہے اسی کا امکان اس کا وقوع اس کے واقعات اور مضامین ان کے مناسب ہیں مذکور ہے جس سے دونوں سورتوں کے درمیان تناسب ظاہر ہے۔

حرمت کے احکام اور آپس کے میل جول کے آداب و قاعدے اور اصلاح معاشرت و حسن معاشرت کے احکام اس سورۃ میں بتلائے گئے۔ گویا یہ سورۃ اسلامی تہذیب و تمدن کا گہوارہ ہے اس میں سب سے پہلے خوف خدا کی تاکید فرمائی گئی اس کے ساتھ آنحضرت کی تعظیم و ادب سکھایا گیا اور ہدایت کی گئی کہ اللہ اور اس کے رسول کے سامنے اپنی رائے مت چلاؤ اللہ کے رسول جو نکلیں اس کو سر جھکا کر سنو اور غلوں کے ساتھ اس پر عمل کرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اونچی آواز سے مت بولو آپ اندر حجرہ میں تشریف رکھتے ہوں تو پکار کر مت بلاؤ آگے فرمایا کہ ہر کسی کی بات سن کر بلا تحقیق مت مان لیا کرو۔ آگے فرمایا کہ ایمان والے آپس میں سب بھائی بھائی ہیں کسی کو کسی پر زیادتی نہیں کرنی چاہئے اگر مسلمانوں کی دو جماعتوں میں اختلاف ہو جائے تو ان میں صلح کرو اور اگر کوئی مصالحت پر آمادہ نہ ہو تو جو زیادتی کرے اس سے لڑ کر اس کو سیدھا کر دو اور دیکھو آپس میں بد مزگی نفی اور جھگڑے ذرا ذرا سی باتوں سے پیدا ہو سکتے ہیں مثلاً کسی سے متحسر کرنا کسی کو برے نام اور برے القاب سے پکار کرنا۔ کسی کا عیب ظاہر کرنا پیٹھ پیچھے کسی کی برائی کرنا نفیث کرنا۔ چٹلی کھانا کسی کی طرف سے بدگمانی کرنا کسی کے بھید معلوم کرنے کی کوشش کرنا یہ سب بری باتیں ہیں ان سے بچو۔ تمام انسان حضرت آدم و حوا کی اولاد ہیں۔ ذات پات خاندان قوم کنیہ برادری یہ محض ایک دوسرے کی شناخت کے لئے ہیں نہ کہ ایک دوسرے پر فخر کرنے کے لئے سب اللہ کے بندے ہیں اور اللہ کے نزدیک زیادہ مرتبہ والا وہی ہے جو اس سے زیادہ ڈرنے والا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے تمام کاموں کو دیکھ رہا ہے حتیٰ کہ وہ تمہارے دلوں کی باتوں سے بھی واقف ہے جس نے کفر و شرک سے تائب ہو کر کلمہ پڑھ لیا وہ مسلمان ہے اب اسے چاہئے کہ اسلام کے مقرر کئے ہوئے طریقہ پر چلے

دنیا میں ظاہر ہیں آسمان کی طرف دیکھو اتنی بڑی چھت بغیر کسی ستون اور سہارے کے کس طرح کھڑی ہے اور کس طرح ستارے جھنگارے ہیں پھر آسمان میں نہ کوئی سوراخ ہے نہ دراڑ۔ پھر زمین کو دیکھو کہ کس طرح دور تک پھیلی ہوئی ہے اور وزنی پہاڑ اس پر تھے ہوئے ہیں اور قسم قسم کی چیزیں اس زمین سے آگ رہی ہیں۔ پھر آسمان سے بارش ہوتی ہے مردہ زمین زندہ ہو کر ہری بھری ہو جاتی ہے اور اس میں جان پڑ جاتی ہے اس طرح انسان بھی مرنے کے بعد دوبارہ پیدا ہو جائے گا اس کے بعد بتلایا گیا کہ اللہ اور اس کے رسول کا انکار کر کے کسی نے بھی اچھا پھل نہ پایا بلکہ انکار کرنے والے بری طرح ہلاک ہوئے۔

چنانچہ پہلے قوم نوح۔ اصحاب الرس، عاد۔ ثمود قوم فرعون قوم لوط اصحاب الایکۃ اور قوم تبع ہر ایک نے اپنے رسول کو جھٹلایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تکذیب کرنے والے ہلاک ہو گئے اس لئے لوگوں کو گزشتہ قوموں کے حالات سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ پھر خود انسان کی پیدائش اور اس کے متعلق خدائی قدرت کا اظہار کیا گیا کہ یہ انسان آپ ہی آپ نہیں بن گیا بلکہ اللہ نے اس کو ارادہ سے پیدا کیا اور اس کے قول و فعل کے گھراس دو فرشتے اس کے ساتھ لگے جو اس کی نیکی اور بدی فوراً لکھتے رہتے ہیں اور آخر ایک وقت اس انسان پر ایسا آتا ہے کہ جب اس پر موت کی بیہوشی طاری ہوتی ہے اور موت کا آنا یقینی ہے پھر جب انسان کو موت آگئی اور اس کی دنیا کی زندگی ختم ہوگئی تو اس کے بعد ایک وقت آئے گا جب صور میں پھونک ماری جائے گی اس وقت تمام انسان جہاں بھی ہوں گے پھر زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور وہ ہولناک دن شروع ہو جائے گا جس سے تمام اللہ کے رسول اور نبی ڈراتے پھلے آئے ہیں۔ قیامت میں انسان اپنے اعمال کے مطابق جنت یا دوزخ میں جائے گا اس کے

فائدہ:

ق بعض نے کہا کہ خدا کا نام ہے بعض نے کہا کہ قادر۔ قدیر۔ قہار۔ قدوس۔ قیوم کی کئی اور ابتداء ہے یا ق کے معنی اللہ قائم بالوقت ہیں اور بعض نے فرمایا کہ ق ایک پہاڑ کا نام ہے جو زمین کو گھیرے ہوئے ہے اس کو حق تعالیٰ نے بنی زمرہ کا بتایا ہے۔ باری تعالیٰ نے لفظ ق کے معنی اس کی قسم کھائی ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ قسم ہے قدرت خدا اور قرب الہی کی جس کی خبر "ونحن اقرب الیہ من حبل الودید" سے اس سورۃ میں دی گئی ہے یا اللہ رب العزت نے اپنے حبیب کی قوت قلب کی قسم کھائی ہے۔ واللہ اعلم!

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ کے شروع میں اللہ رب العزت نے قرآن مجید کی قسم کھائی ہے اور فرمایا ہے کہ جن کے پاس قرآن کریم بھیجا گیا ان کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ان کے پاس جیغیر انہیں کی جنس میں سے کیسے آگیا۔

اور وہ کہنے لگے کہ یہ تو بڑی عجیب سی بات ہے۔ مزید یہ کہ جو پیغمبر یہ کتاب لے کر آیا ہے وہ یوں کہتا ہے کہ تم کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے۔ یہ تو اور بھی بعید ہے کیا جب ہم مرکز مٹی ہو جائیں گے تو پھر دوبارہ زندہ ہوں گے کفار کے ان شکالات کا جواب دیتے ہوئے بتلایا گیا کہ یہ مانا کہ انسان مرکز مٹی ہو جائے گا اور اس کے اجزاء زمین میں بکھر جائیں گے لیکن اللہ کے علم میں ہے کہ اس کے بدن کا ذرہ ذرہ کہاں ہے اس لئے ہر جگہ گھسٹ کر ان اجزاء کو پھر اکٹھا کر کے انسان کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہوگا اور اس کی قدرت کی نشانیوں اب بھی

رابطہ:

پہلی سورۃ میں معاد کا ذکر تھا اور اس سورۃ میں یہی مضمون زیادہ ہے چنانچہ سورۃ کی ابتداء اسی مضمون سے فرمائی گئی ہے۔

خلاصہ سورۃ:

سورۃ کی ابتداء قیامت کے ذکر سے اس طرح فرمائی گئی کہ تم ہواؤں کو دیکھتے ہو کہ جب گرمی اور خشکی بڑھ جاتی ہے تو تیزی کے ساتھ گرد و غبار اڑانے والی آندھیاں آتی آتی ہیں پھر یہی ہوائیں پانی سے بھرے ہوئے بادل اٹھلاتی ہیں پھر ان بادلوں کو جگہ جگہ پہنچاتی ہیں اور ادھر ادھر اللہ کے حکم کے مطابق بارش برساتی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ہواؤں کے چلنے کا ایک مقصد ہے اس طرح انسان کی اس دنیا کی زندگی بھی ایک مقصد ہے اس کے دنیا میں کئے ہوئے اعمال کے نتیجے ایک دن کھلیں گے اور عدل و انصاف کے ساتھ ہر ایک کو اس کے اعمال کا بدلہ ملے گا یہ فیصلہ قیامت میں ہوگا جس کی طرف سے لوگ بہت غفلت میں پڑے ہوئے ہیں حتیٰ کہ بعض اس کے وقوع ہی کا انکار کرتے ہیں مگر ان کے انکار سے کیا ہوتا ہے یہ تو اپنی انکسار چلاتے ہیں حالانکہ قیامت کا آنا لازمی ہے اور اس دن گمراہ بدکاروں کو جہنم میں ڈالا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ انہیں شرارتوں کی سزا ہے جو تم نے دنیا میں کیں اور جس کا تم دنیا میں مذاق اڑایا کرتے تھے کہ قیامت آتی ہے تو کیوں نہیں آ جاتی ان کے برخلاف جو دنیا میں ایمان لائے اور عمل صالح کئے اور پرہیزگاری کی زندگی گزاری وہ جنت میں داخل ہوں گے پھر امکان قیامت پر بطور دلیل بتلایا گیا کہ آسمان و زمین کی ساری نشانیاں اور خود انسان کے اندر کی نشانیاں یہی بتلاتی ہیں کہ یہ کارخانہ ایک دن

بعد جنت و جہنم کی تکلیف بیان فرمائی گئی اور بتلایا گیا کہ انسان اللہ سے منہ موڑ کر جن کو دنیا میں اپنا ساتھی بنا رہا ہے وہ قیامت کے دن اس کے کچھ کام نہ آئیں گے وہاں تو اسی کی نجات ہوگی جو دنیا میں بن دیکھے اللہ سے ڈرتا رہے گا۔ اور دل سے اللہ کی طرف رجوع کرتا رہے گا اور اس سے غافل نہ ہوگا۔ سورۃ کے خاتمہ پر فرمایا گیا کہ یہ یقینی بات ہے کہ اللہ ہی زندہ کرتے ہیں وہی موت دیتے ہیں اور اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے اور یہ اللہ کے لئے کچھ مشکل بات نہیں ہے۔ اخیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا گیا کہ آپ کو ان منکرین سے زبردستی بات منوانے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہے بلکہ آپ کا کام اچھی طرح سمجھا دینا ہے گرچہ نصیحت وہی حاصل کرنے کا جو اللہ کی وعید سے ڈرتا ہو۔ واللہ اعلم!

سورۃ الذاریات

یہ قرآن کریم کی ۵۱ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے ۶۷ نمبر پر ہے اس سورۃ میں ۳۶۰ آیات ۳۶۰ کلمات اور ۱۵۵۹ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کے پہلے فقرے میں والذاریات کا لفظ آیا ہے۔ ذاریات وہ ہوائیں کہلاتی ہیں جو غبار وغیرہ اڑاتی ہیں اس سورۃ کا نام ذاریات اسی ابتدائی فقرہ سے ماخوذ ہے۔

ختم ہوگا اور قیامت قائم ہوگی اللہ کے تمام رسولوں نے یہی بتایا ہے جنہوں نے ان کی بات سے انکار کیا تباہ ہوئے پھر اس کی تائید میں حضرت ابراہیمؑ۔ قوم لوط۔ قوم فرعون۔ قوم عاد۔ خود اور قوم نوح کا ذکر فرمایا گیا اور ماننے والوں اور انکار کرنے والوں کا انجام ذکر فرمایا کہ ان کی کبھی گت دنیا میں بنی اور کیا کیا آفات ان پر آئیں اس لئے اخیر میں سمجھایا گیا کہ اگر آفتوں سے بچنا ہے تو اللہ کی ذات پر یقین کرو اور سمجھ لو کہ زمین آسمان ایک اللہ کے بنائے ہوئے ہیں تم اسی کی پناہ لو اور کسی کی طرف نہ جھکو شرک مت کرو اللہ کا انکار مت کرو وہی تمہیں رزق دیتا ہے اور تمہاری پرورش کے سامان فراہم کرتا ہے اور تم سے یہی چاہتا ہے کہ تم اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرو اس کے مقرر کئے ہوئے راستہ کو اختیار کرو اب جو اللہ کے حکم کو نہیں مانتا اور اپنی خواہش پر چلتا ہے وہ ظالم ہے اور قیامت آنے والی ہے اس دن ان لوگوں سے باز پرس ہوگی اور جب وعدہ کے مطابق وہ دن آجائے گا تو پھر ان منکرین کے بنائے کچھ نہ بنے گی۔ واللہ اعلم!

سورۃ طور

یہ قرآن کریم کی ۵۲ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا شمار ۶۷ نمبر پر ہے اس سورۃ میں ۲ رکوع ۳۹ آیات ۳۶۹ کلمات ۱۳۳۳ حروف ہیں یہ سورۃ کی وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی ابتداء لفظ طور سے ہوئی اس کو اس سورہ کا علامتی نام قرار دیا گیا طور سے وہ پہاڑ مراد ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے ہمکناری کی اور

آپ کو توریث ملی۔

رابط:

سورۃ طور کا سورۃ والذاریات سے رابطہ یہ ہے کہ پہلی سورۃ ہیم موعود کی وعید پر ختم ہوئی اور یہ سورۃ ہیم موعود کی وعید سے شروع ہوئی ہے۔ پھر حسب عادت قرآن یہ مؤمنین کے لئے وعدہ مذکور ہے اس سے دونوں سورتوں کے درمیان تناسب ظاہر ہے۔

خلاصہ سورۃ:

چونکہ یہ سورۃ بھی کسی ہی اس لئے اس میں بھی عقائد سے متعلق مضامین ہیں اس سورۃ کی ابتداء بھی قسمیہ کلام سے فرمائی گئی ہے اور اللہ اپنی مخلوق میں سے ان چیزوں کی قسم کھا کر جو اس کی عظیم الشان قدرت کی نشانیاں ہیں فرماتا ہے کہ انسان اچھی طرح سمجھ لے کہ نافرمانوں کے لئے اللہ کا عذاب آکر رہے گا اور جب وہ آجائے گا تو کسی کی مجال نہیں کہ اسے ہٹائیں اور یہ عذاب قیامت کے دن جب آنے کا تو بڑا ہولناک وقت ہوگا آسمان لرزے اور قہر قرآن لگے گا پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں گے اور روٹی کے گالے کی طرح اڑتے پھریں گے جب وہ دن آجائے گا تو اس دن اللہ اور اس کے رسول کی باتوں کا انکار کرنے والوں کی شامت آجائے گی وہ لوگ جنہوں نے کھیل کو میں عمر گنوائی ہوگی وہ اس دن جہنم کی آگ میں دھکیل دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا یہ ہے وہ آگ جس کو تم دنیا میں جھوٹ سمجھتے تھے اب بتاؤ کیا یہ جادو ہے تم دنیا میں اللہ کے رسولوں کو جادوگر اور ان کی باتوں کو جادو کہتے تھے بتاؤ یہ عذاب جہنم کیا ہے کیا ایسے ہی اندھے بنے رہو گے جیسے دنیا میں تھے

اب اس جہنم میں داخل ہو جاؤ اور اس میں خواہ تم جیٹو چلاؤ یا خاموش رہو۔ بہر حال تمہیں اسی میں رہنا پڑے گا اور یہ تمہارے ہی کرتوتوں کی سزا ہے ان کے مقابل جو لوگ دنیا میں اللہ پر ایمان لائے اور اللہ کی باتوں کو سچا جانا اور اس کے عذاب سے ڈر کر بری باتوں سے ڈرتے رہے تو ایسے لوگ ان دن یعنی قیامت میں جنت کے باغات میں راحت و آرام سے بیٹھے ہوں گے اور اللہ کی نعمتوں سے لطف اٹھا رہے ہوں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ جو نعمتیں اللہ نے تم کو دی ہیں خوب کھاؤ پیو یہ تمہیں ان نیک کاموں کے بدلے میں ملا ہے جو تم دنیا میں کرتے تھے یہ لوگ آرام سے گدوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے اور ان کو حوریں عطا کی جائیں گی اور ان کے ساتھ ان کے متعلقین یعنی اہل و عیال کو بھی ملا دیا جائے گا بشرطیکہ انہوں نے بھی ایمان لاکر نیک کام کئے ہوں گے۔ اس روز ہر ایک کے ساتھ انصاف کیا جائے گا اور جیسے جس کے کام دنیا میں تھے ویسے ہی اس کو بدلہ ملے گا۔ نیک لوگوں کے لئے جنت میں صاف ستھرے نو عمر خدمت گزار ہوں گے جو ان کو ہر دم کھانے پینے کی چیزیں جنہیں ان کا دل چاہے گا لاکر دینے کے لئے حاضر رہیں گے اور جتنی ایک دوسرے سے کہیں گے کہ دنیا میں ہم ڈرتے تھے کہ معلوم نہیں ہمارا کیا حشر ہوگا اور اللہ سے دعا کرتے تھے کہ ہمیں آگ کے عذاب سے بچائے سو اللہ نے ہمیں بچالیا وہ بڑا رحیم و کریم ہے۔ سورۃ کے خاتمہ پر رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ لوگوں کو دین و آخرت کی باتیں سناتے رہنے جو بالکل سچی باتیں ہیں۔ اور جو منکرین و مکذبین ان کو جادو شعر اور انکسلیچہ باتیں کہتے ہیں تو ان کا کہنا بالکل غلط ہے یہ تو اللہ کا کلام ہے اگر یہ نہیں مانتے تو اب اللہ کے عذاب کا انتظار کریں وہ ان کو آکر دبوچ لے گا اور آخرت سے پہلے دنیا میں بھی ان کو سزا ملے گی پس آپ صبر سے اللہ کے حکم کی تعمیل کئے جائیں اللہ

آپ کو برابر دیکھ رہا ہے وہ آپ کی حفاظت فرمائے گا اور آپ اپنے رب کی حمد و ثنا میں گئے رہے۔ واللہ اعلم!

فائدہ:

اس سورۃ کے شروع میں اللہ نے پانچ قسمیں کھائیں ہیں۔ (۱) گوہ طور کی قسم یعنی اس پہاڑ کی قسم جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہیکامی حاصل ہوئی اور توریت عطا فرمائی گئی۔ (۲) اس کتاب کی قسم جو کاغذ میں لکھی ہوئی ہے اس کتاب سے بعض نے لوح محفوظ مراد لیا ہے اور بعض نے لوگوں کے اعمال نامے بعض نے تورات بعض نے قرآن کریم یا قیام آسمانی کتب۔ (۳) بیت معمور کی قسم بیت معمور ساتویں آسمان میں فرشتوں کا کعبہ ہے اور ٹھیک دنیا کے خانہ کعبہ کے مقابل ہے بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ شب معراج میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں آسمان پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت معمور کی طرف پہنچایا گیا جہاں پر روز ستر ہزار فرشتے عبادت و طواف کے لئے داخل ہوتے ہیں اور پھر ان کو وہاں دوبارہ جانے کی نوبت نہیں آئی۔ (۴) سقف مرفوع یعنی اونچے چھت کی قسم اس سے مراد آسمان یا عرش عظیم۔ (۵) بحر مہجور کی قسم یعنی اگلے ہوئے سمندر کی یعنی قسم ہے اسی سمندر کی جو آگ بنا دیا جائے گا جیسا کہ سورۃ تکویر میں ہے "واذا البحار بجرت"۔ واللہ اعلم!

سورۃ النجم

یہ قرآن کریم کی ۵۳ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے ۲۳ نمبر پر ہے اس سورۃ میں ۳ رکوع ۶۲ آیات ۵۶۵ کلمات اور ۱۳۵۰ حروف ہیں یہ سورۃ سکی ہے۔

زودیک معراج کا واقعہ ہجرت سے ایک یا دو سال قبل پیش آیا تھا۔

خلاصہ سورۃ:

سورۃ کی ابتداء تسمیہ کلام سے کی گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و حقانیت کا قسم کے ساتھ اعلان فرمایا کہ نہ آپ سیدھے راستے سے بٹے نہ غلط راستے پر چلے اور جو باتیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں وہ اپنی خواہش سے نہیں کہتے بلکہ اللہ کی وحی سے کہتے ہیں اور بتلایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بڑے قوت والے فرشتے یعنی حضرت جبرئیل کے ذریعے اللہ نے اپنی وحی بھیجی اور یہ فرشتہ دو مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شکل میں نظر آیا۔ ایک اس وقت جب کہ ابتدائے نبوت میں ایک مرتبہ وحی لے کر آئے اور سورۃ مدثر کی شروع کی آیتیں نازل ہوئیں اور دوسری مرتبہ شب معراج میں سورۃ النہضی کے قریب اور شب معراج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی قدرت کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں اور ان کے دیکھنے میں نہ آپ نے غلطی اور نہ دل نے سمجھے میں کوئی کی۔ لہذا اے اہل مکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنو اور مانو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہ سننا اور اپنے تجویز کردہ دیوی دیوتاؤں کو پوجنا جن کی حقیقت ہی کچھ نہیں محض غلط خیالات کی پیروی ہے انسان کا ہر خیال صحیح نہیں ہوتا بات وہی ٹھیک ہے جو اللہ نے اپنے رسول کی معرفت بتلائی کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اس کا کوئی شریک نہیں فرشتے بھی اللہ کے بندے اور مخلوق ہیں جو اپنے اپنے کاموں میں لگے ہوئے ہیں جو اللہ نے ان کے لئے مقرر کر دیئے ہیں۔ مشرکین نے فرشتوں کو عورتیں بنا کر ان کی بابت غلط خیال قائم کر لیا ہے اور ان کے عورتوں جیسے نام رکھ کر غلطی اور گمراہی میں پھنسنے ہیں پھر آنحضرت صلی

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی ابتداء ہی لفظ والتحم سے ہوئی اس لئے علامت کے طور پر اس سورۃ کا نام التحم مقرر ہوا۔

رابط:

پہلی سورۃ کی طرح اس سورۃ میں بھی توحید و رسالت و بعثت و مجازات کا بیان ہے جس سے دونوں سورتوں میں ارتباط ظاہر ہے۔

خصوصیت:

اس سورۃ کی خصوصیت میں مفسرین نے لکھا ہے کہ یہی سب سے پہلی سورۃ ہے جس میں آیتِ مجیدہ نازل ہوئی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجیدۃِ سخاوت کیا اور اس مجیدہ میں ایک عجیب سورۃ یہ پیش آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورۃ مجمعِ عام میں تلاوت فرمائی جس میں اہل ایمان و کفار سب شریک تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجیدہ کیا تو اہل اسلام تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں مجیدہ کرتے ہی باقی سب لوگوں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مجیدہ کیا تعجب کی خبر یہ پیش آئی کہ جتنے کفار و مشرکین تھے وہ بھی سب مجیدہ میں گر گئے صرف ایک منکبر شخص نے مجیدہ نہیں کیا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اس شخص کو کفر کی حالت میں مرا ہوا دیکھا ہے۔

فائدہ:

واقعہ معراج کے بعد اس سورۃ کا نزول ہوا اور محقق ارباب سیر و تاریخ کے

سورۃ کی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی ہی آیت میں "وانشق القمر" کا جملہ آیا ہے یعنی چاند پھٹ گیا جس میں اشارہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ شق القمر کی طرف اس لئے علامت کے طور پر اس سورۃ کا نام قرقر مقرر ہوا۔

فائدہ:

اس سورۃ میں معجزہ شق القمر کا ذکر آیا ہے جس سے اس کا زمانہ نزول متعین ہو جاتا ہے اکثر محدثین و مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ واقعہ ہجرت سے ۵ سال پہلے مکہ معظمہ میں منیٰ کے مقام پر پیش آیا تھا۔

رابط:

سورۃ قرقر کا سورۃ نجم کے ساتھ رابطہ یہ ہے کہ سورۃ سابقہ کے ختم پر "الافقہ الاخرۃ" میں ڈرانے کے واسطے قیامت کے قریب ہونے کا مضمون تھا اور اسی مضمون سے اس فرض انزجار کے لئے اس سورۃ کا اختتام ہوا ہے اس کے بعد اس سورۃ میں واقعہ شق القمر کو ذکر فرمایا چونکہ قرب قیامت کے زاجر ہونے کا ثبوت و مؤکد ہے اور اس کے ساتھ مکہ میں عدم انزجار اور عدم انزجار پر آپ کی تسلی اور ان کی تہدید احوال قیامت سے مذکور ہے۔

معجزہ شق القمر کے متعلق کسی نے کہا ہے: معجزہ شق القمر کا ہے مدینہ سے عیاں۔ مدینے شق ہو کر لیا ہے دین کو آغوش میں۔

اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے ارشاد: "وہا ہے" اے ہمارے رسول جب یہ لوگ اتنی بات نہیں سمجھتے اپنی ہی بے گئی بانگے جاتے ہیں اور ہماری باتوں کی طرف توجہ نہیں کرتے ان کے نزدیک بس جو کچھ ہے دنیا ہی ہے حالانکہ انسان کو مرنا ہے اور مرنے کے بعد اس کے اعمال کی جانچ ہوتی ہے جن لوگوں نے برے کام کئے ہوں گے ان کو سزا ملے گی اور جنہوں نے اچھے کام کئے ہوں گے انہیں ان کا بہت اچھا بدلہ ملے گا اور اچھے کام کرنے والے وہ ہیں جو دنیا میں بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں اور کاموں سے بچتے ہیں اور گناہوں سے دور بھاگتے ہیں اور جان بوجھ کر ان میں نہیں پھنستے ایسے لوگ نیک لوگ ہیں ان سے اگر چھوٹے قصور ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ بڑی بخشش اور مغفرت والے ہیں۔ ان کی تقصیرات معاف کر دی جائیں گی انہیں باتوں کو سمجھانے کے لئے اور بدکاری سے روکنے کے لئے پہلے بھی اللہ کے رسول آئے اور انہوں نے انسانوں کو کام کی باتیں سمجھائیں اب اخیر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح سمجھانے اور ڈرانے آئے ہیں اور یہ کتاب اللہ کی بھیجی ہوئی آخری کتاب ہے جس میں ساری کام کی باتیں جمع کر دی گئی ہیں کیا اس کتاب کی باتیں سن کر یہ اہل مکہ تعجب کرتے ہیں اور انہیں سن کر ہنستے ہیں حالانکہ اللہ سے ڈر کر رونے کا مقام ہے کیونکہ قیامت آنے والی ہے جس کا صحیح وقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا پس انسانوں کو چاہئے کہ وہ خدا کے سامنے سر ٹیک دیں اور اسی معبود برحق کی بندگی کریں۔ واللہ اعلم!

سورۃ القمر

یہ قرآن کریم کی ۵۴ ویں نمبر کی سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے ۴۷ نمبر پر ہے۔ اس سورۃ میں ۳ رکوع ۵۵ آیات ۲۸ کلمات اور ۱۲۸ حروف ہیں یہ

خلاصہ سورۃ:

سورۃ کی ابتداء قیامت کے ذکر سے فرمائی گئی کہ قیامت برحق ہے ضرور آکر رہے گی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے سے چاند کا پھٹ کر دو ٹکڑے ہو جانا قیامت کی قطعی نشانی ہے پھر بتلایا گیا کہ ان منکرین پر تعجب ہے کہ ان کو نشانوں پر نشانیاں دکھائی جاتی ہیں لیکن یہ ان کو جادو کہہ کر ٹال دیتے ہیں اور اپنی خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں۔ منکرین کو سمجھایا گیا کہ نادانوں ہر کام کا وقت مقرر ہے ہر بات اپنے وقت مقرر پر ہو کر رہے گی۔ پھر قیامت کا کچھ حال بیان کیا جاتا ہے کہ جب قیامت آئے گی سب مردے اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور ٹڈی دل کی طرح پھیل جائیں گے اور اللہ کے سامنے حاضر ہونے کے لئے پکارنے والے کی طرف دوڑیں گے اور کہتے جائیں گے کہ آج کا دن بڑا سخت اور کٹھن ہے لیکن آج کی دنیا میں یہ اس دن سے غافل ہیں اور کسی کی نہیں سنتے اور مانتے لیکن اس تکذیب و انکار کا نتیجہ اچھا نہیں پہنچی امتوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا اور اس کی سزا پائی یہ بھی اگر خدا کے رسول کو جھٹلاتے رہے تو سزا پائیں گے دیکھو نوح علیہ السلام کی قوم نے نوح کا کہنا نہیں مانا حضرت نوح علیہ السلام کو سمجھاتے سمجھاتے ۹۵۰ سال گزر گئے لیکن وہ لوگ ٹس سے مس نہیں ہوئے آخر کار پانی کا زبردست طوفان آیا اور سب منکرین پانی میں ڈوب کر ہلاک ہو گئے جن کو اللہ نے پناہ تھا وہ سب نوح کی کشتی میں بیٹھ کر بچ گئے تو موجودہ منکرین کو چاہئے کہ ان کے حال سے عبرت حاصل کریں پھر قوم نوح کے بعد عاد و ثمود و قوم لوط اور قوم فرعون کے مختصر احوال بیان کر کے بتلایا گیا کہ خدا کے رسولوں کی بات نہ ماننے اور ان کو جھٹلانے سے یہ قومیں کس درد ناک عذاب سے دوچار

ہوئیں اور ہر قوم کا انجام بیان کرنے کے بعد بار بار یہ بات دہرائی گئی کہ قرآن کریم نصیحت کا آسان ذریعہ ہے جس سے اگر کوئی قوم سبق لے کر راہِ راست پر آجائے تو ان عذابوں کی نوبت نہیں آسکتی جو ان قوموں پر نازل ہوئے۔ قرآن میں صاف صاف سب کچھ سمجھا دیا گیا ہے قیامت آکر رہے گی اور ہر ایک کو اس کے کئے کا پھل ملے گا آج جو گمراہ اپنی بدی سے باز نہیں آتے قیامت میں جب آگ میں منہ کے بل ڈال کر گھسیٹا جائے گا اس دن ان کی آنکھیں کھلیں گی اور ان کے برخلاف حقیقی پرہیزگار خدا سے ڈرنے والوں کا انجام یہ ہوگا کہ وہ بانگوں اور غبروں کے درمیان خوش و خرم رہیں گے اسی جزاء و سزا جنت و جہنم کے ذکر پر سورۃ کو ختم فرمایا گیا۔ واللہ اعلم!

سورۃ الرحمن

یہ قرآن کریم کی ۵۵ ویں سورۃ ہے اور نزول کے اعتبار سے ۷۹ نمبر پر ہے اس سورۃ میں ۳۸ کوخ ۷۸ آیات ۳۵۱ کلمات اور ۱۶۸۳ حرف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کے پہلے ہی لفظ الرحمن کو جو اللہ جل شانہ کا ایک نام ہے سورۃ کا نام قرار دیا گیا اور اس نام کو سورۃ کے مضامین سے بھی گہری مناسبت ہے کیونکہ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کی بہت سی دنیوی و اخروی نعمتوں کا ذکر ہے جو اللہ کی صفت رحمت کے مظاہر اور ثمرات ہیں۔

ربط:

سورۃ سابقہ میں زیادہ مضمون حکم (عذاب) کا تھا اور کچھ اول و آخر میں

بہت سے مزہ دار پھل خوشبودار پھول اور قندہ و اناج جانوروں کا چارہ اگایا ہے انسانوں اور جنات تم ان میں سے کون سی نعمت کو چھٹاؤ گے پھر انسانوں کی پیدائش پر غور کرو جنات کی خلقت کو دیکھو نظام عالم پر غور کرو سمندروں اور دریاؤں کو دیکھو ہر ایک کے پانی کا علیحدہ مزہ ہے ان سمندروں اور دریاؤں میں سے موتی مونسٹے نکلتے ہیں بڑے بڑے جہاز اور کشتیاں ان پر چلتی ہیں پھر دنیا میں ہر چیز کے لئے اللہ نے قدر کی ہے جتنے روئے زمین پر ہیں سب قدر ہو جائیں گے اور صرف پروردگار عالم کی ذات جو عظمت اور بزرگی والی ہے باقی رہ جائے گی زمین و آسمان میں جتنی مخلوق ہیں ان سب کی ضرورت کی چیزیں اللہ دیتا ہے ہر وقت ہر لمحہ وہ کسی نہ کسی کام میں رہتا ہے کسی کو مارنا کسی کو جلانا کسی کو پتہ کرنا کسی کو تندرست کرنا کسی کو بڑھانا کسی کو گھٹانا کسی سے لینا کسی کو دینا کسی کو عزت دینا کسی کو ذلت دینا یہ سب اللہ ہی کی شان ہے زمین و آسمان میں ہر جگہ اللہ ہی کی حکومت ہے کسی میں یہ طاقت نہیں کہ اللہ کی حکومت کی سرحد سے باہر چلا جائے پھر آخرت میں تمام انسان اور جنات کو اپنے اپنے کاموں کا بدلہ ملے گا۔ اللہ نے دوزخ اور جنت دونوں بنا رکھی ہیں انھیں لوگ جنت میں اور برے لوگ دوزخ میں جائیں گے جنت میں دائمی راحت اور عیش و عشرت کا سلسلہ ہوگا اور جہنم میں آگ و دھبہ رہی ہوگی تو اسے انسانوں و جنات بتاؤ تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کا انکار کرو گے۔ دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں ایک اللہ کی شان رحمانی کا مظہور ہیں تو کیا ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے بھی اللہ کا انکار کر سکتے ہو اور اس کے رخصت ہونے میں شک کرتے ہو یا بابرکت نام ہے پروردگار عالم کا جو بڑی عظمت والا اور احسان والا ہے۔ واللہ اعلم!

مضمون نعم (نعمتوں) کا بھی تھا اور اس سورۃ میں زیادہ مضمون نعم کا ہے کچھ دنیویہ اور کچھ اخرویہ اور کچھ درمیان میں مضمون نعم کا بھی ہے مگر یہ ہمیشہ اسبابِ عبادت ہونے کے وہ بھی نعم اخرویہ میں داخل ہیں اسی بناء پر مثل نعم کے ان نعم کے بعد بھی ”لہبای آلاء و ہکما نکذہا“ کو تفریر مضمون کے لئے متفرع فرمایا ہے۔

فائدہ:

یہ آیت تفسیر ہے اس سورۃ میں انکس جگہ آئی ہے اور چونکہ ہر جگہ آلاء کا مصداق جدا ہے اس لئے یہ تکرار محض نہیں ہے محض لفظی مشارکت ہے اور تکرار ظاہری کی وجہ سے اس میں افادہ تاکید بھی ہے اور اس قسم کا تکرار جو کہ قد مکرر سے شیریں تر ہے عرب وغیر عرب کے کلام میں یکسر بلا تکثیر مستعمل ہے۔

شان نزول:

بیان کیا گیا ہے کہ جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خدائے رحمان کا ذکر فرماتے تو کافر کہتے کہ ہم رحمان کو نہیں جانتے ہم تمہارے کہنے سے رخصت کو کیسے سجدہ کرنے لگیں اس وقت اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی اور فرمایا کہ سنو رخصت ہی ہے جس نے اپنی رحمت سے یہ قرآن نازل فرمایا وغیرہ وغیرہ۔

خلاصہ سورۃ:

سورۃ کے شروع میں فرمایا گیا کہ سنو یہ رخصت ہی ہے جس نے اپنی رحمت سے یہ قرآن نازل فرمایا انسان کو بنایا اور اس کو پلونا سکھایا چاند سورج ایک مقررہ طریقہ سے بنائے چھوئے بڑے پودے اور درخت اگائے دنیا کا نظام عدل و انصاف پر قائم کیا ترازو کو عدل کی علامت بنائی تاکہ لین و دین میں کسی زیادتی نہ ہو زمین میں

فائدہ:

تیسری پارہ سورہ ابراہیم میں حق تعالیٰ نے فرمایا "وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها" کہ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنے لگو تو شمار نہ کر سکو گے مگر انسان و جنات کو یاد دلانے کے لئے اس سورہ میں اللہ رب العزت نے دنیا و آخرت کی متعدد نعمتوں کو ذکر فرمایا ہے اور ۳۱ مرتبہ جنات و انسان سے خطاب کر کے یہ پوچھا کہ تم اللہ کی کون کون سی نعمتوں سے منکر ہو جاؤ گے۔

فائدہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے سامنے یہ سورہ تلاوت فرمائی صحابہ خاموشی کے ساتھ سنتے رہے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے تو جنات ہی جواب دینے میں اچھے رہے وہ ہر مرتبہ "فہای آلاء ربکمما نکذبان" کے جواب میں کہتے تھے "لا بشیء من نعمک رہنا کذب فلک الحمد" اے ہمارے رب ہم حیرتی نعمتوں میں سے کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں۔ اس لئے اس آیت کے جواب میں یہی جملہ کہنا چاہئے۔

سورۃ الواقعة

یہ قرآن کریم کی ۵۶ ویں سورہ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے ۴۶ نمبر پر ہے اس سورہ میں ۳ رکوع ۹۶ آیات ۳۸۳ کلمات اور ۶۸۷ حروف ہیں یہ سورہ مکی ہے۔

۴۔

وجہ تسمیہ:

اس سورہ کا نام پہلی ہی آیت "اذا وقعت الواقعة" سے ماخوذ ہے واقعہ بمعنی واقع ہونے والی اس سے مراد یہاں قیامت ہے یہ پوری سورہ قیامت کے واقع ہونے کی خبر اور قیامت کے لرزہ خیز حالات و کیفیات پر مشتمل ہے اس لئے بطور علامت اس کا نام واقعہ مقرر ہوا۔ روایت میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بڑے ہو گئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مجھے سورہ ہود نے اور سورہ واقعہ اور والہرسلات وعم یقسا کون نے اور اذالہس کورت نے بڑھا کر دیا چونکہ ان سورتوں میں قیامت کے احوال مذکور ہیں۔

رابط:

یہ سورہ باقہار مضامین کے سورہ ساتھ ساتھ تقریباً متماثل ہے اور باقہار ترتیب کے تقریباً متماثل ہے چنانچہ پہلی سورہ میں قرآن کا ذکر اول میں ہے اور اس سورہ کے آخر میں وہاں فہم دنیویہ کا ذکر جو دلائل قدرت بھی ہیں۔ بعد قرآن کے آیا ہے اور یہاں ایسے امور کا ذکر قبل قرآن کے آیا ہے وہاں دنیوی نعمتوں کے ذکر کے بعد قیامت و نار و جنت کا ذکر آیا ہے یہاں ان کا ذکر فہم دنیوی سے پہلے آیا ہے اور بالکل شمع کے قریب معاد کی تفصیل کو اجمالاً لایا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ اجمال و تفصیل میں تقابیر نہیں یہی دونوں سورتوں میں تناسب ہے۔

فضائل سورہ:

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص سورہ حدید اور سورہ واقعہ اور سورہ رحمن پڑھتا

بڑے مرتبہ والے لوگ دوسرے عام صالحین تیسرے وہ مجرمین جو آخرت کے منکر رہے۔ پھر ان تینوں گروہوں کے ساتھ جو معاملہ آخرت میں کیا جائے گا اسے تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا۔ سابقین جو مقررین الہی میں سے ہوں گے ان کا وہ اعزاز و اکرام ہوگا کہ وہ سونے اور جواہرات کے جڑاؤ جتھوں پر بیٹھے ہوں گے اور شاہانہ طرز سے آٹنے سانسے نکلیے لگائے بیٹھے ہوں گے ان کے سامنے کس خدمت گزار جو ہمیشہ ایک ہی عمر کے رہیں گے کھانے پینے کا سامان لئے حاضر رہیں گے خوبصورت عوریں انہیں عطا کی جائیں گی ہر طرف سے انہیں سلام ہی سلام کی آوازیں اور دل خوش کرنے والی باتیں سنائی دیں گی۔ دوسرا گروہ اصحاب الہیین یعنی عام جنتیوں کا ہوگا جو میوے سے لدے ہوئے سایہ دار درختوں کے نیچے اونچے اونچے مندوں پر بیٹھے ہوں گے ان کے پاس خوشے بہہ رہے ہوں گے پاکیزہ ہم مرئیوں ان کے ساتھ ہوں گی اور ہر طرح راحت و آرام کا سامان ہوگا۔ تیسرا گروہ اصحاب اشمال یعنی منکرین آخرت و کفار و مشرکین کا ہوگا جن کا حال نہایت خستہ و خراب ہوگا گرم جھلنے والی ہوا کھولن ہو پانی دھوئیں کی تھیں کھانے کے لئے ذوق (سیبہ) پینے کے لئے جم (گرم پانی) اور طرح طرح کے جنم کے عذاب اور سزائیں ان کے لئے ہوں گی۔ ان تینوں گروہوں کے انجام کو بیان فرما کر اصل مضمون توحید اور معرفت الہی کو بیان فرمایا گیا کہ اے انسانوں تم اپنے پیدا کرنے والے کو کیوں نہیں مانتے اور اس پر ایمان کیوں نہیں لاتے اس نے تمہیں ایک قطرہ ناپاک یعنی لطفہ سے پیدا کیا اور پھر تمہارے لئے موت مقرر کی اور مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کرے گا اس کی قدرت کی نشانیاں دیکھ کر اسے پہچانوں کبھی سے لہہ پیدا کرنے والا وہی ہے بیٹھا پانی دینے والا وہی ہے آگ اسی نے پیدا کی جس سے تم فائدہ اٹھاتے ہو اس کی حرارت اور چیزی دیکھ کر کبھی

ہے وہ جنت الفردوس کے رہنے والوں میں پکارا جاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ سورۃ واقعہ سورۃ الغنی ہے یعنی اس سے غنا (مالداری) حاصل ہوئی ہے اس کو پڑھو اور اپنی اولاد کو پڑھاؤ۔ ایک روایت میں ہے کہ اس سورۃ کو اپنی بیبیوں کو سکھلاؤ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اس کے پڑھنے کی تاکید منقول ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو حضرت عثمان ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے پوچھا کہ آپ کو کیا شکایت ہے فرمایا اپنے گناہوں کی شکایت ہے۔ پھر پوچھا کہ آپ کو کیا خواہش ہے فرمایا کہ اپنے رب کی رحمت کی خواہش ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا کسی طیب کو بھیج دوں فرمایا کہ طیب ہی نے تو بیمار ڈالا ہے۔ پوچھا کچھ مال بھیج دوں فرمایا مجھے مال کی کوئی حاجت نہیں۔ حضرت عثمان نے فرمایا کہ آپ کے بعد آپ کی بیبیوں کے کام آئے گا فرمایا کہ کیا میری بیبیوں کی نسبت آپ کو اظلام کا ڈر ہے سننے میں نے اپنی بیبیوں کو کہہ دیا ہے کہ وہ رات کو سورۃ واقعہ پڑھا کریں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو شخص سورۃ واقعہ کو ہر رات پڑھ لیا کرے اسے ہرگز فاقہ نہیں پہنچے گا۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ کی ابتداء قیامت کے ذکر سے اس طرح فرمائی گئی ہے کہ قیامت میں زمین سکپانے لگے گی پہاڑ بڑہ بڑہ ہوجائیں گے اور بخار بن کراڑنے لگیں گے پھر بتلایا گیا کہ اس دن انسانوں کے تین گروہ ہوجائیں گے ایک سابقین یعنی خاص

جہنم کی آگ کو بھی یاد کر لیا کرو۔ پھر انسانوں کو قسم کھا کر خطاب فرمایا گیا کہ یہ قرآن بڑے مرتبہ والی کتاب ہے جس سے نیک دل اور پاک و صاف لوگ ہی فائدہ اٹھاتے ہیں یہ اللہ نے نازل کی ہے اسے مانو اس پر ایمان لاؤ اس کے مطابق زندگی بسر کرو ورنہ بڑی خرابی ہونے والی ہے بس اللہ ہی کی حمد و ثناء و فرما ہر داری میں لگے رہو۔ واللہ اعلم!

سورۃ الحديد

یہ قرآن کریم کی ۵۷ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا شمار ۹۳ نمبر پر ہے اس سورۃ میں ۳ رکوع ۲۹ آیت ۵۸۶ کلمات اور ۲۵۹۹ حروف ہیں یہ سورۃ مدنی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کے تیسرے رکوع میں ”وازننا الحديد“ کے الفاظ آئے ہیں کہ ہم نے لوہے کو پیدا کیا حدید کے معنی لوہے کے ہیں۔ اس لئے علامت کے طور پر اس سورۃ کا نام حدید قرار پایا۔

ربط:

سورۃ سالفہ کا فائدہ اور اس سورۃ کا شروع دونوں تسبیح پر مشتمل ہیں وہاں امر تھا یہاں پر خبر ہے اور اس خبر سے مقصود دوسرے افعال و صفات کی خبر کے ساتھ اثبات توحید ہے۔ فرمایا گیا ”ہوالاول والاخر والاظہر والباطن“ اس کے متعلق کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

یہ عجب پردہ ہے کہ پلٹن سے لگے بیٹھے ہیں صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں ایسے ہی کسی نے کہا ہے۔

ہے جانی یہ کہ ہر شے میں جلوہ آشکار اس پر گھونٹ یہ کہ صورت آج تک نا دیدہ ہے

فائدہ:

یہ سورۃ حدید اور چار آگے آنے والی سورتیں سورۃ حشر۔ سورۃ لقمان سورۃ صف۔ سورۃ بقرہ جن کے شروع میں لفظ حج یا سبج آیا ہے ان سورتوں کو حدیث میں مسکات فرمایا گیا ہے۔

فضائل:

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ان مسکات میں ایک آیت ایسی ہے جو ہزار آجوں سے افضل ہے۔ علامہ ابن کثیر نے حدیث نقل کرنے کے بعد اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ افضل آیت سورۃ حدید کی یہ آیت ہے۔ ”ہوالاول والاخر والاظہر والباطن وبوبکل شیء طیم“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کبھی تمہارے دل میں اللہ تعالیٰ اور دین حق کے بارے میں شیطان کوئی وسوسہ ڈالے تو یہ آیت آہستہ سے پڑھ لیا کرو۔ وہ وسوسہ دور ہو جائے گا۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ کا نزول صلح حدیبیہ ۲ھ اور فتح مکہ ۸ھ کے درمیان ہوا ہے اس سورۃ میں اولاً اللہ تبارک و تعالیٰ کی صفات ذکر فرمائی گئی ہیں تاکہ سامعین کو یہ احساس

قیامت میں براہ حال ہوگا وہ مدد کے لئے چلائیں گے اور فریاد کریں گے لیکن ان کو صاف جواب دیدیا جائے گا۔ پھر فرمایا گیا کہ دیکھو دنیا میں کچھ نہیں رکھا ہے ایک عارضی بہار اور تھوڑے دن کا کھیل تماشا ہے جو کچھ ہے وہ اصل میں آخرت کی زندگی ہے دنیا کا انتظام عارضی انتظام ہے اور اس میں ساری ضرورت و سہولت کی چیزیں رکھ دی گئی ہیں تاکہ اطمینان سے فارغ اہل ہو کر اللہ کی عبادت میں لگو اور جو مال تمہارے پاس ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرو مال و دولت کے جمع ہونے پر مت اتراؤ بلکہ اس سے خود نفع اٹھاؤ اور دوسروں کو نفع پہنچاؤ عدل و انصاف قائم رکھو سارے رسول یہی سکھاتے چلے آئے ہیں اس لئے تم اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر یقین کرو اور رسول کی اتباع کر کے بلند درجات حاصل کرو یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس پر چاہے اپنا فضل کرے وہی بڑے فضل والا ہے۔ واللہ اعلم!

سورة المجادلة

یہ قرآن کریم کی ۵۸ ویں سورة ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے اس کا شمار نمبر ۱۰۵ پر ہے اس سورة میں ۳ رکوع ۲۲ آیات ۴۹ کلمات اور ۲۱۰۳ حروف ہیں یہ سورة مدنی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورة کی پہلی آیت میں ”قد سمع اللہ قول النبی حماد لک فی زوجہا“ آیا ہے لفظ محادلہ یہ محادلہ ہے ماخوذ ہے۔

محادلہ کے معنی ہیں بحث و تکرار چونکہ اس روایت میں ان صحابہ کا ذکر ہے جنہوں نے اپنے شوہر کے تمہار کا قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش

ہو جائے کہ کس عظیم ہستی کی طرف سے ان کو مخاطب بنایا جا رہا ہے۔ اور تاکہ جو اسلام میں داخل ہو چکے وہ خدا کو اچھی طرح پہچان لیں اور جو اسلام میں داخل نہیں ہو سکے وہ اس کی بزرگی۔ بڑائی اور عظمت شان سن کر اس کا مقرر کیا ہوادین یعنی اسلام اختیار کر لیں اسی سورة میں بتلایا گیا کہ اللہ کی پاکی اور اس کی شیعہ ہر چیز جان کر رہی ہے خواہ آسمانوں میں ہو یا زمین میں اور ہر جگہ اسی کی حکومت و سلطنت ہے وہی مارتا ہے جلاتا ہے اسے ہی ہر چیز پر قدرت حاصل ہے اسے ہر چیز کا علم ہے اسی نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا اور ہر وقت تمہارے ساتھ ہے وہی آسمان و زمین کا مالک ہے دن رات کا ظہور اسی کی قدرت کی نشانی ہے۔ اس لئے حکم ہوا کہ اس پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مانو پھر انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ کے راستہ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب اور یقین فرمائی گئی کہ جو مال اللہ نے تم کو دے رکھا ہے اس کو اس کی راہ میں خرچ کرو اور سمجھایا گیا کہ دیکھو مال آتی جانی چیز ہے۔ پہلے دوسروں کے پاس تھا اور تمہارے پاس ہے جیسے پہلے چھوڑ کر چلے گئے ویسے ہی تم بھی چھوڑ کر چلے جاؤ گے اس مال کو اللہ کی راہ میں لگاتا اگرچہ ہر حال میں قابل قدر ہے۔ مگر جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے اپنا مال خرچ کیا ان کے لئے بعد میں خرچ کرنے والوں سے زیادہ اجر ہے کیونکہ پہلے ضرورت زیادہ تھی یہ اللہ کا انسانوں پر احسان ہے کہ اس نے اپنا رسول تمہارے پاس بھیجا تاکہ تمہیں وہ جہالت کی اندھیریوں میں سے نکال کر علم و یقین کی روشنی میں لائے پھر بتلایا گیا کہ جو کچھ بھی تم اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے وہ گویا ایسا ہے جیسا کہ تم اللہ کو قرض دے رہے ہو اور یقین رکھو کہ وہ تمہارا قرض پورا چکا دے گا اور اپنے فضل سے بہت کچھ دے گا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور جو لوگ دنیا میں اللہ کو نہیں مانتے اور اس کے رسول کی تعلیم و ہدایت پر نہیں چلتے ان کا

کرنے لگی کہ میرا اور میرے بچوں کا گزر کیسے ہوگا اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اور فرمایا گیا کہ ظہار کے حقیقی حرمت نہیں ہو جاتی البتہ ظہار کرنے سے ظہار ہوگا اور بغیر ظہار ادا کئے ہوئے محبت اور دواوی محبت حرام ہے اور اگر ظہار کے درمیان مثلاً روزے رکھتے ہوئے درمیان میں محبت کر لی تو از سر نو ظہار ادا کرنا ہوگا۔ اور ظہار ادا کرنے کے بعد وہ عورت شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی۔

فائدہ:

ظہار ظہار تین چیزوں میں سے ایک ہے (۱) غلام آزاد کرنا۔ (۲) اگر غلام کے آزاد کرنے پر قدرت نہ ہو تو دو مہینے کے پے در پے روزے رکھنا۔ (۳) اگر اس کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں مسلمانوں کو مختلف مسائل کے متعلق ہدایت دی گئی ہیں شروع سورۃ میں ظہار کے شرعی احکام بیان کئے گئے ہیں اسلام سے پہلے ایام جاہلیت میں عرب میں یہ قاعدہ تھا کہ اگر کوئی شخص قصہ یا لڑائی میں اپنی بیوی سے کہہ دے کہ تو میری ماں ہے تو وہ ساری عمر کیلئے اس پر حرام ہو جاتی اسی طرح اگر ماں نہ کہے مگر ماں کے کسی حصہ بدن سے جس کا دیکنا اس کے لئے منع ہے اپنی بیوی کو تشبیہ دے مثلاً بیوی کو یوں کہہ دے کہ تو مجھ پر ایسی ہے جیسی میری ماں کی بیٹہ تو زناہت جاہلیت میں ایسا کہنا طلاق سے بھی زیادہ سخت اور قطع تعلق کا اعلان سمجھا جاتا تھا طلاق کے بعد تو رجوع کی گنجائش ہو سکتی تھی مگر ان کلمات کے بعد رجوع کا کوئی امکان ہی نہ تھا۔ اس سورۃ میں اس جاہلیت کی رسم کا ہمیشہ کے لئے فیصلہ فرما دیا اور بتلادیا گیا کہ بیوی کو

کر کے بار بار اصرار کیا تھا کہ آپ ایسی کوئی صورت بتائیں جس سے ان کی اور ان کے بچوں کی زندگی تباہ ہونے سے بچ جائے اور یہ ظہار کی صورت جو عربوں میں ایام جاہلیت میں طلاق کی صورت سمجھی جاتی تھی اس کے باعث میاں بیوی میں علیحدگی واقع نہ ہوا اللہ نے ان صحابہ عورت کے اصرار کو لفظ مجاہد سے تعبیر فرمایا اور اس لئے یہی اس سورۃ کا نام قرار پایا۔ مدینہ میں ۵ھ یا اس سے قریب زمانہ میں اس سورۃ کا نزول ہوا۔

رابط:

سورۃ سابقہ کا خاتمہ مضمون رسالت پر تھا اور اس سورۃ کا مفتتح یعنی ابتداء مسائل کو حید سے ہے نیز پہلی سورۃ کے شتم پر اہل ایمان پر فضل اخروی کا بیان تھا اور اس سورۃ کے شروع میں فضل دنیوی کا بیان ہے۔ باری طور کہ مسئلہ ظہار میں جو پہلے شدت تھی اس کو دفع فرمادیا پس توجہ فضل دونوں سورتوں میں مشترک ہے۔ لہذا تناسب ظاہر ہے۔

شان نزول:

ابتدائی آیات کا شان نزول یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے قصہ میں ایک بار اپنی بیوی کو یوں کہہ دیا کہ تو میرے حق میں ایسی ہے جیسی میری ماں کی پشت مجھ پر حرام ہے اور زمانہ جاہلیت میں اس لفظ سے طلاق سے بڑھ کر تحریم ابداً سمجھی جاتی تھی کہ عورت ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی۔ خویشیہ حق حکم کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدیم دستور کے مطابق فرمادیا کہ میری رائے میں تو اپنے شوہر پر حرام ہو گئی وہ یہ سن کر دواویلا

سورۃ الحشر

یہ قرآن کریم کی ۵۹ ویں سورۃ ہے اور تہیّب نزول کے اعتبار سے ۱۰۱ نمبر پر ہے اس سورہ میں ۳ رکوع ۲۳ آیات ۳۵۵ کلمات اور ۲۰۱۶ حروف ہیں یہ سورۃ مدنی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی دوسری آیت میں حشر کا لفظ آیا ہے حشر کے لفظی معنی ہیں لوگوں کو اکٹھا کرنا اور ان کو گھیرنا اس سورۃ میں یہود کے اکٹھا کرنے اور ان کو گھیرنے اور گھروں سے نکلنے کا ذکر ہے اس لئے اس سورہ کا علامتی نام سورۃ حشر ہے۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سورۃ کا نام سورۃ بنی نصیر بیان فرمایا ہے کیونکہ یہ پوری سورۃ غزوہ بنی نصیر ہی کے متعلق نازل ہوئی۔

رابط:

پہلی سورۃ کے اکثر حصہ اخیرہ میں منافقین کی مذمت اور کفار یہود سے دوستی رکھنا مذکور تھا اس سورۃ کے اکثر حصہ اولیہ میں یہود کی بعض عقیدت اور منافقین کی دوستی کا ان کے کام نہ آنا مذکور ہے اور یہ مناسبت خصوصیت عقوبت مذکورہ کے جلا وطنی ہے درمیان میں نئے کے بعض احکام بیان فرمائے گئے اور اخیر حصہ میں مسلمانوں کو کفار مذکورین جیسے اعمال سے نفرت دلانی گئی ہے اور اسی غرض سے آخرت کی تیاری اور احکام الہیہ کی مخالفت سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے جس کی تاکید و تقویت کے لئے اپنے

ماں کہنے یا ماں کے ساتھ تھپیہ دینے سے بیوی کو طلاق نہیں ہوجاتی البتہ خاوند اس کے پاس نہیں جاسکتا جب تک کہ اپنے اس قول کا کفارہ نہ دے دے اس کے بعد کفارہ ادا کرنے کی صورتیں بیان فرمائی گئیں اور مسلمانوں کو بڑی تاکید کے ساتھ متنبہ کیا گیا کہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود کو توڑنا اپنی مرضی سے کچھ اور قوانین بنالینا ایمان و اسلام کے منافی حرکتیں ہیں جس کی سزا دنیا میں بھی ذلت اور رسوائی ہے اور آخرت میں بھی اس پر سخت باز پرس ہوگی۔ اسی ذیل میں بتلایا گیا کہ اللہ کو انسانوں کے ہر ایک کام کا علم ہے اور وہ ہر وقت ہر جگہ آدمی کے ساتھ ہے قیامت کے دن ہر ایک کا عمل اس کے سامنے رکھ دیا جائے گا اور اس کے جزاء و سزا ملے گی پھر مسلمانوں کو مجلسی تہذیب اور اس کے آداب سکھائے گئے پھر مدینہ میں مسلم معاشرہ میں منافقین کا گروہ ملا ہوا تھا اس لئے منافقوں کو ان کی ناشائستہ حرکات سے روکا گیا اور مسلمانوں کو ہدایت کی گئی کہ تم خفیہ بات چیت فقط ٹیک کاموں کے واسطے کرو گناہ اور رسول کی نافرمانی کے منصوبے گھڑنے کے لئے خفیہ مشورہ ہرگز مت کرو جو جھوٹی قسمیں کھانے والے منافقین کو تاب و تنبیہ فرمائی گئی اور آدمیوں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا گیا ایک اللہ والے دوسرے شیطان والے پھر ان دونوں گروہوں کی صفات بیان فرمائی گئیں کہ شیطان والے وہ ہیں جو اللہ اور رسول کی نافرمانی کرتے ہیں اللہ کے مقرر کئے ہوئے راستے سے بھاگتے ہیں یہ لوگ سراسر کھائے میں ہیں اور آخرت میں ناکام ہوں گے اور اللہ والے وہ ہیں جو اللہ کے مقرر کئے ہوئے طریقہ کی پابندی کرتے ہیں اور خدا کے مخالفوں سے دوستی نہیں کرتے اور دین کے معاملے میں کسی اور کو درکنار خود اپنے باپ بھائی اولاد و کنبہ برادری تک کی پرواہ نہیں کرتے یہی سچے مومن ہیں انہیں سے اللہ راضی ہے اور آخرت میں یہی کامیاب اور فلاح پانے والے ہیں اسی پر سورۃ کو ختم

صحیحہ کو لے کر ان کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا وہ لوگ قلعہ بند ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درخت کٹوا دیئے اور چلا دیئے آخر تک ہو کر انہوں نے نکل جانا منظور کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا اسباب لے جا سکتے ہو لے جاؤ مگر ہتھیار نہیں لے جا سکتے۔ منافقین یہ سب کچھ دیکھتے رہے اور خاموش بیٹھے رہے وہ لوگ کچھ شام کو کچھ خیر کو نکل گئے اور یہود حسد کے اپنے مکانات کے کڑی تختے سب نکال لئے گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ان کو دیگر یہود کے ساتھ خیبر سے ملک شام کی طرف نکال دیا یہ دونوں جلاوطنی حشر اول اور حشر ثانی کہلاتی ہیں، واللہ اعلم!

خلاصہ سورۃ:

سورۃ کی ابتدا اللہ کے پاک ذکر سے فرمائی گئی اور بتایا گیا کہ آسمان و زمین میں جو بھی مخلوقات ہیں سب خواہ قالا یا حالاً اپنی زبان اور اپنے طریقہ سے اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔ چنانچہ اس غلبہ اور حکمت کے آثار میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ اس نے اہل کتاب یعنی یہودی تفسیر کو جہلی بار ان کے قلعوں سے نکال دیا یعنی وہ پہلے ہی حملہ میں اپنے مکانات اور قلعے چھوڑ کر بھاگ نکلے پھر فرمایا گیا کہ اے مسلمانوں تم کو یہ اعزاز نہ تھا کہ اتنی جلدی اور آسانی سے وہ ہتھیار ڈال دیں گے اور نہ انہیں کو خیال تھا کہ مٹھی بھرے سر و سامان لوگ اس طرح ان کا قافیہ تک کر دیں گے وہ اس وہم و گمان میں تھے کہ مسلمان ہمارے قلعوں تک پہنچنے کا حوصلہ نہیں کر سکیں گے مگر انہوں نے دیکھ لیا کہ کوئی طاقت اللہ کے حکم کو نہ روک سکی ان کے اوپر اللہ کا حکم وہاں سے پہنچا جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا یعنی خدا

صفات جلال و جمال کو ذکر فرمایا ہے اور مضامین آپس میں ایک دوسرے کے مناسب ہیں جس سے دونوں سورتوں کا ربط ظاہر ہے۔

فائدہ:

اکثر مفسرین و محدثین کا اتفاق ہے کہ اس سورۃ میں جن اہل کتاب کا واقعہ مذکور ہے وہ یونقصیر ہیں جو یہود کا ایک بڑا قبیلہ تھا اور مدینہ سے جانب مشرق دو میل پر واقع تھا بڑی بڑی جاںکادوں باغات اور سرسبز زمینوں اور مضبوط قلعوں کا مالک تھا، ہجرت کے چوتھے سال ان پر مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت حملہ کیا جو غزوہ یونقصیر کے نام سے مشہور ہے۔ واقعہ اس طرح ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ہستی میں ان کو خون بہا میں شریک کرنے کی غرض سے تشریف لے گئے واقعہ یہ ہوا تھا کہ عمر بن امیہ ضمری کے ہاتھ سے دو خون ہو گئے تھے آپ نے سوچا کہ اگر یونقصیر بھی خون بہا کے چندہ دینے میں شریک ہو گئے تو بہتر ہے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جگہ بٹھالیا کہ بہتر ہے ہم انتظام کئے دیتے ہیں اور یا ہم مشورہ کیا کہ کوئی شخص اوپر چڑھ کر پتلی کا پتھر آپ پر چھوڑ دے کہ آپ کا کام تمام ہو جائے فوراً وہی سے آپ کو معلوم ہو گیا آپ وہاں سے اٹھ آئے اور کھلا بھیجا کہ تم نے نقص مہد کیا ہے دس روز کی تم کو مہلت ہے اس مدت کے اندر جہاں چاہو چلے جاؤ ورنہ جو شخص اس مدت کے بعد نظر آئے گا اس کی گردن مار دی جائے گی انہوں نے چلے جانے کا ارادہ کیا تو عبداللہ ابن ابی منافق نے ان کو کھلا بھیجا کہ تم کہیں نہ جانا میرے ساتھ وہ ہزار آدمی ہیں وہ اپنی جان دے دیں گے مگر تم کو آج نہ آنے دیں گے۔ چنانچہ ان لوگوں نے وہاں سے نکلنے سے انکار کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

کے اول و آخر میں مسلمانوں کو کفار سے تعلقات۔ دوستی اور بالخصوص مشرکات عورتوں سے تعلق نکاح رکھنے کی ممانعت ہے اور شرکات و مومنات میں تمایز کے لئے صرف انکھار ایمان پر اکتفا کرنے کا اشارہ ہے۔

شان نزول:

اکابرین مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس سورۃ کا نزول اس وقت ہوا جب مشرکین مکہ کے نام حضرت حاطب کا ایک خط پکڑا گیا تھا واقعہ یہ کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے لئے جہاد کا ارادہ کیا تو حاطب بن ابی بلتہ نے جو کہ اہل بدر سے ہیں اور رہنے والے یمن کے ہیں مکہ میں آکر رہنے لگے تھے ان کے بھائی اور والدہ اولاد اور اہل و عیال و اموال سب مکہ میں تھے انہوں نے اہل مکہ کے نام ایک خط لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم پر چڑھائی کرنے والے ہیں اور یہ خط ایک عورت کو دے دیا کہ مکہ والوں کو پہنچا دے آپ کو وحی سے یہ بات معلوم ہوگئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ اور چند صحابہ کو حکم دیا کہ فلاں جگہ وہ عورت ملے گی اس سے وہ خط لے آئے وہ عورت ملی اور ان کے دھمکانے ڈرانے سے وہ خط اس نے دے دیا یہ حضرات اس سے لے کر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطبؓ سے پوچھا انہوں نے کہا واقعی یہ خط میرا ہی لکھا ہوا ہے لیکن خدا نہ کرے میں نے مخالفت اسلام کے سبب یہ خط نہیں لکھا بلکہ میں جانتا تھا کہ اسلام کو تو اس سے کوئی ضرر نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عاقب کرنے والا ہے آپ کو ضرور فتح ہوگی اور میرا نفع ہو جائے گا کہ اہل مکہ اس خط کا احسان یا بخر میرے اہل و عیال و اموال کی حفاظت کریں گے اور ان کو ایذا و ضرر نہ پہنچائیں گے کیونکہ میری ان سے اور کوئی قرابت ہے

تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور ان کی یہ حالت حرص و حسد کی بنا پر ہوئی کہ اپنے مکانوں کے گڑی منجھنے کو اڑا کو اکھاڑنے لگے تاکہ کوئی چیز مسلمانوں کے ہاتھ نہ لگے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے کہ جو چاہی ان کو مسلمانوں کے ہاتھوں پہنچی وہ انہیں کی بدعہدیوں اور شرارتوں کا نتیجہ تھی۔ آگے فرمایا کہ اہل بصرہ پکے لئے اس واقعہ میں بڑی عبرت ہے اللہ نے دکھلایا کہ کفر و ظلم و شرارت و بدعہدی کا انجام کیسا ہوتا ہے اور یہ کہ شخص ظاہری اسباب پر نگیہ کر کے اللہ کی قدرت سے غافل ہو جائے کیسی حکمت کا کام نہیں ہے۔

سورۃ الممتحنہ

یہ قرآن کریم کی ۶۰ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا شمار ۹۱ نمبر پر ہے اس سورۃ میں ۳ رکوع ۱۳ آیات ۷۰۷ کلمات ۱۵۶۳ حروف ہیں یہ سورۃ مدنی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کے دوسرے رکوع میں ایمان والوں کو خطاب کر کے حکم دیا گیا ہے کہ جب مسلمان عورتیں تمہارے پاس ہجرت کر کے آئیں "فماستحسوهن" تو ان کا امتحان کر لیا کرو اسی نسبت سے اس سورۃ کا نام مجتہد مقرر ہوا جس کے معنی ہیں امتحان لینے والی سورۃ یہ سورۃ صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی زمانہ میں نازل ہوئی۔

رابطہ:

سورۃ سابعہ میں منافقین کی یہود سے دوستی کرنے کی مذمت تھی اس سورۃ

نہیں جس کی وجہ سے وہ میری رعایت کرتے بلکہ میں محض انہی پر ایسی مسافر تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور آپ نے ان کی گردن مارنے کی اجازت چاہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اہل بدر میں سے ہیں اور اللہ نے اہل بدر کے گناہ معاف فرما دیئے ہیں اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں مسلمانوں کو کفار کے ساتھ تعلقات سے متعلق اصولی طور پر یہ ہدایت کی گئی کہ وہ کفار جو مسلمانوں سے برسر پیکار ہیں ان سے ہر طرح پر ترک موالات ضروری ہے لیکن جو غیر مسلم جنگ نہیں کر رہے ہیں ان سے احسان کرنے اور انصاف کرنے کا حکم ہے انہیں باہمی تعلقات میں سے ایک اہم معاشرتی مسئلہ کا فیصلہ بھی اس سورۃ میں فرمایا گیا۔ مکہ میں بعض مسلمان عورتیں ایسی تھیں جن کے شوہر کافر تھے مسلمان عورتیں کسی نہ کسی طرح ہجرت کر کے مدینہ پہنچ جاتی تھیں اسی طرح مدینہ میں بہت سے مسلمان مردوے تھے جن کی بیویاں کافرہ تھیں اس سلسلہ میں یہ حکم نازل ہوا کہ جب ایسی عورتیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہیں اپنے خاندانوں سے الگ ہو کر مدینہ آویں تو اس کا احسان لے کر پورا اطمینان کر لینا چاہئے اگر وہ مخلصانہ طور پر مسلمان معلوم ہوں تو ان کے نکاح پہلے کافر خاندانوں سے باقی نہیں رہ سکتے۔ البتہ ان کے کافر خاندانوں نے جو ان پر خرچ کیا ہے وہ ان کو دے دینا چاہئے پھر کافر عورتوں سے مسلمان مردوں کے نکاح کو سختی سے روکا گیا۔ اخیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کی گئی کہ جو مؤمن عورتیں آپ سے بیعت کرنا چاہیں تو ان سے اس بات پر بیعت لیجئے کہ وہ شرک نہ کریں گی۔ چوری نہ کریں گی نہ زنا نہ کریں گی نہ اپنے بچوں کو

قتل کریں گی اور نہ کوئی بہتان کی اولاد دلا دیں گی اور مشرک باقوں میں وہ آپ کے خلاف نہ کریں گی گویا جو برائیاں جاہلیت میں عرب معاشرہ میں عورتوں کے اندر پھیلی ہوئی تھیں ان بڑی بڑی برائیاں سے بچنے کا عہد لیا جائے اور اس بات کا اقرار کر لیا جائے کہ آئندہ وہ شریعت اسلامیہ کے احکام کے موافق زندگی گزاریں گی۔ اخیر سورۃ میں ہجر ایمان والوں کو تاکید فرمائی گئی کہ وہ ان لوگوں سے دوستی نہ کریں جن پر اللہ نے غضب کیا ہے۔ واللہ اعلم!

سورۃ الصف

یہ قرآن کریم کی ۶۱ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا شمار نمبر ۱۰۹ ہے اس سورۃ میں ۲ رکوع ۱۳ آیات ۲۲۳ کلمات اور ۹۹۱ حروف ہیں یہ سورۃ مدنی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی تیسری آیت میں جہاد کرنے والوں کی صفت ان الفاظ میں بیان فرمائی گئی "الذین یقاتلون فی سبیلہ صفًا کاتھم بنیان موصوف" کہ اللہ کو یہ بات بہت محبوب ہے کہ لوگ رواقع میں اللہ کے دشمنوں سے جہاد کے لئے اس طرح ڈٹ کر کھڑے ہو جاتے ہیں جیسے کہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار۔ اس کی مناسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ الصف مقرر ہوا۔

رابط:

سابقہ سورۃ میں کفار سے دوستی نہ رکھنے کا ذکر تھا اس سورۃ میں کفار سے

مقابلہ (جنگ) کا ذکر ہے اور کچھ مضمون جمعیت میں مذکور ہے۔

شان نزول:

روایت میں ہے کہ ایک جگہ صحابہ کرام جمع تھے آپس میں کہنے لگے کہ ہم کو اگر معلوم ہو جائے کہ کونسا کام اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے تو ہم وہی کام اختیار کریں گے۔ مسند احمد کی روایت میں ہے عبداللہ بن سلامؓ فرماتے ہیں کہ ہم صحابہ آپس میں بیٹھے یہ تذکرہ کر رہے تھے کہ کوئی جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت کرے کہ خدا کو سب سے زیادہ محبوب عمل کونسا ہے مگر ابھی کوئی کھڑا نہ ہوا تھا کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد پہنچا اور ہم میں سے ایک ایک کو بلا کر حضور کے پاس لے گیا جب ہم سب جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پوری سورۃ کی تلاوت کی جس میں بتلایا گیا کہ جہاد کا عمل اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے۔

خلاصہ سورۃ:

سورۃ کی ابتداء میں تمام ایمان لانے والوں کو خبردار کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات نہایت ناپسند ہے کہ لوگ زبان سے کہیں کچھ اور کریں کچھ اور یہ بات نہایت محبوب ہے کہ لوگ راہ حق میں اللہ کے دشمنوں سے جہاد کے لئے اس طرح صف بنا کر کھڑے ہو جائیں جیسا کہ سیدہ پائی ہوئی دیوار پھر بتلایا گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں یہی عادت تھی کہ زبان سے بڑے بڑے دعوے کرتے اور کہتے کہ ہم بڑے بڑے کام کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں جب آپ حکم دیں تو ہم جان پر کھیل جائیں لیکن موقع آتا تو صاف جواب دے دیتے جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اذیت پہنچتی ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کیا جب حضرت عیسیٰ

علیہ السلام نے فرمایا کہ دیکھو میں اللہ کا رسول ہوں مجھ سے پہلے جو رسول آئے ان کو سچا کہتا ہوں اور اپنے بعد خاتم النبین کے آنے کی بشارت دیتا ہوں تم ان کی فرمانبرداری کرنا تو انہوں نے زبانی تو بڑے بڑے دعوے کئے کہ ہم اس آخری رسول کی نصرت و حمایت کریں گے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور نشانوں سے صاف معلوم ہو گیا کہ آپ وہی رسول ہیں جن کی تشریف آوری کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خبر دی تھی تو یہ کہہ کر مال دیا کہ معاف اللہ یہ تو بڑے چادوگر ہیں اور صاف انکار کر دیا ان کی اس بد عملی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مگرانی میں بڑے گئے اور غالموں میں ان کا شمار ہوا۔ یہ سنا کر مسلمانوں کو متنبہ کیا گیا کہ اپنے رسول اور اپنے دین کے ساتھ تمہاری روش وہ نہ ہوئی چاہئے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بنی اسرائیل کی رہی۔ مسلمانوں تمہارا رسول اور دین سچا ہے یہ یہود و نصاریٰ دشمنان دین اور مشرکین دین حق کے نور کو بجھانے کی کتنی ہی کوشش کریں لیکن یہ دین پوری شان کے ساتھ دنیا میں پھیل کر رہے گا اور دوسرے دینوں پر غالب آکر رہے گا۔ پھر "مٹاؤں تو بتایا گیا کہ دنیا و آخرت کی کامیابی کا راستہ صرف ایک ہے وہ یہ کہ اللہ اور اس کے رسول پر سچے دل سے ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں جان مال سے جہاد کرو اس کا ثمرہ آخرت میں یہ ملے گا کہ خدا کے عذاب سے نجات ملے گی گناہوں سے مغفرت ہوگی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت حاصل ہوگی۔ اخیر میں اہل ایمان کو تلقین کی گئی کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے اللہ کی راہ میں ساتھ دیا اور محنت و تکلیف اٹھا کر دین کو پھیلایا ایسے ہی تم بھی اللہ کے دین اسلام کے مددگار بنو جنہیں بھی ان کی طرح اللہ کی مدد حاصل ہوگی۔ واللہ اعلم!

سورة الجمعة

یہ قرآن کریم کی ۶۴ ویں سورة ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا شمار نمبر ۱۱۰ ہے اس سورة میں ۲ رکوع ۱۱ آیات ۶۷ کلمات اور ۸۷۷ حروف ہیں یہ سورة مدنی ہے۔
وجہ تسمیہ:

سابقہ سورة الفتح میں توحید و رسالت کا اثبات تھا اور قوم موسیٰ کا ذکر تھا کہ وہ کس طرح خدمت اور قتل و عید کے مستحق ہوئے اور اسی سورة کے اول میں توحید و رسالت کا اثبات اور مکذبین میں سے یہود کا جو یلخون قوم موسیٰ اوپر کی سورة میں مذکور ہے مستحق خدمت و عید ہونا مذکور ہے اور چونکہ ان یہود کا اصل مرض حب دنیا تھا اس لئے مسلمان کو اس سے بچانے کے لئے دوسرے رکوع میں احکام جمعہ کے ضمن میں آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے کا امر اور انھیں سے نفی کا حکم ہے۔ بس دونوں سورتوں کے اخیر میں تجارت کا ذکر ہے اول میں تجارت مذنیہ کا اور دوسری میں تجارت دنیویہ کا جس سے دونوں سورتوں کا باہمی ارتباط ظاہر ہے۔

خلاصہ سورة:

اس سورة میں اولاً اس احسان کو یاد دلایا گیا جو رسالت محمدی کی شکل میں دنیا پر کیا گیا اس کے ساتھ اس حقیقت کو بھی سمجھایا گیا کہ اب راہ نجات اور تزکیہ نفس کی واحد راہ تعلیمات نبوی اور طریق نبوی ہے اللہ نے اس کو اپنا بڑا فضل و احسان تظاہر کیا کہ رقی دنیا تک تمام انسانوں کی ہدایت کا سامان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ

پورا فرمادیا۔ اب اگر لوگوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا تو وہ یقیناً اس گمراہی کی طرح ہیں جو کتاہوں کا انبار چھوٹ پر لا دے بھرتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ ان میں کیا ہے پھر یہود اہل کتاب کی حالت تلافی گئی کہ انہوں نے یہی کیا کہ ان پر تورات کی پابندی کی ذمہ داری ڈالی گئی مگر انہوں نے اس کے احکام کی پرواہ نہ کی اور من مانی تحریشیں کرتے رہے اور باوجود اس کے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے سوا کوئی اللہ کا دوست نہیں جسے ہمارے ہی لئے ہے اس پر ان یہود سے کہا گیا کہ اگر یہی بات ہے تو پھر تم مرنے کی تمنا کیوں نہیں کرتے دنیا کی دولت سینے میں کیوں گئے رہتے ہو لیکن جس موت سے یہ بھاگتے ہیں وہ آکر رہے گی اور ان کو مگر اللہ کے سامنے پیش ہونا ہوگا۔ آگے اہل ایمان کو خطاب کیا گیا کہ وہ اپنے جمعہ کے ساتھ وہ معاملہ نہ کریں جو انہوں نے اپنے یوم السبت کے ساتھ کیا تھا مسلمانوں کے لئے جمعہ کا دن اکٹھے ہو کر نماز پڑھنے کا ہے لہذا جب جمعہ کی نماز کے لئے اذان دی جائے تو کاروبار اور دوسرے دھندے چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہو اور مسجد میں حاضر ہو کر خطبہ سنو ہاں جب نماز پوری کر چکو تو اپنے کاروبار مشاغل اور کمائی میں لگو لیکن اللہ کی یاد ہر وقت رہے اسی میں تمہاری نجات و کامیابی ہے۔ واللہ اعلم!

سورة المنافقون

یہ قرآن کریم کی ۶۳ ویں سورة ہے اور نزول کے اعتبار سے اس کا شمار نمبر ۱۰۳ پر ہے۔ اس سورة میں ۲ رکوع ۱۱ آیات ۸۳ کلمات اور ۸۲۱ حروف ہیں۔ یہ سورة مدنی ہے۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں اللہ نے منافقین کا جھوٹ بولنا ظاہر فرمایا۔ ان کے متعلق بتلایا کہ یہ منافقین منہ پر تو یہ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں لیکن دل میں اس کا انکار کرتے ہیں اور یہ لوگ بے درجہ کے جھوٹے ہیں جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ان سے کام چل جائے گا اور مسلمان انہیں سچا سمجھ کر ان کی بات مان لیں گے ان کی زبان پر ایمان اور دل میں کفر ہے ان کا ڈیل ڈول تو خاصا ہے مگر دل بڑا بودار اور کمزور ہے یہ بزدل اور ڈر پک لوگ ہیں اور اس پر شیخیاں مارتے پھرتے ہیں کہ ہمارے برابر کوئی نہیں یہی کہتے پھرتے ہیں ان مہاجرین کو مالی امداد مت دو یہ نگاہ آکر خود ہی بھاگ جائیں گے اور ایک سفر میں ان کے سردار (ابی بن سلول) نے یہ بھی کہا کہ مدینہ پہنچتے ہی ہم سارے معزز لوگ ان ذلیل اور پست مہاجر مسلمانوں کو نکال باہر کریں گے اس کے اس قول پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ان منافقین کا جہل محض ہے عزت و ذلت سب اللہ کے ہاتھ میں ہے عزت والے اللہ اور اس کے رسول اور مومنین ہی ہیں۔ آخر میں اہل ایمان کو تلقین فرمائی گئی کہ ان بے وقوفوں کی طرح تم دنیا کے مال اور اولاد ہی میں جی لگا کر مت بیٹھ جانا ایسا نہ ہو کہ مال اور اولاد کی محبت میں جھنسن کر اللہ کی یاد کو چھوڑ بیٹھو اور اس مال کو اللہ کی خوشنودی میں خرچ کرو ورنہ مرتے وقت بچھتاؤ گے اور اس وقت خرچ کرنے کی تمنا غیر مفید ہوگی کیونکہ اللہ میعاد آنے کے بعد پھر کسی کو مہلت نہیں دیتے اور اللہ تمہارے سب کاموں سے خوب واقف ہے۔ واللہ اعلم!

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی ہی آیت میں "اذا جاءک المنافقون" آیا ہے یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ کے پاس منافقین آتے ہیں" چونکہ اس سورۃ میں منافقین کے اقوال اور طرز عمل پر تبصرہ فرمایا گیا ہے اس لئے اس سورۃ کا نام ہی منافقون مقرر ہوا۔
رابط:

پہلی سورۃ میں یہودی کا ذکر تھا اس سورۃ میں منافقین کا ذکر ہے اور اکثر منافق یہودی تھے۔ نیز سورۃ کے اخیر میں آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے کا ذکر تھا وہی اس سورۃ کے اخیر میں ہے اس سے دونوں سوروں کے درمیان رابطہ ظاہر ہے۔

شان نزول:

غزوہ بنی المصطلق میں انصار و مہاجرین میں تکرار ہو گیا تھا اس پر عبداللہ ابن ابی بن سلول مجزا کہ تم نے ان پر دیسیوں کو روٹیاں کھلا کھلا کر بگاڑ دیا ہے۔ اب مدینہ پہنچ کر ان لوگوں کو خرچ دینا بند کر دو یہ خود ہی مدینہ سے چلے جاویں گے اور یہ بھی کہا کہ ہم عزت دار ہیں ہم مدینہ سے ان ذلت والوں کو نکال دیں گے۔ یہ بات حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ صحابی نے سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر کہہ دی آپ نے ابی بن سلول اور اس کے رفقاء کو جا کر پوچھا وہ صاف کرکھا اور قسمیں کھانے لگا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بڑا رنج ہوا اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اور چونکہ ابی ابن سلول کے اس قول کو سب منافقین پسند کرتے تھے لہذا سب کی طرف اس کی نسبت کی گئی۔

سورة التغابن

یہ قرآن کریم کی ۶۳ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا شمار نمبر ۸۰۸ ہے۔ اس سورۃ میں ۲۸ کوع ۱۸ آیات ۲۳ کلمات اور ۱۱۳۲ حروف ہیں یہ سورۃ مدنی ہے۔
وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کے پہلے رکوع میں قیامت کو یوم التغابن کہا گیا ہے جس کے معنی ہیں ہار جیت کا دن زندگی کی بازی کی ہار جیت کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا۔ اس مناسبت سے قیامت کے دن کو یوم التغابن کہا گیا اور اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام تغابن ہوا۔
رابط:

سورۃ سہدہ کے اخیر میں تحصیل آخرت کی ترفیع اور تعلیل آخرت سے ترتیب ہے۔ اس سورۃ میں اہل تعلیل آخرت کی مجازہ کی تفصیل ہے اور مضمون ترفیع و ترتیب کی تکمیل ہے جس سے دونوں سورتوں کا رابطہ ظاہر ہے۔
خلاصہ سورۃ:

اس سورہ کا خاص موضوع ایمان و اطاعت کی دعوت ہے اور اخلاق حسہ کی تعلیم ہے سورۃ کی ابتداء اللہ رب العزت سے تقدیس سے فرمائی گئی ہے اور ارشاد ہوا کہ زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ کی پاکی بیان کر رہی ہے۔ حقیقت میں تمام کائنات پر بادشاہی اسی کی ہے اور اس کا حکم چلتا ہے اور ساری خوبیاں اور کمالات اسی کے اندر جمع

ہیں اسی نے انسان کو پیدا کیا پھر انسانوں میں سے بعض نے تو اللہ کو مانا اور اس پر ایمان لائے اور بعض انکار کر بیٹھے۔ ان منکرین کی جہرے کے لئے بتلایا گیا کہ ان کو ان لوگوں کا حال معلوم نہیں جو ان سے پہلے ہو چکے ہیں ان پر اللہ کی نافرمانیاں کرنے سے اس دنیا ہی میں بڑی بڑی مصیبتیں پڑیں اور ابھی آخرت کا عذاب ان کو مزید جھگٹنا ہے ان کے پاس سمجھانے کے لئے اللہ کے رسول آئے جنہوں نے اپنے رسول ہونے کی صاف صاف نشانیاں پیش کیں لیکن ان منکرین نے یہ ہی کہا کیا ہم اپنے ہی جیسے ایک انسان کو اپنا ہادی اور پیڑا بنالیں جس کے نتیجہ میں وہ چشم زدن میں عارت کر دیے۔ پھر منکرین جو یہ کہتے تھے کہ قیامت کوئی چیز نہیں نہ اب تک آئی نہ آئے گی اس کی تردید میں قصہ کلام کے ساتھ کہا گیا کہ قیامت تو ضرور آئے گی اور اے منکرین تمہیں اس وقت اپنے اعمال کا غیازہ جھگٹنا پڑے گا۔ اس لئے اللہ کو اور اس کے رسول کو مالو کلام الہی کی روشن آیات کو مالو ورنہ قیامت کے دن سخت خسار میں رہو گے اس دن ایمان والے جنت میں جائیں گے اور بدکار کافر جہنم میں دھکیل دیے جائیں گے پھر اس سورۃ کے نزول کے زمانہ میں چونکہ مسلمان سخت مصائب و شدائد میں گرفتار تھے اس لئے اہل ایمان کو بتلایا گیا کہ جو مصیبت آتی ہے وہ اللہ کے حکم سے آتی ہے ایمان والے اس کی غرض و غایت کو سمجھ لیتے ہیں اور منکر و کافر مارے مارے پھرتے ہیں۔ آگے فرمایا گیا کہ تمہارے مال و اولاد تمہارے دشمن ہو سکتے ہیں ان کی وجہ سے کوئی نیک کام مت چھوڑو ان کے ذریعہ تمہاری آزمائش مقصود ہے اپنا مال اللہ کے واسطے دوسروں کے لئے خرچ کرو اور یہ سمجھو کہ گویا تم اللہ کو قرض دے رہے ہو وہ بڑا فیاض ہے تمہارا سارا قرض چکا دے گا اور اپنے فضل سے اور بھی زیادہ دے گا۔ واللہ اعلم!

چہلہ کے۔ واللہ اعلم!

شان نزول:

روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "مسراہک فلیس اجمعہا" کہ اپنے بیٹے کو رجعت کا حکم فرمادیں اور جب وہ حیض سے پاک ہو جائے تو اگر چاہیں طلاق دے دیں۔

خلاصہ سورۃ:

کتاب و طلاق کی شرعی حیثیت اسلام میں بڑی اہمیت رکھتی ہے نکاح کو اسلام نے صرف ایک معاملہ اور معاہدہ ہی نہیں رکھا ہے بلکہ اس کو ایک گونہ عبادت قرار دیا ہے اور چونکہ معاملہ ازدواج کی وابستگی پر عام نسل انسانی کی درجہ کی موقوف ہے اس لئے قرآن کریم میں عائلی مسائل کو تمام دوسرے دنیوی مسائل و معاملات سے زیادہ اہمیت دی ہے اس سورۃ کا اصل مضمون عائلی زندگی سے متعلق طلاق کی بابت چند احکام و مسائل کی تعلیم ہے اس کے بعد عمومی طور پر ہر قسم کے احکام اور شریعت کے حدود سے سرکشی و نافرمانی پر برے نتائج سے آگاہ کیا گیا ہے۔ یا یوں کہنے کے پہلے رکوع میں طلاق کے متعلق احکامات کا بیان ہے اور دوسرے رکوع میں عام احکام کی نافرمانی سے ڈرایا گیا ہے کہ ایسے لوگوں کا انجام گزشتہ نافرمان اقوام کی طرح ہوتا ہے اس کے بعد تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین فرمائی گئی اور فرمایا گیا کہ شریعت کے قوانین قرآن حکیم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف سمجھا دیئے تاکہ تم جہالت کے اندھیرے سے نکل کر علم و ہدایت کے اقبال میں آ جاؤ اور فرمایا گیا کہ اس فرمانبرداری کے بدلے

سورۃ الطلاق

یہ قرآن کریم کی ۶۵ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا شمار نمبر ۹۹ ہے اس سورۃ میں ۲ رکوع ۱۴ آیات ۲۹۸ کلمات اور ۱۲۳ حروف ہیں یہ سورۃ مدنی ہے۔
وجہ تسمیہ:

چونکہ اس سورۃ میں طلاق کے متعلق چند خاص احکام بیان فرمائے گئے ہیں اس مناسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ طلاق مقرر ہوا۔ اس سورۃ کا زمانہ نزول سورۃ بقرہ کے بعد ۶ھ کے قریب ہے چونکہ بعض احکام طلاق سورۃ بقرہ میں بیان ہوئے تھے اس سورۃ میں مزید احکام طلاق کے متعلق بیان فرمائے گئے۔
رابطہ:

سورۃ سابقہ کے اخیر میں بیوی اور اولاد کا ذکر ہونا مذکور تھا۔ چونکہ بعض وقت خیال عداوت مانع ہو جاتا ہے ان کے حقوق واجب ادا کرنے کا بالخصوص جب کہ ظاہری مفارقت بھی ہو جائے اس سورۃ میں مطلقہ ازدواج کے متعلق احکام اور اولاد رضیع کے احکام کے بیان سے اس کی اصلاح ہوگئی کہ جب مفارقت (جدائی) پر بھی حقوق کی رعایت واجب ہے تو موافقت کی صورت میں بطریق اولیٰ اس کا وجوب ہوگا۔ اور چونکہ ان احکام کے ضمن میں چار جگہ تقویٰ کا حکم اور ترغیب ہے۔ اس لئے دوسرے رکوع کا مضمون اس کی تائید میں ہے نیز اس سے اس بات پر بھی دلالت ہے کہ معاملات دنیویہ میں بھی احکام شرعیہ کی رعایت واجب ہے۔ برخلاف دُعم بعض

عصر کے بعد سب ازواج مطہرات کے یہاں کچھ دیر کے لئے تشریف لے جاتے۔ ایک روز حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے یہاں کچھ دیر لگی معلوم ہوا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد پیش کیا تھا اس کے نوش فرمانے میں وقف ہوا پھر کسی روز یہ معمول رہا ازواج مطہرات کو چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی محبت تھی اور ہر ایک چاہتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جتنا زیادہ ہو سکے اس کے یہاں قیام فرمائیں اس لئے حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے مل کر تدبیر کی کہ آپ وہاں شہد کھانا چھوڑ دیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے حضرت حفصہ سے کہا کہ حضور ہم میں سے جس کے پاس تشریف لائیں وہ یوں کہے کہ آپ نے مغایر نوش فرمایا ہے مغایر ایک گوند کی قسم ہے جس میں کچھ بدبو ہوتی ہے چنانچہ ایسا ہی کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے شہد کھایا ہے۔

اس پر کہا گیا کہ شاید کوئی شہد کی کمی مغایر کے درخت پر چبھی ہو اور اس کا عرق اس نے چوس لیا ہو جس سے شہد میں بھی اس کی بو آگئی ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ میں اب شہد نہیں کھاؤں گا نیز یہ خیال فرمایا کہ زینب کو اس کی اطلاع ہوگی تو خواہ مخواہ رنجیدہ خاطر ہوں گی اس لئے حضرت حفصہؓ کو منع فرمایا کہ اس کی اطلاع کسی کو نہ کرنا مگر حضرت حفصہؓ نے چپ کے سے حضرت عائشہؓ کو اطلاع کر دی یہ بھی کہہ دیا کہ اور کسی سے نہ کہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے بذریعہ وحی مطلع فرمادیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ سے فرمایا کہ تم نے عائشہ کو اطلاع کی حالانکہ تم کو منع کر دیا گیا تھا وہ تجھ سے کہنے لگیں کہ آپ سے کس نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے مطلع کر دیا ہے۔

میں جنہیں آخرت میں بہشت کے باغات میں جگہ دی جائے گی جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے۔ واللہ اعلم!

سورة التحريم

یہ قرآن کریم کی ۶۶ ویں سورۃ ہے اور اس کا شمار ترتیب نزولی کے اعتبار سے نمبر ۱۰۷ ہے اس سورۃ میں ۲ رکوع ۱۲ آیات ۳۵۳ کلمات اور ۱۱۲۳ حروف ہیں یہ سورۃ مدنی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورہ کی ابتداء میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حلال چیز کے کھانے سے قسم کھا کر اس کو اپنے اوپر حرام فرمایا تھا اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ التحريم متعین ہوا چونکہ تحريم کے لفظی معنی ہیں حرام کر دینا۔

ربط:

پہلی سورۃ میں طلاق پر مرتب ہونے والے احکام کا بیان تھا اس سورۃ میں ازواج مطہرات کو تحلیف بالاطلاق ہے یعنی طلاق سے ڈرایا گیا ہے اور جس سابقہ سورۃ کے خاتمہ پر اطاعت کی عام تاکید تھی اسی طرح اس سورۃ میں ازواج کو خطاب کے بعد رجوع الی اللہ کی تاکید ہے اس سے ربط و تناسب ظاہر ہے۔

شان نزول:

روایت میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ آپ

والطاعت ضروری ہے اس امر کو ذہن نشین کرانے کے لئے نبوت کے طور پر حضرت
لوط کی بیوی کا قصہ بیان فرمایا گیا اور اس کے مقابلہ میں فرعون کی بیوی حضرت آسیہ
ایسی ہی حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ واللہ اعلم!

سورة الملک

یہ قرآن کریم کی ۶۷ ویں سورة ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا
شمار نمبر ۷۷ ہے اس سورة میں ۲۸ کلمات اور ۳۳۵ حروف ہیں یہ
سورہ کی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورة کی ابتداء میں "المَلِکُ الذی بہدہ الملک" کا جملہ آیا ہے
یعنی بڑا عالی شان ہے وہ جس کے قبضہ میں تمام بادشاہت ہے اس سورة کا نام ملک
اسی جملہ سے ماخوذ ہے حدیث پاک میں اس سورہ کا نام تجلیہ اور واقعہ بھی آیا ہے اس
واسطے کہ یہ سورہ اپنے پڑھنے والے کو قبر کے عذاب سے بچاتی ہے اور نجات بخشی ہے
اور قیامت کے ہول اور صعوبتوں سے محفوظ رکھتی ہے۔

رابطہ:

سورہ سابقہ میں حقوق رسالت کا بیان تھا اس سورہ میں حقوق توحید اور ان
کے اہل و اطالہ پر جڑا و سزا کا بیان ہے نیز سورہ سابقہ کے اخیر میں بعض اہل
سعادت و شقاوت کا ذکر تھا اور اس سورہ میں مطلقاً سعادت اور اشتیاء کا ذکر ہے جس
سے دونوں سورتوں میں ربط ظاہر ہے۔

فائدہ:

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ قرآن پاک میں اس بات کا کوئی ذکر نہیں کہ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر کس چیز کو حرام کیا تھا اور کیوں حرام کیا تھا اور نہ یہ
ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس زوجہ سے کیا خفیہ بات کہی تھی اور انہوں نے
اس کو کس سے بیان کر دیا تھا اور نہ ہی ان واقعات کو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی
سے بیان فرمایا اور نہ خود ازواج مطہرات نے اس قصہ کو کسی سے ذکر کیا سوائے
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے۔ لہذا ان آیات پر مجمل طور پر ایمان رکھنا کافی ہے۔
واللہ اعلم!

خلاصہ سورہ:

سورہ کی ابتداء اس واقعہ کے ذکر سے فرمائی گئی اور رسول کو خطاب فرمایا گیا
کہ اللہ نے آپ کے اوپر جس چیز کو حلال کیا ہے آپ اس کو اپنے اوپر حرام نہ فرمائیں
پھر فرمایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی زوجہ مطہرہ سے کوئی بات راز میں
رکھنے کے لئے کہی تھی مگر انہوں نے کسی دوسری زوجہ سے وہ بات کہہ دی جس کی خبر
اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور ازواج مطہرات کو نصیحت فرمائی گئی کہ وہ
توبہ و استغفار کریں ورنہ اللہ کے رسول کو تم سے بہتر ازواج فی سبیل اللہ ہیں اس کے ساتھ
عام مسلمانوں کو نصیحت فرمائی گئی کہ وہ اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچائیں
اور کوئی گناہ نادانستہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرنی چاہئے۔ اہل و عیال سے متعلق چونکہ اس
سورہ میں خاص احکام و ہدایات ہیں اس لئے یہ بھی سمجھایا گیا کہ محض خاندانی وجاہت
نجات کے معاملہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی آخرت کی کامیابی و کامرانی کے لئے ایمان

واسطے کہ اس شخص نے مجھے اپنے سینہ میں محفوظ کیا ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ بعض صحابہؓ نے ایک جگہ خیمہ لگایا ان کو علم نہ تھا کہ اس جگہ قبر ہے اچانک خیمہ لگانے والوں نے اس جگہ سورۃ تبارک الذی پڑھتے ہوئے سنا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سورۃ اللہ کے عذاب سے روکنے والی ہے۔
خلاصہ سورۃ:

سورۃ کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی توحید و صفات سے کی گئی ہے اور بتلایا گیا کہ سارے جہان کی بادشاہی اللہ کے دست قدرت میں ہے اسی نے تم کو زندگی بخشی اور وہی تم کو موت دے گا اور اس مرنے جینے کا مقصد امتحان ہے کہ اس عارضی زندگی میں کون اچھے کام کرتا ہے اور کون برے کام کرتا ہے۔ پھر بتلایا گیا کہ یقین کرو کہ ساری جہاں میں تم اللہ کی کاچتا ہے ہر طرف اسی کی قدرت کا ظہور ہے ساتوں آسمان اسی نے پیدا کئے جو ایک دوسرے کے اوپر چھائے ہوئے ہیں اور ان میں ہر بات ایک مضبوط نظام اور قاعدے کے موافق چل رہی ہے جس میں کوئی غلط یا غلام نہیں ہے ہر چیز کو اس نے قاعدے اور طریقہ سے بنایا ہے اور ہر چیز اپنی اپنی مناسب جگہ موجود ہے اور اپنا کام پورا کر رہی ہے۔ پھر بتلایا گیا کہ جتنا اس کی مخلوقات کو نور سے دیکھو گے حیرت بڑھتی جائے گی تم دیکھتے دیکھتے تھک جاؤ گے لیکن اس کے عجائبات فتم نہ ہوں گے دیکھو تمہارے قریب کے آسمان میں ستارے روشن چڑھنے کی طرح روشن ہیں ان کو اللہ نے شیطانوں کے مارنے کا ذریعہ بھی بنایا ہے جو اوپر چڑھ کر قریب کی باتیں سننے کی کوشش کرتے ہیں یہ شیطان انسانوں کو سوائے غلام اور گمراہی کے اور کچھ

فضائل سورۃ:

حدیث شریف میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب کو سونے سے پہلے اس سورۃ کو ضرور پڑھتے تھے۔
مسند احمد میں ایک روایت ہے جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کریم میں ۳۰ آیتوں کی ایک سورۃ ہے جو اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرتی ہے یہاں تک کہ اسے بخش دیا جائے اور وہ سورۃ تبارک الذی بیدہ الملک ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ یہ سورۃ ہر مسلمان کے دل میں ہو یعنی یہ سورۃ ہر مسلمان حفظ کر لے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مردہ کو جب قبر میں رکھتے ہیں اور عذاب کے فرشتے آتے ہیں یہ سورۃ اپنے پڑھنے والے کی مدد کرتی ہے اور ان فرشتوں کو منع کرتی ہے اگر وہ عذاب کے فرشتے مردہ کے پاس بیروں کی طرف سے آنے کا ارادہ کرتے ہیں تو یہ سورۃ ان کو دھر سے منع کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میں ادھر سے تم کو نہ آنے دوں گی اس واسطے کہ اس شخص نے کھڑے ہو کر مجھ کو نماز میں پڑھا ہے اور اگر وہ فرشتے سر کی جانب سے آنے کا ارادہ کرتے ہیں تو یہ سورۃ ادھر سے بھی منع کرتی ہے اور کہتی ہے کہ اس شخص نے مجھ کو اپنے منہ سے پڑھا ہے سو میں تم کو اس طرف سے بھی آنے نہ دوں گی۔ اسی طرح دائیں اور بائیں جانب سے آنے سے بھی روکتی ہے اور کہتی ہے کہ میں تم کو ادھر سے بھی نہ آنے دوں گی اس

سورة القلم

یہ قرآن کریم کی ۶۸ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا شمار نمبر ۴ پر ہے اس سورۃ میں ۲ رکوع ۵۲ آیات ۳۰۶ کلمات اور ۱۲۹۵ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی ابتداء ہی میں "ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ" فرمایا گیا یعنی قسم سے قلم کی اور اس کی بوجہ فرشتے کہتے ہیں یہاں قلم سے مراد وہ قلم ہے جس سے تمام مخلوق کی تقدیریں لوح محفوظ میں لکھ دی گئی ہیں اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ قلم: ۱۔ اس سورۃ کا دوسرا نام سورۃ لون بھی ہے۔

رہبط:

سورۃ سابقہ میں زیادہ تر روئے سخن مکررین توحید کی طرف تھا اور اس سورۃ میں زیادہ روئے سخن ماعینین فی الہیوت کی کی طرف ہے اور چونکہ انکار نبوت کفر ہے اس لئے کفار کی عقوبت دنیویہ و اخرویہ کا مضمون بھی بعض آیات میں آیا ہے۔

شان نزول:

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خلعت نبوت سے سرفراز ہوئے اور آپ پر وحی آنا شروع ہوئی اور وضو و نماز کا طریقہ آپ کو فہم سے سکھایا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین حق کا ظاہر کرنا شروع کیا تو اہل بیت اور ایمان لانے والے مسلمانوں میں نماز پڑھنا رائج ہوا

نہیں بتاتے اب جو لوگ ان کی پیروی کریں گے وہ انہیں کے ساتھ جہنم رسید ہوں گے اور جب یہ مکررین گروہ در گروہ جہنم میں داخل کئے جائیں گے تو جہنم کا جوش و خروش دیکھ کر ان کے ہوش اڑ جائیں گے جہنم کے عکسبان فرشتے ان سے کہیں گے کہ کیا دنیا میں تمہیں ڈرانے والے نہیں آئے تھے اس کا جواب وہ حسرت و عداوت سے دیں گے کہ ڈرانے والے تو ضرور آئے تھے مگر ہم نے ان کا کہنا نہیں مانا ان کو جھوٹا سمجھا اگر تم سمجھ لیتے اور رسولوں کی بات مان لیتے تو آج جہنموں کے ساتھ جہنم میں نہ جھونکے جاتے ان کے برخلاف اللہ سے ڈرنے والے بندے اس دن چین و آرام سے ہوں گے اور ان کو بڑا اجر ملے گا کیونکہ وہ دنیا میں اپنے رب کو دیکھے بغیر اس پر ایمان لائے اور اس سے ڈرتے رہے۔ آگے انسانوں کو نصیحت کی گئی کہ ہر حال میں اللہ کی رحمت کے امید وار رہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نہ ماننے والوں کو دنیا میں بڑی بڑی سزائیں دی ہیں پھر تمام انسانوں کو خطاب کر کے بتلایا جاتا ہے کہ تم خود ہی سوچو ایک شخص منہ اٹھائے ہوئے سیدھے راست پر چل رہا ہے دوسرے منہ اندھا اٹھائے گرتا پڑتا ادھر ادھر بھٹکتا پھر رہا ہے تو کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں ظاہر ہے کہ ہرگز نہیں۔

اس لئے اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو قیامت پر یقین کرو وہ ضرور آئے گی۔ رہا اس کا وقت تو وہ اللہ ہی جانتا ہے کہ کب آئے گی لیکن جب آئے گی تو پھر منکروں کی خیر نہ ہوگی ہوں گے مارے ان کے جسے گلا خانکب گے آخر میں منکروں کو سمجھایا جاتا ہے کہ تم مسلمانوں کی فکر چھوڑ دو اپنی فکر کرو کہ اللہ کے عذاب سے کیسے بچو گے مسلمانوں کا تو وہی اللہ ہے وہی ان کے سارے کام بنائے گا تم سوچو کہ تمہیں اس کے عذاب سے کون بچائے گا۔ واللہ اعلم!

وہ تسمیہ:

اس سورۃ کی ابتداء ہی لفظ الحاقہ سے ہوئی ہے جس کے لفظی معنی ہیں وہ چیز جو ہو کر رہے۔ ایسے ہی حادثہ کے معنی حق اور ثابت کے بھی ہیں یہاں اس سے مراد قیامت کا دن ہے جس میں جزاء و سزا واقع ہو کر رہے گی اس لئے اس سورۃ کا نام سورۃ الحاقہ ہوا۔

رابط:

پہلی سورۃ میں اثبات رسالت کے ساتھ کفار کی مجازا کا بیان تھا اس سورۃ میں مجازا کی تحقیق اور اس کا وقت اور مواقعات مذکور ہیں اور ثتم سورۃ میں حقانیت قرآن کا بیان ہے۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں قیامت کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور دنیا والوں کو صاف طور پر بتایا گیا کہ دنیا ایک روز ختم ہو کر رہے گی اور اس کے بعد ایک دوسرے جہاں سے پالا جائے گا اس لئے دنیوی زندگی اس حقیقت کو مد نظر رکھ کر بسر کرنی چاہئے جن لوگوں نے قیامت اور آخرت کو نہیں مانا اور بے غمگی کے ساتھ جو دل میں آیا دنیا میں کرتے رہے ان کو ان کے بد اعمال کی سزا اول تو دنیا ہی میں مل گئی اور مرنے کے بعد جب انہیں دوسرے جہاں سے واسطہ ہوگا تو ان کی بہت ہی بری گت بننے کی اور ایک وقت ایسا آجی آئے گا جب صور پھونکا جائے گا اور ایک ہولناک آواز پیدا ہوگی جس سے آسمان کے کلوے کھڑے ہو جائیں گے اور زمین کا چپہ چپہ زلزلہ سے لرز جائے گا پہاڑ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور تمام انسان دوبارہ زندہ کر کے خدا کے حضور میں

اور یہ باتیں نئی نئی جو کہہ والوں نے کبھی نہ دیکھی تھیں ان کا چرچہ ہونے لگا اور اکثر کفار نے کہنا شروع کیا کہ نوحو باللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو دیوانے ہو گئے اور اپنے گھر والوں کو بھی دیوانہ کر ڈالا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی باتوں سے رنج ہوتا تھا جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کے لئے یہ سورۃ نازل فرمائی اور وہ مرتبہ قسم کھا کر فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہرگز دیوانہ نہیں ہیں بلکہ آپ کی عقل تمام مخلوقات کی عقل پر ترجیح رکھتی ہے اور ان لوگوں کو آگے چل کر معلوم ہو جائے گا اور آپ خود بھی دیکھ لیں گے کہ پاگل اور دیوانے خود یہی لوگ تھے جو معاذ اللہ آپ کو دیوانہ کہتے ہیں۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت صداقت و عقلیت کا بیان ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی رسالت پر مخالفین کے جو شکوک و اعتراضات تھے ان کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ اخلاق و کردار کے لحاظ سے برے لوگ کون ہیں ان سے کنارہ کشی کی تعلیم تقویٰ و صبر و ثبات کے ساتھ صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رہنے اور اللہ کی طرف ہر حال میں رجوع کرنے کی تعلیم دی گئی ہے مکرین حق اور رسالت محمدیہ کی تکذیب کرنے والوں کو عذابِ آخرت کی وعید سنائی گئی ہے۔

سورۃ الحاقہ

یہ قرآن کریم کی ۶۹ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے ۷۸ نمبر پر ہے۔ اس سورۃ میں ۲ کوکب ۵۲ آیات ۲۶۰ کلمات اور ۱۱۳۳ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

سورة المعارج

یہ قرآن کریم کی ۷۰ ویں سورہ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا شمار ۹۷ ہے۔ اس سورہ میں ۲۸ کوٹھ ۳۳ آیات ۲۳۰ کلمات اور ۷۷۷ حروف ہیں یہ سورہ نکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورہ کی تیسری آیت میں معارج کا لفظ آیا ہے معارج معارج کی جمع ہے جس کے لفظی معنی ہیں درجات، ازینہ نیز حیاں مگر یہاں مراد ہے آسمان جو ایک کے اوپر ایک ہے اور اس پر فرشتے چڑھتے اترتے ہیں۔ اس لفظ معارج کو سورہ کا نام قرار دیا گیا۔

رابط:

سورہ ساقبت کی طرح اس سورہ میں بھی مجازات کا اور بعض اعمال موجب مجازات کا بیان ہے جس سے دونوں سورتوں میں ارتباط ظاہر ہے۔

شان نزول:

مفسرین نے اس سلسلہ میں ایک روایت لکھی ہے کہ ایک کافر نضر بن حارث نے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا خدا یا اگر محمد برحق ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے وہ تیرے پاس سے ہے تو تو ایک پتھر مجھ پر برسا یا مجھ کو دردناک عذاب میں مبتلا کر اس پر یہ سورہ مبارک نازل ہوئی۔

جہنم کے جانیں گے وہاں ان کی ساری چھپی اور کھلی باتیں ظاہر ہو جائیں گی بدی اور نیکی سب آنکھوں کے سامنے آ جائیں گی اور ہر ایک کو اس کا اعمال نامہ اس کے ہاتھ میں پکڑا دیا جائے گا کسی کے دائیں ہاتھ میں اور کسی کے بائیں ہاتھ میں جس کے داہنے ہاتھ میں اس کا اعمال نامہ آئے گا وہ اسے خوشی خوشی دوسروں کو دکھائے گا اور کہے گا کہ مجھ کو معلوم تھا کہ مجھ سے میرے اعمال کا حساب لیا جائے گا اور میں دنیا میں ایسے کاموں سے بچتا تھا جن سے پکڑا کا اندیشہ تھا ایسا شخص جنت میں داخل ہوگا اور جہاں کھلونے سے لے لے ہوئے باغات ہوں گے اور وہ ان کے اندر ہمیشہ ناز و نعمت اور چین و آسائش میں رہے گا اور جس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں آئے گا وہ کہے گا کہ کاش مجھے نہ ملا ہوتا تاکہ اپنے کتوتوں کا حساب نہ دینا پڑتا کاش میں ہمیشہ مراہی پڑا رہتا آج نہ دنیا کی دولت میرے کام آئے گی اور نہ میری حکومت و سلطنت مجھے بچا سکے گی۔ فرشتوں کو حکم ہوگا اس مردود کو پکڑو گلے میں طوق ڈالو اور کھینچتے ہوئے لے جاؤ اور جہنم میں ڈال دو اور زنجیروں میں جکڑ دو یہ وہی تو ہے جو دنیا میں اللہ کا انکار کرتا تھا اور جہنم کی مسکنوں کی خبر نہ لیتا تھا کہ آج اس کی مدد اور خبر گیری کرنے والا کوئی نہ ہوگا اور اس کو کھانے پینے کو مشلین (دقون کا دھون) ملے گا۔ اخیر میں سمجھایا گیا کہ اے انسانو میں (اللہ) قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ قرآن میری بھیجی ہوئی نچی کتاب ہے اور اسے کسی نے خود نہیں گھڑ لیا اور یہ پرہیز گاروں کے لئے ہدایت ہے لیکن اللہ کو علم ہے کہ تم میں سے بہت سے انسان اس کی قدر نہ کریں گے وہ آخر کار بچتے نہیں گے کہ انہوں ہم نے پہلے ہی قرآن کو کیوں نہ مان لیا۔ بہر حال سمجھاداروں کے لئے یہ قرآن بالکل قیمتی حقیقت ہے۔ واللہ اعلم!

خلاصہ سورۃ:

جیسا کہ شان نزول سے معلوم ہوا کہ نضر بن حارث نے جو قرآن کے حق ہونے کی صورت میں عذاب کی درخواست کی تھی اولاً اس کا جواب ارشاد فرمایا گیا کہ یہاں کی سزا کیا ہے اصل سزا کا انتظار کرو جو ایسے دن میں واقع ہوگی جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی مراد یوم قیامت ہے۔ اس سلسلہ میں بتلایا گیا کہ ان کفار کی نگاہ قیامت تک نہیں پہنچتی اور اس کے آنے کو محال کہتے ہیں لیکن اللہ کے نزدیک وہ قریب ہی آگئی ہے اور جب قیامت آنے کی تو بڑا ہولناکی کا ساں ہوگا کہ آسمان پھیل جائے گا اور پہاڑ اون کی طرح اڑنے لگیں گے اور ایسا نفسی کا ساں ہوگا کہ لوگ اپنے قریبی رشتہ داروں تک کو نہ پہچانیں گے ہر ایک کو اپنی جان کی پڑی ہوگی اور مجرم اس روز چاہے گا کہ میری اولاد۔ بیوی، بھائی کنبہ قبیلہ بلکہ ساری دنیا مجھ سے ملے لیں مگر کسی طرح میری جان چھوڑ دیں لیکن یہ ہرگز نہ ہوگا وہاں تو مجرموں کو دیکھی ہوئی آگ سے پالا پڑے گا اور جہنم ان لوگوں کو پکارے گی جو دنیا میں اللہ اور رسول کی بات نہ سننے تھے کوئی سمجھاتا تو پیٹھ موڑ کر چل دیتے تھے اور دنیا کے ساز و سامان جمع کرنے میں لگے رہتے تھے روپیہ پیسہ نکل کے باعث گن گن کے رکھتے تھے اور دنیا ہی میں پھنسے رہتے تھے ذرا سی تکلیف ہوئی تو بے مبری سے چلا اٹھتے اور جب فلاح الہی ہوئی تو کبھی اور نکل سے کام لیتے ایسے لوگوں کو نار جہنم سے واسطہ پڑے گا اور قیامت میں نجات انہیں کو نصیب ہوگی جو ہمیشہ نماز کے پابند رہیں گے مسکین محتاج اور نادار کی مالی امداد کرتے رہے ہوں گے قیامت پر ایمان رکھتے ہوں گے اور اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہوں گے اور اپنی شرکاء ہوں کی ناجائز امور سے حفاظت کرتے رہے ہوں گے

امانت دار ہوں گے اور اپنے قول و قرار کا خیال رکھا ہوگا ایسے لوگ اکرام کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے انسان کی نجات کی جہی صورت ہے اور کفار کا یہ خیال کہ بغیر ایمان اور عمل صالح کے انہیں آرام و آسائش والے باغ مل جائیں گے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا اور مغرب وہ دن آنے والا ہے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے جب آجائے گا تو سب اپنی قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے اور ان کو جلا دیا جائے گا کہ یہ ہے وہ دن جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا اور جس کو تم جھٹلاتے تھے۔ واللہ اعلم!

سورۃ نوح

یہ قرآن کریم کی ۱۱۰ ویں سورۃ ہے اور اس کا شمار ترتیب نزولی کے اعتبار سے بھی نمبر ۱۱ پر ہے اس سورۃ میں ۲۸ رکوع ۲۸ آیات ۲۳۱ کلمات اور ۹۷ حرف ہیں یہ سورہ کی ہے۔

وجہ تسمیہ:

چونکہ اس پوری سورۃ میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر ہے اس لئے اس سورۃ کا نام ہی نوح مقرر ہوا۔

فائدہ:

قرآن کریم میں صرف دو سورتیں ایسی ہیں جن میں مسلسل ایک خاص ذکر کے علاوہ دوسرا ذکر نہیں۔ ایک سورۃ یوسف کہ اس میں صرف حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ مذکور ہے اور ایک یہ سورۃ نوح کہ اس میں قصہ نوح کے سوا اور کچھ مذکور نہیں ہے۔

رابط:

سورۃ سابقہ میں موجبات عقوبت کا بیان تھا ان میں سے ایک رسول کی تکذیب بھی ہے۔ اس سورۃ نوح میں حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ کے ضمن میں اس کا بیان ہے نیز مذکورہ سورۃ سابقہ کے ساتھ اس سورۃ میں کفر پر استحقاق عقوبت دنیویہ کا بھی اثبات ہے۔

نیز آپ کو قتل دینا ہے کہ مشرکین مکہ کی طرح قوم نوح نے بھی اپنے پیغمبر کی تکذیب کی تھی لہذا آپ تک دل نہ ہوں۔

خلاصہ سورۃ:

کفار مکہ کی سرکشی اور نبی آخر الزماں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و ہدایات پر تسخر اور آپ کے فرمانے ہوئے وعدوں کی تکذیب و تکفیر حد کو پہنچ گئی تھی اس لئے کفار مکہ کو ان کے سرکش اور نافرمان قوم کا ہر تاک واقعہ سنایا گیا جو نوح علیہ السلام کی نبوت کے زمانہ میں گزرا۔ چنانچہ اس سورۃ میں بتایا جاتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ہر طریقہ سے سمجھایا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو دین حق کی دعوت دی اور خدا کے احکام پر چلنے اور اس کی عبادت کرنا نصیحت کی لیکن قوم نے آپ کی نصیحتوں کو مان کر نہ دیا بلکہ الٹا حضرت نوح کو طرح طرح سے ستایا آپ پر آوازے کئے اور آپ کا مذاق اڑایا آپ کو ملک بدر کرنے کی دھمکی دی آخر کار ۹۵۰ سال کی طویل مدت تک برابر قوم کو دعوت دین دیتے رہے اور تبلیغ حق کرتے رہنے کے بعد سوائے محدودے چند افراد کے جو ایمان لائے چوری قوم سرکشی پر اصرار کرتی رہی تو حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے حق میں بددعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ

سے التجا کی کہ دنیا میں یہ لوگ اسی طرح رہتے چلے گئے تو سوائے شرفساد اور کفر و شرک غفلت و گمراہی اور فسق و فجور کے کچھ باقی نہ رہے گا اس لئے ان کافروں میں سے ایک بھی زندہ مت چھوڑ چنانچہ نوح علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور ایسا عالمگیر طوفان آیا کہ تمام کافر ڈوب کر مر گئے اور صرف وہی مؤمن بچے جو حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار ہو گئے تھے اور دنیا کی آئندہ نسل انہیں سے چلی۔

فائدہ:

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان مؤرخین نے ۱۲۰۰ سال کا فاصلہ لکھا ہے حضرت آدم علیہ السلام کے بعد نبی تو ہوئے مگر پہلے نبی جن کو رسالت سے نوازا گیا حضرت نوح علیہ السلام ہی تھے۔

فائدہ:

نبی اور رسول میں یہی فرق ہے کہ نبی ہر صاحب دینی کو کہتے ہیں لیکن رسول کے لئے صاحب دینی ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب شریعت ہونا بھی ضروری ہے چنانچہ انبیاء اولو العزم کا سلسلہ بھی حضرت نوح علیہ السلام سے شروع ہوا اور دینی الہی سے سر تابی کرنے والوں پر اول مذاہب حضرت نوح علیہ السلام کے وقت سے شروع ہوا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت سے پہلے تمام قوم خدا کی توحید اور صحیح مذہبی روشنی سے نا آشنا ہو چکی تھی اور حقیقی خدا کی جگہ خود ساختہ بتوں کی پرستش ان کا شعار ہو گیا تھا۔

فائدہ:

دنیا میں بت پرستی کی ابتداء کب اور کس طرح ہوئی اس کے متعلق لکھا ہے

نزویک ثابت ہو جائے اور وہ اس بات کی گواہی دیں اور ہماری سفارش کریں۔ ہوتے ہوتے اس امر نے ایسا رواج پایا کہ عبادت اور ذکر تو بالکل موقوف ہو گیا بس ان تصویروں کا فقط ہاتھ پاؤں چومنا باقی رہ گیا۔ پھر تھوڑے دنوں کے بعد قدم پوسی کے عوض زمین پوسی اور سجدہ شروع ہو گیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے والد لوگوں کو برے کام سے منع کرتے لیکن کوئی ان کی بات کو نہ سنتا یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے پیغمبر بنا کر ان لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ واللہ اعلم!

سورة الجن

یہ قرآن کریم کی ۴۲ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا شمار نمبر ۴۰ پر ہے اس سورۃ میں ۲۸ کو رکوع ۲۸ آیات ۲۸ کلمات ۱۱۳۶ حروف ہیں یہ سورۃ بھی ہے۔
وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی ابتداء ہی میں جنات کی ایک جماعت کے متعلق بتلایا گیا کہ انہوں نے قرآن سنا اور اس پر ایمان لائے اور پھر اپنی قوم میں جا کر ایمان و اسلام کی تبلیغ کی اس واقعہ کے ذکر کی بناء پر اس سورۃ کا نام سورۃ الجن متعین ہوا۔
رابطہ:

سورۃ سابقہ میں قصہ کفر سے ترتیب قبی کفار کے ایمان نہ لانے پر اس سورۃ میں جنات کے ایمان لانے سے ترتیب ہے۔ کفار معاصرین کو ان امور پر ایمان لانے کی اس طور پر کہ ناری الاصل باوجود علو و علو کے ایمان لائے تو تراپی الاصل

کہ حضرت آدم علیہ السلام کی آٹھویں پشت تک کوئی کافر نہ تھا سب خدا پرست اور شرک سے پاک تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے سلسلہ نسب میں جب حضرت اوریس علیہ السلام کی وفات ہوئی تو اس کے بعد بنی آدم میں بدعتی شروع ہوئی اور سب اس کا یہ ہوا کہ حضرت اوریس کے سب بیٹے اولیاء اللہ اور نیک بخت تھے اور ہر ایک نے اپنی عبادت کے واسطے ایک عبادت خانہ بنایا تھا اس میں خود بھی عبادت کرتے تھے اور لوگوں کو بھی عبادت خانہ میں حاضر ہونے اور حق تعالیٰ کے ذکر و بندگی میں مشغول رہنے کی نصیحت کیا کرتے تھے چنانچہ بہت لوگ وہاں حاضر رہتے اور ان کی تعلیم کے بموجب نہایت ذوق و شوق سے عبادت کرتے اور ان کی صحبت اور حضوری کی برکت سے عبادت میں ان کو لذت اور شوق حاصل ہوتا جب ان کا انتقال ہوا تو لوگوں کو نہایت رنج و ملال ہوا اور ان میں آپس میں اکثر اس بات کا ذکر رہتا کہ جو مزہ عبادت کا ہم کو ان بزرگوں کی صحبت میں حاصل ہوتا تھا اب وہ بات میسر نہیں آتی ابھی یسین جو کہ انسان کا جانی دشمن ہے موقع کو غنیمت جان کر ایک بوڑھے بزرگ کی شکل میں ان کے پاس پہنچا اور کہا کہ تمہارے رنج کے دفع ہونے کی ایک تدبیر میں تم کو ملتا ہوں وہی عبادت میں لذت تم کو پھر حاصل ہونے لگے گی۔ اور وہ تدبیر یہ ہے کہ ان بزرگوں کی شکلیں پتھر سے تراش اور ان بزرگوں کے کپڑے ان تصویروں کو پہنا کر عبادت خانہ کی محراب میں اپنے سامنے کھڑا کر لو اور یہ سمجھ لو کہ یہ ہم کو دیکھتے ہیں۔ اس قول کے بموجب کہ اللہ کے ولی فرستے نہیں ان لوگوں کو یہ تدبیر بہت پسند آئی اور تصویروں کو بنا کر عبادت خانہ میں رکھا اور یہ دستور بنالیا کہ عبادت کے بعد جو شخص عبادت خانہ سے باہر جائے تو ان تصویروں کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دے کر جائے تاکہ اس شخص کی حاضری عبادت نماز میں ان بزرگوں کی رودوں کے

باد وجود انکشاف کے کیوں ایمان نہیں لائے ترفیب و ترہیب کے اس تقابل سے دونوں
سورتوں کا رابطہ ظاہر ہے۔

شان نزول:

اس سورۃ کے شان نزول میں امام احمد، ترمذی، بخاری مسلم وغیرہ کبار
محدثین نے مختلف احادیث نقل کی ہیں جن کا خلاصہ و مطلب بعد اس تشریح کے جو
کتب سیر میں ہے یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برسوں قریش مکہ کو سمجھایا
اور دین حق کی دعوت دی اور ان کی سختیوں اور ایذاؤں کو بڑے استقلال سے برداشت
کیا مگر سن حیث القوم ان کا کفر پر اصرار رہا۔ آپ نے یہ خیال کر کے کہ چلو قریش مکہ
ایمان نہیں لائے تو ہمارے لوگوں کو ہی نصیحت کی جائے اس غرض سے پہلے طائف
تشریف لے گئے وہاں کے بااثر سرداروں سے ملاقات کی اور اسلام کی اعانت و
نصرت کے سلسلہ میں گفتگو فرمائی مگر یہ طائف کے سردار انتہائی بدسلوکی کے ساتھ پیش
آئے اور آپ کو شہر سے نکال دیا اور ادبائش کو آپ کے پیچھے لگا دیا اس طائف کے
سفر میں درد ناک اور انتہائی غمناک واقعات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آئے۔
الغرض ان طائف کے خالموں نے طائف سے باہر جانے پر مجبور کیا تب حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے عکاظ کا قصد فرمایا جہاں ایک بڑا بازار یا منڈی لگا کرتی تھی جہاں مختلف
جگہوں اور قبیلوں کے لوگ باہم خرید و فروخت کیا کرتے تھے آپ راستہ میں مقام نخلہ
میں ٹھہرے اور صبح کی نماز اور فرمائی نماز میں جو قرآن پاک کی تلاوت فرمائی تو اس کو
جنات کی ایک جماعت نے سنا جو اس تلاش اور جستجو میں گھومتے پھر رہے تھے کہ ان پر
آسمانی خبریں بند ہونے کا سبب کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پہلے

سرفراز ہونے سے جنات آسمان پر جاتے تھے اور آسمان والوں کی باتیں جو دنیا کی
تدبیر سے متعلق ہوتیں ان کو چوری چپ کے سن آئے اور لوگوں سے بتلاتے تاکہ
لوگ ان جنات کی فیب دانی کے معقد ہو جائیں اور ان کی پرستش کریں اور کابنوں کو
جو عرب میں ان جنات کے خادم اور پیچاری تھے مزدور نیاز لاکر دیویں جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نبی بنا کر مبعوث فرمائے گئے تو جنات کا یہ نظام درہم برہم ہو گیا اور
آسمان پر جانے سے جنات کو ممانعت ہو گئی اور فرشتے تنہائی کو مقرر ہو گئے کہ جو
جنات چوری چھپکے آسمان پر جانے کا قصد کریں ان پر آگ کے انگاروں سے مار
پڑے تو جنات حیرت میں تھے کہ یہ کیا نظام الٹ پلٹ ہو گیا ہے۔ اس کے لئے
جنات کی ٹولیاں مختلف ملکوں اور مقامات میں پکڑ لگاتی پھرتی تھی کہ ایک جماعت نو
جنات کی مقام نخلہ میں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں تلاوت قرآن
فرما رہے تھے پہنچ گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سن کر حسد ورہ گئے اور
بڑے غور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت سنتے رہے جب سن چکے تو کہنے لگے کہ
واللہ یہ چیز ہے جس سے ہم کو اوپر رسائی نہیں ہوتی یہ اللہ کا کلام ہے اور اسی کی
حفاظت کے لئے جنات کو اوپر سے باتیں لاکر کابنوں سے کہہ دینے سے بند کر دیا گیا
ہے کہ کہیں جنات کوئی آیت سن کر اور اس میں کچھ ملا کر کابنوں سے نہ کہہ دیں اور وہ
لوگ قرآن کے برابر کلام بنائے گا دعویٰ نہ کر بیٹھیں الغرض وہ جنات خود بھی ایمان
لے آئے اور اپنی قوم کو بھی جاکر ہدایت کی اس واقعہ کی خبر اللہ نے بذریعہ وحی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور یہ سورۃ نازل ہوئی۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جنات کے متعلق ضروری چیزیں بیان کر دی جائیں۔ لفظ جن کے معنی لغت میں پوشیدہ کے ہیں یہ بھی اور مخلوقات کی طرح اللہ کی ایک مخلوق ہے ان کی پیدائش آگ سے ہوئی جیسا کہ اول انسان حضرت آدم کی پیدائش مٹی سے ہوئی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے زمین پر جنات موجود تھے انسانوں کی طرح اب یہ بھی احکام شریعہ کے مکلف ہیں چونکہ یہ عام طور پر انسانوں کی نظروں سے غائب رہتے ہیں اس لئے اکثر فلسفیوں اور نچریوں دھریوں نے ان کے وجود کا انکار کیا ہے لیکن کسی چیز کا نظر نہ آنا یا اس کی کیفیت کا ہمیں معلوم نہ ہونا اس کے نہ ہونے کی دلیل نہیں ہے تمام ارباب مذاہب کے نزدیک جو کسی آسمانی مذہب کے قائل ہیں جنات کا وجود مسلم ہے اور قرآن کریم و احادیث متواترہ کے تفصیل جب صراحت کے ساتھ جنات کے وجود کو ثابت کر رہے ہیں اور بہت سی حدیثوں میں روایت جن کا ذکر بھی موجود ہے تو پھر کسی مسلمان کو ان کا وجود ماننے سے انکار کرنا ہرگز ذیبا نہیں ہے۔ قادیانیوں نے جہاں قرآن میں جن کا لفظ آیا ہے اس سے انسان ہی مراد لئے ہیں جس کی وجہ سے ان کو جگہ جگہ گمراہ کن اور مضحکہ خیز تاویلات کرنی پڑیں۔ الغرض انسانوں کی طرح جنات میں بھی پیدائش اور موت اور تذکرہ و منٹ اور نیک و بد اور کافر و مسلم کا سلسلہ جاری ہے۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا گیا کہ جنات کی ایک جماعت نے قرآن سنا اور کہنے لگے کہ یہ عجیب کلام ہے جو نیک راہ دکھاتا ہے۔ پھر وہ

جماعت اس قرآن پر ایمان لے آئی اور شرک سے توبہ کر لی اور پھر اپنی قوم میں جا کر ایمان و اسلام کی دعوت دی پھر بتلایا گیا کہ انسانوں کی طرح جنات کا بھی یہی خیال تھا کہ اللہ کسی کو دوبارہ زندہ نہیں کرے گا۔ پھر مساجد کی حرمت کا بیان فرمایا گیا کہ مساجد اللہ کی عبادت کی جگہیں ہیں یہاں شرک کرنا بڑا گناہ ہے یہ عاباً خانہ کعبہ کی طرف اشارہ ہے کہ مشرکین نے اس میں بت رکھ کر اس کے احترام کو نہیں پہنچایا تھی پھر بتلایا گیا کہ رسول کا کام تبلیغ و دعوت دینا ہے ماننا نہ ماننا انسان کا اپنا کام ہے لیکن جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اس کا فساد جہنم ہے پھر بتلایا گیا کہ عالم الغیب صرف خدا کی ذات ہے اسی بناء پر قیامت کا علم صرف اللہ کو ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ اپنے علم غیب میں سے جس رسول کو جس قدر مناسب سمجھتا ہے عطا فرماتا ہے یعنی رسالت کی تبلیغ کے لئے جتنی ضرورت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو اس قدر علم عطا فرماتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

سورة المزمل

یہ قرآن کریم کی ۴۳ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے نمبر ۳ پر ہے۔ اس سورۃ میں ۲ رکوع ۴۰ آیات ۲۰۰ کلمات اور ۸۶۳ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی ابتدا ہی "یا ایہا المزمل" کے خطاب سے ہوئی ہے اس لئے سورۃ کا نام مزمل قرار پایا مزمل لغت عرب میں اس شخص کو کہتے ہیں جو بڑے کشادہ کپڑے مثلاً چادر و کبلی وغیرہ کو اپنے اوپر لپیٹ لے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ نماز تہجد اور قرآن کریم کی تلاوت کے لئے بچتا اس وقت نازل ہوا تھا

رات کو اٹھتے تو ایک دراز کھل اوڑھ لیتے تھے تاکہ سردی سے حفاظت رہے اور نماز کی حرکات میں کسی طرح کا حرج واقع نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سورۃ میں منزل کے خطاب سے مخاطب فرمایا گیا کہ اے کھل یا چادر اوڑھنے والے۔ اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام منزل مقرر ہوا۔

فائدہ:

علماء نے لکھا ہے کہ کھل پوٹی حضرات انبیاء علیہم السلام کا طریقہ رہا ہے خصوصاً حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کا اور ہمیشہ صلحاء کا یہ لباس رہا ہے اور اسی لئے اہل اللہ فقہاء میں فرقہ پوشی کی ایک سنت جاری ہے اور یہ لباس اس بات کی علامت ہے کہ اس کے اوڑھنے والے نے اپنے مولیٰ کی عبادت کا التزام کیا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ اس سورۃ کا نام منزل اس واسطے لکھا گیا کہ اس سورۃ میں فرقہ پوشی کے لوازمات اور اس کی شرطیں بیان فرمائی گئی ہیں۔ (۱) رات کے جاگنے میں بڑی کوشش کرنا اور قرآن کریم کو تجھ کی نماز میں پڑھنا کہ اپنے نفس کے ساتھ بڑا اجتہاد ہے رات کے وقت عبادت میں مشقت ہوتی ہے اور نفس پامال ہوتا ہے لیکن دل جمعی خوب ہوتی ہے۔ (۲) دن کو بھی ہر وقت اپنے مالک کی بندگی میں مشغول رہنا۔ (۳) حق تعالیٰ کے ذکر پر مداومت کرنا اور اس کے نام سے ہمیشہ اپنی زبان کو شاد کام رکھنا۔ (۴) اللہ کے سوا سب علاقوں کو کاٹنا اور ترک کرنا (۵) ہر امر میں بھروسہ اور اعتماد اللہ پر کرنا۔ (۶) اللہ کی مخلوق کی ایذا اور ظلم کو سہتا۔ (۷) اہل دنیا کی صحبت سے احتراز کرنا لیکن ان کی خبر خواہی میں کمی نہ کرنا۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھل اوڑھنے والے ہیں اور آپ کے متعلق یہ سب

کام فرمائے گئے۔

رابط:

سورۃ سابقہ میں کفار کو امور غلطہ توحید۔ رسالت و حجازۃ پر ایمان لانے کی ترغیب تھی۔ اس سورۃ میں کفار کے ایمان نہ لانے پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ ہے اور تقویت تسلیہ کے لئے آیت "فصبر علیٰ ما یقولون و صبح بحمد ربک" نازل ہوئی اسی کے ساتھ آپ کو کثرت ذکر اور قیام لیل کا امر فرمایا گیا اور اس مجموعہ کے ضمن میں امور غلطہ مذکورہ کا اثبات بھی ہے جس سے دونوں سورتوں کا ربط ظاہر ہے۔

شان نزول:

روایت میں آتا ہے کہ ابتدائے نبوت میں قریش مکہ نے دارالندودہ میں جمع ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مشورہ کیا کہ آپ کی حالت کے مناسب کوئی لقب آپ کے لئے تجویز کرنا چاہئے کہ سب اس پر شفق رہیں اور اسی نام کو لے کر مکہ سے باہر نکلیں اور وہ نام اطراف ملک میں مشہور ہو جائے۔ کسی نے کہا آپ کا بن ہیں پھر رائے قرار پائی کہ آپ کا بن نہیں ہے کسی نے بھنوں کہا پھر اس کو بھی آپس میں غلط قرار دے دیا پھر سارحہا اس کو بھی رد کر دیا اور بعض کہنے لگے کہ سارحہا لے درست ہے کہ آپ دوست کو دوست سے جدا کر دیتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ آپ کو جب یہ خبر پہنچی تو رنج ہوا اور آپ رنج کی حالت میں کپڑا اوڑھ کر لیٹ گئے جیسا کہ اکثر سوچ و غم میں آدمی ایسا کر لیتا ہے اس پر حق تعالیٰ نے آپ کو "یا ایہا الملؤل" سے خطاب فرمایا اور آپ کی تسلی فرمائی کہ آپ ان کفار کی باتوں پر رنج نہ کریں۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں آپ کو کفار کی باتوں پر صبر کرنے کا حکم دیا گیا اور فرمایا گیا کہ آپ رات میں اٹھ کر اللہ کی یاد کیجئے اور تقریباً آدھی رات یا اس سے کچھ کم و بیش نماز پڑھئے اور جتنا قرآن پاک نازل ہو چکا ہے نماز میں خوب غور و فکر کر ایک ایک حرف الگ الگ کر کے پڑھئے اور اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ سب سے یکسو ہو کر اللہ کی طرف متوجہ رہا کریں کیونکہ اس کے سوا آپ کا اور اس سارے جہاں کا کوئی پالنے والا نہیں اس لئے اپنے سب کام اسی کے سپرد کیجئے اور یہ کفار و شرکین جو باتیں آپ کی نسبت کہتے ہیں ان پر آپ صبر و تحمل کریں۔ پھر بتلایا گیا کہ یہ دنیا میں ٹکن رہنے والے اگر آپ کی بات نہیں سنتے اور اللہ ایذا پہنچاتے ہیں ان کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیجئے وہ ان سے خود نمٹ لے گا اور اس نے ان کی سزا کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے جس وقت آنے کی دیر ہے اور وہ قیامت کا دن قریب ہے جب کہ زمین اور پہاڑ زلزلہ سے لرز کر پاش پاش ہو جائیں گے اس کے بعد عام انسانوں سے خطاب کر کے فرمایا گیا کہ اللہ نے تمہارے پاس اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا ہے جیسا کہ فرعون کے پاس اس کی ہدایت کے لئے رسول کو بھیجا تھا فرعون نے اللہ کے رسول کی بات نہ مانی اور وہ بری طرح تباہ ہوا اگر تمہیں دنیا و آخرت کی مصیبتوں سے بچنا ہے تو اس کی ایک صورت ہے کہ اللہ کے رسول کو مانو اور قرآن کی ہدایت کے موافق چلو ورنہ قیامت کا دن بڑا ہولناک ہے وہ ضرور آکر رہے گا۔ بہر حال یہ قرآن اللہ نے تمہارے سمجھانے اور یاد دلانے کے لئے بھیج دیا ہے اور اس میں بھلائی کی ساری باتیں سمجھا دی گئی ہیں اب جو چاہے اس راستہ کو اختیار کرے اور

اپنے رب کی رضا مندی حاصل کرے۔ آگے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا گیا کہ اے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے دیکھ لیا کہ آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے ہمارے حکم کی تعمیل کی اور راتوں کی عبادت میں گئے رہے کبھی دو تہائی رات کے قریب کبھی آدھی رات اور کبھی ایک تہائی نماز میں کھڑے کھڑے گزار دی سو اللہ تعالیٰ اب اس شب بیداری کے حکم میں تخفیف فرماتے ہیں۔ اب جتنا جس سے آسانی سے ہو سکے نماز و قرآن رات میں پڑھ لیا کرے اور اس تخفیف کی وجہ یہ ہے کہ اللہ جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض کمزور بھی ہوں گے بعض روزی اور کمائی نہ گھر میں یا علم دین سیکھنے میں سفر کرتے ہوں گے۔ پھر کچھ لوگ خدا کی راہ میں جہاد کریں گے ان حالات میں پہلے حکم کی پابندی دشوار ہوگی اس لئے اس قیام لیل کے حکم میں تخفیف کی گئی مگر فرض نمازوں کا پابندی کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے اور جو کچھ کماد اس میں سے مفلسوں اور ناداروں کے لئے کچھ حصہ نکال دو اور حاجت مندوں پر حسب مقدار خرچ کرتے رہو اور یہ سمجھ لو کہ جو کچھ تم دوسروں کی مدد کے لئے خرچ کرو گے یہ گویا اللہ کو قرض دے رہے ہو جسے اللہ تعالیٰ بہت بڑھا چاڑھا کر ادا کرے گا اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے رہا کرو وہ تمہارے قصور معاف کر دے گا کیونکہ وہ بخور الرحیم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سورۃ المدثر

یہ قرآن کریم کی ۳۷ ویں سورۃ ہے اور تہذیب نزولی کے اعتبار سے نمبر ۴ ہے اس سورۃ میں ۲ کوغ ۵۶ آیات ۲۵۶ کلمات اور ۱۱۳۵ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

سائی دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اٹھا کر اوپر دیکھا تو جبرئیل علیہ السلام اپنی اصل شکل و ہیئت میں ایک نورانی تخت پر آسمان و زمین کے درمیان بیٹھے ہیں یہ پہلی مرتبہ قلبی ملکوت جب آپ پر ظاہر ہوئی تو آپ کو ہیئت محسوس ہوئی اور آپ گھبرا کر گھر تشریف لے آئے اور حضرت خدیجہؓ سے فرمایا کہ مجھے گرم کپڑا اکٹیل وغیرہ اڑھا دو چنانچہ آپ کپڑا اوڑھ کر لیٹ گئے اسی حالت میں سورہ مدثر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں اور بقیہ سورہ کا بعد میں نزول ہوا۔

خلاصہ سورہ:

اس سورہ کا خاص مضمون کفار و مشرکین کو قیامت و آخرت میں عذاب الہی سے ڈرانا ہے جس میں بتایا گیا کہ جو آیات الہی کی مخالفت و انکار کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تکبر اور عناد برتتے ہیں اور قرآن کی حقانیت سے منہ موڑتے ہیں ان کو آخرت میں جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ پھر جہنم کی حقیقت بتائی گئی کہ وہ کیسی ہولناک ہے اور اس کے عذاب کتنے سخت ہیں اور جن فرشتوں کے ذمہ اس کا انتظام و انصرام ہے وہ کیسے سخت ہیں کہ وہ کسی کی رعایت نہ کریں گے اور نہ کسی پر رحم کریں گے۔ پھر بتلایا گیا کہ جہنم کوئی بے حقیقت یا معمولی چیز نہیں ہے بلکہ بڑے ڈر کی چیز ہے اور جب ان کفار سے جو جہنم میں داخل ہوں گے پوچھا جائے گا کہ تم کن وجہ سے اس جہنم میں داخل ہوئے تو وہ کہیں گے کہ افسوس ہم دنیا میں ایمان لا کر نہ نماز پڑھنے والوں میں تھے اور نہ غربیوں اور مسکینوں کو کھانا کھلا کر ان پر رحم کرنے والوں میں سے تھے اور ہم ان لوگوں کے ساتھ تھے جنہوں نے دین کا مذاق بنارکھا تھا اور ہم اس قیامت و آخرت کو ہچکچاتا کرتے تھے یہی ہمارے جہنم میں داخل ہونے کی

وجہ تسمیہ:

اس سورہ کی ابتداء ہی ”یا لعلھا المدثر“ سے ہوئی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدثر کہہ کر خطاب فرمایا گیا مدثر عرب میں اس شخص کو کہتے ہیں جو ایک لمبا چوڑا کپڑا اپنے پیٹے ہوئے کپڑوں کے اوپر اوڑھ لے جسے چادر، کبیل، رضائی، لٹاف وغیرہ جس سے سردی دور ہو سکے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ گھر آ کر حضرت خدیجہؓ سے فرمایا کہ مجھے گرم کپڑا اکٹیل وغیرہ اڑھا دو اور آپ کپڑا اوڑھ کر لیٹ گئے اس لئے آپ کو ”یا ایہا المدثر“ سے خطاب فرمایا اور اسی مناسبت سے اس سورہ کا نام سورہ مدثر قرار پایا۔

رابط:

سورہ سابقہ میں آپ کا تسلیہ مقصود تھا اور انذار کفار جمہا مذکور تھا اس سورہ میں انذار کفار مقصوداً اور تسلیہ جمہا ارشاد ہے یہی وجہ ہے کہ سورہ سابقہ میں آیات تسلیہ زیادہ اور آیات انذار کم تھیں اور اس سورہ میں آیات انذار زیادہ اور آیات تسلیہ کم ہیں اس تقریر سے رابطہ واضح ہے۔

شان نزول:

احادیث میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کا سلسلہ شروع ہوا تو غار حرا میں جہاں آپ غلوت میں عبادت کے لئے لگے تھے کئی دن رات قیام فرماتے۔ سب سے پہلے ۳۰ ویں پارہ کی سورہ علق کی ابتداء ہی آیات نازل ہوئیں اس کے بعد کئی مصلحت و حکمت خداوندی سے کچھ عرصہ تک کوئی وحی نازل نہ ہوئی اس عرصہ کے بعد ایک مرتبہ دفعۃً ایک میدان میں ایک زور کی آواز آسمان کی طرف سے

وجوہات ہیں یہ تمام آخرت میں ہونے والے واقعات تبارک اخیر میں نصیحت سے اعراض کرنے والوں کو سمجھایا گیا کہ انہیں کیا ہو گیا کہ وہ نصیحت کی باتوں سے اس طرح بھاگتے ہیں جیسا کہ شیر سے ڈر کر گدھے بھاگتے ہیں۔ بہر حال تمام باتیں صاف صاف سب کو بتلا دی گئیں اور سمجھا دی گئیں اب خواہ کوئی مانے یا نہ مانے مگر یہ حقیقت ہے کہ جس کے عذاب سے ڈرنا چاہئے وہ وہی خدا ہے جو لوگوں کے گناہوں اور خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے اگر اس سے معافی طلب کی جائے۔ (الذین زعموا) !

سورة القيامة

یہ قرآن کریم کی ۷۵ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے اس کا شمار نمبر ۳۱ ہے اس سورۃ میں ۴ رکوع ۳۰ آیات ۱۶۳ کلمات اور ۶۸۴ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔
وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی ابتداء ہی ”لا اقسام یوم القیامۃ“ کے جملہ سے ہوئی یعنی قسم ہے قیامت کے دن کی تو اس سورۃ کی ابتداء قیامت کی قسم سے فرمائی گئی اور بعد میں بھی قیامت کے حالات اور قیامت کے ثبوت میں مختلف دلائل دیئے گئے ہیں اس مناسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ قیامہ ہوا۔

ربط:

سورۃ سابقہ کے فقرے کے قریب ارشاد ہے ”کلا بلا عافون الاخرۃ“ اور اس سے پہلے کچھ احوال آخرت بھی مذکور ہیں۔ اس سورۃ میں بھی آخرت کے احوال کی

تفصیل ہے اور جہاں مقدمہ آخرت یعنی موت کے وقت کا بھی حال مذکور ہے جس سے دونوں سورۃوں کا ربط ظاہر ہے۔

شان نزول:

روایت میں ہے کہ ایک کافر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ تم جو ہم کو قیامت آنے سے ڈرایا کرتے ہو تو اس کا کچھ حال تو بیان کرو تاکہ میں سنوں اور دیکھوں کہ میری عقل میں قیامت کا وقوع آتا ہے یا نہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ قیامت کا حال اس سے بیان فرمایا کہ جتنے مردہ ہیں سب اس دن زندہ کئے جاویں گے اور جو کچھ دنیا میں کیا ہے اس کا حساب دینا پڑے گا۔ اس پر اس بد نصیب نے کہا کہ یہ ایسی بات ہے کہ اگر میں اپنی آنکھ سے بھی دیکھ لوں تو بھی یقین نہ کروں اور یوں کہوں کہ یہ سب نظر بندی اور خیالات ہیں۔ حقیقت کچھ نہیں کیا ہزاروں سال کے مردوں کی ہڈیاں جو تمام جہاں میں پھیل چکی ہوں گی ان کو خدا جمع کر کے زندہ کرے گا۔ اس پر یہ سورۃ اس کافر کے وقوع قیامت کو بعید اور محال جاننے کے رد میں نازل ہوئی۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ کا خاص مضمون اثبات قیامت ہے اور ان لوگوں کو خبردار متنبہ کرنا ہے جو قیامت کے قائل نہیں اور دنیا ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں ان کو بتلایا گیا کہ قیامت کا دن بڑے معرکہ کا دن ہے وہ ضرور آکر رہے گا اس میں انسان کو ذرا شک و شبہ نہ کرنا چاہئے انسان یہ گمان کرتا ہے کہ جو مر گیا اور اس کی ہڈیاں گل سڑ گئیں تو خدا ان کو دوبارہ جمع ہی نہیں کر سکتا حالانکہ اللہ اس پر پوری طرح قادر ہے کہ وہ گلی سڑی ہڈیوں کو

سورۃ کی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں لفظ دہر آیا ہے جس کے معنی ہیں زمانہ دراز یا طویل مدت اس سے سورۃ کا نام ماخوذ ہے۔ نیز اس سورۃ کا نام دہر اس واسطے بھی ہے کہ اس سورۃ کے شروع میں دہر کے باطل عقیدہ کا ذکر فرمایا گیا ہے دہر کے باطل عقیدہ رکھنے والے جن کو دہر یہ کہا جاتا ہے ان کے باطل عقیدہ کا حاصل یہ ہے کہ اس جہاں میں کچھ تبدلات اور انقلابات ہوتے ہیں سب گردش زمانہ اور آسمان کے ستاروں کے تاثرات سے ہوتے ہیں بعض وضع و حالت دن و رات میں تبدیلی ہو جاتی ہے بعض مہینہ میں بعض برس میں اور بعض زمانہ دراز میں انقلابات عظیمیہ رونما ہو جاتے ہیں آبادیاں جنگل سے اور جنگل آبادیوں سے خشکی تری سے اور تری خشکی سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح انسان و حیوان پیدا ہوتے ہیں اور جو پیدا تھے وہ مٹ جاتے ہیں اور ایک نوع بدل کر دوسری نوع بن جاتی ہے تو اس سورۃ میں اس دہر کے باطل عقیدہ کا رد فرمایا گیا ہے اور توحید کا ثبوت کیا گیا ہے۔

فائدہ:

اس سورۃ کے کئی یا مدنی ہونے میں اختلاف ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبِ محدث و مفسر دہلوی نے لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ اس سورہ کا دوسرا رکوع بلاشبہ کی ہے الہت پہلے رکوع میں احتمال ہے کہ مدنی ہے۔

رابط:

سورۃ سابقہ میں زیادہ تر مجازات کا اثبات اور کچھ مجازات کی تفصیل تھی اس

جو ذکر پھر دوبارہ انسان کو ہیبتا جانتا کھڑا کر دے۔ پھر بتلایا گیا کہ جب قیامت آئے گی تو انسان مارے گھبراہٹ کے جائے پناہ تلاش کرے گا مگر مکررین قیامت کو کہیں جگہ نہیں ملے گی اور اس دن انسان اپنے اعمال کا پھل و نتیجہ دیکھے گا لہذا مکررین کو چاہئے کہ وہ قیامت کے سامنے میں حیلہ و بہانہ نہ کریں بلکہ اس دن کی آفتوں سے بچنے کی تیاری کریں اور تیاری خدا کو ماننا اور اس کے احکام کو بجالانا ہے۔ اور یہ احکام سب قرآن میں بتلا دئے گئے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا ہے۔ آگے بتلایا گیا کہ مکررین قیامت کے انکار کی اصل وجہ یہ ہے کہ لوگ دنیا کے فائدوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور فوری فوائد کے خواہشمند ہیں اس لئے آخرت سے غافل ہیں۔ انسان اتنا تو جانتا ہے کہ اسے ایک دن موت سے ضرور واسطہ پڑتا ہے نہ اس سے کوئی خود بچ سکتا ہے نہ دوسرے کو بچا سکتا ہے بس یہی وہ وقت ہے جب آخرت کی طرف روانگی شروع ہو جائے گی اور آدمی اپنے رب سے ملنے کے لئے ہانک دیا جائے گا لہذا انکار آخرت کا خیال بالکل غلط ہے۔ انسان خود اپنی ہستی اور طریقہ پیدائش کو دیکھے کہ کس طرح ایک قطرہ ناپاک سے اللہ تعالیٰ نے اسے ٹھیک ٹھاک انسان ماں کے پیٹ میں بنایا پھر مذکر یا مؤنث بنا کر پیدا فرمایا تو جو قدرت والی ذات انسان کو پہلی بار پیدا کر سکتی ہے کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو پھر دوبارہ قیامت میں زندہ کر کے کھڑا کر دے اور یقیناً ایسا ہی ہوگا۔ واللہ اعلم!

سورۃ الدھر

یہ قرآن کریم کی ۷۶ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے اس کا شمار نمبر ۹۸ ہے۔ اس سورۃ میں ۲۸ رکوع ۳۶ آیات ۲۳۶ کلمات اور ۱۰۹۹ حروف ہیں یہ

کی آفات و پریشانیوں سے بچالے گا اور ان کے چہرے خوشی و مسرت سے تر و تازہ ہوں گے۔ اور وہ شاہان لباس میں بادشاہوں کی طرح مسہریلوں پر نگلیے لگائے بیٹھے ہوں گے اور وہاں جنت میں نہ مگرمی کی تشنہ نہ سردی کی شدت ہوگی سرسبز و شاداب پھلوں سے لدے ہوئے باغات ہوں گے اور خدام ان کی خدمت کے لئے موجود ہوں گے جو طرح طرح کی کھانے اور پینے کی لذیذ چیزیں ان کو پیش کریں گے وہاں عجیب خوشگوار شربت کے چشمے ہوں گے الغرض جتنی کو نعمت ہی نعمت اور حکومت کی بڑی شان ہوگی اور ان کو بتلایا جائے گا کہ یہ سب بدلہ ہے دنیا میں تمہارے نیکو کار ہونے کا آگے بتلایا گیا کہ لوگوں کے ایسی بہشت اور جنت میں جانے کا طریقہ یہ ہے کہ دنیاوی زندگی میں کتاب و سنت کی پیروی کریں اور اللہ کے احکام کے مطابق زندگی بسر کریں اس کی حمد و ثناء کرنے رہیں مگر اکثر لوگ آخرت سے غافل ہو کر دنیا کے ساز و سامان سمیٹنے میں لگے ہوئے ہیں کیونکہ دیکھ رہے ہیں کہ یہاں دنیا میں ابھی ابھی مل جاتا ہے اور آخرت کس نے دیکھی ہے جب مرکب گئے اور مٹی میں مل گئے تو پھر کیسی دوبارہ زندگی۔ اس پر بتلایا گیا کہ انسان کو پہلے بھی اللہ ہی نے پیدا کیا اور جب وقت آنے کا تو پھر ان کو دوبارہ پیدا کر کے اٹھا دینا اس کو کیا دشوار ہے۔ بہر حال کسی پر زبردستی نہیں ہے اللہ نے قرآن مجید کرکامیابی کا راستہ دکھا دیا۔ اب جو چاہے اپنے رب کے راضی کرنے کا راستہ اختیار کرے لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسان کا چاہنا بھی جیسی ہو سکتا ہے جب اللہ چاہے اور وہ ہر ایک کے ظاہر و باطن سے خوب واقف ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ مصلحت کس کام میں ہے اس علم اور حقیقت شناسی کی رو سے وہ جسے چاہتا ہے ہدایت بخش کر اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے اور جس کو چاہے کفر و ظلم میں پڑا رہنے دیتا ہے جن کے لئے جہنم کا عذاب تیار ہے۔

سورۃ میں زیادہ تر مجازات کی تفصیل ہے جس میں ترفیہ کے لئے جزائے ایمان کا بیان ہے اور اول و آخر میں اس کا کچھ امکان و اثبات ہے اس کے ساتھ ساتھ انسان کا مکلف ہونا بھی ارشاد ہے اور چونکہ کفار کے انکار مجازات سے آپ کو رنج ہوتا تھا اس لئے آپ کی تسلی بھی فرمائی گئی۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں انسان کو بتایا گیا کہ ایک زمانہ اس پر ایسا بھی گزرا کہ جس میں اس کا نام و نشان بھی نہ تھا پھر اللہ نے اسے اپنی قدرت سے رحم مادر میں بنایا اور اسے سننے اور دیکھنے کی قوتیں عطا فرمائی ارادہ و اختیار دے کر دنیا میں بھیجا تاکہ اس کی آزمائش کی جائے کہ وہ اپنی قوتوں سے کام لیتا ہے پھر اللہ نے اپنی کتابوں اور رسولوں کے ذریعہ آگاہ کر دیا کہ اس دنیا میں کیا اس کے لئے مفید ہے اور کیا مضر ہے اب جو انسان اپنے اختیار و ارادہ سے اللہ کے بتائے ہوئے مفید کاموں کو دنیا میں کرے گا اور اس کا شکر گزار بندہ بنے گا اسے آخرت میں جہنم و راحت کی دائمی زندگی نصیب ہوگی اور جو اللہ کی ہدایات کے موافق عمل نہیں کرے گا اسے آخرت میں نہایت تکلیف دہ اور دکھ بھری زندگی نصیب ہوگی اور حوق و زنجیروں میں جکڑ کر اسے جہنم کی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔ جنت کی دائمی نعمتیں انہیں نصیب ہوں گی جو دنیا میں اپنے فرائض کا ذمہ لیتے ہیں اور ان کو بحسن و خوبی ادا کرتے ہیں اور قیامت کی جواب دہی سے ڈرتے ہیں اور خوف کھاتے ہیں اور اللہ کی محبت میں جتا جوں قبیضوں اور قید میں پھنسے ہوئے لوگوں کی مدد کرتے ہیں اور اپنے مال میں سے ان کو کھانا کھاتے ہیں اور یہ کام محض اللہ کی رضا کے لئے کرتے ہیں ایسے لوگوں کو اللہ قیامت

سورة والمرسلات

یہ قرآن کریم کی ۷۷ ویں سورة ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے اس کا شمار نمبر ۳۳ پر ہے اس سورة میں ۲ رکوع ۵۰ آیات ۸۱ کلمات اور ۸۴۶ حروف ہیں یہ سورة مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورة کی ابتداء ای "و المرسلات عرفا" سے ہوئی ہے اسی سے سورة کا نام ماخوذ ہے۔

رابطہ:

سورة سابقہ میں قیامت کا وقوع اور تفصیل اسباب و کیفیات مجازات مذکور تھی اس سورة میں بھی جیسی مضمون ہے۔ بس اتنا فرق ہے کہ وہاں ترتیب کا مضمون تھا اور یہاں ترتیب کا مضمون ہے اسی وجہ سے اس سورة میں دس جگہ "و لئلا یکن ین" مذکور ہے اور چونکہ متعلق کثرت بمتعدد ہے اس لئے معنی بکھرا نہیں ہے۔

فائدہ:

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم منیٰ کے غار میں تھے جب یہ سورہ اتری حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاوت فرما رہے تھے اور میں یہ سن کر یاد کر رہا تھا نا کہاں ایک سانپ ہم پر کودا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے مارو ہم گویا بچے لیکن وہ نکل گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری سزا سے وہ نکل گیا جیسا کہ تم اس کی برائی سے محفوظ رہے۔ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورة

کہ میں نازل ہونے والی ابتدائی سورتوں میں سے ہے۔

خلاصہ سورة:

اس سورة کا مضمون بھی قیامت و آخرت ہے اور قصیدہ کلام کے ساتھ فرمایا گیا کہ قیامت ضرور واقع ہو کر رہے گی جب کہ پہلے ساری دنیا فانی و نابود ہو جائے گی۔ آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا پہاڑ قضا میں اڑتے پھریں گے پھر سب حساب و کتاب کے لئے دوبارہ زندہ کئے جائیں گے تمام رسول مقررہ وقت پر اپنی اپنی امتوں کو لے کر دوبارہ اللہ رب العزت کے حضور حاضر ہوں گے یہ سب باتیں قیامت کے دن کے لئے اٹھا کر رکھ دی گئی ہیں اور وہی فیصلہ کا دن ہے جس میں انسان کے اعمال کا فیصلہ ہوگا۔ اس لئے انسان کا کام یہی ہے کہ دنیا میں اللہ کو اس کی قدرت کاملہ کے نمونوں سے پہچانے جس نے انسان کو پیدا کیا زمین کو بنایا اور پہاڑوں سے اسے مضبوط کیا اور اس میں طرح طرح کی نعمتیں انسان کے لئے رکھ دی اور اگر انسان نے اللہ کی باتوں کا چھٹلا یا اور اس کے رسولوں کی تکذیب کی تو ایسے منکر کو سخت سزا ملے گی جہنم میں اسے داخل کیا جائے گا یہاں آرام و راحت کی کوئی صورت نہ ہوگی بلکہ طرح طرح کے عذاب اور دکھ ہوں گے آگ کے بڑے اونچے اونچے شعلے اس میں نکل رہے ہوں گے اور اس دن کوئی عذر یا بہانہ نہ سنایا جائے گا اس لئے اس دن کے عذاب سے اگر بچنا چاہتے ہو تو اللہ کی فرمانبرداری اختیار کرو اس دن فرمانبردار بندے سرسبز باغات خوشگوار پشیموں کے درمیان ہر طرح کی راحت و لطف اٹھا رہے ہوں گے کھانے پینے کے لئے ہر قسم کے میوے و پھل موجود ہوں گے اور ان سے کبہ دیا جائے گا کہ خوب کھاؤ بچو یہ اس کا بدلہ ہے کہ جو تم نے دنیا میں اللہ کی فرمانبرداری اختیار کی

شان نزول:

روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے بعد کفار اہل مکہ کو قیامت کی خبر دی کہ ایک دن وہ آنے والا ہے جس میں یہ دنیا بالکل ختم اور فنا کر دی جائے گی اور پھر تمام انسان دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے اور ان کو ان کے نیک و بد اعمال کی سزا ملے گی نیک اعمال کی جزا میں لوگ جنت میں جائیں گے اور برے اعمال کی سزا میں جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ جنت میں ہر طرح کا راحت و آرام ہوگا اور جہنم میں ہر طرح کے مصائب اور عذاب و تکالیف ہوں گے ان باتوں کو کفار مکہ سن کر استہزاء و انکار کے طور پر آپس میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ سے سوال کرتے کہ ہاں صاحب کو قیامت کب آئے گی اور اتنی دیر کیوں ہو رہی ہے یہ کیونکر ہوگا کہ بوسیدہ بنڈیاں پھر زندہ ہوں گی منکرین قیامت کے ان سوالات اور تعجب پر اس سورۃ کا نزول ہوا۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ کا مرکزی مضمون قیامت، وحشت و نشر اور جزاء و سزا کے متعلق ہے۔ کفار و مشرکین جو قیامت و آخرت کے منکر تھے ان کے شک و تردد و انکار کی تردید فرمائی گئی اور پھر ان کی چند قدرتوں کے بیان کرنے کے بعد قیامت کے واقع ہونے کی دلیل دی گئی کہ جب اللہ رب العزت اپنی قدرت سے پانی کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے تو انسانوں کو زندہ کرنا اس کی قدرت کے لئے کیا مشکل ہے پھر قیامت کے دن کے کچھ احوال بیان فرمائے گئے کہ اس دن آسمان پھٹ جائے گا اور پہاڑ روٹی کی طرح ہوا میں اڑے پھریں گے تو جب ایسی سخت اور محکم چیزوں کا یہ حال

لیکن اس دن ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کے احکام کو دنیا میں جھٹلایا تھا بری شامت آئے گی کہ ان کا یہ دنیوی عیش بس چند روزہ ہے۔ انہوں نے ان لوگوں سے لاکھ کہا کہ اللہ کے آگے سر جھکاؤ اس کے احکام کو بجالاؤ مگر ان کے کان پر جوں نہیں رہتی اس قدر صاف صاف اور واضح باتوں کے بعد اب انہیں کن باتوں کا انتظار ہے جنہیں یہ مانتے ہیں۔

سورۃ النبأ

یہ قرآن کریم کی ۸۷ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے اس کا شمار نمبر ۸۰ ہے۔ اس سورۃ میں ۴ رکوع ۳۰ آیات ۷۳ کلمات اور ۸۰۱ حروف ہیں۔ یہ سورۃ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی ابتداء "عسم یسائلون عن النبأ العظیم" سے ہوئی نہا کے معنی خبر کے ہیں اور نبأ عظیم کے معنی ہیں بڑی خبر چونکہ اس سورۃ میں قیامت کے وقوع کی خبر اور واقعات جزاء و سزا کا بیان فرمایا گیا ہے جو کہ شہر عظیم ہے اس مناسبت سے اس کا نام سورۃ النبأ مقرر ہوا۔

رابطہ:

اس سورۃ میں سورۃ سابقہ کی طرح قیامت کا امکان وقوع اور واقعات جزاء و سزا مذکور ہیں جس سے دونوں سورتوں کے درمیان رابطہ ظاہر ہے۔

رابط:

سورۃ سابقہ کی طرح اس سورۃ میں بھی واقعات اور "عافسہم اشد حلقاً" میں اور "ھل اساک" الہامیہ میں کھنڈین کی تحریف اور ان کی تکذیب پر آپ کا تسلیہ مذکور ہے۔

شان نزول:

ہٹ دھرم معاند اور ضدی کفار اپنی عقل کے آگے فرمودہ حقائق عالم کو کچھ بھی خیال میں نہ لاتے تھے۔ حالانکہ قیامت کا حادثہ بار بار ان کو قرآن سے سنایا جاتا تھا اور قدرت خداوندی نے ان کو آشنا کرایا جاتا تھا مگر وہ معاند کفار جب بھی کہتے یہی کہتے کہ ہماری سمجھ میں تو قیامت کا آنا ٹھیک معلوم نہیں ہوتا اس لئے اس سورۃ کو نازل فرما کر بتا کیہ اثبات قیامت فرمایا۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ کا اصل مضمون آخرت و قیامت سے متعلق ہے قرآن کریم کی نظر میں انسان کی تمام بڑی خرابیوں کی جڑ آخرت کا انکار یا اس سے غفلت ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کی دعوت کا ایک بڑا حصہ ثبوت آخرت اس کے مناظر و حالات اور وہاں پیش آنے والے واقعات سے متعلق ہے یہ سورۃ اس کی دور میں نازل ہوئی جب کفار مکہ کو دوبارہ زندہ ہونے اور آخرت کے قائم ہونے سے بڑا تعجب ہو رہا تھا اور وہ اس حقیقت کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے اس سورۃ میں قریمہ کلام کے ساتھ فرمایا گیا کہ قیامت ضرور آئے گی اور جس روز آئے گی تو زمین پر لگاتار زلزلے آئیں گے اور دنیا کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا اس دن دن لرز رہے ہوں گے آنکھیں بھی ہوگی

ہوگا تو دوسری چیزیں کس شمار میں ہیں اور دنیا کی کوئی مضبوط سے مضبوط چیز کسی کو چاہ نہ دے سکے گی۔ پھر مکرین قیامت کے لئے جہنم کے سخت ترین عذابوں کا ذکر فرمایا گیا ان کے برخلاف جو لوگ دنیا میں اللہ سے ڈرتے رہے اور اس کے احکام کی پیروی کرتے رہے ان کے لئے جنت کی طرح طرح کی نعمتیں ہوں گی پھر قیامت کے دن اللہ کی جلال و بزرگی اور بڑائی کا حال بیان فرمایا گیا کہ اس دن بلا اجازت کسی کو زبان کھولنے کی ہمت نہ ہوگی اور فرشتے بھی صرف بستہ کھڑے ہوں گے۔ اس دن انسان وہ سب کچھ دیکھے گا جو اس نے موت سے پہلے دنیا کی زندگی میں کیا ہوگا اس دن کفار و منکرین قیامت میں اپنی بدحالی کو دیکھ کر تمنا کریں گے۔ کاش وہ مٹی ہوتے اور عذاب آخرت سے بچ جاتے۔

سورۃ والنازعات

یہ قرآن کریم کی ۷۹ ویں سورۃ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا شمار نمبر ۸۱ ہے۔ اس سورۃ میں ۲۸ رکوع ۳۶ آیات ۸۱ اٹھتے اور ۷۹۱ حروف ہیں۔ یہ سورۃ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کا پہلا لفظ والنازعات ہے جس کے معنی ہیں قسم سے کھینچنے والوں کی اکثر مفسرین نے وہ فرشتے مراد لئے ہیں جو کافروں کی جان بختی سے نکالتے ہیں۔ اسی ابتدائی لفظ کی مناسبت سے اس سورۃ کا نام نازعات ہے۔

سورہ عیسٰی

یہ قرآن کریم کی ۸۰ نمبر کی سورہ ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا شمار نمبر ۲۳ ہے اس سورہ میں اربع ۴ آیات ۱۳۳ کلمات اور ۵۵۳ حروف ہیں۔ یہ سورہ کی ہے۔
وجہ تسمیہ:

اس سورہ کی ابتداء ”عیسٰی و نولٰی“ سے ہوئی عیسٰی کے معنی ہی اس نے تیسری چڑھائی وہ تشریف روا ہوا۔ عیسٰی نبیؑ ہوا چونکہ اس سورہ کے نزول کا سبب ہی عیسٰی تھا جیسا کہ شان نزول سے معلوم ہوگا۔ اس لئے اس سورہ کا نام ہی عیسٰی مقرر ہوا۔
رابطہ:

پہلی سورہ کی طرح اس سورہ میں بھی قیامت کا مضمون زیادہ ہے اگرچہ اور مضامین بھی مذکور ہے۔ مگر مضمون قیامت سے دونوں سورتوں میں ارتباط ظاہر ہے۔
فائدہ:

اس سورہ کا ایک نام سورہ السطرۃ اور ایک نام سورہ الاعمی بھی ہے۔

شان نزول:

روایت میں ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں تشریف رکھتے تھے اور آپ کے پاس سردارانِ قریش و رومائے مشرکین جیسے حبیب بن شیبہ اور ربیعہ بن شیبہ ابوجہل بن ہشام امیہ بن خلف وغیرہ بیٹھے تھے اور آپ ان کو

ہوں گی یہ منکرین آج یقین نہیں کرتے بلکہ یوں کہتے ہیں کہ میاں مرجانے اور ہڈیاں گل سڑ جانے کے بعد کیا کوئی زندہ ہوا ہے کوئی شخص میں آنے والی بات ہے۔ ہم تو اس کو نہیں مانتے کہ اس زندگی کے بعد کوئی دوسری بھی زندگی ہے چنانچہ ایسے لوگوں کے لئے فرعون کا ذکر کیا گیا کہ جھپٹلی تاریخ گواہ ہے کہ خدا کے ہاتھوں اور حق کے مخالفوں کو بڑی بڑی سزائیں بھگتنا پڑیں اور بتلایا گیا کہ فرعون باوجود اپنی انتہائی طاقت و قوت و حکومت و سلطنت کے اس کو کس طرح منہ کی کھائی پڑی اور وہ کس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں ناکام رہا اس کو انکار حق کی یہ سزا ملی کہ سمندر میں اپنے لاؤ لنگر سمیت ڈوب کر ہلاک ہوا اور آخرت میں عذابِ جہنم علیحدہ اس کے لئے تیار ہے۔ اس واقعہ سے منکرین کو سمجھایا گیا کہ وہ فرعون کے انجام سے عبرت حاصل کریں اور آخرت و قیامت کے منکر نہ بنیں جس قدرت والے خدا نے اتنا بڑا عظیم الشان آسمان بنا کر کھڑا کر دیا اور زمین و پہاڑ، میدان چاند سورج پیدا کئے تو اس کے نزدیک دوبارہ انسانوں کو پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ اخیر میں بطور قطعی فیصلہ کے سنایا گیا کہ جس نے دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کے فرمان و احکام کو نہ مانا اور سرکشی و نفاق کی اور دنیاوی زندگی کا متوالا بنا رہا تو اس کا ٹھکانا مرنے کے بعد جہنم ہے۔ اس کے برخلاف جو دنیا میں اللہ سے ڈرا اور ذکر کرنا ہوں اور نافرمانیوں کو اس نے چھوڑ دیا تو ایسے شخص کا ٹھکانہ مرنے کے بعد جنت ہے لہذا یہ لوگ قیامت کو بعید نہ سمجھیں جس روز یہ اسے دیکھیں گے تو یہ خیال کریں گے کہ وہ دنیا میں صرف ایک صبح یا ایک شام رہے یعنی اس وقت قیامت کو اتنا جلد آنے والا خیال کریں گے مگر پھر اس وقت کا سمجھنا کچھ کام نہ آنے گا۔

گئی کہ یہ نعمت عظمیٰ اللہ نے محض اپنے فضل سے اپنے بندوں کے لئے اتاری ہے تو چاہئے کہ اس کی طرف پوری توجہ کی جائے پھر مغرور انسانوں کے غرور کو باطل کرنے کے لئے بتلایا گیا کہ انسان ایک نہایت ہی حقیر چیز یعنی قطرہ مٹی سے پیدا کیا گیا جس جب انسان کی اصل قطرہ مٹی ہے تو اس کو کہاں زیب دیتا ہے اور یہ انسان کی نہایت درجہ کمینہ حرکت ہے کہ اس قدر محتاج و بے بس ہونے کے باوجود اپنے منعم حقیقی کا شکر ادا نہ کرے اور احسان فراموش ہو اس کے بعد حق تعالیٰ نے اپنی چند ظاہری نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے جن کے بغیر انسان کی زندگی ممکن نہیں تاکہ یہ نعمتیں حق شناسی اور ایمان کا باعث ہوں اس کے بعد قیمت کا ذکر فرمایا جاتا ہے کہ اس وقت ان کفار کو ناشکری کا مزہ معلوم ہو جائے گا اس دن نفسی نفسی کا عالم ہوگا خواہ دنیا میں کسی کا کوئی کیا قرچی و عزیز ہوگا اس دن کوئی کسی کے کام نہ آئے گا ماں باپ بیوی حتیٰ کہ اولاد سب آنکھیں پھیر لیں گے اس دن صرف اعمال رہیں ہوں گے جن لوگوں کے پاس اعمال صالحہ ہوں گے وہ اس دن بشارت پیش ہوں گے اور فاسق و فاجر اور کافر و منکر اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے عذبت میں ڈوبے ہوئے ہوں گے اور ان کے چہروں پر کدورت اور سیاہی چھائی ہوئی ہوگی۔ خلاصہ یہ کہ اس سورۃ میں انسان کی ابتدائی حالت طبع و مہمت اور آخرت کی کیفیت اور جزا و سزا کا نقشہ مختصر اور دلکش بیان ہے میں ذکر کیا گیا ہے۔

سورة التکویر

یہ قرآن کریم کی ۸۱ نمبر کی سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے اس کا شمار نمبر ۷ ہے۔ اس سورۃ میں اربعہ ۲۹ آیات ۱۰۳ احکامات اور ۴۳۶ حروف ہیں یہ سورۃ

دین اسلام کی خوبی اور شرک و بت پرستی کی برائی سمجھا رہے تھے اور کمال توجہ سے ان کے ساتھ باتوں میں مشغول تھے اسے میں ایک نابینا صحابی ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور قلع کلام کر کے اپنی طرف متوجہ کرنے لگے اور کہنے لگے یا رسول اللہ فلاں آیت کس طرح ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بے وقت و بے محل سوال سے ناگواری ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف التفات نہ فرمایا اس حال میں اس سورۃ کی یہ ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ روایت میں آتا ہے کہ جوں جوں آپ حضرت جبریل کی زبان سے ان آیات کو سنتے جاتے تو آپ خوف زدہ ہوتے جاتے یہاں تک کہ "کلا انھا فذکرہ" جب آپ نے سنا تو آپ سمجھ گئے کہ یہ خفگی محض صحت کے واسطے ہے۔ ازراہ مہربانی و عنایت ہے ان آیات کے نزول کے بعد آپ حضرت ابن ام مکتوم کے گھر تشریف لے گئے ان سے اپنا عذر بیان فرمایا اور ان کو لے کر گھر تشریف لائے اور اپنی چادر مبارک بچھا کر اس پر ان کو بٹھایا اور ہمیشہ ان کا اکرام فرماتے رہے۔

خلاصہ سورۃ:

ابتداء میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کے واقعہ کا ذکر فرمایا گیا اس کے بعد ہدایت فرمائی گئی کہ جو طالب صادق بن کر حاضر خدمت ہو اور دین کو اخلاص کے ساتھ حاصل کرنا چاہے ایسا شخص التفات اور توجہ کا مستحق ہے یہ نسبت ان مغرور اور متکبر اشخاص کے جو اپنے غرور و شجی کی وجہ سے حق کی پرواہ نہیں کرتے ایسے لاپرواہ اور متکبروں کے اسلام قبول کر لینے کی فکر میں ہیں قدر انہماک کی ضرورت نہیں کہ سچے طالب آپ کی توجہ سے محروم رہ جائیں۔ اس کے بعد قرآن کریم کی بڑائی بیان فرمائی

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ کا مرکزی مضمون آخرت پر ایمان لانے کی دعوت دینا ہے اور آخرت پر یقین یہ اسلام کی جان ہے قرآن میں بار بار اس کا ذکر آتا ہے تاکہ مومن کے ذہن سے کسی وقت آخرت کا تصور ابھل نہ ہوئے پائے۔ اس سورہ میں قیامت و آخرت کے مناظر نہایت مؤثر انداز میں بیان فرمائے گئے۔ بتلایا گیا ہے کہ دنیوی زندگی ٹاپا تیار ہے اور یہ کارخانہ عالم ایک دن درہم برہم ہو کر فنا ہونے والا ہے کائنات کا یہ سارا نظام الٹ پلٹ ہو جائے گا اور خدا کی عدالت میں سب کو حاضر ہونا ہے جب کہ انسانوں کے تمام اعمال کی پوچھ گچھ ہوگی اور اس کے نتیجہ میں انسانوں کا گروہ دو حصوں میں بٹ جائے گا ایک وہ جن کے لئے جنت ہوگی دوسرے وہ جن کے لئے جہنم ہوگی۔ اب وہ کفار و منکرین جو قیامت اور آخرت کا مذاق اڑاتے ہیں ان کو تسمیہ کام کے ساتھ بتلایا گیا کہ تم سے جو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کہہ رہے ہیں یہ عین حقیقت کے مطابق ہے ان باتوں میں نہ کسی جنون کو دخل ہے اور نہ شیطانی اثر کو یہ سب باتیں دو جہاں کے مالک کی طرف سے ہیں اور بالکل سچ ہیں جو اس کی ہدایت پر چلے گا اسے آخرت میں جنت ملے گی اور جو نہیں مانے گا اسے جہنم میں جانا پڑے گا۔ یہ قرآن سارے جہان والوں کے لئے نصیحت ہے جو سیدھی راہ چلنا چاہے اس سے فائدہ اٹھالے۔

سورۃ الانفطار

یہ قرآن کریم کی نمبر ۸۲ کی سورۃ ہے اور ترتیب نزول اس کا ۸۲ ہے۔ اس سورۃ میں اربعہ آیات ۸۰ کلمات ۳۳۳ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی ابتداء "اذا الشمس کورت" سے ہوئی کہ جب سورج لپٹ دیا جائے گا یعنی وہ بے نور ہو جائے گا۔ اسی جملہ سے سورۃ کا نام ماخوذ ہے۔

رابط:

اس سورۃ میں بھی قیامت کے واقعات کا بیان کرنا مقصود ہے اور آخر میں قرآن کریم کی حفاظت کا تذکرہ ہے تاکہ لوگ قیامت کی تیاری کریں۔

فائدہ:

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص چاہے کہ قیامت کے دن کو دنیا میں آنکھوں سے دیکھے تو اس کو چاہئے کہ وہ یہ تین سورتیں پڑھے اذا الشمس کورت، اذا السماء انفطرت، اذا السماء انشقت ایک روایت میں ہے کہ ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر اس قدر جلد بڑھا پے کے آثار کیوں ظاہر ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ان پانچ سورتوں نے بوڑھا کر دیا۔ سورۃ ہود، سورۃ واقہ، سورۃ والمرسلات، سورۃ عم یقینا لکون اور سورۃ اذا الشمس کورت۔ ان سورتوں میں منکرین اور مخالفین پر عذاب الہی کا ذکر ہے مجھ کو اس کے سننے سے اپنی امت کا غم ہوتا ہے اور غم کی خاصیت یہ ہے کہ آدمی کو بوڑھا کر دیتا ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی ابتداء "اذۃ السماء انفطرت" سے ہوئی ہے یعنی جب آسمان پھٹ جانے کا انفطار کے معنی پھٹ جانے کے ہیں۔ اس سورۃ میں قیامت کے دن آسمان کے پھٹ جانے کا ذکر ہے اس مناسبت سے سورۃ کا نام سورۃ انفطار ہوا۔

رابط:

اس سورۃ میں سابقہ سورۃ کی طرح قیامت و مجازا کا بیان ہے اور درمیان میں غفلت پر تنبیہ ہے جس سے باقیل سے اس کا رابطہ واضح ہے۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ کا بھی مرکزی مضمون قیامت و آخرت اور وہاں کی جزا و سزا سے متعلق ہے اس دنیا میں انسان کی اصلاح کے لئے قیامت و آخرت پر ایمان لانے کی اسلام کی نظر میں بڑی اہمیت ہے اس لئے قرآن کریم کثرت سے قیامت و آخرت کا ذکر کرتا ہے اور بار بار وہاں کے حالات کا نقشہ پیش کرتا ہے تاکہ انسان کو اس حقیقت کا پورا یقین ہو جائے اور یہ وہ اچھی طرح سمجھ لے کہ ایک دن ایسا آتا ہے جب کہ دنیا کا یہ سارا نظام درہم برہم ہو کر از سر نو ترتیب دیا جائے گا اس دن انسان کے اچھے برے اعمال سب سامنے رکھ دیئے جاویں گے اگر کسی کے ذہن میں اعمال کی جزا و سزا کا یقین نہ ہو تو انسان اس دنیا ہی کی لذت اور عیش و آرام کا فریفتہ ہو کر اپنے پیدا کرنے والے اور منعم حقیقی کو نہ صرف بھول جاتا ہے بلکہ اس کا نافرمان اور باغی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس سورۃ میں پہلے قیامت کے بعض حالات کی طرف اشارہ ہے پھر فرمایا

گویا کہ یہی وہ دن ہوگا جب ہر شخص کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ دنیا میں اس نے جو کچھ کیا تھا اس کا انجام کیا ہوا۔ پھر انسان کو غفلت پر تنبیہ کی گئی کہ یہ دنیا میں خود بخود نہیں آگیا بلکہ اس کا پیدا کرنے والا ہے وہی اس کی پرورش کرتا ہے اور اس کے فرشتے ہر وقت اس کے پاس رہتے ہیں اور اس کے اقوال و افعال کا ایک تفصیلی ریکارڈ تیار کر رہے ہیں جو قیامت کے دن جانچا جائے گا اگر اس کے اعمال میں ایمان اور عمل صالح موجود ہے تو اس کا شمار نیک لوگوں میں ہوگا اور جنت میں داخل کرایا جائے گا جہاں وہ ہمیشہ آرام میں رہے گا اور جس کے اعمال نامہ میں ایمان اور عمل صالح نہ ہوگا وہ بدکار شمار ہوگا اور جہنم میں اس کا ٹھکانہ ہوگا جہاں وہ ہمیشہ ہی طرح طرح کے عذاب بھگتتے رہیں گے اس وقت ہر ایک کا فیصلہ اللہ عز و جل کے ہاتھ میں ہوگا اور وہاں صرف اللہ ہی کا حکم چلے گا۔ واللہ اعلم!

سورۃ التطفیف

یہ قرآن کریم کی ۸۳ نمبری سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے اس کا شمار ۸۶ ہے۔ اس سورۃ میں ایک رکوع ۳۶ آیات ۷۲ کلمات اور ۵۸۷ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی ابتداء میں "وبلل للطفیقین" آیا ہے جس کے معنی ہیں بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے۔ اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام اللطفیقین یا سورۃ تطفیف ہوا۔

رابط:

اس سورۃ میں بھی سابقہ سورۃ کی طرح اعمال کے بدلہ کا بیان ہے اور ان میں سے بعض حقوق العباد سے تعلق رکھنے والے اعمال کو بیان فرمایا ہے بالخصوص ناپ تول میں کی کرنا۔ لہذا مضمون مجازۃً اس سورۃ اور سابقہ سورۃ میں مشترک ہے جس سے رابطہ ظاہر ہے۔

شان نزول:

مدینہ میں ایک شخص تھا جس کو ابو جہینہ کہتے تھے وہ اپنے پاس دو صاع رکھتا تھا ایک بڑا جس سے وہ دوسروں سے مال لیتا تھا اور ایک چھوٹا جس میں سے ناپ کر وہ بیچتا تھا اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں بعض اعمال و حقوق العباد جو فطرت کے مناسب تھے ان کو بیان کرنے کے بعد بتلایا گیا کہ جو لوگ حقوق العباد تکلف کرتے ہیں ان کے لئے سخت سزا ہے کیونکہ حقوق العباد کے متعلق فرمایا گیا کہ ان کو کیا معلوم نہیں کہ ایک روز زندہ ہو کر خدا کے دربار میں سب اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ انسان جو کچھ کر رہا ہے اسے فرشتے برابر لکھ رہے ہیں جب وہ مر جائے گا تو اس کا اعمال نامہ ایک محفوظ جگہ رکھ دیا جائے گا وہ جگہ بدکاروں کے لئے تسمین اور نیکو کاروں کے لئے علینین ہے پھر نیک و بد دونوں کے انجام کا مقابلہ کیا گیا اور تصویر کے دونوں رخ انسان کے سامنے رکھ دیئے گئے اب یہ فیصلہ کرنا اس کا کام ہے کہ وہ کس رخ پر اپنی زندگی کو ڈھالتا ہے۔ پھر تفصیل کے ساتھ نیک لوگوں کی ان نعمتوں کو ذکر فرمایا جو ان کو آخرت میں دی

جائیں گی تاکہ نیک اعمال کی رغبت ہو۔ اخیر میں منکرین کی اس روش کا ذکر ہے جو وہ مؤمنین کا مذاق اڑاتے ہیں ان کو بتلایا گیا کہ وہ وقت بھی آنے والا ہے جب یہ فیصلہ ہو جائے گا کہ کون احق اور بیوقوف تھا اور کون اس قابض تھا کہ اس کی فسی و مذاق اڑایا جائے۔ اس طرح آخرت کے انجام کو نہایت مؤثر پیرایہ میں سامنے رکھا گیا۔ واللہ اعلم!

سورۃ الانشقاق

یہ قرآن کریم کی ۸۴ نمبر کی سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے اس کا شمار ۸۳ ہے۔ اس سورۃ میں ایک کورح ۲۵ آیات ۰۸ اکلمات اور ۳۳۸ حرف ہیں۔ یہ سورۃ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی ابتداء میں لفظ اذلساء المشتت واقع ہوا ہے کہ انشقاق کے معنی ہیں پھٹ جانا اس میں آسمان کے پھٹ جانے کا ذکر ہے۔ اس لئے اس سورۃ کا نام انشقاق ہوا۔

رابط:

مجازات اعمال کا مضمون سورۃ سابقہ اور اس سورۃ میں مشترک ہے جس سے تناسب ظاہر ہے۔

خلاصہ سورۃ:

دوسری مکی سورۃوں کی طرح اس سورۃ میں بھی ابتداء قیامت کے بعض

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کا نام سورۃ بروج اس وجہ سے مقرر ہوا کہ اس میں آسمان کے بروجوں کی قسم کھائی گئی ہے۔ بروج بروج کی جمع ہے جس کے معنی قلعہ۔ مضبوط عمارت اور بلند عمارت کے ہیں۔ یہاں بروج سے مراد یا تو وہ بارہ بروج ہیں جن کو آفتاب ایک سال کی مدت میں طے کرتا ہے یا آسمانی قلعہ کے وہ حصہ ہیں جن میں فرشتے پہرہ دیتے ہیں یا بڑے بڑے ستارے مراد ہیں جو دیکھنے میں آسمان پر معلوم ہوتے ہیں۔

رابط:

اس سے قبل کی سورۃ میں کفار اور مؤمنین کی سزا و جزا کا ذکر تھا۔ اس سورۃ میں کفار کے مسلمانوں کے خلاف معاملات میں مسلمانوں کو تسلی دی جا رہی ہے اور اس کے بعد کفار کو عذاب کی دھمکی دی گئی ہے۔

شان نزول:

آفتاب نبوت طلوع ہونے کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی دعوت عام لوگوں کو دینا شروع کی تو قریش مکہ کو یہ بات سخت ناگوار ہوئی چونکہ یہ ان کے قدیمی دین و دستور کے خلاف تھی جس کی وجہ سے انہوں نے مسلمان ہونے والے حضرات کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنانا شروع کر دیا اور کئی جبر و تشدد ایسا نہ چھوڑا جس کا مظاہرہ مسلمانوں پر نہ کیا ہو۔ غریب مسلمانوں نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تسلی دی اور فرمایا کہ عزیب کفار کا زور ٹوٹ جائے گا اور یہ تمہارے آگے ذلیل و مغلوب ہوں گے۔ اس پر کفار تسخیر کرنے لگے

حالات کا نقشہ کھینچا گیا اور اس حقیقت کو یاد دلایا گیا کہ ہر انسان اس دنیا میں جو کچھ کر رہا ہے اس کا بدلہ اسے آخرت میں ضرور مل کر رہے گا۔ اور نبوی اعمال کے نتائج میں آخرت میں کامیابی اور ناکامی کے اس نقشہ کو سامنے رکھ دیا گیا ہے جو قرآن کی دعوت کی اصل روح ہے کہ آخرت میں جس کا اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کامیاب و کامران ہوگا اور جس کا اعمال نامہ اس کی پیٹھ کے پیچھے سے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو اس کو جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ انسان جس غفلت کی وجہ سے اس بربادی کا آخرت میں شکار ہوگا یعنی انکار آخرت اس پر اسے متنبہ کیا گیا۔ پھر بظاہر قدرت کی نیرنگیوں کو بطور دلیل کے پیش کر کے بتایا گیا کہ انسان کی حالت میں تبدیلیاں آتی ہیں اور یہ موجودہ حالات بھی لازماً بدلیں گے۔ دنیا کا موجودہ کارخانہ سب درہم برہم ہو جائے گا۔ قیامت ضرور آئے گی اور آج جو باتیں انسان کی سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں وہ سب سامنے آجائیں گی جب یہ حقیقت ہے تو کیا وجہ ہے کہ انسان اپنے حالات میں تبدیلی نہ کرے اور اپنے آپ کو اس حقیقی مالک کی اطاعت و فرمانبرداری میں نہ لگا دے۔ اخیر میں کافروں اور مؤمنوں کے انجام کو مختصر الفاظ میں دہرایا گیا ہے۔

سورۃ البروج

یہ قرآن کریم کی ۸۵ نمبر کی سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے نمبر ۲۷ پر ہے۔ اس سورۃ میں ایک رکوع ۲۲ آیات ۱۰۹ کلمات اور ۴۷۵ حروف ہیں یہ سورۃ کی ہے۔

ملعون و مغلوب ہوئے۔

کون تھے کس ملک اور کس زمانہ میں تھے ان کا مذہب کیا تھا اس سلسلہ میں مفسرین نے کئی واقعات ذکر کئے ہیں، ایک واقعہ بخران میں ہوا ایک مرتبہ شام میں ایک مرتبہ قادش میں بعض نے ایک مرتبہ حبشہ میں بھی نقل کیا ہے۔

تمام قصوں کا حاصل ایک ہی نکلتا ہے کہ نزول قرآن سے قبل ایک مشرک اور یہودی بادشاہ نے ایک حق پرست اور توحید الہی سے سرشار جماعت کو بت پرستی یا باطل پرستی پر مجبور کیا اور جب انہوں نے اس کے مطالبہ کو ٹھکرا دیا تو ظالم اور جابر بادشاہ نے ان کو آگ میں جھونک کر زندہ جلا دیا مگر نتیجہ کے اعتبار سے حق پرست جماعت کے حصہ میں کامرانی اور ہمیشہ کی فلاح آئی اور ظالم و باطل کو ش جماعت دنیا میں بھی خائب و خاسر ہوئی اور آخرت میں ابدی جہنم کی سزا سنائی ہوئی۔ تو نزول قرآن کے وقت اہل عرب ان میں سے کسی واقعہ سے ضرور آگاہ ہوں گے اس لئے کفار مکہ کو یہ آیات سنائی گئیں۔

سورة الطارق

یہ قرآن کریم کی ۸۶ نمبر کی سورة ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے اس کا شمار ۳۶ ہے۔ اس سورة میں ایک رکوع ۱۷ آیات ۶۱ کلمات اور ۲۵۳ حروف ہیں یہ سورة کمی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورة کی ابتداء و السماء و الطارق سے فرمائی گئی طارق کے معنی ہیں جو چیز رات کو نمودار ہو اس سے مراد روشن ستارے ہیں اس مناسبت سے اس سورة کا نام

چنانچہ اللہ رب العزت نے کفار کو ان کے عظم و ستم پر متنبہ کرنے اور مسلمانوں کو تسلی دینے کی خاطر یہ سورة نازل فرمائی۔

خلاصہ سورة:

اس سورة میں منکرین کے لئے سخت تنبیہ ہے اور ان کو برے انجام سے ڈرایا گیا ہے ساتھ ہی مسلمانوں کو تسلی دی گئی اور بتلایا گیا کہ جو لوگ ایمان والوں کو عظم و ستم کا نشانہ بناتے ہیں آخر کار وہ خود ہلاکت و بربادی سے دو چار ہوتے ہیں اور اس کے لئے تاریخی شہادت کے طور پر اصحاب الاضدہ کا ذکر فرمایا اور فرعون اور اس کے لشکر اور قوم ثمود کا ذکر فرمایا جس سے کفار مکہ کو یہ جتنا ناقص مقصود ہے کہ اللہ پر ایمان رکھنے والے مرد اور عورتوں کو صرف ان کے ایمان کی وجہ سے ستانا یہ ستانے والوں کی تباہی کا باعث ہوتا ہے وہ دنیا میں اگر بچ بھی گئے تو آخرت میں وہ جہنم میں جلیں گے اور جو ایمان والے صبر و تحمل کے ساتھ ایمان پر قائم رہتے ہیں وہ جنت میں داخل ہو کر ہمیشہ آرام کی زندگی گزاریں گے۔ منکرین کو بتلایا گیا کہ خدا کی گرفت بڑی سخت ہے وہ بڑی قدرت والا ہے اور مالک و مختار ہے اس کی گرفت سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتے۔ اخیر میں بتلایا گیا کہ قرآن جو کچھ ہمیں پیش کر رہا ہے وہ بالکل حقیقت ہے۔ اس کے جھٹلانے سے قرآن کو کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا اس کی شان بہت بڑی ہے وہ لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے جہاں سے کسی کی مجال نہیں کہ اسے مٹا سکے۔

فائدہ:

اصحاب الاضدہ یعنی خندق والے جنہوں نے بڑی بڑی خندقیں کھود کر آگ سے بھریں اور بہت سے ایدھمن ڈال کر ان کو دہکایا اور ایمان والوں کو اس میں ڈالا وہ

الطابق ہے۔

رابط:

سابقہ سورۃ میں مؤمنین کی تسلی کے ساتھ کفار کو وعید کی گئی تھی اس سورۃ میں تحقیق وعید کے لئے اعمال کا محفوظ رہنا اور ایٹھ کا امکان اور وقوع و بعثت کی دلیل یعنی قرآن کریم کا حق ہونا مذکور ہے اور سورۃ سابقہ کے اخیر میں بھی حقیقت قرآن کا مضمون تھا۔ جس سے دونوں سورتوں کے درمیان ربط و تناسب واضح ہے۔

شان نزول:

لکھا ہے کہ ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابوطالب کے پاس بیٹھے تھے اچانک ایک تار ٹوٹا اور آگ کا ایک شعلہ اس سے ظاہر ہوا۔ ابوطالب ڈرے اور پوچھا یہ کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ یہ ستارہ ہے جو آسمانوں سے شیطانوں کو ہٹاتا ہے اور یہ قدرت الہی کی نشانی ہے پس اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ سورۃ لے کر نازل ہوئے۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں بتلایا گیا کہ دنیا میں جو کچھ انسان کرتا ہے اور جب وہ وقت آئے گا کہ قیامت قائم ہوگی تو اس کے سامنے اس کا اعمال نامہ پیش کر دیا جائے گا اور اگر اس کو قیامت میں شبہ ہوا اور اس کی سمجھ میں نہ آئے کہ مرنے کے بعد انسان پھر دوبارہ زندہ کر کے کھڑا کر دیا جائے گا۔ تو انسان اپنی پہلی پیدائش پر غور کرے کہ جس نے اسے ایک ناچیز قطرہ مٹی سے انسان بنا کر پیدا کر دیا یقیناً اسی طرح وہ خالق اسے دوبارہ بھی زندہ کر سکتا ہے پھر قیامت کے دن انسان کی وہ ساری باتیں جنہیں وہ

چھپ کر کیا کرتا تھا اور چھپا کر رکھا کرتا تھا وہ سب ظاہر ہو جائیں گی اور اس دن مجرموں کو سزا سے بچانے کے لئے کوئی حمایتی اور مددگار نہ ملے گا اور قیامت کے منکرین اپنے اعمال کے نتائج سے غافل ہو کر دین حق کی مخالفت میں جو دن رات جوڑ توڑ کر رہے ہیں اور اس طرح کی تدابیر کر رہے ہیں تو وہ یہ یاد رکھیں کہ حق تعالیٰ کی تدبیریں بھی کام کر رہی ہیں اور ظاہر ہے کہ اللہ کی تدبیروں کے آگے ان کے چل پٹے اور تدبیروں نہ چل سکیں گی اور انہیں ان کے کئے کی سزا مل کر رہے گی۔ ہاں جو تھوڑے دنوں کی انہیں مہلت ملی ہوئی ہے وہ ملی ہوئی ہے۔ واللہ اعلم!

سورۃ اعلیٰ

یہ قرآن کریم کی ۸۷ نمبر کی سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے اس کا شمار نمبر ۸ ہے اس سورۃ میں اراکوع ۱۹ آیات ۷۷ کلمات اور ۲۹۹ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورہ کی ابتداء "مسبح اسم ربک الاعلیٰ" سے ہوئی ہے یعنی اے خیر صلی اللہ علیہ وسلم آپ اور جو مومن آپ کے ساتھ ہیں اپنے پروردگار عالی شان کے نام کی تسبیح کیجئے۔ لفظ اعلیٰ کے معنی ہیں سب سے برتر۔ غالب، سب سے اوپر۔ عالیشان یہ اللہ کی ایک صفت ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام اعلیٰ ہوا۔

رابط:

سورۃ سابقہ میں مجازات آخرت کا ذکر تھا اس سورۃ میں بھی اصل مقصود یعنی

ہوئی عبادات کو بھالائے ایسے ہی لوگ آخرت میں کامیاب و ہامرا ہوں گے لیکن جو دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں اور دنیا کی زندگی کو سب کچھ سمجھتے ہیں وہ ہرگز آخرت میں فلاح نہیں پاسکتے نتیجہ میں ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ یہی وہ پیغام ہے جو قرآن انسان کو پہنچاتا ہے اور یہی پیغام حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں موجود تھا اور سارے نبی اسی کی تبلیغ کرتے چلے آئے ہیں۔ واللہ اعلم!

سورۃ الغاشیہ

یہ قرآن کریم کی ۸۸ نمبر کی سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے اس کا شمار ۶۸ نمبر ہے اس سورۃ میں ایک رکوع ۲۶ آیات ۹۲ کلمات اور ۳۸۳ حروف ہیں۔ یہ سورہ کی ہے۔
وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی ابتداء ایک سوالیہ جملہ "هل الساک حدث الغاشیہ" سے ہوئی ہے کہ کیا آپ کو غاشیہ کی کچھ خبر پہنچی ہے۔ غاشیہ قیامت کو کہتے ہیں کیونکہ غاشیہ کا مفہوم ہے چھپا جانے والی سب کو ڈھانپ لینے والی ایک ایسی چیز جس کی پکڑ سے نہ بچ سکے تو اس لفظ غاشیہ کی مناسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ الغاشیہ مقرر ہوا۔
خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ کا مرکزی مضمون بھی یہی ہے کہ قیامت و آخرت ضرور ہوگی اور اس دنیا میں انسان نے جو کچھ کمایا ہوگا اچھایا یا اس کی جزا و سزا اس کو وہاں ضرور ملنی

فلاح و آخرت کا مقصود ہونا اور اس کا طریقہ تبلیغ اور معرفت ذات و صفات و تزکیہ و ذکر و صلہ ہے بتلانا مقصود ہے اور مقصودیت آخرت کی تقریر کے لئے دنیا کا فانی ہونا اور اس کا اضلال اور طریقہ فلاح کی تعلیم کے لئے امر تکبر بالقرآن کا ارشاد ہے اور اسی کے قریب قریب فرض سے سورۃ سابقہ میں بھی حقانیت قرآن بیان کی گئی تھی جس سے دونوں سورتوں کا ربط ظاہر ہے۔

شان نزول:

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پے در پے قرآنی سورتیں نازل ہونا شروع ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ خیال گزرا کہ میں خود پڑھا لکھا نہیں ہوں ایسا نہ ہو کہ ان میں سے کوئی چیز بھول جاؤں اس لئے اس سورۃ میں حق تعالیٰ سبحانہ نے آپ کی تسلی فرمائی کہ آپ نہیں بھولیں گے اسی واسطے حدیث شریف میں ہے کہ آپ اس سورۃ کو بہت محبوب رکھتے اور وتر کی پہلی رکعت اور عیدین و جمعہ میں اکثر پہلی رکعت میں یہ سورۃ اور دوسری رکعت میں سورۃ غاشیہ تلاوت فرماتے تھے۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں پہلے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کا حکم دیتے ہوئے رب قدر کی بعض قدرتوں اور ان انعامات کا بیان ہے جو انسان کی جسمانی اور روحانی تربیت کے لئے اللہ نے فراہم کئے ہیں۔ جس سے یہ تعلیم مقصود ہے کہ انسان اپنا پرورش اور تربیت کا احساس کر کے اپنے خالق اور رب کا شکر گزار بندہ بنے تو حید رہائی کا اقرار کرے اور قرآنی ہدایت کے مطابق دنیوی زندگی بسر کرے اپنا تزکیہ لکس کرے اور اللہ کی مقرر کی

یہ سورۃ بھی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورہ کی ابتداء لفظ والفجر سے ہوئی ہے فجر صبح کی روشنی بھونکنے کو کہتے ہیں۔ اس میں باری تعالیٰ نے اس وقت کی قسم کھائی ہے اسی مناسبت سے اس سورہ کا یہی نام مقرر ہوا۔

رابطہ:

سورۃ سابقہ کا مضمون مؤمنین اور کفار کی سزا سے متعلق تھا اس سورہ میں مقصود اصلی فریقین کی جزا و سزا کو واجب کرنے والے اعمال کا بیان ہے۔ اور شروع میں تمہید کے طور پر بعض ہلاک کی ہوئی امتوں کا ذکر ہے اور آخر میں فریقین کی بعض سزا جزا کا ذکر ہے۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں تسمیہ کلام کے ساتھ بتلایا گیا کہ قیامت ضرور آتی ہے اور قیامت کے منکرین کو اس وقت ضرور سزا ملتی ہے۔ اس کی تائید میں فرمایا گیا کہ زمانہ گزشتہ میں جن امتوں نے اللہ اور اس کے رسول کے مقابلہ میں سرکشی کی ان پر خدا کی مار کا کوڑا اس طرح برسا کہ ان کا نام تاریخ میں ایک عبرت کا نشان بن کر رہ گیا کچھ تاریخ کے واقعات میں سے قوم عاد و ثمود اور فرعون کے واقعات کی طرف اشارہ کیا گیا اور بتلایا گیا کہ یہ سب قومیں اپنے زمانہ میں کمال عروج کو پہنچی ہوئی تھیں اقتدار حکومت سلطنت سب کے مالک تھے مادی ذرائع اور وسائل کی ان کے پاس کمی نہ تھی مگر نافرمانی کے بدولت جب اللہ کی کجڑ میں گرفتار ہوئے تو تباہ و برباد ہو کر ختم

ہے اس سورۃ میں اولاً قیامت کی ہولناکی کا ایک خاص منظر ایک خاص انداز میں پیش کیا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ جب قیامت کی ہولناکی اچانک پیش آجائے گی کسی کو اتنی مہلت نہ ملے گی کہ وہ کسی بھی طرح اس کا مقابلہ کر سکے اس وقت انبیاء کے اعتبار سے تمام انسان دو گروہوں میں بٹ جائیں گے ایک گروہ کے حصہ میں ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہ ہوگا اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا جہاں کی مصیبتوں اور عذابوں کا تصور نہیں کیا جاسکتا ان اہل جہنم کو کھوتا ہوا پانی پلایا جائے گا اور کانٹوں دار گھاس کھلائی جائے گی۔ جس سے نہ بھوک دور ہوگی نہ جسم کو کوئی فائدہ حاصل ہوگا، دوسرا گروہ وہ ہوگا جو اس دن خوش و خرم ہوگا ان کے چہرے بشارت اور خوشی سے دھک رہے ہوں گے انہوں نے دنیا میں جو کچھ اللہ کی خوشی کے لئے کیا تھا اس کے نتائج دیکھ کر خوش ہو رہے ہوں گے اور انہیں وہاں جنت کا وہ عیش و آرام نصیب ہوگا جس کا اس وقت تصور نہیں کیا جاسکتا اس کے بعد انسانوں کو توبہ دلائی گئی کہ وہ اللہ کی مخلوقات کو دیکھ کر اس کی قدرت و حکمت کا اندازہ کریں اور اس کی معرفت و بندگی حاصل کریں۔ اخیر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلی دی گئی کہ آپ ان منکرین کے انکار پر غم نہ کریں آپ کا کام تو سیدھی راہ کی طرف دعوت دینا ہے وہ آپ کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے وہ اپنے انجام کے خود ذمہ دار ہوں گے اور اپنے کئے کی سزا بھگتیں گے ہر شخص کو آخر لوٹ کر اللہ کی طرف جانا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے اس کا حساب لیں گے۔ واللہ اعلم!

سورۃ الفجر

یہ قرآن کریم کی ۸۹ نمبر کی سورۃ ہے اور ترحیب نزول کے اعتبار سے اس کا شمار نمبر ۱۰ ہے۔ اس سورۃ میں ایک رکوع ۳۰ آیات ۱۲۷ کلمات اور ۳۸۵ حروف ہیں۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی ابتداء لفظ "لا اقسام بھلہ الجلد" سے کی گئی ہے اور جلد (شر) کہہ کی باری تعالیٰ نے قسم کھائی ہے اسی وجہ سے اس سورۃ کا نام جلد مقرر ہوا۔

رابطہ:

سورۃ سابقہ میں اعمال موجب مجازات کا بیان تھا اس سورۃ میں بھی ایسے ہی اعمال کا بیان ہے مگر وہاں کثرتِ افظیہ اعمال شرکی تھی اور یہاں اعمال خیر کی ہے اور تجرید میں اعمال خیر کے بعض مقتضیات جو کہ مشقت و فتن کے قبیل سے ہیں مذکور ہیں اور ختم پر اعمال خیر و شر کی سزا و جزا مذکور ہے۔ واللہ اعلم!

شان نزول:

روایت کیا گیا ہے کہ قریش میں ایک کافر اسید بن کلدہ نہایت قوی و پیکل اور پہلوان تھا اس کی طاقت کا یہ حال تھا کہ اپنے پاؤں کے نیچے گائے بیل کا چڑھ دیا لیٹا اور لوگوں سے کہتا چڑھ کھینچ کر میرے پاؤں کے نیچے سے باہر کرو بہت سے لوگ مل کر زور آزمائی کرتے مگر چڑھا کھینچنے سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور اس کے پاؤں کے نیچے سے نہ ٹکڑا جب اصلی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام کی دعوت دی تو وہ کافر ایمان نہ لایا اور اس نے بہت سخت کلمات آپ کی شان میں کہے اور کہنے لگا کہ تم مجھے آتش و دوزخ کے موٹکوں سے کیا ڈراتے ہو میرا بایاں ہاتھ ان سب کو سزا دینے کے لئے کافی ہے۔ میرے مقابلہ کی تاب کون لاسکتا ہے اور بہشت کی نعمتوں سے مجھے کیا پھسلاتے ہو میں نے شادیوں اور خوشی کی تقریبات میں اتنا مال خرچ کیا ہے کہ تمہاری بہشت کی نعمتیں اس کے سامنے کچھ ہیں اور تمہاری جنت کی قیمت میرے اس

ہو گئے۔ اس کے بعد عام انسانوں کی آزمائش کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ جب اللہ کسی انسان کو عزت۔ مالی دولت عطا کرتا ہے تو اترتا ہے بڑا خوش ہوتا ہے۔ حالانکہ اس سے مقصود اس کا شکر دیکھنا ہوتا ہے اور پھر جب انسان کی روزی ٹھک کر دی جاتی ہے جس سے مقصود اس کا صبر و رضا کا دیکھنا ہوتا ہے تو وہ شکوہ شکایت کرنے لگتا ہے کہ باوجود استحقاق کے دنیوی نعمتیں مجھ سے کم ہو گئیں۔ پھر بتلایا گیا کہ دنیا میں انسان کو مال اس لئے نہیں ملا کہ اس پر اترائے اور ٹھنڈ کرے اور نہ مال اس لئے لیا گیا کہ بے صبری کا مظاہرہ کرے بلکہ انسان کو چاہئے کہ اگر اس کو مال ملا ہے تو اس سے قیمیوں کی پرورش کرے مسکینوں کی خدمت کرے اور حق داروں کے ساتھ حسن سلوک کرے نہ کہ مال جوڑ کر رکھے۔ پھر انسان کو آخری انجام کی طرف متوجہ کیا گیا کہ قیامت آئی ہے وہ آئے گی اور سب کچھ فنا ہو جائے گا۔ پھر دوبار الہی متعقد ہوگا اور سب کو حساب و کتاب کے لئے جمع کیا جائے گا اس وقت انسان کی آنکھیں کھلیں گی لیکن اس وقت سمجھنے اور ہوش آنے سے کوئی قاعدہ نہ ہوگا اور جس نے اللہ کی باتوں پر مطمئن ہو کر نیک اعمال کئے تھے اس کو میرے کئے وقت ہی بشارت ملے گی اللہ کی رضا اور اللہ کی بہشت میں داخلگی کی اور یہی ایک بندہ کی کامیابی و کامرانی ہے جس کی تمنا اور آرزو و کوشش ہونی چاہئے۔ (الذبح ص ۱۸۸)

سورۃ البلد

یہ قرآن کریم کی ۹۰ نمبر کی سورۃ ہے اور تہذیبِ نزول کے اعتبار سے اس کا شمار ۳۵ میں اس سورۃ میں ایک رکوع ۲۰ آیات ۸۲ کلمات اور ۳۴ حروف ہیں۔ یہ سورۃ کی ہے۔

سورج کی اور اس کی روشنی کی۔ اس لئے بطور علامت اس کا نام سورۃ الفس مقرر ہوا۔

رابطہ:

سابقہ سورۃ میں اعمال ایمانیہ و کفریہ کی مجازات اخرویہ کا بیان تھا۔ اس سورۃ میں "کذبت ثمود" سے جو جہاد قسم کے منازل میں ہے قعداً اعمال کفریہ پر مجازات دنیویہ کے احتیال کا بیان ہے اور عسناً قسم کے ذیل میں کفر و ایمان کی طرف اعمال کی تقسیم اور ان دونوں کی مجازات اخرویہ کا ذکر ہے جو ایمان ہے اور عسناً مضمون اول کا مقصود اور مقصود ثانی کا عسناً وجہاً آنا اس لئے ہو کہ مقصود اصل کفار مکہ کو ڈرانا ہے۔

واللہ اعلم!

خلاصہ سورۃ:

یہ ایمان و اسلام کے ابتدائی دور کی ایک سورۃ ہے جب کہ قریش اور اہل مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا انکار کر رہے تھے اللہ اور رسول کی باتوں کو جھٹلاتے تھے اور جن حقیقتوں کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دے رہے تھے وہ انہیں سچا نہ جانتے تھے۔ اس سورۃ میں انہیں اہل مکہ کو متنبہ کیا گیا اور گزشتہ واقعات میں سے قوم ثمود کے ایک مشہور واقعہ کی طرف جو اہل عرب میں مشہور تھا انہیں متوجہ کیا گیا کہ دیکھو اللہ کے رسول کی تکذیب اور حق کے مقابلہ میں جرات کی سزا اس سے پہلے قوم ثمود کو مل چکی ہے اگر تم اپنی روش سے باز نہ آئے تو پھر انہیں جیسا انجام تمہارا بھی ہوگا۔ یہ سورۃ اگرچہ مختصر ہے لیکن توحید و آخرت کی پوری دعوت اور اس کو نہ ماننے کے نتائج پوری طرح اس میں سمیٹ دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے سات قسمیں کھا کر جواب قسم میں دو باتیں ارشاد فرمائی وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اپنے

خرچ کئے ہوئے مال کے برابر بھی نہیں پہنچتی اس کی ان باتوں کے جواب میں اللہ رب العزت نے یہ سورۃ نازل فرمائی۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں تھرایا گیا کہ انسان کو اپنی قوت زور اور مال و دولت کی کثرت اور بڑائی پر مغرور نہیں ہونا چاہئے اور اگر یہ انسان پیدائش سے لے کر موت تک کے واقعات پر غور کرے تو یہ خوب واضح ہو جاتا ہے کہ اسے کس قدر شداک و تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پھر سمجھا گیا کہ اس زندگی کے بعد جو ایک اور ہمیشہ رہنے والی زندگی آئے والی ہے اس میں انسان کے تمام اعمال کی جانچ ہوگی ہر شخص کے ساتھ انصاف ہوگا اور جس نے دنیا میں جیسی گزاری ہوگی اس کے لحاظ سے اسے اچھا یا برا بدلہ ملے گا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

یہاں ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے!

وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے؟

سورۃ الفس

یہ قرآن کریم کی ۹۱ نمبر کی سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۲۶ نمبر پر ہے اس سورۃ میں ایک رکوع ۱۵ آیات ۵۶ کلمات اور ۲۵۳ حروف ہیں۔ یہ سورۃ کی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کے شروع میں "والشمس وضحاها" آیا ہے۔ یعنی قسم ہے

جنت کی نعمتوں سے کافی ہے۔ حضرت بلالؓ بھی اس کے غلام تھے خلیہ طور پر اسلام لے آئے تھے جب اس کو معلوم ہوا تو وہ ان کو بہت تکلیف دیتا تھا حضرت ابوبکرؓ کو علم ہوا تو حضرت بلالؓ کو خرید کر آزاد فرمادیا۔ الغرض حضرت ابوبکرؓ نے مسلمانوں کے تعاون اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی ضروریات میں بے دریغ اپنا مال خرچ فرمایا۔ چنانچہ مکہ کی زندگی میں تیرہ سال کے عرصہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام دولت صرف فرمادی صرف چھ ہزار درہم بچے تھے جو سفر ہجرت اور مسجد نبوی کے لئے زمین کی خرید اور دوسرے نیک کاموں میں صرف فرمائے اس سورۃ میں انہیں دونوں حالتوں کا ذکر ہے کہ ابوبکرؓ ایمان صدق۔ اور اکرم میں انتہائی وسیع رکھتے تھے اور امیہ بن خلف کفر کذب اور بغل میں انتہائی وسیع رکھتا تھا۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ کا اصل مضمون اتفاق فی سبیل اللہ ہے جس کا انجام یہ بتلایا گیا کہ جو شخص نیک راستہ میں مال خرچ کرتا ہے اور ساتھ ہی دل میں خدا سے ڈرتا ہو وہ اسلام اور قرآن کی باتوں کو سچا جانتا ہو تو وہ راحت و آرام کی جگہ (جنت) میں پہنچایا جائے گا اور جس نے خدا کی راہ میں خرچ نہ کیا اور اللہ کی خوشنودی اور آخرت کے ثواب کی پروا نہ کی اسلام کی باتوں اور اللہ کے وعدوں کو جھوٹا جانتا تو وہ آخر کار عذاب الہی کی انتہائی سختی کی جگہ (جہنم) میں پہنچ جائے گا اور حکمت الہی اس کو متعنی نہیں کرے کسی شخص کو زبردستی نیک یا بد بننے پر مجبور کرے ہاں اللہ نے ہرائی و بھلائی کو خوب کھول کر بیان فرما دیا ہے۔ اب جو شخص جو راہ اختیار کرے گا آخرت میں اسی کے موافق اس سے برتاؤ ہوگا۔ واللہ اعلم!

نفس کو ستوارا اور وہ نامراد ہوا جس نے اسے خاک میں ملایا۔ واللہ اعلم!

سورۃ الليل

یہ قرآن کریم کی ۹۲ نمبر کی سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے اس کا شمار نمبر ۹ ہے۔ اس سورۃ میں ایک رکوع ۲۱ آیات ۱۷ کلمات اور ۳۱۳ حروف ہیں۔ یہ سورۃ کی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی ابتداء میں اللہ عزوجل نے لیل کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا:

"واللیل اذا یغشی" کہ قسم ہے رات کی جب کہ وہ چھا چھائے یا آفتاب کے نور کو چھپالے۔ اس مناسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ اللیل مقرر ہوا۔

رابطہ:

سورۃ سابقہ میں اعمال اور ان کی جزاؤں کا اختلاف مذکور تھا اس سورۃ میں یہی مضمون ہے جس سے دونوں سورتوں کے درمیان ارتباط ظاہر ہے۔

شان نزول:

مکہ معظمہ میں دو شخص رئیسوں میں بڑے مالدار تھے ایک حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دوسرا امیہ بن خلف اور ان دونوں کا معاملہ مال کے خرچ کرنے میں مختلف تھا۔ امیہ باوجود مالدار کے فقیر کو کوڑی بھی نہیں دیتا تھا اور اگر کوئی اس کو بطور نصیحت کے سمجھاتا کہ غریبوں پر خرچ کر کے آخرت کا ذخیرہ کیوں نہیں کرتا تو وہ جواب میں کہتا کہ آخرت ہے کہاں اور اگر بالفرض ہو بھی تو میرے پاس اس قدر مال ہے جو مجھے

تقریر رابطہ کی ضرورت نہ ہوگی صرف اسی تقریر کی طرف اشارہ کر دینا کافی ہوگا۔ گو یا ہم سورتوں میں مستقل رابطہ بھی ادنیٰ تاہل سے معلوم ہو سکتا ہے چونکہ آگے چھوٹی چھوٹی پاس پاس سورتیں ہیں اس لئے سب کا تقریر واحد میں شلک کر دینا زیادہ مناسب معلوم ہوا ہے۔ جیسا کہ امام رازی رحمہ اللہ نے بھی سورۃ کوثر کی تفسیر میں واضحی سے آخر تک کا رابطہ ایک ہی تقریر میں لکھا ہے۔ واللہ اعلم!

شان نزول:

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بیماری کی وجہ سے دو تین شب نہیں اٹھے ایک کافر نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے شیطان نے تم کو چھوڑ دیا اور اتفاق سے وحی آنے میں بھی دیر ہو گئی تھی جس پر دوسرے شرکین نے بھی کہا کہ ان کے رب نے ان کو چھوڑ دیا ہے۔ اس پر اس سورۃ الفصحیٰ کا نزول ہوا جس میں ان اعتراضات و طعن کا جواب دیا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ بیان فرمائے گئے۔

فائدہ:

علماء نے لکھا ہے کہ وحی کے وقت کی قسم اللہ عزوجل نے اس لئے کھائی کہ یہ وقت متعدد خصوصیتیں لئے ہوئے ہے۔ (۱) روزی کی تلاش اور علم و ہنر حاصل کرنے کا اکثر یہی وقت ہے (۲) یہ وقت فرض نماز سے خالی ہے اس میں نفل عبادات کے لئے فراغت ہے۔ (۳) اسی وحی کے وقت میں خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا۔ (۴) اسی وقت میں فرعون کے جادوگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھ کر ایمان لائے اور کبدہ کیا تھا جس نے وقت نور حق کا کمال ظاہر ہونے کا وقت ہے۔ (۵) وحی کی نماز جو چار یا بارہ رکعتیں ہیں اسی وقت مقرر ہے جس کے بہت سے

سورۃ الفصحیٰ

یہ قرآن کریم کی ۹۳ نمبر کی سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے اس کا شمار نمبر ۱۱ ہے۔ اس سورۃ میں ایک رکوع ۱۱ آیات ۲۰ کلمات اور ۱۶۶ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی ابتداء میں اللہ عزوجل نے وحی کے وقت کی قسم کھائی ہے۔ وحی یعنی چاشت، آفتاب بلند ہونے سے لے کر نصف النہار تک پہنچنے کا زمانہ ہے اس نسبت سے اس سورۃ کا نام وحی مقرر ہوا۔

رابطہ:

سابقہ سورۃ الباقیہ کی آیت ”فما من اعطی“ سے ”للعسویٰ“ تک بعنوان کلی مہمات اصول و فروع کا بیان اور ان کی تصدیق اور اثبات یا تکذیب و اغتال پر وعدہ و وعید مذکور ہے۔ چنانچہ مہمات مذکورہ میں سے ایک مسئلہ رسالت کا بھی ہے جس کا بیان مع دوسرے مضامین مناسبہ کے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض اغتالات کا فیضان اور جیسے ان کے شرک یہ میں آپ کو بعض ادا امر و نواہی کا مخاطب بنانا اس سورۃ میں آیا ہے۔ اسی طرح باقی تمام سورتوں میں ان مہمات کلیہ کے خاص جزئیات اور ان کے مناسب مضامین مذکور ہیں جیسا کہ ہر سورۃ کے شروع سے ان جزئیات و مناسبات کی تعیین بھی معلوم ہو جائے گی اور اس تقریر سے آئندہ تمام سورتوں کا باہمی ارتباط اور ماقبل سے ارتباط واضح ہو گیا۔ اب جدا جدا ہر سورۃ کے لئے مستقل

فہمائل احادیث میں آئے ہیں۔

خلاصہ سورۃ:

اللہ رب العزت نے قمریہ کلام کے بعد فرمایا کہ نہ آپ کے پروردگار نے آپ کو چھوڑا نہ آپ سے دشمنی کی اور آخرت آپ کے لئے بدرجہا بہتر ہے اور عترت آپ کا پروردگار آپ کو اتنا دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔ اس کے بعد بعض نعمتوں کا ذکر فرمایا کہ کیا اللہ نے آپ کو جہنم نہیں پایا پھر آپ کو ٹھکانا دیا اور اللہ نے آپ کو شریعت سے بے خبر پایا تو آپ کو شریعت کا راستہ بتلایا اور اللہ نے آپ کو تدار پایا سو اللہ ارکرویل۔ آگے ان نعمتوں پر اداہ شکر کا حکم ہے کہ آپ ان نعمتوں کے شکر میں جہنم پر پہنچی نہ کیجئے اور سال کو مت جہز کئے اور اپنے رب کے انعامات مذکور کا تذکرہ کرتے رہا کیجئے۔ واللہ اعلم!

سورۃ الانشراح

یہ قرآن کریم کی ۹۴ نمبر کی سورۃ ہے اور ترتیب نزول میں اس کا شمار نمبر ۱۲ ہے۔ اس سورۃ میں ایک رکوع ۸ آیات ۷۷ کلمات اور ۱۰۲ حروف ہیں۔ یہ سورہ کی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی ابتداء "الم نشرک" سے ہوئی ہے کہ کیا ہم نے آپ کا سید آپ کے لئے نہیں کھولا تو بطور علامت جن الفاظ سے یہ سورہ شروع ہوئی وہی اس کا نام مقرر ہوا۔

رابط:

یہ سورۃ دراصل سورۃ البغی کے مضمون کا ترجمہ ہے۔ یعنی سورۃ سابقہ میں ان نعمتوں کا ذکر تھا جو حق تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرمائیں وہ نعمتیں دو قسم پر ہیں ظاہری و باطنی پہلی سورۃ میں پہلی قسم کی نعمتوں کا ذکر ہے اور اس سورۃ میں باطنی انعامات کا ذکر ہے۔

فائدہ:

سورۃ الم نشرک کی مناسبت سے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔
اذا اشتدت بک البلوی ففکر فی الم نشرک
فعرس بین یسورین اذا فکرتہ فافرح

شان نزول:

روایت میں ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درگاہ الہی میں عرض کیا کہ اے پروردگار آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو غلت کا مرتبہ بخشا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم کی خلعت سے نوازا۔ حضرت داؤد کو لوہا اور پہاڑوں کو تابع بنا کر ممتاز فرمایا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو جنات و انسانوں پر سلطنت عطا فرما کر سرفراز فرمایا۔ اے اللہ العالمین میرے لئے کیا چیز خاص فرمائی اس سوال کے جواب میں حق تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی۔

خلاصہ سورۃ:

جیسا کہ باقی میں ذکر کیا گیا کہ اس سورہ کا خاص مضمون حضور صلی اللہ علیہ

فائدہ:

علماء نے لکھا ہے کہ سورۃ کے ختم کی آیت "الیس اللہ باحکم الحاکمین" کے بعد "ہلی وانا علی ذالک من الشاہدین" کہنا چاہئے۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں بتلایا گیا کہ اللہ نے انسان کو بہترین سانچے میں ڈھالا ہے اور اس میں ظاہری و باطنی قوتیں نہایت مناسب طور پر رکھی گئی ہیں اسے بہترین صلاحیتوں سے آراستہ کر کے ارادے اور عمل کی آزادی دی گئی۔ چنانچہ اس آزادی کے نتیجہ میں انسان مختلف راہیں اختیار کرتے ہیں کچھ نیک عمل ہوتے ہیں کچھ بدکار کچھ خدا کے فرمانبردار ہوتے ہیں کچھ اس کے باقی تو یہ کیسے ممکن ہے کہ انجام کے اعتبار سے دونوں یکساں رہیں جب دنیا کی چھوٹی حکومتیں اپنے وفاداروں کو انعام اور مجرموں کو سزا دیتی ہیں تو یہی عظیم الہی حکمت کی صفتِ حاکمیت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ ایک دن صحیح فیصلہ کر کے اپنے وفاداروں کو اپنی عنایتوں سے نوازے اور مجرموں کو ان کے قصوروں کی سزا دے۔ واللہ اعلم!

سورۃ العلق

یہ قرآن کریم کی ۹۶ نمبر کی سورۃ ہے جو ترتیب نزول میں پہلی سورۃ ہے۔ اس سورۃ میں ایک رکوع ۱۹ آیات ۲۷ کلمات اور ۲۹۰ حروف ہیں، یہ سورۃ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

علق کے معنی ہیں جھے ہوئے خون کے۔ اس سورۃ کی دوسری آیت میں

وہم کی باطنی خصوصیات کا اظہار ہے کہ حق تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا کیا باطنی انعامات فرمائے۔

فضائل:

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث و مفسر رحمہ اللہ نے اس سورۃ کے خواص میں لکھا ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو سوتے وقت ۷۷ مرتبہ پڑھے اور اپنے سینہ پر دم کرے تو اس کو وساوسِ شیطانی کبھی حیران و پریشان نہ کریں گے اور معاملات کی تدابیر میں بھول چوک سے محفوظ رہے گا۔

سورہ التین

یہ قرآن کریم کی ۹۵ نمبر کی سورۃ ہے جو ترتیب نزول کے اعتبار سے ۲۸ نمبر پر ہے۔ اس سورۃ میں ایک رکوع ۸ آیات اور ۳۳ کلمات اور ۱۶۵ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی ابتداء لفظ و التین سے ہوئی تین کے معنی انجیر کے ہیں باری تعالیٰ نے انجیر کے قسم کھا کر مضمون کو بیان فرمایا ہے اس لئے بطور علامت اس سورۃ کا نام التین مقرر ہوا۔

رابط:

سورۃ الضحیٰ کی تہذیب میں جن مہمات کا ذکر ہے جملہ ان کے انسان کا مبداء و معاد ہے۔ اس سورۃ میں اس کا بیان ہے۔

فرمایا گیا ہے "خلق الانسان من علق" کہ اللہ نے انسان کو جتنے ہوئے خون سے پیدا فرمایا۔ اسی سے اس سورۃ کا نام علق مآخوذ ہے۔ اس سورہ کو سورۃ اقرار بھی کہتے ہیں۔

فائدہ:

اس سورۃ کی ابتدائی پانچ آیات اکثر مفسرین کے نزدیک سب آیتوں اور سورتوں سے پہلے نازل ہوئیں گویا وحی کی ابتداء انہیں آیات سے ہوئی۔

رابط:

سورۃ والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہے ان میں سے عطاء نبوت اور تعلیم وحی بھی ہے جو توحید کے بعد تمام مہمات کا مبنی ہے اور اس کے مناسب صاحب وحی کی مخالفت پر مذمت اور جھڑکی ہے جس کا اس سورۃ میں بیان ہے۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں اللہ رب العزت نے ربوبیت کے لئے بطور دلیل کے انسان اور اس کی پیدائش اور انسان پر بعض دیگر انعامات خداوندی کا تذکرہ کرتے ہوئے توحید کی دعوت دی گئی اور بتلایا گیا کہ اتنے احسانات الہی کے باوجود انسان سرکشی کرتا ہے اور وہ اپنے آپ کو تمام قیود و حدود سے آزاد سمجھتا ہے حالانکہ سب کو ایک دن اپنے رب کے حضور حاضر ہونا ہے پھر ایسے سرکشوں کو جہنم کی گئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ دین اور وحدۃ لاشریک لہ کی عبادت سے روکنا چاہتے تھے۔ ایسے عنکرین و مخالفین کو قیامت کی پکڑ سے ڈرایا گیا اور اخیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہ الہی میں سجدہ ریز ہونے اور قرب خداوندی حاصل کرنے کی اجازت دی گئی۔ واللہ اعلم!

سورۃ القدر

یہ قرآن کریم کی ۹۷ نمبر کی سورۃ ہے جو ترتیب نزول کے اعتبار سے ۲۵ نمبر پر ہے۔ اس سورۃ میں ایک رکوع ۵ آیات ۳۰ کلمات اور ۱۱۵ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

چونکہ اس سورۃ میں شب قدر کا ذکر فرمایا گیا ہے اس بنا پر اس کا نام سورۃ القدر ہوا۔ قدر کے معنی تقسیم کے ہیں چونکہ اس شب میں عظمت و شرف ہے اس لئے اس کو شب قدر کہتے ہیں۔

رابط:

سورۃ والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہے ان میں سے قرآن کی حفاظت اور عظمت ہے اس سورۃ میں اس کا بیان ہے۔

شان نزول:

روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض عابدین بنی اسرائیل کا ذکر فرمایا جنہوں نے ہزار مہینے اور ایک روایت میں ہے کہ اسی برس عبادت کی سعی صحابہ کو قیام ہوا اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی اور اسی برس کے تقریباً ہزار مہینے ہوتے ہیں جبکہ سرکشی کو چھوڑ دیا جائے۔

ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ شب قدر حق تعالیٰ شانہ نے میری امت کو مرحمت فرمائی ہے یہ سبکی امتوں کو نہیں ملی۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں اللہ رب العزت نے اپنے بے انتہا عطیات کا ذکر فرمایا ہے کہ ہم نے انسان کی فلاح و سعادت داریں کے لئے قرآن حکیم نازل کیا اور اس کو شب قدر میں نازل کیا جس کی یہ فضیلت ہے کہ ایک ایسا اللہ راجہ و ثواب میں ہزار مہینوں کی عبادت کے اجر و ثواب سے بہتر ہے اس شب میں حضرت جبرئیلؑ اور گروہ ملائکہ کا دنیا میں نزول ہوتا ہے اور صبح تک یہ شب سراپا سلامتی اور امن ہوتی ہے۔ واللہ اعلم!

سورۃ البینہ

یہ قرآن کریم کی ۹۸ نمبر کی سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے اس کا شمار نمبر ۱۰۰ ہے۔ اس سورۃ میں ایک رکوع ۸ آیات ۹۵ کلمات اور ۳۱۳ حروف ہیں یہ سورۃ مدنی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں "حسبی فانیہم البینۃ" آیا ہے جس کے معنی ہیں کھلی ہوئی دلیل روشن دلیل جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی مراد ہے جو نبھائے خود رسالت کی ایک روشن اور واضح دلیل ہے۔ اسی لفظ البینۃ کو سورۃ کا علاقائی نام قرار دیا۔

فائدہ:

اس سورۃ کا نام سورۃ لم یکن اور سورۃ متفقین اور سورۃ قیامت اور سورۃ البریہ

بھی ہے۔

رابطہ:

سورۃ البینہ کی تہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے مجملہ ان کے مسئلہ رسالت اور اس کے مصدقین و مکملین کی مجازات ہے اس سورۃ میں اس کا بیان ہے۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں بتلایا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی نبھائے خود رسالت کی ایک روشن دلیل ہے کیوں کہ آپ نہایت پاکیزہ اخلاق و اعمال و عقائد کی طرف دعوت دینے والی آیات لوگوں کو سناتے ہیں اور اللہ کی توحید اور اس کی عبادت کی تعلیم و ہدایت فرماتے ہیں پھر بتلایا گیا کہ کفر و شرک کرنے والوں کا انجام جہنم کی آگ ہے اور یہ بدترین مخلوق ہیں اور ان کے برخلاف اللہ سے ڈرنے اور عمل صالح سے وابستہ رہنے والوں کے لئے آخرت میں جنت ہے جہاں کی زندگی دائمی ہوگی گویا اس طرح کفر و شرک کے انجام بد کو سن کر ایمان اور عمل صالح پر بشارت سنا کر دنیا میں ایمان اور عمل صالح والی زندگی گزارنے کی ترغیب دی گئی۔ (لذین اصعبنا منہا)

سورۃ الزلزال

یہ قرآن کریم کی ۹۹ نمبر کی سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے اس کا شمار نمبر ۹۳ ہے اس سورۃ میں ایک رکوع ۸ آیات ۳۷ کلمات اور ۱۵۸ حروف ہیں یہ سورۃ مدنی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورہ کی ابتداء "اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا" سے ہوئی ہے یعنی جب زمین اپنی سخت جنبش سے ہلائی جاوے گی اسی سے سورہ کا نام سورہ زلزال مانگو۔ جس میں قیامت کے دن زلزلہ عظیم واقع ہونے کی خبر ہے۔

رابط:

سورہ والضحیٰ کی تسمیہ میں جن مہمات کا ذکر ہے ان میں سے قیامت کے دن بدلہ کے واقع ہونے کا اعتقاد ہے جس کا اس سورہ میں بیان ہے۔

فضائل:

ترمذی کی ایک روایت میں حضرت انس اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ اذا زلزلت نصف قرآن کے برابر ہے۔

اور قل ہو اللہ احد ایک تہائی قرآن کے برابر ہے اور "قل یا ایہا الکافرون" ایک چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ امام جزری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ چوتھائی قرآن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں چار چیزوں کا بیان ہے۔ زندگی، موت، حشر، حساب اور اس سورہ میں حساب قیامت کا بیان ہے اور نصف قرآن کہنے کی وجہ یہ ہے کہ قرآن میں احوال دنیا اور احوال آخرت کا بیان ہے۔ اور اس سورہ میں صرف احوال آخرت کا بیان ہے اس لئے یہ نصف قرآن کے برابر ہے۔ واللہ اعلم!

سورة العاديات

یہ قرآن کریم کی ۱۰۰ نمبر کی سورہ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے اس کا شمار نمبر ۱۴ ہے اس سورہ میں ایک رکوع ۱۱ آیات ۴۰ کلمات اور ۷۰ حروف ہیں یہ سورہ کی ہے۔

وجہ تسمیہ:

یہ سورہ "والعذیبت حبیبہ" سے ہوئی ہے عادیات یہ عادیہ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں تیز دوڑنے والا گھوڑا چونکہ اس میں تیز رو گھوڑوں کی قسم کھائی گئی ہے اور ان کی وفاداری و جاں نثاری کا ذکر ہے اسی لئے لفظ عادیات کو سورہ کا نام قرار دیا گیا۔

رابط:

سورہ والضحیٰ کی تسمیہ میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے مجملہ اسکے اعمال قبیحہ سے بچتا ہے اس سورہ میں اعمال قبیحہ کی مذمت اور اس پر جزا کا ترہب مذکور ہے۔

شان نزول:

روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر ابن عمر رضی اللہ عنہ کو صحابہ کے لشکر کے ساتھ قبیلہ بنی کنانہ میں بھیجا اور حکم دیا کہ تم لوگ فلاں روز صبح کے وقت ان پر پہنچ کر غارت کرو اور فلاں روز واپس آ جاؤ مگر اس لشکر کو واپس آنے میں تاخیر ہوگئی منافقین نے زبان طعن و دراز کی اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ وہ تمام لشکر ہلاک ہو گیا اور کوئی باقی نہیں رہا کہ ان کی خبر پہنچائے یہ بات مؤمنین نے سنی تو عمکین

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی ابتداء لفظ القارۃ سے ہوئی جس کے معنی ہیں اچانک آجانے والی مصیبت کٹر کھڑانے والا حادثہ یہاں القارۃ سے مراد حادثہ قیامت ہے چونکہ قیامت بھی اچانک اور ناگہاں آجانے والی مصیبت ہے اور حادثہ عظیم ہے اسی لئے اس کو القارۃ کہا اور اسی لفظ کو سورہ سے موسوم کیا گیا۔

رابط:

سورۃ الضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہے ان میں سے ایک امر اعتقاد و مجازات ہے۔ اس سورہ میں اس کا بیان ہے۔

خلاصہ سورۃ:

قیامت و آخرت پر ایمان اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور اس عقیدہ کو دل میں راسخ کرنے کے لئے قرآن پاک میں جگہ جگہ اس کا ذکر ہے۔ اس سورۃ میں بھی انسانوں کو قیامت کی ہولناکیوں سے ڈرایا گیا ہے اور آخرت کی کامیابی و ناکامی کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ اس دن جس کی نیکیاں زیادہ ہوں گی وہ خاطر خواہ آرام اور ہر طرح راحت میں ہوگا اور جس کا ایمان کا پلہ پٹکا ہوگا اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ دیکھتی ہوئی آگ ہوگی۔ (وھاؤنا رھمنہ مندا)

سورۃ التکاثر

یہ قرآن کریم کی ۱۰۲ نمبر کی سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے اس کا شمار نمبر ۱۶ ہے۔ اس سورۃ میں ایک رکوع ۸ آیات ۲۸ کلمات اور ۱۲۳ حروف ہیں یہ

ہوئے حق تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرما کر اس فوج کے حال سے مسلمانوں کو خوش دل فرمایا۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ کا مرکزی مضمون اللہ کی نعمتوں کا احساس اور ان نعمتوں کے تقاضے اور نتیجہ کے طور پر آخرت پر ایمان و یقین ہے اس سورۃ میں انسان کے اندر اللہ کی نعمتوں کا شعور پیدا کر کے جذبہ شکر کو ابھارا گیا ہے اور اسی بات کو سمجھانے کے لئے گھوڑوں کی مثال پیش کی گئی کہ وہ اپنے آقا اور مالک کے اشاروں پر کس طرح بے تحاشا دوڑتا ہے اور میدان جنگ میں اپنے آقا کی خاطر اپنی جان پر کھیل جاتا ہے لیکن ناشناس انسان اپنے مالک حقیقی کی اتنی بھی حق شناسی نہیں کرتا جتنا گھوڑا چانور ہو کر اپنے مالک کی کرتا ہے آخر میں اس بنیادی حقیقت کی طرف متوجہ کیا گیا جو قرآنی دعوت کا مرکزی نقطہ ہے یعنی اس دنیوی زندگی کے بعد آخرت کی زندگی آتی ہے جہاں اس آقا و مالک کے سامنے جوابدہی ہوگی جس سے کوئی بات چھپائی نہیں جاسکتی اور اس دن بندہ کی ہر بات مکمل کر اس کے آقا و مالک کے سامنے آجائے گی جس پر جزاء و سزا کا مدار ہوگا۔ واللہ اعلم!

سورۃ القارۃ

یہ قرآن کریم کی ۱۰۱ نمبر کی سورۃ ہے جو ترتیب نزول کے اعتبار سے نمبر ۳۰ پر ہے۔ اس سورۃ میں ایک رکوع اور ۱۱ آیات ۳۵ کلمات اور ۱۶۰ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

سورۃ کی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کا پہلا جملہ "الھیکم السکالو" ہے اسی سے اس سورۃ کا نام ماخوذ ہے۔ نکاح زیادتی اور کثرت میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے اور فخر کرنے کو کہتے ہیں خواہ وہ زیادتی و کثرت مال کی ہو یا خاندان کی اس سورۃ میں اسی تفاخر کی مذمت بیان فرمائی گئی ہے۔

شان نزول:

قریش کے قبائل بنی عبد مناف اور بنی سہم میں سے ہر قبیلہ نے کہا کہ ہم میں باعزت اور سردار تم سے زیادہ ہیں لہذا سرداری ہمارا حق ہے شام کیا گیا تو بنی عبد مناف زیادہ ٹکے پھر کہنے لگے کہ اب ہم اپنے مردوں کو شمار کریں گے چنانچہ مردوں کو شمار کیا تو بنی سہم کی تعداد بڑھ گئی۔ اس بے ہودہ تفاخر کی برائی اور مذمت میں اس سورۃ کا نزول ہوا۔

رابط:

سورۃ داعی کی تمہید میں جو امور مذکور ہیں ان میں سے ایک امر غفلت عن الآخرة کا ترک کرنا ہے اس سورۃ میں اس کا بیان ہے۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں متنبہ کیا گیا کہ کثرت مال و دولت جاہ و شہرت عزت و مرتبت فخر کی چیزیں نہیں ہیں ان چیزوں پر فخر کرنا انسان کو آخرت سے غافل کر دیتا ہے اور یہ

غفلت موت تک چلی جاتی ہے لیکن موت کے بعد اصلیت معلوم ہو جائے گی اور اس دنیا پرستی اور آخرت فراموشی کا نتیجہ جہنم کے معائنہ کے وقت معلوم ہو جائے گا۔ آخرت کا اس وقت یقین آجائے گا اس وقت خدا کی نعمتوں کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی اور کچھ جواب نہ بن پڑے گا اس وقت انسان چپکائے گا مگر وہ تلافی ملاقات کا وقت نہ ہوگا۔ واللہ اعلم!

فضائل:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کسی میں یہ طاقت نہیں کہ ہزار آیات روز پڑھ لیا کرے صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہزار آیات روز کون پڑھ سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی "الھیکم السکالو" بھی نہیں پڑھ سکتا معلوم ہوا کہ اس سورۃ کی تلاوت ہزار آیات کے برابر ہے۔

سورۃ العصر

یہ قرآن کریم کی ۱۰۳ انہری سورۃ ہے مگر ترتیب نزول کے اعتبار سے یہ تیسری نمبر پر ہے اس سورۃ میں ایک رکوع ۳ آیات ۱۲ کلمات اور ۷۷ حروف ہیں یہ سورۃ سبکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی ابتدا لفظ والعصر سے ہوئی یعنی قسم ہے زمانہ کی اسی سے سورۃ کا نام العصر ماخوذ ہے۔

شان نزول:

لکھا ہے کہ ابوالاسد ایک کافر تھا جو زمانہ جاہلیت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دوست تھا جب حضرت ابوبکرؓ ایمان لے آئے تو یہ کہنے لگا کہ اے ابوبکر تمہاری عقل کو کیا ہوا تم نے تجارت میں تو کبھی نقصان نہیں اٹھایا اب ایک لخت ایسے نقصان میں پڑے کہ آپائی دین کو چھوڑ کر لات وعزی کی شطاعت سے محروم ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ یہ قوف دین حق کو قبول کرنے والا کبھی نقصان میں نہیں رہتا۔ چنانچہ اس سورۃ میں اللہ نے حضرت ابوبکرؓ کے اس کلام کی توثیق فرمائی۔

رابط:

سورۃ والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہے ان میں سے ایک امر اعمال و طاعت کا بجالانا ہے۔ اس سورۃ میں اس کا بیان ہے۔

خلاصہ سورۃ:

اللہ رب العزت نے اس سورہ میں حضرت ابوبکرؓ کے کلام کا حسن ظاہر فرمایا اور اس کافر کے خیال باطل کی تردید فرمائی اور قسیدہ کلام کے بعد فرمایا گیا کہ ہر انسان خسارہ اور ٹوٹے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے اور جنہوں نے ایک دوسرے کو حق کی تحقیق کی اور ایک دوسرے کو صبر پر ثابت قدم رہنے کی فہمائش کرتے رہے۔

فائدہ:

اس سورۃ کے متعلق حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا مشہور قول ہے کہ اگر قرآن

میں صرف یہی ایک سورۃ نازل کر دی جاتی تو محمدار بندوں کی ہدایت کے لئے کافی تھی فی الحقیقت یہ ایک چھوٹی سی سورۃ ہے مگر سارے دین و حکمت کا خلاصہ ہے۔ صحابہ کرام اور سلف صالحین کا دستور تھا کہ جب آپس میں طعن کے ایک دوسرے کو یہ سورۃ سنا تے پھر سلام کر کے رخصت ہو جاتے۔

سورۃ البقرہ

یہ قرآن کریم کی ۱۰۲ نمبر کی سورۃ ہے اور ترتیب نزول میں اس کا شمار نمبر ۳۲ ہے۔ اس سورۃ میں ایک رکوع ۹ آیات ۲۲ کلمات اور ۱۳۵ احروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں ہمزہ کا لفظ آیا ہے جس کے معنی ہیں لوگوں کے عیب و عیوض نے والا۔ پس پشت عیب ڈالنے والا چونکہ اس سورۃ میں اس مرض کی سخت سزا کا بیان ہے اس لئے بطور علامت اس سورۃ کا نام یہی مقرر ہوا۔

رابط:

سورۃ الضحیٰ کی تمہید میں مہمات امور میں سے ایک امر اپنے آپ کو عذاب کے موجبات سے بچانا ہے جس کا اس سورۃ میں بیان ہے اور رابط ظاہر ہے۔

شان نزول:

لکھا ہے کہ بعض کفار کہ مثلاً غرض بن شریق امیہ بن خلف اور ولید بن مغیرہ یہ لوگ اپنی مجالس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بدگوئی اور فحشیت کیا کرتے تھے طعن

ڈراتا ہے۔ اس کے احکام کے ترک پر اس سورۃ میں ترک احترام بیت اللہ کے وبال سے اس پر استدلال ہے لہذا رابطہ ظاہر ہے۔

قصہ اصحاب فیل:

بادشاہ حبشہ کی طرف سے یمن میں ایک حاکم تھا ابرہہ نے ایک کنیسہ بنایا تھا چونکہ یہ سب لوگ نصرانی تھے اور اس نے یہ چاہا کہ کعبہ کے حج کرنے والے لوگ یہاں آیا کریں اور اس کا اعلان کر دیا یہ بات عرب بالخصوص قریش کو بہت ناگوار ہوئی اور کسی شخص نے رات کو جا کر اس میں پاخانہ کر دیا۔ اور مقاتل نے کہا ہے کہ بعض عرب نے وہاں آگ جلائی تھی ہوا سے اس میں آگ جا لگی اور وہ کنیسہ جل گیا ابرہہ کو غصہ آیا اور لشکر عظیم لے کر جس میں ہاتھی بھی تھے خانہ کعبہ کو منہم کرنے چلا جب شخص میں جو کہ طائف کے راستہ میں ہے وہاں پہنچا اور عبدالمطلب کے پاس آدی بھیجا وہ اس وقت رئیس مکہ تھے اور یہ کہلایا کہ میں لڑنے نہیں آیا ہوں صرف کعبہ کو منہم کرنے آیا ہوں اگر کوئی مخالفت کرے گا تو ابدتہ میں اس سے لڑوں گا عبدالمطلب نے جواب دیا کہ جس کا یہ کمر ہے وہ خود حفاظت کرے گا۔ عبدالمطلب اس کے پاس گئے اور وہاں بھی زبانی یہی گفتگو ہوئی اور وہاں سے واپس آ کر تمام قریش کو لے کر پہاڑوں میں جا چھپے تاکہ لشکر کے شر سے محفوظ رہیں اور ابرہہ وہاں سے مکہ کی طرف چلا اور جب وادی حصر میں جو کہ حذافہ کے قریب ہے پہنچا تو اس نے دیکھا کہ سمندر کی طرف سے کچھ ہزار زرد رنگ کے کبوتر سے کچھ چھوٹے پرندے آئے ان کے بچوں اور چوچوں میں مسور اور چنے کی برابر کنگریاں تھیں اور انہوں نے لشکر پر چھوڑنا شروع کیں وہ اللہ کی قدرت سے گولی کا کام کرتی تھی ہلاک کر دیتی تھی بعض تو اس

دیتے اور عیوب نکالتے۔ یہ سورۃ ان کو متنبہ کرنے کے لئے نازل ہوئی اور ایسے لوگوں کا انجام ذکر کیا گیا۔

خلاصہ سورۃ:

جیسا کہ شان نزول سے معلوم ہوا کہ سورۃ کا نزول ان لوگوں کے حق میں ہوا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر عیب لگاتے بدگوئی کرتے طعنہ زنی کرتے یہ لوگ مالدار بھی تھے اور دولت کے نشہ نے ان میں ضرور پیدا کر دیا تھا کہ اہل ایمان کو جن کے پاس مال و دولت نہیں تھا ان کی تحقیر کرتے تھے ان کو اس فعل شنیع سے سختی کے ساتھ روکا گیا اور ایسے افعال کرنے والوں کے لئے التناک عذاب تجویز فرمایا گیا ان لوگوں کے متعلق فرمایا گیا کہ ایسے لوگ نارجہم کی خوراک بنیں گے وہ آگ دلوں تک پہنچ جائے گی۔ (معاذنا اللہ منہ)

سورۃ الفیل

یہ قرآن کریم کی ۱۰۵ نمبر کی سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۱۹ نمبر پر ہے اس سورۃ میں ایک رکوع ۵ آیات ۲۳ کلمات اور ۹۳ حروف یہ سورۃ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ میں اصحاب فیل یعنی ہاتھی والوں کا ذکر فرمایا گیا ہے اس لئے اس کا نام الفیل مقرر ہوا۔ فیل کے معنی عربی میں ہاتھی کے ہیں۔

رابطہ:

سورۃ الفیل کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہے مجملہ ان کے عقاب الہی سے

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ میں قبیلہ قریش کا ذکر فرمایا گیا جو کہ مکہ معظمہ میں آباد تھے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی قبیلہ سے ہیں۔ بیت اللہ اور چاہ وزعم کی خدمت ہمیشہ اسی قبیلہ سے متعلق رہی۔ اس لئے اس سورۃ کا نام سورۃ قریش ہوا۔

رابطہ:

سورۃ واضحی کی تہجد میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے ان میں سے نعمت الہیہ کے شکر یہ میں عبادت کرتا ہے اس سورۃ میں اس کا بیان ہے۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں قریش مکہ کو سمجھایا گیا کہ تم کو بیت اللہ کی وجہ سے دنیوی و جاہلیت اور امن و سکون حاصل رہا ہے دوسرے اہل عرب قریش کی خانہ کعبہ کے متولی ہونے کی وجہ سے عزت و احترام کرتے اور ان کے قافلے لوٹ مار سے محفوظ رہتے۔ پھر حرم میں قتال جہاد بھی نہیں ہوتا تھا اس اعزاز اور سکون کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ خانہ کعبہ میں توحید کے تقاضوں کے مطابق رب کعبہ کی عبادت کرتے کفر و شرک سے کنارہ کش ہوتے اور بیت اللہ کو بتوں کی نجاست سے پاک رکھتے نہ یہ کہ انہوں نے توحید کا بھی انکار کیا اور رب کعبہ کے رسول کی مخالفت کی اور نافرمانی کی انہیں اللہ کے احسانات کو یاد کر کے اللہ کا فرمانبردار بننا چاہئے تھا نہ کہ سرکشی اختیار کرتے اس سورۃ میں ان کو یہی تعلیم دی گئی ہے۔ واللہ اعلم

عذاب سے ہلاک ہوئے اور بعض بھاگ گئے اور دوسری بڑی تکفیں اٹھا کر سر سے یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے ۵۰ روز پہلے پیش آیا یعنی حرم کے آخر میں ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ انہوں نے بڑے ہاتھی کے فیہان کو اندھے بھیک مانگتے ہوئے دیکھا ہے اور نوفل بن ابی معادیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے وہ کنکر بیاں دیکھی ہیں درمنثور میں ہے کہ بعض کو ان کنکروں کے گٹنے سے غارش اور چپک نکل آئی تھیں اور زیادتی ہو کر ہلاک ہو گئے (اللہم لرحمتک من کل بلاؤ لشریکہ و عذرک للاحقرہ)

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں اس بات کی تعلیم ہے کہ قدرت کے مشاء کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی نیز احکام خداوندی اور شعائر کی بے حرمتی کرنے والوں کو اس کے عذاب سے ڈرتے رہنا چاہئے باطل پرستوں اور مادی طاقت پر غرور کرنے والوں کے لئے یہ سورۃ مقام عبرت ہے کہ اللہ کی قیمی طاقت کے مقابلہ میں مادی اور دنیوی اسباب بے بس ہیں حقیقی متصرف حق تعالیٰ ہیں پھر اس میں کعبہ کی عظمت شان کا بھی اظہار ہے اور یہ کہ اس کے محافظ خود حق تعالیٰ ہیں۔ واللہ اعلم!

سورۃ قریش

یہ قرآن کریم کی ۱۰۶ نمبر کی سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے ۲۹ نمبر پر ہے۔ اس سورۃ میں ایک رکوع ۴ آیات ۷۱ کلمات اور ۷۹ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ سے مقصود چنیوں، مچھلیوں، بے کس و بے سہارا لوگوں کی مدد پر ابھارنا ہے۔ انسانیت کی ہمدردی و مخلصانہاری کا صحیح جذبہ پیدا کرنا اور ارکان دین میں سے نماز، زکوٰۃ و صدقات وغیرہ کی ادائیگی کی تاکید ہے۔ مختصر یہ کہ اس سورۃ میں حقوق اللہ و حقوق العباد کی پاسداری کی تعلیم ہے اور یہ کہ جس راہ کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم بلا رہے ہیں وہی انسان کی فلاح اور دین و دنیا کی اصلاح کی راہ ہے نیز بتلایا گیا کہ جو یتیم کی ہمدردی و غم خواری تو درکنار اس کے ساتھ سنگدلی و بداخلاقی کا برتاؤ کرتے ہیں وہ بھی کوئی انسان ہے ایسے شخص کو کیا پتہ کہ نماز یعنی اللہ کی بندگی کس سے مناجات ہے اور اس سے مقصود کیا ہے اور نماز ہی کیا ایسے شخص کے دوسرے اعمال بھی ریاکاری کے ساتھ ہوتے ہیں، ایسا شخص زکوٰۃ و صدقات تو کیا دیتا وہ تو روزمرہ کے استعمال کی چیز بھی کسی کو نہیں دے سکتا درحقیقت ایسا شخص روز جزا کا اعتقاد نہیں رکھتا۔ الغرض کفار و منافقین کے ان خصائص خبیثہ اور اعمال پر عذاب جہنم کی وعید سنائی گئی۔ واللہ اعلم!

سورۃ الکوش

یہ قرآن کریم کی ۱۰۸ نمبر کی سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے نمبر ۱۵ پر ہے۔ اور اس سورۃ میں ایک رکوع ۳ آیات ۱۰ کلمات اور ۳۷ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

سورۃ الماعون

یہ قرآن کریم کی ۱۰۷ نمبر کی سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے اس کا شمار ۱۷ ہے۔ اس سورۃ میں ایک رکوع ۲ آیات ۲۵ کلمات ۱۱۵ حروف ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔
وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی آخری آیت ”والمسعون الماعون“ ہے یعنی وہ لوگ ماعون کو روکتے ہیں۔ ماعون کے معنی ہیں زکوٰۃ، خیرات یا روزمرہ کے استعمال کی چیزیں جیسے ذول رسی، پیالہ، نمک، پانی، آگ، ہانڈی، کلباڑی، سوئی، دھاکہ وغیرہ۔ اس سورۃ میں ماعون کے روکنے یا منع کرنے کی مذمت کی گئی ہے، اسی سے سورۃ کا نام مقرر ہوا۔
رابط:

سورۃ الضحیٰ کے شروع میں جن مہمات میں ذکر ہوا ہے مقلد ان کے کفر و نفاق سے بچنا ہے۔ اس سورۃ میں اس کا بیان ہے جس سے رابط ظاہر ہے۔

شان نزول:

مفسرین رحمہم اللہ نے بیان فرمایا ہے کہ اس سورۃ میں نصف اول کا فروع کے بارے میں ہے اور نصف آخر منافقین کے بارے میں لکھا ہے کہ ایہ جہل ملعون قیامت کی تکذیب کرتا اور جب کسی یتیم کا وہی اور گمراہ بننا اور یتیم اپنے مال میں سے کھانا، کپڑا مانگتا تو یہ ظالم اس یتیم کو مار نکالتا اور ہمیشہ لوگوں کو خرچ کرنے سے روکتا اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں اولاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت سنائی گئی کہ اللہ نے اپنے رسول کو کوثر عطا فرمائی ہے جس میں ہر خیر داخل ہے خیر دنیا میں بقاء دین ترقی اسلام اداء پر حق و غلبہ اور قیامت تک آپ کے نام کی شہرت و عزت سب داخل ہے اور خیر آخرت میں مراتب و قرب درجات عالیہ محض کوثر کی عطا و شفاعت کا مرتبہ۔ مقام محمود کی عطا سب داخل ہیں اس طرح آپ کو تسلی دی گئی کہ اگر اولاد نرینہ فوت ہونے پر غافلین طعن و تشنیع کر رہے ہیں تو آپ اس پر فکرت نہ ہوں۔ کہ آپ کے رب نے آپ کو دین و دنیا کی تمام بھلائیاں سے نوازا ہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا جاتا ہے کہ ان نعمتوں کے شکر یہ میں آپ اپنی جان و مال سے اللہ کی عبادت میں لگ جائیں۔ اور پھر مزید تسلی کے لئے ایک جیشین گوئی فرمائی کہ بفضل اللہ تعالیٰ آپ ابتر نہیں ہیں بلاشبہ آپ کا دشمن ہی ابتر یعنی بے نشان ہے کوئی اس کا نام لیا نہیں ہے۔

فائدہ:

بعض روایات سے کوثر کا نہر جنت ہونا معلوم ہوتا ہے اور بعض سے میدان حشر میں ہونا معلوم ہوتا ہے تحقیق یہ ہے کہ اصل نہر جنت میں ہے اور اس کی ایک شاخ باذن الہی میدان حشر میں آجاسے گی دونوں کو کوثر کہہ دیا گیا۔

فائدہ:

کسی نے سورۃ کے مضمون کو اس شعر میں ذکر کیا ہے:

وجہ تسمیہ:

سورۃ کی ابتداء "اننا اعطینک الکوثر" سے فرمائی گئی یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تجھ کو کوثر عطا فرمایا کوثر کے لفظی معنی خیر کثیر کے ہیں یعنی بہت زیادہ بہتری اور بھلائی اس لفظ کے تحت ہر قسم کی دینی، دنیوی، ظاہری باطنی دولتوں حسی و معنوی نعمتیں داخل ہیں ان میں سے ایک بڑی نعمت محض کوثر بھی ہے چونکہ اس سورۃ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوثر دیئے جانے کا ذکر ہے اسی لفظ کی مناسبت سے اس سورۃ کا نام کوثر مقرر ہوا۔

رابط:

سورۃ البغی کی تہید میں جن مہمات کا ذکر ہے مجملہ ان کے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیت و محبت اور آپ کے مخالفین کے ساتھ بغض و عداوت ہے اس سورۃ کے اول و آخر کی آیتوں میں اس کے موجبات کا بیان ہے اور درمیان آیت میں پہلی آیت کے تابع بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نعمتوں کے شکر ادا کرنے کا حکم ہے۔

شان نزول:

آپ کے بڑے بیٹے حضرت قاسم تھے ان کا کہ کرمہ میں انتقال ہو گیا تو عاص ابن ابن وائل بھی نے اور اس کے ساتھ دوسرے مشرکین نے یہ کہا کہ آپ کی نسل منقطع ہو گئی۔ پس آپ نوحہ باللہ ابتر یعنی بے نام و نشان ہیں مطلب یہ تھا کہ آپ کے دین کا چرچا چند روزہ ہے پھر یہ سب بکھیرے پاک ہو جائیں گے اس پر آپ کی تسلی کے لئے یہ سورۃ نازل ہوئی۔

کریں جس میں ہم اور آپ دین کے طریقہ میں شریک رہیں جو نسا طریقہ ٹھیک ہوگا اس سے سب کو کچھ کچھل جاوے گا اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی۔

فضائل:

یہ حدیث میں آتا ہے کہ اس سورۃ کے پڑھنے کا ثواب چوہائی قرآن کے برابر ہے۔ ایک حدیث میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نماز فجر کی سنتوں میں پڑھنے کے لئے دو سو تیس بہتر ہیں سورۃ کافرون اور سورۃ اخلاص یعنی قل ہو اللہ احد متعدد صحابہ سے منقول ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح کی سنتوں اور نماز مغرب کی سنتوں میں انہیں دو سو تیس کو پڑھنے ہوئے سنا ہے۔ حضرت فروہ ابن نوفل کا بیان ہے کہ میرے والد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی چیز بتلا دیجئے میں جس کو سونے سے پہلے پڑھ لیا کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قل یا ایہا الکافرون“ پڑھ لیا کرو یہ شرک سے بیزاری کا اظہار ہے۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں مسلمانوں کے لئے ہر دور میں اور بالخصوص موجودہ حالات میں نصیحت کا بڑا سامان موجود ہے اور اس سورۃ کی خاص تعلیم یہی ہے کہ مسلمان کے لئے سخت سے سخت حالات میں بھی باطل کی طرف سے چاہے معاملہ ڈرانے دھمکانے کا ہو یا لالچ کا ہو یا دین کے معاملہ میں مصالحت کی پیشکش ہو یہ جائز نہیں کہ وہ دین کے معاملہ میں کسی کی پیشکش پر راضی ہو یا دوسروں کی خاطر معنوی یگانگت اور یکنائی پیدا کرنے پر راضی ہو وہ جس دین الہی پر ایمان لایا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ کسی وجہ

آثار اقدار تو تاحشر متصل
مضمم سیاہ روئے تو بجا حاصل و فحل

سورۃ الکافرون

یہ قرآن کریم کی ۱۰۹ نمبر کی سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے نمبر ۱۸ پر ہے۔ اس سورۃ میں ایک رکوع ۶ آیات ۲۶ کلمات اور ۹۹ حرف ہیں یہ سورۃ کی

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی ابتداء ”قل یا ایہا الکافرون“ سے ہوئی اسے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کافروں سے کہہ دیجئے اس سے سورۃ کا نام کافرون ماخوذ ہے۔

رابطہ:

سورۃ النبی کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ان میں سے مسئلہ توحید اور تمیزی عن الشریک ہے اس سورۃ میں اس کا بیان ہے۔

فائدہ:

اس سورۃ کو سورۃ المعابد۔ سورۃ الاخلاص اور سورۃ المعتقد بھی کہتے ہیں معتقد کے معنی ہیں بری کرنے والی، چونکہ اس سورۃ میں شرک سے برأت ہے۔

شان نزول:

ایک مرتبہ چند دوسائے کفار نے آپ سے کہا کہ آئیے ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کیا کیجئے اور ایک سال ہم آپ کے معبودوں کی عبادت کیا

مقصود کہ تکمیل دین ہے ختم ہوا اور اس وجہ سے ستر آخرت قریب ہے بس اس کے لئے تیاری کیجئے اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجئے وہ بڑا تو یہ قول کرنے والا ہے۔

فائدہ:

اس سورۃ میں آپ کی وفات کے قریب ہونے کی خبر ہے اور فتح سے مراد فتح مکہ ہے۔ فتح مکہ سے پہلے ایک ایک دو دو مسلمان ہوتا تھا فتح مکہ کے بعد قبائل کے قبائل اسلام میں داخل ہونے لگے۔ یہ سورۃ فتح مکہ کے پہلے نازل ہوئی جیسا کہ نقل کیا گیا ہے کہ خبر سے لوستے ہوئے نازل ہوئی جو فتح مکہ سے پہلے ہے اور مکہ معظمہ رمضان ۸ھ میں فتح ہوا۔ اور آپ کی وفات ربیع الاول ۱۰ھ میں ہوئی۔ روایت میں آتا ہے کہ آپ اس سورۃ کے نازل ہونے کے بعد مکان اللہ و بچہ استغفر اللہ و اتوب بہت زیادہ پڑھا کرتے تھے۔ بعض مفسرین نے اس کا نزول فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت سے چھ ماہ قبل لکھا ہے بعض نے ایام تشریق ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ بمقام منیٰ الحجۃ الوداع ۱۰ھ لکھا ہے کہ پہلے آیت ”الیوم اکملت لکم دینکم“ نازل ہوئی ۹ ذی الحجہ پر محمد عرفہ کو بعد خطبہ اس کے بعد یہ سورۃ وہیں منیٰ میں ایام تشریق میں نازل ہوئی۔

بعض روایات میں ہے کہ جب یہ سورۃ نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے مجمع میں اس کی تلاوت فرمائی تو سب اس کو سن کر خوش ہوئے کہ اس میں فتح کی خوشخبری ہے مگر حضرت عباسؓ رونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ رونے کا سبب کیا ہے۔ تو حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ اس میں آپ کی وفات کی خبر مفسر ہے۔ آنحضرت نے اس کی تصدیق فرمائی، معلوم ہوا کہ جب موت

سے بھی اس میں کترینیت پر راضی ہو جائے الغرض اس سورۃ میں دین پر صبر و استقامت کا خزانہ موجود ہے۔ واللہ اعلم!

سورۃ النصر

یہ قرآن کریم کی ۱۱۰ نمبر کی سورۃ ہے اور ترحیب نزول کے اعتبار سے ۱۱۳ نمبر پر ہے۔ اس سورۃ میں ایک رکوع ۳ آیات ۱۹ کلمات اور ۸۱ حروف ہیں یہ سورۃ مدنی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی ابتداء ”اذا جاء نصر اللہ“ سے فرمائی گئی ہے یعنی جب خدا کی مدد آ پینچے۔ اسی سے سورۃ کا نام النصر مقرر ہوا۔

ربط:

سورۃ البغی کی تہدید میں جن مہمات کا ذکر ہے مغلہ ان میں سے تکمیل فیوض کی نعمت کا شکر ہے، اس سورۃ میں اس کا بیان ہے، جس کا خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا ہے اس کے ضمن میں آپ کی نبوت کی تقریر بھی ہوئی۔

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا گیا کہ اے پیغمبر جب خدا کی مدد اور مکہ کی فتح مہم اپنے آچار کے آ پینچے یعنی واقع ہو جائے اور آچار جو اس پر متفرع ہونے والے ہیں کہ آپ لوگوں کو اللہ کے دین یعنی اسلام میں جوق در جوق داخل ہوتا ہوا دیکھیں تو اس وقت سمجھ لیجئے کہ دنیا میں رہنے کا مقصود اور بعثت کا

قریب ہو تو صح و استغفار کی کثرت کرنی چاہئے۔

فضائل:

امام ترمذی نے حضرت انسؓ کی حدیث نقل کی ہے کہ اِذَا جَاءَ لَكَ اللهُ ثَوَابٌ
مِنْ چِتْھائی قرآن کے برابر ہے۔

سورة اللہب

یہ قرآن کریم کی ۱۱۱ نمبر کی سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے نمبر ۶ پر
ہے۔ اس سورۃ میں ایک رکوع ۵ آیات ۲۳ کلمات اور ۲۸۱ حرف ہیں، یہ سورۃ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت ”ھبت یدای الہب ونب“ ہے جس کے معنی ہیں
ایلابہب کے ہاتھ لوٹ جائیں اور وہ برباد ہو جائے اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
سوتیلے بچا ایلابہب اور اس کی بیوی کی اسلام دشمنی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ عداوت کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کے ہلاک ہونے اور قیامت کے دن نار جہنم
میں ڈالے جانے کی خبر دی گئی ہے۔ اس لئے بطور علامت اس کا نام سورۃ اللہب مقرر
ہوا۔

رابطہ:

سورۃ النعلیٰ کی تہدید میں جو امور مذکور تھے بخمد ان کے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی مخالفت سے بچنا ہے اس سورۃ میں اس مخالفت کا وبال مذکور ہے۔

شان نزول:

روایت میں آیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت کریمہ ”والسدر
عشیرۃ نک الاقرسین“ نازل ہوئی کہ آپ اپنے خاندان کے قریبی رشتہ داروں کو
ڈرائیے اور آپ نے گوہ صفا پر چڑھ کر تمام قبیلوں کو آواز دی اور جمع کر کے سب کو
دعوت اسلام دی تو ایلابہب بن عبدالمطلب نے گستاخانہ کلمات کہے: ”تَبَا لَکَ سَالِئِ
السُّومِ الْهَلْدَا جَمْعَتَا؟“ اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی۔ چنانچہ غزوہ بدر کے بعد ساتویں
روز اس کو طاعون کا ایک دانہ جن کو عدرہ کہتے ہیں لگا، اور مرض لگ جانے کے خوف
سے گھر والوں نے اس کو الگ ڈال دیا یہاں تک کہ ایلابہب اسی حال میں مر گیا اور تین
روز تک لاش یونہی پڑی رہی جب سڑنے لگا تو مزدوروں سے اٹھا کر ڈلوادیا انہوں
نے ایک گڑھا کھود کر اس میں لکڑی سے دھکا دے کر اوپر سے پتھر بھر دیے۔

طاریق سے روایت ہے کہ میں نے ایک بار دیکھا کہ سوق الحجاز میں آپ
آگے آگے دعوت اسلام کرتے ہوئے چلے جا رہے ہیں اور پیچھے پیچھے ایلابہب پتھر مارتا
ہوا آ رہا ہے جس سے آپ کی پٹلی اور قدم لہو لہان ہو گئے ہیں۔ ایلابہب کی بیوی جس
کا نام ام یسٰل تھا آپ کے راستہ میں کانٹے بچھایا کرتی تھی جیسا کہ کسی نے کہا ہے:

زن یلابہب کا شرارۃ

یہ رویہ لیل و نہار تھا

وہ مصطفیٰ میں تکبر کا

خس و خار اس کا شعار تھا

کسی مرض میں ہوئی مہملی، گئے دیکھنے اس کو مصطفیٰ، پشادہ خاطر یہ کہا: تجھے

خالفین رسول کو مستحب کیا گیا کہ مرد ہو یا عورت اپنا ہو یا بیگانہ بڑا ہو یا چھوٹا جو حق کی عداوت پر کمر باندھے گا وہ آخر کار ذلیل و خوار ہوگا۔ واللہ اعلم!

سورة الاخلاص

یہ قرآن کریم کی ۱۱۴ نمبر کی سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے اس کا شمار نمبر ۲۲ ہے۔ اس سورۃ میں ایک رکوع ۳ آیات ۷ کلمات اور ۳۹ حروف ہیں۔ یہ سورۃ مکی ہے۔

وجہ تسمیہ:

چونکہ اس سورۃ میں توحید باری تعالیٰ کو ہر قسم کے شرک سے خالص کر کے بیان کیا گیا ہے اس وجہ سے اس سورۃ کا نام اخلاص رکھا گیا جس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اپنا سب کچھ اللہ کے لئے خالص کر دے۔

رابط:

سورۃ الاخلاص کی تہذیب میں جن مہمات کا ذکر ہوا مثلاً ان کے توحید ہے۔ اس سورۃ میں اس کا بیان ہے۔

شان نزول:

روایت میں آتا ہے کہ مشرکین مکہ نے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ہمارے معبودوں کی تو برائی کرتے ہیں آپ اپنے رب کے تو اوصاف بیان کریں اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی۔

تندرست کرے خدا۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ اپنے واسطے لکڑیاں ڈھونڈتی تھی ایک دن لکڑیوں کا گٹھا پیٹھ پر رکھے ہوئے تھی تھک گئی لکڑیوں کی ری اس کی گردن میں پڑی تھی لکڑیوں کا گٹھا تو ایک پتھر پر رکھ دیا اور سستانے لگی۔ اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ کو حکم ہوا اس نے اس گٹھے کو پیٹھ کے پیچھے سے پتھر کے نیچے گر دیا ری اس کے گلے میں رہی اور پھانسی ہو گئی، وہ ہلاک ہو گئی۔

فائدہ:

ایلیب کا نام عبدالعزیز تھا اور ایلیب کنیت تھی چونکہ اس کے چہرہ کا رنگ سرخ تھا مگر قرآن میں کنیت کا اختیار کرنا اس کے شعلہ والی آگ میں بجھنے کی وجہ سے ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ "حمالة الحطب" سے مراد چنل خور ہے چونکہ وہ چنل خور تھی، چنانچہ فارسی میں بیڑم کس بھی اس معنی میں ہے۔ شیخ سعدی نے چنل خور کی حقیقت یوں ذکر فرمائی ہے۔

میان دو کس آتش افروختن

نہ عقل است خود در میاں سوختن

کند این و آن خوش و گر بارہ دل

دلے اندر میاں کو ریزت و چنل

(لایم صفتنا مدرا)

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں ایلیب اور اس کی بیوی دونوں کا انجام ذکر فرمایا ہے جس سے

سورة الفلق

یہ قرآن کریم کی ۱۱۳ نمبر کی سورۃ ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار سے اس کا شمار نمبر ۲۰ ہے، اس سورۃ میں ایک رکوع ۵ آیات اور ۲۳ کلمات اور ۷۳ حروف ہیں یہ سورۃ مدنی ہے۔
وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت "قل اعوذ برب الفلق" ہے جس میں لفظ فلق آیا ہے فلق سے مراد صبح ہے کیونکہ رات کی خلعت پھاڑ کر صبح کی روشنی نمودار ہوتی ہے۔ اس لئے اس سورۃ کا نام سورۃ فلق ہے۔
رابطہ:

سورۃ البغی کی تہذیب میں جن مہمات کا ذکر ہے ان میں سے حق تعالیٰ پر توکل اور اس کے ساتھ استعاذہ ہے۔ اس میں اور اس کے بعد والی سورۃ میں اس کا بیان ہے۔

شان نزول:

سورۃ فلق اور سورۃ ناس چونکہ ایک ساتھ نازل ہوئیں اس لئے ان کا سبب نزول ایک ہی ہے وہ یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر لیبید یہودی اور اس کی بیٹیوں نے سحر کر دیا تھا جس سے آپ کو مرض کی سی حالت عارض ہو گئی آپ نے حق تعالیٰ سے دعا کی اس پر یہ دونوں سورتیں نازل ہوئیں۔ جن میں سے ایک سورۃ میں پانچ اور ایک میں چھ آیتیں ہیں مجموعہ گیارہ آیات میں اور آپ کو وحی سے اس سحر کا موقع بھی

خلاصہ سورۃ:

اس سورۃ میں حق تعالیٰ نے اپنی صفات بیان فرمائی ہیں اور ہر طرح کے شرک یعنی بت پرستی عیسائیت یہودیت مجوسیت وغیرہ سب کی تردید کر کے خاص توحید کا سبق دیا گیا ہے کہ اللہ ایک ہے وہ بے نیاز ہے وہ اولاد والی باپ اور شریکوں سے پاک ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔
فضائل:

روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ سورۃ تھائی قرآن کے برابر ہے۔ علماء نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ مضامین قرآن میں قسم کے ہیں۔ (۱) توحید و صفات باری تعالیٰ (۲) بندوں کے اعمال و افعال کی کیفیت (۳) قیامت و آخرت اور وہاں کے حالات اس سورۃ میں ان تین میں سے ایک مضمون توحید ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس سورۃ "قل ہو اللہ احد" سے محبت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی محبت تجھے جنت میں لے جائے گی، مندا احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس سورۃ کو دس مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل تعمیر کریں گے حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر تو ہم بہت سے محل بنوائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس سے بھی زیادہ اور اس سے بھی اچھا دینے والے ہیں۔ اور بھی بہت سی روایات میں اس سورۃ کے فضائل مذکور ہیں۔

معلوم کرادیا گیا تھا چنانچہ وہاں سے مختلف چیزیں نکلیں جن میں سر کیا گیا تھا اور اس میں ایک تانت کا ٹکڑا بھی تھا جس میں گیارہ گہریں لگی ہوئی تھیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام یہ سورتیں پڑھنے لگے ایک ایک آیت پر ایک ایک گرہ کھل گئی۔ چنانچہ آپ کو بالکل شفاء ہو گئی۔

خلاصہ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس:

ان دو آخری سورتوں میں یسعی خاتمہ قرآن پر اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے ذریعہ تمام امت مسلمہ کو استفادہ کی تعلیم دی ہے یعنی ہر قسم کے شر سے جو حید اور عقائد حقہ میں فرق یا رخنہ ڈالنے والے شر ہیں ان سے استفادہ اور تمام معاملات اور سب امور میں حق سنانہ تعالیٰ پر توکل و بھروسہ کرنے کا اور اس کی حفاظت و پناہ میں آجانے کا حکم ہوا ہے سورۃ فلق میں معذرات اور شرور دنیویہ سے اور سورۃ الناس میں معذرات اور شرور دنیویہ سے استفادہ ہے۔ واللہ اعلم

فضائل:

حضرت عقبہ بن عامر کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ جحفہ اور ابواء کے درمیان ہم کو تیز ہوا اور تاریکی نے گھیر لیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”قل اعوذ برب الفلق“ اور ”قل اعوذ برب الناس“ پڑھ پڑھ کر پناہ مانگی شروع کی اور مجھ سے فرمایا اے عقبہ پناہ مانگو ان دونوں سورتوں کے ذریعہ سے کہ پناہ مانگنے کے سلسلہ میں یہ دونوں سورتیں سب سے بہتر ہیں۔

حضرت عقبہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کیا میں پناہ حاصل کرنے کے لئے سورۃ ہود اور سورۃ یوسف پڑھا کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”قل اعوذ برب الفلق“ سے بہتر خدا کے نزدیک اس معاملہ میں کوئی چیز نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو سونے کے لئے اپنے بستر پر جاتے تو دونوں ہاتھوں کو ملائے اور ان پر ”قل هو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس“ پڑھ کر پھونکتے اور پھر دونوں ہاتھوں کو جسم پر جہاں تک ہاتھ پہنچتا پھیرتے اور سر اور چہرہ سے ہاتھوں کو پھیرنا شروع فرماتے اور بھر بدن کے اگلے حصہ پر پھیرتے ہوئے سارے جسم پر پھیرتے اور تین مرتبہ ایسا کرتے۔

سورۃ الناس

یہ قرآن کریم کی ۱۱۴ نمبر کی سورۃ ہے، اور ترتیب نزول کے اعتبار سے اس کا شمار نمبر ۲۱ ہے۔ اس سورۃ میں ایک رکوع ۶ آیات ۲۰ کلمات اور ۸۱ حروف ہیں یہ سورۃ مدنی ہے۔

وجہ تسمیہ:

چونکہ اس سورۃ میں لفظ الناس کئی جگہ آیا ہے۔ اس لئے بطور علامت اس سورۃ کا نام سورۃ الناس ہوا۔

رابط و خلاصہ سورۃ:

ما قبل کی سورۃ کے ذیل میں ذکر کیا جا چکا ہے نیز اس سورۃ کا ماقبل کی سورۃ

جسم اور بدن کو خسر پہنچانے والے ہیں۔ واللہ اعلم!

فائدہ:

حضرت تھاقوی قدس سرہ نے اس سورۃ میں ایک عجیب لطیفہ ذکر فرمایا ہے جس سے قرآن کا حسن آغاز و انجام ظاہر ہوتا ہے وہ یہ کہ اس آخری سورۃ اور سورۃ فاتحہ جو کہ سب سے پہلی سورۃ ہے دونوں سورتوں کے مضامین میں غایت درجہ کا تقارب ہے یعنی حکم میں اتحاد ہے، چنانچہ ”رب الناس“ کے مناسب سورۃ فاتحہ میں ”رب العالمین“ ہے اور ”ملک الناس“ کے مناسب ”ما لک یوم الدین“ ہے اور ”الہ الناس“ کے مناسب ”ایک نعہ“ ہے اور استعاذہ کے مناسب ”ایک نشعین“ ہے اور ”الموسوس الناس“ کے مناسب ”اہتا“ ہے۔ واللہ اعلم!

فائدہ:

مفسرین نے ایک نکتہ ابتداء و اختتام قرآن کی مناسبت میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ قرآن کی ابتداء اللہ کے وصف ربوبیت سے تھی اور ”الحمد للہ رب العالمین“ فرمایا تھا اور اختتام وصف الوہیت پر ہوا اور ”الہ الناس“ فرمایا تاکہ معلوم ہو جائے کہ ربوبیت کی حق شناسی یہی ہے کہ اس کی الوہیت میں کسی کو شریک نہ کیا جائے اور اس کی شکرگزاری کے ساتھ عبادت و اطاعت میں عمر گزار دی جائے۔

فائدہ:

بعض نے ایک اور نہایت عمدہ نکتہ اس مقام پر لکھا ہے کہ کلام الہی کی ابتداء بسم اللہ کی ب سے ہے اور ابتدا ناس کی سین پر ہے ان دونوں حرفوں کو ملائے تو لفظ بس بنتا ہے اور اہل عرب بولتے ہیں کہ ”بسک ای حسبک“ تو معنی ہوئے

کے ساتھ رابطہ یہ ہے کہ سورۃ سابقہ میں مضررات اور شرور دنیویہ سے استعاذہ کا ذکر ہے اور اس سورۃ میں مضررات اور شرور دینیہ سے استعاذہ کا حکم ہے یا یہ کہ سورۃ سابقہ میں جن چیزوں کے شرور سے اللہ کی پناہ کی تعلیم دی گئی تھی وہ سب خارج میں پائی جاتی تھیں مثلاً کسی دوسرے کا ظلم کسی چیز سے پہونچنے والی تکلیف جادو یا حسد وغیرہ اور اس سورۃ میں ان شرور سے پناہ چاہنے کا حکم ہے۔ جو خاص انسان کے قلب پر پہونچتے ہیں یعنی شیطانی خیالات اور وساوس جو قلب پر اثر کر کے ایمان کو زائل یا ناقص کر دیتے ہیں اور جب قوت ایمانی جاتی رہی تو پھر آدمی نہ دین کا رہا اور نہ دنیا کا اس لئے اس سورۃ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے واسطے سے تمام مؤمنین کو حکم ہے کہ شیطانی خیالات اور وساوس سے ہر وقت اللہ کی پناہ مانگتے رہیں۔ واللہ اعلم!

فائدہ:

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے سورۃ طلق اور سورۃ ناس کی تفسیر کے سلسلہ میں ایک نہایت لطیف نکتہ لکھا ہے کہ سورۃ طلق میں اللہ کی ایک ہی صفت (رب الملق) سے تین چیزوں کی برائی سے پناہ مانگنے کا حکم ہے۔

(۱) تاریکی کے شر سے (۲) سحر کے شر سے (۳) حاسد کے حسد کے شر سے اور سورۃ الناس میں باری تعالیٰ کی تین صفات کے ذریعہ ایک ہی چیز کے شر سے یعنی شیطان کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم ہے باری تعالیٰ کی وہ تین صفات یہ ہیں۔ (۱) رب الناس (۲) ملک الناس (۳) الہ الناس۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دین کی حفاظت مقدم اور زیادہ ضروری ہے جان اور بدن کی حفاظت سے اس واسطے کہ وساوس شیطان دین کا خراب کرنے والا ہے اور تین شرعی تاریکی، سحر اور حسد یہ

”حسبک من الکونین ما اعطیناک بین الحرفین“ یعنی کافی ہے تجھ کو دونوں
جہاں میں وہ جو ہم نے آپ کو دو حرفوں کے درمیان عطا کیا ہے۔ اور یہ دونوں حرف
فارسی زبان میں بھی اسی معنی میں آتے ہیں حکیم ثنائی قدس سرہ نے اس معنی کی طرف
اشارہ کیا ہے۔

اول و آخر قرآن رچہ ہائے وسین
یعنی اندر وہ دین رہبر تو قرآن بس
وہا ہے کہ اللہ رب العزت ہم سب کو قرآن کے ساتھ صحیح تعلق نصیب
فرمائے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین، بارے رب العالمین